www.kitabosunnat.com

کی آرائش ہو کر جلوہ نمائی کر رہی ہے۔ وہ مغرب کے فیشن میں مست ہو کر تہذیب وتمدن کے اس کوٹھے پر جا بیٹھیں، تنور اور روشن خیالی کے اس چوراہے پر آ کر کھڑی ہو گئیں۔ کہ جہاں سے عفت وعصمت اپنی نگاہیں نیچی کر کے تہذیب وحیا اپنا دامن بچا کر ان سے دور ہٹ گئی۔ انہیں نہ اسلامی تعلیمات سے غرض اور نہ قرآنی ہدایات کی خبر۔ اسلام کی روشنی میں نہ اپنی اصلاح چاہتی ہیں اور نہ اپنے بچوں کی۔ قسمت سے دولت ہاتھ آ گئی ہے تو ان کا منتہائے کمال بس یہ ہے کہ اسے لندن اور پیرس کی عیش پرستیوں، تھیٹروں اور سینماؤں کی بے حیائیوں کی نذر کر دیا جائے یا اپنے بچوں کو جرمن اور آکسفورڈ کی یونیورسٹیوں کا طواف کرایا جائے کہ جہاں پہنچ کر وہ نہ صرف اپنے مذہب اور اپنی معاشرت کو بلکہ قومیت اور وطنیت کو بھی ہمیشہ کے لئے دفن کر آتے ہیں۔ یہ سارا قصور سر پرستوں اور مردوں کا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ.﴾ کے معزز لقب سے یاد فرمایا ہے۔ نادار اور غربا اپنی ناداری کی وجہ سے اپنے بچے اور بچیوں کو تعلیم دلانے سے قاصر ہیں امراء اور رؤساء کو اگر تعلیم دلانے کا شوق ہے تو غیر شرعی اور غیر اسلامی تعلیم دلانے کا ہے۔ خواہ مخلوط تعلیم یا غیر مخلوط ہو۔ دونوں کے نتائج تباہ کن ہیں۔

خاکسار نے اسلامی پردہ میں اور مولانا مودودی نے اپنی مایہ ناز کتاب پردہ میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ خاکسار نے اپنی کتاب اسلامی پردہ میں کالج کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کے عنوان کے تحت ص ۲۷ میں لکھا ہے۔

جن بچوں میں قبل از وقت صنفی احساسات بیدار ہو جاتے ہیں ان کے لئے پہلی تجربہ گاہ مدارس ہیں مدرسے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم ان مدرسوں کی ہے جن میں ایک ہی صنف کے بچے داخل ہوتے ہیں دوسری قسم ان مدرسوں کی ہے جن میں مخلوط تعلیم ہے،

پہلی قسم کے مدرسوں میں صحبت ہم جنس کی وبا پھیل رہی ہے۔ کیونکہ جن جذبات کو بچپن ہی میں ابھارا جا چکا ہے اور جن کو مشتعل کرنے کے سامان فضا میں ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں وہ اپنی تسکین کے لئے کوئی نہ کوئی صورت نکالنے پر مجبور ہیں۔ ڈاکٹر ہو کر لکھتا ہے کہ اس قسم کی تعلیم گاہوں، کالجوں، نرسوں کے ٹریننگ اسکولوں اور مذہبی مدرسوں میں ہمیشہ اس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جن میں ایک ہی صنف کے دو فرد باہم شہوانی تعلق رکھتے ہیں اور صنف مقابل سے ان کی دلچسپی فنا ہو چکی ہے اس سلسلہ میں اس نے بکثرت واقعات ایسے بیان کئے ہیں جن میں لڑکیاں لڑکیوں کے ساتھ اور لڑکے لڑکوں کے ساتھ ملوث ہوئے۔ اور دردناک انجام سے دوچار ہوئے۔

اب دوسری قسم کے مدارس کو لیجئے جن میں لڑکیاں اور لڑکے ساتھ مل کر پڑھتے ہیں یہاں اشتعال کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اسباب بھی موجود ہیں اوراس کوتسکین دینے کے اسباب بھی یہاں پہنچ کراس کی تکمیل ہوجاتی ہے بدترین قسم کا فحش لٹریچر نوجوان لڑکوں اورلڑکیوں کے زیر مطالعہ رہتا ہے۔عشقیہ افسانے ،نام نہاد آرٹ کے رسالے صنفی اورجنسی مسائل پر نہایت گندی باتیں اور منع حمل کی معلومات فراہم کرنے والے مضامین ۔یہ ہیں وہ چیزیں جو عنفوان شباب میں مدرسوں اور کالجوں کے طلباء وطالبات کے لئے سب سے زیادہ جاذب نظر ہوتی ہیں۔

اس لٹریچر سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں دونوں صنفوں کے جوان افراد ان پر آپس میں نہایت آزادی اور بے باکی سے مباحثے کرتے ہیں اوراس کے بعد عملی تجربات کی طرف قدم بڑھایا جاتا ہے لڑکے اورلڑکیاں مل کر کے نکلتے ہیں جن میں شراب اور سگریٹ کا استعمال خوب آزادی سے ہوتا ہے اور ناچ رنگ سے پورالطف اٹھایا جاتا ہے۔

تین زبردست محرکات

مدرسہ اورکالج میں پھر بھی ایک قسم کا ڈسپلن ہوتا ہے۔جو کسی حد تک آزادی عمل میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔لیکن یہ نوجوان جب تعلیم گاہوں سے مشتعل جذبات اور بگڑی ہوئی عادت لئے ہوئے زندگی کے میدان میں قدم رکھتے ہیں توان کی شورش تمام حدود وقیود سے آزاد ہوجاتی ہیں یہاں انکے جذبات کو بھڑ کانے کے لئے ایک پورا آتش خانہ موجود ہوتا ہے۔اورانکے بھڑ کے ہوئے جذبات کی تسکین کے لئے ہر قسم کا سامان بھی کسی دقت کے بغیر فراہم ہوجاتا ہے۔

آپ حضرات موجودہ غیراسلامی تعلیم لڑکیوں اورلڑکوں کے دلانے کا نتیجہ دیکھ رہے ہیں اورسن بھی رہے ہیں اس لئے آپ اپنے بچوں اور بچیوں کوقرآن مجید اور دینی کتابوں کی سب سے پہلے تعلیم دلاؤ تاکہ شروع ہی سے دین کا اثر پڑے۔جس کا اثر بڑھاپے تک رہے گا جوشروع ہی سے دنیاوی علوم کی تعلیم دلاتے ہیں وہ بچے عموماً دین دار نہیں ہوتے کیونکہ ہر علم کا اثر ہوتا ہے۔

اگر بچے کوقرآن وحدیث کی تعلیم دی جائے تواس کا اثر ہوگا اور اگرانگریزی ہندی وغیرہ کی تعلیم دی جائے تواس کا اثر ہونا ظاہر ہے کیونکہ غیر دینی کتابوں میں بہت سی باتیں خلاف شرع ہوتی ہیں۔بچہ اس کو پڑھ کرمتاثر ہوتا ہے بلکہ اس کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔

سفید کپڑے کوجب ایک رنگ میں رنگ دیا جائے تو دوسرا رنگ نہیں چڑھتا۔ بچے فطرتاً معصوم اور بہت صاف ستھرے ہوتے ہیں جس رنگ میں ان کورنگ دیا جائے وہی رنگ ہمیشہ قائم رہتا ہے اگر نیکیوں کے رنگ میں رنگا گیا تواس کا اثر قائم رہے گا سچ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ﴾ (البقرة: ١٣٨)

(اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ اور اللہ کے رنگ سے زیادہ بہتر رنگ کس کا ہے۔)

عیسائیوں کا دستور تھا کہ لڑکے کو یوم ولادت سے ساتویں دن زرد پانی سے نہلاتے تھے اور ایک رنگین حوض میں غوطہ دیتے تھے۔ اس پانی کو معمودیہ کہتے ہیں اور یہ رسم اب بھی جاری ہے۔ اسے بپتسمہ (Baptism) کہتے ہیں عیسائی اس فعل کو نجات اور حصول سعادت کا ذریعہ جانتے ہیں۔ اللہ نے آیت مذکورہ میں اس کی تردید کردی ہے۔

بہر حال والدین یا دیگر ذمہ دار حضرات بچوں کو شروع سے دینی و مذہبی تعلیم اگر دیں اور دلائیں تو یہی بچے جوان ہو کر دنیا میں بھی والدین کی خدمت کریں گے اور ان کے لئے نیک دعائیں کریں گے کیونکہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے سب کام بند ہو جاتے ہیں لیکن مرنے کے بعد بھی بعض نیکیوں کا فائدہ پہنچتا رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَامَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّامِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّامِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ.)) ❶

''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سارے کاموں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے اور مرنے کے بعد ان کاموں کا ثواب مسلسل جاری نہیں رہتا، مگر تین کاموں کا ثواب بند نہیں ہوتا بلکہ اس کا ثواب برابر جاری رہتا ہے صدقہ جاریہ' وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے' نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرتی رہے۔''

دینی علم سے دنیاوی اور دینی اور اخروی بہت سے فائدے ہیں اگر سب کو تفصیلی طور پر بیان کیا جائے تو علم کے سمندر میں سے ایک قطرہ بھی نہیں بیان کیا جا سکتا۔ تمام نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے علم کے زیور سے مزین فرمایا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں پر علم ہی کے ذریعے سے فوقیت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علم معرفت عطا فرمایا تھا۔ جس کے ذریعے سے توحید الٰہی کی طرف بلاتے رہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر عطا فرمایا تھا جس کے سبب سے بادشاہ ہو گئے اور تخت و تاج کے مالک بن گئے۔ تفسیر و تاریخ میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی عفت و عصمت کے سبب ناجائز کام میں زلیخا کی اطاعت کرنے سے دور رہے تو زلیخا نے اس کی سزا میں اپنے شوہر عزیز کو ابھارا اور آپ کو کسی نہ کسی طرح جیل خانہ بھجوا دیا۔ ایک عرصہ تک حضرت یوسف علیہ السلام جیل خانہ میں رہے وہاں قیدیوں کے خواب کی تعبیریں

❶ مسلم كتاب الوصية' باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته. (٤٢٢٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بتائیں۔اور جس طرح بتایا اسی طرح ہوا۔اس کی وجہ سے آپ کے علم تعبیر خواب کا بہت چرچا ہوا۔

اسی اثناء میں بادشاہ مصر نے بھی خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جو دریائے نیل سے برآمد ہوئیں ان کے بعد سات دبلی گائیں نکل آئیں۔ان کے دانت شیر کے دانت کی طرح نکلے ہوئے تھے انہوں نے موٹی گائیوں کو چیر پھاڑ ڈالا اور برخلاف عادت یہ کہ گائے کو گائے کھاتی نہیں انہیں کھا بھی لیا۔اور پھر اسی وقت یہ ابھی دیکھا کہ دریائے نیل لہریں مار رہا ہے یکا یک اس کا پانی خشک ہوگیا۔ریت اڑنے لگی اور بیچ دریا میں سات بالیں ہری پیدا ہوئی اور سات بالیں ان کے قریب ہی سوکھی ہوئی وہ سوکھی بالیں ہوا سے ہلیں اور ہری بالوں سے لپٹ کر انہیں بھی خشک کر دیا اور جلا دیا۔

مصر کا بادشاہ اس خواب سے سخت پریشان ہوا اور گھبرا کر اٹھا۔علی الصباح دربار میں تمام کاہنوں اور نجومیوں کو بلایا اور ان سے خواب کا ذکر کیا اور تعبیر چاہی وہ لوگ ناواقف تھے کہنے لگے بادشاہ سلامت! یہ بدخوابیاں کہلاتی ہیں بھلا ان کی تعبیر کیا ہوگی۔سب نے تعبیر بتانے سے انکار کیا اور کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ کہیں وہ قیدی بھی وہاں دربار میں حاضر تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کی تعبیر کے مطابق جیل خانہ سے رہا ہوکر آیا تھا۔بادشاہِ مصر کو سلام کر کے یہ کہا کہ میں ایک ایسے شخص کو بتاتا ہوں جو آپکے خواب کی تعبیر بتادے گا ذرا مجھے جیل خانہ تک جانے کی اجازت ہو جائے وہ شخص بادشاہ کی اجازت سے جیل خانہ آیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے بادشاہ مصر کا خواب بیان کیا۔حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی وقت تعبیر بیان فرمائی کہ اول سات برس تک خوب بارش ہوگی غلہ پھول پھل خوب پیدا ہوگا پھر اس کے سات سال کی بڑی سخت قحط سالی ہوگی اگلا پچھلا اندوختہ سب خرچ ہو جائے گا پھر ان سات سال کے قحط کے بعد آٹھواں سال ایسا آئے گا جس میں مینہ برسے گا اور حسب دلخواہ پیداوار ہوگی۔جاؤ بادشاہ سے کہہ دو۔بادشاہ اس تعبیر کے سنتے ہی بڑا فکرمند ہوا اور قحط سے بچاؤ کی تدبیریں کرنے لگا پھر اس کے دل نے گواہی دی کہ جس بزرگ نے ایسے مشکل خواب کی تعبیر بیان کی ہے وہی قحط سالی سے بچنے کی تدبیر بھی اچھی طرح کر سکتا ہے۔حکم دیا کہ جاؤ اس قیدی کو لے آؤ۔چنانچہ آپ تشریف لائے اور عہدہ وزارت پر فائز ہوئے اور سارے ملک پر تاحیات مالک رہے۔سب سیاہ اور سفید آپ ہی کے اختیار میں تھا۔یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور علم کی وجہ سے ہوا غور کرنے کی بات ہے کہ صفت حسن میں حضرت یوسف علیہ السلام اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے لیکن جو قدرت اللہ تعالیٰ نے علم کو عطا فرمائی ہے اس کا پاسنگ بھی حسن کو نہیں ملی۔قرآن مجید میں ہے کہ جب تک حضرت یوسف علیہ السلام نبوت کی خلعت سے ممتاز نہیں ہوئے تھے تو آپ کی قیمت چند درہموں کی تھی۔قرآن مجید نے خود کہا ہے۔

﴿ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ﴾ (یوسف: ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو چند درہموں کے بدلے بیچ ڈالا۔)

لیکن جب آپ علم ونبوت سے سرفراز کیے گئے تو تخت وتاج کے مالک ہوگئے تو علم کا مرتبہ سب سے اونچا بلند مرتبہ ہے۔

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں، پرندوں کی بولیاں سمجھنے کا علم عطا کیا گیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ﴾ (النمل: ١٦)

(حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی جگہ مسند نبوت وخلافت پر فائز ہوئے تو آپ کو خدا کی طرف سے ایک اور نعمت ملی جو حضرت داؤد علیہ السلام کو نہ ملی یعنی حیوانات کے باہم کلام کرنے اور ان کے اشارہ کنایہ کو سمجھ لینا۔)

حضرت سلیمان علیہ السلام انسان جنات شیاطین اور ہر ایک جانور سے طرح طرح کے اپنے کام اور خدمت لیا کرتے تھے ہُد ہُد کے ذریعہ شہر سبا کی خبریں منگوائیں اور پورے ملک یمن کے بادشاہ ہوئے۔ یہ سب کچھ علم ونبوت اور خدا کے فضل وکرم سے ہوا۔ منٹوں میں عرش عظیم کا آ جانا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا موجودہ زمانے میں برقی تار ٹیلی فون اور ریڈیو وغیرہ کی ایجاد اسی علم کی بدولت ہے۔ ہوائی جہاز، بحری جہاز، ریل گاڑی، موٹر کار، بس وغیرہ بے شمار ایجادات جو پہلے زمانہ میں نہیں تھیں اسی علم کے ذریعہ سے اب سامنے آ گئی ہیں یہ سارا کا سارا علم ہی تو ہے۔ غرض مشرق سے مغرب شمال سے جنوب اور عرش سے فرش تک خدائی علم کا گویا ایک مدرسہ ہے اور ساری کائنات اس سے مستفید ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام چیزوں کا بیان فرمادیا ہے کسی شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

جَمِيعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ أَفْهَامُ الرِّجَالِ

اسی قرآن مجید کی بدولت لوگ دنیا اور آخرت کی ترقی حاصل کر لیتے ہیں اور جو نہ قرآن مجید کو پڑھے نہ عمل کرے تو اس کے لئے تنزل ہی تنزل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ اس کتاب یعنی قرآن مجید کے ذریعے سے ایک قوم کو بلند کرتا ہے اور دوسری قوم کو

---

❶ مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین' باب فضل من یقوم بالقرآن و یعلمہ (۱۸۹۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پست کرتا ہے۔''

یعنی اس کے پڑھنے اور عمل کرنے والے کو دنیا وآخرت میں بلند درجہ عطا فرماتا ہے اور نہ پڑھنے والا دونوں جہاں میں ذلیل ہوتا ہے اور جو قرآن مجید میں ماہر ہو وہ بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَ الَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَ يَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ.)) ❶

''قرآن مجید کا ماہر بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن مجید کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور پڑھنے والے کو دشواری پیش آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دُہرا اجر عطا فرمائے گا۔''

بہرحال قرآن مجید کے بہت فضائل ہیں اس کے مثل کوئی کلام نہیں ہے اور کیوں نہ ہو یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہی تو ہے کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

جمال حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے   قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں ملتی جہاں میں ڈھونڈ کر دیکھا   بھلا کیونکر نہ ہو یکتا' پاک رحماں ہے

اسی چاند کی روشنی میں ہمیں ہر چیز معلوم ہوتی ہے حلال وحرام کا بھی اسی سے پتہ چلتا ہے اور اسی سے صحیح اور غلط راستے میں امتیاز ہوتا ہے۔ اور یہی صحیح راستہ بتاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۹)

(یقیناً یہ قرآن مجید وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور نیک عمل کرنے والے ایمان والوں کو اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا ثواب ہے۔)

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے قرآن مجید کو نازل فرما کر اس کی حفاظت اور نگرانی بھی اپنے ذمہ لے لی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ (سورة حجر: ۹)

(ہم نے قرآن مجید کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی نگرانی کرنے والے ہے۔)

تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ رسول اللہ ﷺ کے اس کی حفاظت فرمائی کہ آپ ﷺ کے دل میں محفوظ کر دیا

❶ بخاری کتاب التفسیر' باب سورة عبس (۴۹۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اسے یاد کیا تو دنیا میں بہت سے حافظ قرآن ہوئے اور ان شاء اللہ قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ اور دیکھ کر پڑھنے والے بہت سے ہیں جن میں مرد عورت بوڑھے جوان بچے عجمی عربی سبھی شامل ہیں اور بہت سے لوگوں کو تفسیر و تفہیم وغیرہ کا شوق دیا کہ اس کے معانی و مطالب کو بڑی بڑی کتابوں میں بیان کیا اور فصاحت و بلاغت کے علماء نے بہت ہی عرق ریزی کر کے اس کی باریکیوں کو بیان کیا۔ نحویوں اور صرفیوں کو بھی اس کا جذبہ دیا اور محدثین و متکلمین کو اس کا شوق دیا خوشخط لکھنے والوں اور چھپوانے والوں کو بھی اس کی توفیق دی کہ مختلف لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی نگرانی فرمائی ہے یہاں تک کہ قرآن مجید کے لفظوں اور ایک ایک حرف زیر زبر کو بھی گن ڈالا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پڑھنے سے دس دس نیکی کے ثواب کا وعدہ فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے:

((مَنْ قَرَأَحَرْ فًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ۔ اَلِفٌ حَرْفٌ لَامٌ حَرْفٌ مِيْمٌ حَرْفٌ.)) ❶

''جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اس کو نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ہے الٓمٓ ایک حرف نہیں ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے تو ان تین حرفوں کے بدلے تیس نیکیاں ملیں گی۔''

اور پورے قرآن مجید میں تین لاکھ بائیس ہزار چھ سو ستر (۳۲۲۶۷۰) حروف ہیں تو پورے قرآن مجید کے پڑھنے کا ثواب بتیس لاکھ چھبیس ہزار سات سو (۳۲۲۶۷۰۰) نیکیاں ملیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.)) ❷

''وہ شخص تم سے اچھا ہے جو قرآن مجید کو سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ.)) ❸

''قرآن مجید پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن قرآن مجید پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے

---

❶ ترمذی کتاب فضائل القرآن' باب من قرأ حرفا من القرآن ما له من الاجر (۲۹۱۰)

❷ بخاری کتاب فضائل القرآن' باب خیر کم من تعلم القرآن و علمه (۵۰۲۷)

❸ مسلم کتاب صلوٰة المسافرین' باب فضل قراءة القرآن و سورة البقرة (۱۸۷۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْقَ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَأُهَا.)) ❶

"قرآن مجید پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ تم قرآن مجید پڑھتے جاؤ اور اونچے اونچے درجات پر چڑھتے جاؤ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جیسا کہ دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے تمہارا جنت میں آخری درجہ وہ ہوگا جہاں تم پڑھتے پڑھتے ٹھہر جاؤ گے۔"

بہر حال قرآن مجید کے فضائل و برکات و حسنات بہت زیادہ ہیں لیکن یہ پڑھنے اور عمل کرنے سے حاصل ہوں گے آج کل ہم نے قرآن مجید کو پڑھنا اور پڑھانا بھی چھوڑ دیا ہے اور عمل کرنا اور کرانا بھی چھوڑ دیا ہے اسی وجہ سے مصیبتوں میں گرفتار ہیں قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ خدا کے سامنے شکایت کریں گے خدایا میری امت نے قرآن چھوڑ دیا تھا جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴾ (فرقان: ۳۰)

(میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا (اس پر عمل نہیں کیا۔ پھر میرا کیا قصور ہے۔))

یعنی پہلے اللہ تعالیٰ کی جانب سے سوال ہوگا کہ تمہاری امت کیوں گمراہ ہوگئی تو آپ ﷺ یہ جواب دیں گے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علی علیہ السلام کے بارے میں ہے:

﴿ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (مائدہ: ۱۱۶ تا ۱۱۸)

(وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمادیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی خدا کے علاوہ معبود قرار دے لو۔ تو حضرت عیسیٰ عرض کریں گے کہ میں تو آپکو منزہ سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہیں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جسکے کہنے

❶ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ، باب کیف یستحب الترتیل (۱٤٦٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا آپ تو میرے دل کی باتیں بھی جانتے ہیں اور جو کچھ آپ کے علم میں ہے میں اسے نہیں جانتا ہوں تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہیں میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا سوائے اس کے جو آپ نے کہنے کو فرمایا تھا۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ بہت زبردست حکمت والے ہیں۔)

بخاری شریف اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ

اے لوگو! قیامت کے روز تم ننگے اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے جیسے کہ پیدائش کے وقت تھے سب سے پہلے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ اب میری امت کے چند لوگ لائے جائیں گے جنہیں دوزخ کی نشانی کے طور پر بائیں طرف رکھا جائے گا تو میں کہوں گا یہ تو میری امت ہے۔ تو کہا جائے گا کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد تمہاری سنت کو چھوڑ کر ان لوگوں نے کیا کیا بدعتیں جاری کیں۔ تو میں ایک بندۂ صالح کی طرح یہی کہوں گا کہ جو حضرت عیسیٰ علی علیہ السلام نے کہا تھا کہا جائے گا کہ تمہارے بعد یہ لوگ مرتد اور بدعتی ہو گئے تھے۔ (بخاری ومسلم)

ہماری بد اعمالیوں کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے بنص قرآن تو کریں گے لیکن موجودہ حالت میں بہ زبان ماہر القادری قرآن مجید یوں شکایت کرتا ہے۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں آنکھوں میں لگایا جاتا ہوں!
تعویذ بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں!
جزو دان حریر وریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں!
جس طرح سے طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں اس طرح سکھایا جاتا ہوں!
جب قول وقسم لینے کے لئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں!

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسے میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں!
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
ایک بار ہنسایا جاتا ہوں سو بار رلایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی ستایا جاتا ہوں!
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی اکیلا رہتا ہوں مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

رسول اللہ ﷺ کی اور قرآن مجید کی شکایت تو اپنی جگہ بالکل صحیح ہے لیکن اپنی اولاد بھی اپنی بے توجہی اور غفلت کی وجہ سے شکایت کرے گی کیونکہ ان کی حق تلفی کی گئی ہے اور صحیح تعلیم وتربیت نہیں کی گئی۔ قیامت کے روز یہی اولاد دامن گیر ہوگی اسی طرح سے اور لوگ بھی دامن گیر ہوں گے جن کو (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) نہیں کیا گیا ہے۔

نیکی کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا ضروری ہے خواہ گھر کا آدمی ہو یا پاس پڑوس کا ہو اگر خود نمازی ہے اور گھر والوں کو یا پڑوس والوں کو نماز پڑھنے کا حکم نہیں کرتا ہے اور ان کو دیگر برائیوں سے نہیں روکتا ہے تو قیامت کے دن یہ بے نمازی پڑوسی کا دامن پکڑ کر خدا کے سامنے پیش ہوگا اور کہے گا۔

خدایا اس نے میری خیانت کی ہے اور میری حق تلفی کی ہے یہ بے نمازی پڑوسی اپنی صفائی میں کہے گا خدایا نہ میں نے اس کی خیانت کی ہے اور نہ میں نے اس کی حق تلفی کی ہے وہ بے نمازی کہے گا کہ خدایا یہ سچ کہتا ہے لیکن اس نے مجھے گناہوں سے نہیں روکا اس لئے میری خیانت اور حق تلفی کی ہے،

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کتاب الصلوۃ و مایلزم لہا کے ص ۴۲ میں فرماتے ہیں:

((قَالَ يَجِيْءُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُتَعَلِّقًا بِجَارِهٖ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ هٰذَا خَانَنِيْ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَعِزَّتِكَ مَاخُنْتُهٗ فِيْ اَهْلٍ وَلَامَالٍ فَيَقُوْلُ صَدَقَ يَارَبِّ وَلٰكِنَّهٗ رَاٰنِيْ عَلٰى مَعْصِيَةٍ فَلَمْ يَنْهَنِيْ عَنْهَا.))

''قیامت کے روز ایک شخص اپنے پڑوسی کے دامن کو پکڑ کر خدا کے سامنے فریاد کرے گا کہ اے پروردگار اس نے میری خیانت کی ہے وہ کہے گا تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے اھل وعیال اور مال میں کوئی خیانت نہیں کی ہے، وہ کہے گا یہ سچ تو کہتا ہے لیکن جب اس نے مجھ کو گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے روکا نہیں تھا۔''

اسی طرح اولاد بھی باپ کا دامن گیر ہوکر کہے گی کہ خدایا مجھے اس نے بچپن میں نہ قرآن مجید پڑھایا اور نہ اسلامی تعلیم دی۔ مجھے اسلامی تعلیمات سے بالکل ناواقف رکھا اور کوئی دینی بات نہیں سکھائی ۔ آج کل ہمارے بچے کتاب وسنت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے بہت ہی زیادہ کمزور اور بزدل ہوگئے ہیں نہ ان میں شجاعت وبہادری ہے نہ وہ سپاہ گیری اور جنگ کے لائق ہیں اس لئے دوسروں کی غلامی میں زندگی بسر کررہے ہیں۔ ہم آپ کے سامنے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں جو اسلامی تاریخوں میں نہایت بسط وتفصیل سے لکھا ہے۔ اور اسماء رجال میں بھی یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ آپ غور سے سنئے اور بچوں کو بھی سنایئے تاکہ ان میں جرأت وشجاعت پیدا ہو اور اپنے آپ کو غلامی کی زنجیروں سے نکالنے کی کوشش کریں۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا مشہور شاعرہ ہیں ۔ اپنی خوشی سے اپنی قوم کے ساتھ آکر مدینہ میں مسلمان ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں قادسیہ کی مشہور جنگ ہوئی ہے اس لڑائی میں اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں ان نوجوان لڑکوں کو جنگ سے ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی کی شرکت کی ترغیب دی۔ فرمانے لگیں۔

میرے پیارو بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اپنی ہی مرضی سے تم نے ہجرت کی ہے ان کاموں کے لئے کسی نے تم کو مجبور نہیں کیا۔ خدا کی قسم جس طرح ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے اسی طرح تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ کی خیانت کی اور نہ تمہارے ماموؤں کو رسوا کیا ہے اور نہ تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا ہے اور نہ تمہارے نسب کو خراب کیا ہے تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑنے کا ثواب اور کتنا درجہ ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ آخرت باقی رہنے والی ہے اور دنیا فنا ہونے والی ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾

(آل عمران: ۲۰۰)

(اے ایمان والو! تکلیفوں میں صبر کرو اور کافروں کے مقابلہ میں جمے رہو اور تیار رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔)

کل صبح جب صحیح سالم اٹھو اور لڑائی کی جلتی ہوئی آگ دیکھو تو اس کے انگاروں میں گھس جاؤ اور کافروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کا خوب مقابلہ کرو خدا نے چاہا تو جنت میں نہایت عزت واکرام سے داخل ہو گے چنانچہ جب صبح ہوئی اور لڑائی کی آگ خوب تیز ہوگئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک لڑکا نمبر وار آگے بڑھتا اوراپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر جوش پیدا کرتا اور جنگ کی آگ میں کود پڑتا اور بہادری کے جوہر دکھا کر شہید ہوجاتا اسی طرح یکے بعد دیگرے جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب ماں کو ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہوئے کہا۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ان کی شہادت سے مشرف ومکرم بنایا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ان لڑکوں کے ساتھ رہوں گی۔ (اسد الغابہ)

اس واقعہ سے ہمیں عبرت اور نصیحت پکڑنی چاہیے کہ ہم بھی اپنے بچوں کو بچپن ہی سے ایسی تعلیم دیں اور دلائیں نیز ایسی تربیت سے انہیں آراستہ کریں کہ جس سے مرتے دم تک اسلام ہی پر رہیں اور نہایت بہادرانہ عزت کی زندگی گذاریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام پر ہی قائم رکھے اسلام کی شکل وصورت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے۔ آمین۔

((رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ))

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صلہ رحمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ص وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ الْاٰيَةَ﴾ (سورۃ البقرۃ: ٢٦-٢٧)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اس سے وہ ان ہی کو گمراہ کرتا ہے' جو حکم نہیں مانتے' جو خدا سے مضبوط عہد کر کے بھی توڑتے ہیں' اور خدا نے جس کو جوڑنے کا حکم دیا ہے' اس کو کاٹتے رہتے ہیں۔)

ماں باپ وغیرہ کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے اہل قرابت کا حق ہے' عربی زبان میں قرابت والوں کا حق ادا کرنے کو صلہ رحمی کہتے ہیں' کیونکہ رحم مادر ہی تعلقات کی جڑ ہے' کسی امر میں انسانوں کا اشتراک ہی ان کے باہمی تعلقات اور حقوق ومحبت واعانت کی اصل گرہ ہے' یہ اشتراک کہیں ہم عمری' کہیں ہمدردی' کہیں ہمسائیگی' کہیں ہم مذاقی' کہیں ہم پیشگی' کہیں ہم وطنی' کہیں ہم قومی کی مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتا ہے اس اشتراک کے عقد محبت کو استوار اور مضبوط رکھنے کے لئے جانبین پر حقوق کی نگہداشت اور فرائض محبت کی ادائیگی واجب ہے' لیکن ان تمام اشتراکوں سے بڑھ کر وہ اشتراک ہے' جس کا سبب رحم مادر ہے' یہ ہم رحمی خالق فطرت کی باندھی ہوئی گرہ ہے' وہ متفرق انسانی ہستیوں کو خاص کر اپنے دست قدرت سے باندھ کر اس طرح ایک کر دیتا ہے' کہ اس کا حق توڑنا انسان کی قدرت سے باہر ہوتا ہے' اس لئے اس کے حقوق کی نگہداشت بھی سب انسانوں کو سب سے زیادہ ضروری ہے' اس فطری گرہ کے توڑنے والوں کو فاسق اور ضلالت کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے' حقوق العباد میں حقوق قرابت کی اہمیت بہت زیادہ ہے قرآن مجید میں متعدد آیات میں اس کی صریح تاکید ہے اور اس کو احسان نہیں' بلکہ اس کا فرض اور حق بتاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

(ا) ﴿ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ. ﴾ (الروم: ٣٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(تو قرابت دار کو اس کا حق دے دے۔)

(۲) ﴿ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ ﴾ (بنی اسرائیل: ۲٦)

(تم قرابت داری کے حق کو ادا کرو۔)

دوسری جگہ یہ تصریح فرمائی ہے' کہ مال و دولت کی محبت اور ذاتی ضرورت اور خواہش کے باوجود صرف اللہ کی مرضی کیلئے خود تکلیف اٹھا کر اپنے قرابت مندوں کی امداد اور حاجت روائی اصلی نیکی ہے' جیسا کہ فرمایا:

(۳) ﴿ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى. ﴾ (سورة البقرة: ۱۷۷)

(اور اصل نیکی اس کی ہے' جو باوجود ضرورت کے اور اس کی محبت کے قرابت داروں کو دے دے۔)

والدین کے بعد اہل قرابت ہی سب سے پہلے ہماری مالی امداد کے مستحق ہیں:

(۴) ﴿ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ. ﴾ (سورة البقرة: ۲۱۵)

(فائدہ کی جو چیز بھی تم خرچ کرو' تو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے ہے۔)

ماں باپ کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک خدا تعالیٰ کے ان خاص احکام میں سے ہے' جن کا انسان سے عہد لیا گیا:

(۵) ﴿ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِى الْقُرْبٰى. ﴾ (البقرة: ۸۳)

(اور بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا' کہ خدا ہی کو پوجنا' اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا۔)

سورہ نحل میں اہل قرابت کی امداد کو عدل اور احسان کے بعد تیسرا حکم بتایا:

(٦) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى. ﴾ (النحل: ۹۰)

(بے شک اللہ تعالیٰ انصاف' اور حسن سلوک' اور قرابت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے۔)

اور ایک مسلمان کی دولت کے بہترین مستحق اس کے والدین کے بعد اس کے اقرباء ہی کو فرمایا:

(۷) ﴿ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ. ﴾ (البقرة)

(اے نبی آپ فرما دیجئے کہ فائدہ کی جو چیز تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ قرابت والے اور یتیموں اور غریبوں کو دو۔)

اگر کسی قرابت دار سے کوئی قصور ہو جائے تو اہل دولت کو زیبا نہیں' کہ وہ اس کی سزا میں اپنی امداد اس سے روک لیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۸) ﴿ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُؤْتُوْآ اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ. ﴾

(النور: ۲۲)

(جو لوگ تم میں زیادہ کشائش والے ہیں' وہ قرابت مندوں اور محتاجوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔)

خدا کی خالص عبادت اور توحید اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے بعد تیسری چیز اہل قرابت کے ساتھ نیکی کرنا ہے' فرمایا:

(۹) ﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى۔ ﴾

(النساء: ۳۶)

(اللہ ہی کی عبادت کرو' اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ' اور ماں باپ اور قرابت والوں کے ساتھ نیکی کرنا۔)

قرابت کو اسلام میں بہت اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تمام محنتوں' زحمتوں' تکلیفوں اور مصیبتوں کا جو تبلیغ اور دعوت حق میں آپ کو پیش آئیں اور آپ نے اس احسان و کرم کا جو ہدایت اور اصلاح کے ذریعہ ہم پر فرمایا' بدل معاوضہ اور مزدوری امت سے یہ طلب فرماتے ہیں کہ میرے رشتہ داروں اور قرابت داروں کا حق ادا کرو' اور ان سے لطف و محبت سے پیش آؤ۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

(۱۰) ﴿ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى. ﴾ (الشوری: ۲۳)

(اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ تم سے اس تبلیغ پر بجز اس کے کوئی مزدوری نہیں مانگتا کہ ناطے رشتے میں محبت اور پیار کرو۔)

قرابت والوں کی محبت کی زیادہ تاکید و اہمیت حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے' استعارہ کے لفظوں میں آپ نے فرمایا:

((اَلرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَ صَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ۔)) ❶

''رحم' شکم مادری لفظ رحمٰن سے مشتق ہے اس لئے محبت والے خدا نے رحم کو مخاطب کر کے فرمایا' جو تجھ کو ملائے گا اس کو میں ملاؤں گا اور جو تجھ کو کاٹے گا' میں بھی اس کو کاٹوں گا۔''

اس مفہوم کو آپ نے یوں بھی ادا فرمایا ہے:

❶ بخاری کتاب الادب باب من وصل وصل اللہ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ.)) ❶

''رحم انسانی نے عرش کو پکڑ کر کہا' کہ جو مجھ سے ملائے اس کو خدا تعالیٰ ملائے گا اور جو مجھے کاٹے اس کو خدا تعالیٰ کاٹے گا۔''

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

((خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَى الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَآئِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَارَبِّ قَالَ فَذَاكِ.)) ❷

''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کر لیا' تو رحم انسانی نے رحمت والے خدا کی کمر کو پکڑ لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہے اس نے کہا کہ یہی جگہ قطع رحمی سے تیری پناہ لینے کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا' کیا تو اس بات سے خوش نہیں ہے' کہ جو تجھ کو ملائے' اس کو میں اپنے سے ملاؤں اور جو تجھے کاٹے اس کو میں اپنے سے کاٹوں' اس نے کہا مجھے یہ منظور ہے اللہ نے فرمایا' کہ اب ایسا ہی ہوگا۔''

رحم اور رحمٰن کا اشتراک لفظی' اشتراک معنوی رحمت ومودت پر دلالت کرتا ہے' اس لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ﴾ (سورۃ النساء: ١)

(اور جس خدا کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو' اس کا اور رشتہ کا خیال رکھو۔)

اس رشتہ کا توڑنے والا' اور قرابت کے حق کو ادا نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ.)) ❸ ''رشتہ کا کاٹنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

اور رشتہ کو جوڑنے والا اور قرابت مندوں کی خدمت کرنے والا جنت میں داخل ہوگا' چنانچہ ایک شخص نے آکر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا' کہ یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ.)) ❹

---

❶ بخاری کتاب الادب باب من وصل وصل الله. ❷ بخاری کتاب الادب باب من وصل وصل الله. مسلم کتاب البر و الصلة و الاداب باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها. ❸ بخاری کتاب الادب باب من وصل وصل الله. ❹ بخاری کتاب الادب باب فضل صلة الرحم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''اللہ کی عبادت کیا کرو' کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور نماز اچھی طرح ادا کرتے رہو' اور زکوۃ دیتے رہو اور قرابت داروں کا حق ادا کرتے رہو' اور صلہ رحمی کرتے رہو۔''

جو قرابت داروں کا حق ادا کرتا ہے' اوران کی خدمت کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کو کشادہ روزی دیتا ہے' اس کی عمر بڑھاتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو' اس کو چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ ❶

چونکہ ان عملوں کا اثر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے' کہ اس سے مال و دولت میں فراخی اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے' اس لئے کہ صلہ رحمی کی دو ہی صورتیں ہیں' ایک یہ کہ ضرورت مند رشتہ داروں کی مالی امداد کی جائے دوسری یہ کہ خدا کی دی ہوئی عمر کا کچھ حصہ ان کی خدمت میں صرف کیا جائے' پہلے کا نتیجہ خدا کی طرف سے مالی وسعت اور کشادگی اور دوسرے کا نتیجہ عمر میں برکت اور زیادتی کی صورت میں ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ وَ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَاةٌ فِي الْأَثَرِ .)) ❷

''صلہ رحمی سے قرابت والوں میں محبت' مال میں کثرت اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔''

اس صلہ رحمی سے سارے خاندان والے راضی ہوں گے' اور اس کے حق میں دعائیں کریں گے جس سے اس کے مال و دولت اور عمر میں برکت و کثرت ہوگی' اگر کوئی عزیز رشتہ دار اپنے حق کو ادا نہیں کرتا تو اس کے دوسرے رشتہ دار کو یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ بھی اپنے حق کو ادا نہ کرے' بلکہ دراصل صلہ رحمی اسی کا نام ہے' کہ جو قرابت کے حق کو ادا نہ کرے' اس کے حق کو ادا کیا جائے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا .)) ❸

''جو بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے' وہ دراصل صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے' بلکہ ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑنے والا دراصل صلہ رحمی کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو نیک عملوں کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی برائیوں سے بچائے رکھے' آمین۔

﴿ أَقُوْلُ قَوْلِي هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾ (اٰمِيْن)

---

❶ بخاری کتاب الادب باب من بسط له فی الرزق لصلة الرحم
مسلم کتاب البر والصلة باب صلة الرحم

❷ طبرانی (۱/ ۱۸۹) ❸ بخاری کتاب الادب باب لیس الواصل بالمکافی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عزیز و اقارب کے حقوق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴾ (نساء: ٣٦)

(اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی کو شریک نہ کرو، اور ماں باپ سے نیک سلوک کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔)

اللہ تعالیٰ اور ماں باپ کے حقوق کے بعد درجہ بدرجہ قرابت داروں کا بھی حق ہے جس کی ادائیگی نہایت ضروری ہے قرابت والوں کے حق ادا کرنے کو صلہ رحمی بھی کہتے ہیں یعنی تعلقات کی وجہ سے آپس میں ملا جلا رہنا چاہیے، یہ میل جول انسانی برداری اور باہمی تعلقات و محبت اور امداد و تعاون کی اصلی گرہ، یہ اشتراک کہیں ہم عمری، کہیں ہم مذہبی، کہیں ہمسائیگی، کہیں ہم مذاقی، کہیں ہم پیشگی، کہیں ہم وطنی، اور کہیں ہم قومی کی مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتا ہے۔

اس اشتراک کے عقد محبت کو استوار اور مضبوط رکھنے کے لئے جانبین پر حقوق کی نگہداشت اور فرائض محبت کی ادائیگی واجب ہے، لیکن ان تمام اشتراکوں سے بڑھ کر وہ اشتراک ہے جس کا سبب رحم مادر ہے۔ یہ ہم رحمی خالق فطرت کی باندھی ہوئی گرہ ہے وہ متفرق انسانی ہستیوں کو خاص اپنے دست قدرت سے باندھ کر اس طرح ایک کر دیتا ہے کہ اس کا حق توڑنا انسان کی قوت سے باہر ہوتا ہے اس لئے اس کے حقوق کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نگہداشت بھی انسانوں کو سب سے زیادہ ضروری ہے، اس فطری گرہ کے توڑنے والوں کو فاسق اور گمراہ قرار دیا گیا ہے۔

حقوق العباد میں حقوق قرابت کی اہمیت بہت زیادہ ہے قرآن مجید میں کم ازکم بارہ آیتوں میں اس کی صریح تاکید ہے اور اس کو انسانوں کا احسان نہیں بلکہ اس کا فرض اور حق بتایا ہے اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ﴾ (الروم: ۳۸)

(یعنی قرابت داروں کے حق دو اور مسکین و مسافروں کے حق کو بھی ادا کرو۔)

اور سورہ روم میں بھی اس کا ذکر فرمایا۔

﴿ فَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ، وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾ (الروم: ۳۸ - ۳۹)

(قرابت دار کو، مسکین کو، مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دو، یہ ان کے لئے بہتر ہے جو خدا کی رضا چاہتے ہوں، ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں، تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا۔ اور جو کچھ صدقہ وزکوۃ تم خدا کی رضامندی کی طلب کے لئے دو تو ایسے ہی لوگ ہیں اپنا دو چند کرنے والے۔)

یعنی تم اپنے قرابت داروں، مسکین اور مسافر کے حق کو دے دیا کرو، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے، دنیا و آخرت میں اس کا اچھا بدلہ پاؤ گے اور جو لوگ دنیا ہی میں زیادہ سے زیادہ لینے کی کوشش کرتے ہیں، جیسے کسی کو سود پر دے دیا اور اس میں زیادہ پیسہ حاصل کیا یہ تو صرف حرام ہی ہے، اور اگر کسی کو اس نیت سے دیا کہ ہمارے دئے ہوئے سے زیادہ دے، کسی کو اس نیت سے دیتا ہے کہ ہم کو اس سے زیادہ قیمتی ہدیہ بھیجے تو جائز تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب نہیں پائے گا چونکہ اس میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہیں ہے اور جو اللہ کی رضامندی کے لئے دیتا ہے اس کو دنیا وآخرت میں دوگنا ثواب ملے گا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کے حق ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

سورہ بقرہ میں اسی کا حکم دیا ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ نیکی صرف نماز روزے میں منحصر نہیں بلکہ اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کو کما حقہ ادا کرنے کا نام ہے۔ فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾ (البقرۃ: ۱۷۷)

(ساری بھلائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ درحقیقت بھلا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر، ایمان رکھنے والا ہے اور جو اس کی محبت میں مال خرچ کرے، قرابت داروں پر، یتیموں پر، مسکینوں، مسافروں اور دوسرے سوال کرنے والوں کو دے غلاموں کو آزاد کرے، نماز میں پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تو پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔)

ان آیتوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولوں، تمام فرشتوں اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے، اور قرابت داروں کے حق کو بھی ادا کرنا فرض ہے، قرابت داروں کا مطلب ہر شخص سمجھتا ہے، جو نسبی رشتہ کے ساتھ منسلک ہو خواہ قریب کا ہو یا بعید کا۔

بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ نے یہ دریافت کیا تھا کہ ہم کیا خرچ کریں اور کس کو دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ فرمایا:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴾ (البقرۃ: ۲۱۵)

(تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں تو کہہ دو کہ جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں، یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔)

اس آیت میں بھی قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ حکم روز ازل ہی میں دیا جاچکا تھا جس کا ظہور دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسَاکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُو الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾ (البقرہ: ۸۳)

(اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ پکا وعدہ لے لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی طرح نرمی سے بات کرنا اور نماز پڑھتے رہنا اور زکوۃ دیتے رہنا پھر تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا باقی سب پھر گئے اور تم لوگ ہو ہی کچھ بے پرواہ کہ نصیحت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔)

اور فرمایا:

﴿ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ﴾ (الانفال: ۴۱)

(اور مسلمانو! جان رکھو کہ جو چیز تم لڑائی میں غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ، خدا کا اور رسول کا اور رسول کے قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُو اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴾ (الحشر: ۷)

(جو مال اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ان بستیوں کے لوگوں سے بغیر جنگ کے مفت میں دلوادے تو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور رسول کے قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور (بے توشہ) مسافروں کا یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ جو لوگ تم میں سے مالدار ہیں یہ مال ان ہی میں چلتا پھرتا نہ رہے اور مسلمانو! جو چیز تم کو پیغمبر خدا دیدیں وہ لے لیا کرو اور جس چیز کے لینے سے تم کو منع کردیں اس سے دست کش رہو اور خدا کے غضب سے ڈرتے رہو، کیونکہ خدا کی مار بڑی سخت ہے۔)

سورہ نحل میں اہل قرابت کی امداد کو عدل واحسان کے بعد تیسرا حکم بتایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی ﴾ (النحل: ۹۰)

(بے شک اللہ تعالیٰ انصاف اور حسن سلوک اور قرابت دار کو دینے کا حکم کرتا ہے۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اورایک مسلمان کی دولت کے بہترین مستحق اس کے والدین کے بعد اس کے اقرباہی کوفرمایا:

﴿ وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ ﴾

(نور: ۲۲)

(جولوگ تم میں زیادہ کشائش والے ہیں وہ قرابت داروں اور محتاجوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں خدا کی خالص عبادت اور توحید اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے بعد تیسری چیز اہل قرابت کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔)

قرابت کو اسلام میں بہت اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ان تمام محنتوں زحمتوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کا، جو تبلیغ اور دعوت حق میں آپ ﷺ کو پیش آئیں اور آپ ﷺ نے اس احسان و کرم کا، جو اصلاح و ہدایت کے ذریعہ ہم پر فرمایا۔ بدل، معاوضہ اور مزدوری امت سے یہ طلب فرماتے ہیں کہ میرے رشتہ داروں اور قرابت داروں کا حق ادا کرو اور ان سے لطف ومحبت کے ساتھ پیش آؤ۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ﴾ (الشوریٰ: ۲۳)

(اے ہمارے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس تبلیغ پر بجز اس کے کوئی مزدوری نہیں مانگتا کہ ناطہ رشتہ میں محبت اور پیار کرو۔)

ان آیتوں میں حق قرابت کو بیان کیا گیا ہے، یہ قرابت کبھی بسبب رشتہ، کبھی بہ سبب نکاح، اور کبھی بسبب موالات کے ثابت ہوتی ہے، ماں، باپ، بہن بھائی، بیٹا بیٹی وغیرہ تو رشتہ دار ہیں جن کو ذوی الفروض کہا جاتا ہے، اور عصبات بھی رشتہ دار ہی ہیں خواہ قریب کے ہوں یا بعید کے ہوں اور ذوی الارحام بھی رشتہ دار ہیں اور ہر رشتہ دار اپنے رشتہ دار کو جانتا ہے، لیکن شریعت نے اس کی زیادہ اہمیت بتائی ہے، زندگی میں تو حق ادا کرنا ہی ہے لیکن مرنے کے بعد حق میراث ادا کرنا بھی فرض ہے اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کے حق کو بیان کر دیا ہے اور مقرر بھی فرما دیا ہے۔

چنانچہ اس نے فرمایا:

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴾ (النساء: ۷ - ۸)

﴿ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ
كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ
لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ○ وَلَكُمْ
نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا
تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ
فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ
كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ
كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ
مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴾ (النساء: ۱۱ - ۱۲)

(ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکہ میں تھوڑا ہو یا زیادہ مردوں کا حصہ ہے اور اسی طرح ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکہ میں عورتوں کا بھی حصہ ہے اور یہ حصہ ہمارا ٹھہرایا ہوا ہے اور جب تقسیم ترکہ کے وقت دور کے رشتہ دار اور یتیم و مساکین موجود ہوں تو اس میں سے ان کو بھی کچھ دے دیا کرو اور ان کی خواہش کے مطابق دینا نہ بن پڑے تو ان کو نرمی سے سمجھاؤ۔ مسلمانو! تمہاری اولاد کے حصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ تم سے کہہ دیتا ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصے دیا کرو، پھر اگر لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ترکہ میں ان کا حصہ دو تہائی، اور اگر اکیلی ہے تو اس کو آدھا۔ اور میت کے ماں باپ یعنی دونوں سے میں ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا اس صورت میں کہ میت کی اولاد ہو اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کا حصہ ایک تہائی ہے، باقی سب باپ کا ہے۔ پھر اگر ماں باپ کے علاوہ میت کے ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے مگر یہ حصے میت کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیئے جائیں، تم اپنے باپ دادوں یعنی اصول و فروع یعنی بیٹوں پوتوں کو نہیں جان سکتے کہ نفع رسانی کے اعتبار سے ان میں کونسا تم سے زیادہ قریب ہے پس اپنی رائے کو دخل نہ دو اور یوں سمجھو حصے کا کہ قرارداد اللہ کا ٹھہرایا ہوا ہے بلاشبہ اللہ سب کو جانتا ہے اور سب مصلحتوں سے واقف ہے اور جو ترکہ تمہاری بیویاں چھوڑ کر مریں اگر ان کی اولاد نہیں ہے تو ان کے ترکہ میں آدھا تمہارا ہے اور اگر اولاد ہے تو ان کے ترکہ میں تمہارا چوتھائی ہے مگر ان کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد اگر تم ترکہ چھوڑ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مرو، اور تمہاری کوئی اولاد نہ ہو تو بیویوں کا حصہ چوتھائی ہے اور اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکہ میں سے بیویوں کا آٹھواں حصہ ہے، اور یہ حصہ بھی تمہاری وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیا جائے، اگر کسی مرد یا عورت کی میراث ہو اور اس کا باپ بیٹا یعنی اصل وفرع نہ ہو اور دوسرے باپ سے اس کے بھائی بہن ہوں تو ان میں سے ہر ایک کا حصہ چھٹا ہوگا' اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں برابر کے سب شریک ہوں گے یہ حصے بھی میت کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیئے جائیں، بشرطیکہ میت نے کسی کو نقصان نہ پہنچانا چاہا ہو یہ فرمان الٰہی ہے۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور لوگوں کی نافرمانیوں کو برداشت کرتا ہے۔)

﴿ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ وَ الَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴾ (النساء: ۳۳)

(اور ترکہ ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ کر مریں تو ہم نے ہر ایک مرنے والے کی میراث کے حقدار ٹھہرا دیئے ہیں۔ اور جن لوگوں کے ساتھ تمہارا عہد و پیمان ہے تو بطور خود کچھ حصہ ان کو بھی دے دو ہر چیز اللہ کے پیش نظر ہے۔)

﴿ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ (نساء: ۱۷۶)

(اے پیغمبر! لوگ تم سے کلالہ کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ اللہ کلالہ کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد مر جائے جس کی کوئی اولاد نہ ہو اور نہ باپ دادا اسی کو کلالہ کہتے ہیں اور اس کے صرف بہن ہو تو بہن کو اسکے ترکے کا آدھا، اور بہن مر جائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو اس کے سارے مال کا وارث یہ بھائی ہوگا پھر اگر بہنیں دو ہوں یا زیادہ تو ان کو اس کے ترکے میں دو تہائی، اگر بھائی بہن ملے جلے کچھ مرد اور عورت تو دو عورتوں کے حصہ کے بقدر ایک مرد کا حصہ، تم لوگوں کے بھٹکنے کے خیال سے اپنے حکم کو تم سے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔)

﴿ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ (الانفال: ۷۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اور رشتہ دار اللہ کے حکم کے مطابق (غیر آدمیوں کی بہ نسبت) ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حقدار ہیں۔ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے، از ان جملہ میراث کی مصلحتوں سے بھی۔)

ان آیتوں میں ماں باپ بیٹا، بیٹی بھائی بہن و دیگر ذوی الفروض اور ذوی الارحام کا بیان آیا ہے یہ ذوی الارحام بھی قرابت والے ہیں۔ لیکن ان کا حق ذوی الفروض اور عصبہ وغیرہ کے بعد ہے اور یہ ذوی الارحام کی توریث عصبات کی طرح ہے، اس میں اقرب فالاقرب کا اعتبار ہے اور قرب کبھی تو درجہ کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی قرابت کی وجہ سے پس جس طرح تعصیب میں بیٹا باپ پر مقدم ہے، اسی طرح ذوی الارحام میں میت کا جزء اس کی اصل پر مقدم ہوگا۔ اور ذوی الارحام میں سے جو قریب تر ہو وہ بعید تر کا حاجب ہو جاتا ہے یعنی بعید کو وارث نہیں ہونے دیتا جیسا کہ عصبات میں اقرب ابعد کا حاجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نزدیک رشتہ والا دور کے رشتہ دار کا وارث نہیں ہونے دیتا، بہرحال ذوی الفروض ہوں عصبہ ہوں یا ذوی الارحام ہوں۔ بقدر حقوق سب کے حقوق کو ادا کرنا ضروری ہے اگر نہ قرابت داری کے حق کو ادا کیا نہ ورثہ و ترکہ میں سے ان کا حق دیا، تو آخرت میں ضروری ادا کرنا پڑے گا اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَھْلِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ.)) ❶

"قیامت کے دن حقداروں کے حقوق ضرور ادا کئے جائیں گے۔ یہاں تک بے سینگ دار کی بکری کا سینگ دار بکری سے قصاص لیا جائے گا۔"

اور اگر حقوق کے تقسیم کے وقت غیر حقدار رشتہ دار موجود ہے، تو سب کی مرضی سے انہیں بھی کچھ دو، یا نرم بات کہہ کر سمجھا دو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُو الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْ تَرَکُوْا مِنْ خَلْفِھِمْ ذُرِّیَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَیْھِمْ فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا﴾ (نساء: ٨- ٩)

(اور جب تقسیم (ترکہ) کے وقت دور کے) رشتہ دار اور یتیم بچے اور مساکین آموجود ہوں تو ان میں سے ان کو بھی کچھ دے دیا کرو اور ان کی خواہش کے مطابق دیتے نہ بن پڑے تو ان کو نرمی سے سمجھا دو اور وارثان حقدار کو ڈرنا چاہیے کہ اگر خود اپنے مرے پیچھے اولاد ضعیف چھوڑ جاتے تو ان کے حال پر ان کو کیا کچھ ترس نہ آتا تو چاہیے کہ غربا کے ساتھ سختی کرنے میں اللہ سے ڈریں اور ان

❶ مسلم کتاب البر والصلة' باب تحریم الظلم (٦٥٨٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے سیدھی بات کریں۔)

دنیا میں جو لوگ دوسروں کی حق تلفی کریں گے اور کسی حیلہ بہانہ سے دوسروں کی چیزوں کو اپنا لیں گے تو قیامت کے روز وہی چیز لے کے حاضر ہوں گے جس کا اس سے پورا پورا بدلہ ملے گا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ (ال عمران: ١٦١)

(جو شخص خیانت کرے گا وہ خیانت کردہ چیز قیامت کے دن لے کر آئے گا پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور ذرہ برابر حق تلفی نہ کی جائے گی۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز وعظ کیلئے کھڑے ہوئے تو اس وعظ میں خیانت و چوری کا خصوصیت سے ذکر فرمایا اور اس کا گناہ اور اس کی مذمت بیان فرمائی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

"میں تم کو قیامت کے دن اس حال میں ہرگز نہ پاؤں کہ تم میں سے کوئی اپنی گردن پر اونٹ لادے ہوئے آرہا ہو، اور وہ بلبلاتا ہو، یعنی غنیمت وغیرہ میں سے اونٹ کی خیانت کی ہوگی اور چرالیا ہوگا۔تو اس اونٹ کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے میرے سامنے سفارش کے لئے آئے گا تو کہے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری امداد فرمائیے تو اس وقت میں اس کو صاف جواب دیدوں گا کہ میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور نہ تیری امداد کرسکتا ہوں دنیا میں میں نے یہ بات پہنچادی تھی کہ جو چوری کرے گا وہ اسی چیز کو لے کر خدا کے سامنے حاضر ہوگا۔میں اس کی حمایت نہ کروں گا۔

اور ہرگز نہ پاؤں میں تم میں سے کسی کو کہ وہ قیامت کے دن کوئی شخص اپنی گردن پر گھوڑا لئے ہوئے آرہا ہو۔اور گھوڑا ہنہنا کر آواز کرتا ہو کہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ یہ چوری کا گھوڑا ہے وہ میرے پاس آکر کہے گا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری امداد کیجئے تو میں اس سے کہوں گا: میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں دنیا میں تم کو حکم پہنچا چکا تھا. پھر آپ نے فرمایا:

میں تم کو ہرگز نہ پاؤں کہ قیامت کے دن اپنی گردن پر بکری لادے ہوئے آرہا ہو۔اس بکری کی آواز ہوگی وہ میرے پاس آئے گا اور کہے گا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری امداد فرمائیں میں کہوں گا کہ میں تیری کچھ امداد نہیں کرسکتا۔میں یہ حکم تجھ کو بھی پہنچا چکا ہوں۔پھر فرمایا:

میں ہرگز تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن کسی انسان غلام وغیرہ کو لادے ہوئے ہو۔وہ چیختا ہوا ہوگا، میرے پاس آکر کہے گا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری امداد کیجئے میں کہوں گا، میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا، میں یہ حکم دنیا میں تجھے پہونچا چکا تھا، پھر ارشاد فرمایا:

میں تم کو اس حالت میں قیامت کے دن ہرگز نہ پاؤں کہ کوئی شخص اپنی گردن میں کپڑا لادے ہوئے آئے۔ یعنی دنیا میں اس نے غنیمت کے مال سے وہ کپڑے کی خیانت کرلی تھی یا کسی کا کپڑا چرالیا تھا یا بغیر حق کے غیروں کے کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ کپڑے ملتے اور حرکت کرتے ہوں گے وہ کہے گا۔ یارسول اللہ میری امداد کیجیے، میں کہوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا ہوں، میں یہ حکم دنیا ہی میں پہنچا چکا تھا۔

میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اپنی گردن پر بے زبان چیزیں مثلاً سونا، چاندی وغیرہ لادے ہوئے آئے گا، وہ کہے گا یارسول اللہ ﷺ! میری امداد کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، دنیا میں یہ حکم پہونچا چکا تھا۔ ❶

اور اگر اس نے کسی کی حق تلفی میں مکان یا زمین دبالی ہے تو قیامت کے روز وہی چیز اٹھائے میدان محشر میں آئے گا، اور اس سلسلے کی یہ چند حدیثیں سن لیجیے اور رشتہ داروں کی حق تلفی سے توبہ کیجیے۔

((مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ.)) ❷

''جس نے کسی کی ایک بالشت زمین دبالی ہے تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق گلے کا ہار ڈالے ہوئے اٹھے گا۔''

((مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ.)) ❸

''کسی نے کسی کی کچھ زمین ناحق دبائی ہے، تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔''

((مَنْ اَخَذَ اَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ كُلِّفَ اَنْ يُّحْمَلَ تُرَابُهَا اِلَى الْحَشْرِ.)) ❹

''جس نے ظلماً کسی کی زمین چھین لی تو اسے اس بات کی تکلیف دی جائے گی، کہ اس کی مٹی کھود کر میدان حشر میں لادے۔''

((اَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّحْفِرَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰخِرَ سَبْعِ اَرْضِيْنَ ثُمَّ يُطَوَّقُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ.)) ❺

---

❶ بخاری کتاب الجهاد و السیر' باب الغلول (۳۰۷۳)

❷ بخاری کتاب بدء الخلق' باب ماجاء فی سبع ارضین (۳۱۹۸)

❸ بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین (۳۱۹۶)

❹ مسند احمد: ٤/ ۱۷۲'۱۷۳ ❺ مسند احمد: ٤/ ۱۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

’’جس نے ظلماً کسی کی زمین چھین لی ہے اگر چہ ایک بالشت ہی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اس بات کی تکلیف دے گا کہ ساتوں زمینوں تک کھودے پھر ان کا ہار بنا کر قیامت کے دن اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔‘‘

ان حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص کسی وارث کی زمین یا مکان کو دبالے اور اس کے حق کو نہ دے تو قیامت کے دن وہی زمین و مکان لے کر خدا کے سامنے حاضر ہوگا، جب حق والوں کا حق دیا جائے تو صلہ رحمی بھی ہو جائے گی اور اگر نہیں دیا گیا تو رشتے قرابت داری ٹوٹ جائے گی اور قرابت داری کے رشتہ کو توڑنا سخت جرم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ.)) ❶

’’رحم و شکم مادری لفظ رحمٰن سے مشتق ہے اس لئے محبت والے خدا نے رحم کو مخاطب کر کے فرمایا جو تجھ کو ملائے گا اس کو میں ملاؤں گا اور جو تجھ کو کاٹے گا میں اس کو کاٹوں گا۔‘‘

اس مفہوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بھی ادا فرمایا:

((اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ.)) ❷

’’رحم انسانی نے عرش کو پکڑ کر کہا کہ جو مجھ سے ملائے اس کو خدا ملائے اور جو مجھے کاٹے اس کو خدا کاٹے۔‘‘

ایک اور حدیث میں ہے:

((خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَيِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكَ.)) ❸

’’جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کر لیا تو رحم انسانی نے رحمت والے خدا کی کمر کو پکڑ لیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا ہے اس نے کہا کہ یہی جگہ قطع رحمی سے تیری پناہ لینے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس بات سے خوش نہیں ہے کہ جو تجھ کو ملائے اس کو میں اپنے سے ملاؤں اور جو تجھے کاٹے اس کو

❶ بخاری كتاب الادب، باب من وصل وصله الله (٥٩٨٨)

❷ مسلم كتاب البر والصلة باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها (٦٥١٩)

❸ بخاری كتاب الادب، باب من وصل وصله الله (٥٩٨٧)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں اپنے سے کاٹوں، اس نے کہا مجھے یہ منظور ہے اللہ نے فرمایا کہ اب ایسا ہی ہوگا۔"
رحم اور رحمان کا اشتراک لفظی و اشتراک معنوی رحمت و مودت پر دلالت کرتا ہے، اس لئے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ﴾ (نساء: ۱)

(اور جس خدا کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اس کا اور رشتہ کا خیال رکھو)

اس رشتہ کا توڑنے والا اور قرابت کے حق کو ادا نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

رسول اللہ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ.)) ❶

"رشتہ کو کاٹنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

اور رشتہ کا جوڑنے والا اور قرابت کی خدمت کرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔
چنانچہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ.)) ❷

"اللہ کی عبادت کیا کرو، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور نماز اچھی طرح ادا کرتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو اور قرابت داروں کا حق ادا کرتے رہو۔ اور صلہ رحمی کرتے رہو۔"

جو قرابت داروں کا حق ادا کرتا ہے اور ان کی خدمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو کشادہ روزی دیتا ہے اس کی عمر بڑھاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی میں وسعت اور اسکی عمر میں برکت ہو اس کو چاہیے یہ وہ صلہ رحمی کرے۔ ❸
کیونکہ ان اعمال کا اثر اللہ تعالیٰ نے یہ دکھایا ہے کہ اس سے مال و دولت میں فراخی اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے اس لئے صلہ رحمی کی دو ہی صورتیں ہیں۔
ایک یہ کہ ضرورت مند رشتہ داروں کی مالی امداد کی جائے دوسرے یہ کہ خدا کی دی ہوئی عمر کا کچھ حصہ ان کی خدمت میں صرف کیا جائے پہلے کا نتیجہ خدا کی طرف سے مالی وسعت اور کشادگی اور دوسرے کا نتیجہ عمر میں

---

❶ بخاری کتاب الادب' باب اثم القاطع (۵۹۸۴)
❷ بخاری کتاب الادب' باب فضل صلة امرحم (۵۹۸۳)
❸ بخاری کتاب الادب' باب من بسط له فی الرزق لصلة الرحم (۵۹۸۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

برکت اورزیادتی کی صورت میں ملتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَاةٌ فِي الْأَثَرِ.)) ❶

''صلہ رحمی سے قرابت والوں میں محبت، مال میں کثرت اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔''

اس صلہ رحمی سے سارے خاندان والے راضی ہوں گے اور اس کے حق میں دعائیں کریں گے جس سے اس کے مال و دولت و عمر میں برکت و کثرت ہوگی اور اگر کوئی عزیز رشتہ دار اپنے حق کو نہیں ادا کرتا ہے تو اس کے دوسرے رشتہ دار کو یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ بھی اپنے حق کو نہ ادا کرے۔ بلکہ دراصل صلہ رحمی اسی کا نام ہے جو قرابت کے حق کو ادا نہ کرے لیکن اس کے باوجود اس کے حق کو ادا کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا.)) ❷

''جو بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے وہ دراصل صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے بلکہ ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑنے والا دراصل صلہ رحمی کرنے والا ہے۔''

خوش خلقی اور مکارم اخلاق یہی ہے کہ قطع تعلق کرنے والوں سے جوڑا جائے اور ملنے والوں سے درگزر کیا جائے۔

پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ﴾

(یعنی قرابت داروں کے حق کو ادا کرو اور مسکین و مسافروں کے حق بھی ادا کرو۔)

اس آیت کریمہ میں اپنے خویش و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور ان کے ساتھ مسکینوں اور غریبوں اور مسافروں کے ساتھ بھی یہی حکم ہے کیونکہ مسکین تو مسکین ہی ہیں لیکن مسافر گو گھر کا مالدار ہو لیکن سفر میں بعض دفعہ دوسرے کی امداد کا مستحق ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین پہنچنے کے بعد اپنی ضرورت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی۔

﴿ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ﴾ (القصص: ٢٤)

(اے خدا! اس وقت جو کچھ مجھے عطا فرمائے میں اس کا ضرورت مند ہوں۔)

---

❶ ترمذی کتاب البر و الصلة' باب ماجاء فی تعلیم النسب (١٩٧٩)

❷ بخاری کتاب الادب' باب لیس الواصل بالمکافی (٥٩٩١)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسافروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے سلسلہ میں زکوۃ میں سے اعانت کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ (توبہ: ٦٠)

(صدقہ (زکوۃ) فقیروں، مسکینوں کیلئے ہے اور عاملین یعنی تحصیلداروں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اسلام کی طرف مائل ہوں۔ اور گردن یعنی غلام وقیدی آزاد کرانے میں اور قرض داروں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافروں کے لئے ہے، اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔)

یعنی مسافر آدمی حالت سفر میں اگر ضرورت مند ہو جائے تو اسے بھی زکوۃ دینا اور لینا جائز ہے اگر چہ وہ اپنے گھر کا مالدار ہو اس آیت کریمہ میں مسافروں اور مسکینوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا بیان ہے۔

﴿ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ. ﴾

(یعنی قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو یہ فرمان الٰہی ہے جو ہر مسلمان کے لئے ہے۔)

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مہمانوں کے حقوق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ نِ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ قَالَ لَوْشِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴾ (الکہف: ۷۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں پر ان کا گزر ہوا تو انہوں نے وہاں کے رہنے والوں سے کھانا مانگا' لیکن انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا' اتنے میں ان کو وہاں ایک دیوار ملی جو گرا چاہتی تھی تو اس نے اس کو سیدھا کر دیا موسیٰ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو اس پر کچھ اجرت ہی لے لیتے اس پر اس نے کہا کہ یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے۔)

یہ دونوں بزرگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام ہیں جو ایک بستی میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے ملے اور چاہا کہ بستی والے مہمان سمجھ کر کھانا کھلائیں۔ طلب کرنے کے باوجود ان بدبختوں نے ان بزرگوں کو کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ یہ دونوں بزرگ واپس ہو رہے تھے کہ راستے میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی انہوں نے اسے مرمت کر کے سیدھا کر دیا مقصد یہ ہے کہ مہمانوں کی مہمان نوازی نہ کرنے کی وجہ سے قیامت تک کے لیے ان کی مذمت قرآن مجید میں بیان کر دی گئی۔ اس لیے اگر تم اپنے مہمانوں کی عزت واحترام اور خدمت کرو گے تو جب تم ان کے یہاں جاؤ گے تو وہ بھی تمہاری خدمت کریں گے دنیا کا عام دستور یہی ہے لیکن مسلمانوں میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ صفات عالیہ کی تکمیل اور مکارم اخلاق کی بلندی کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ مہمان کی عزت واحترام کے ساتھ خاطر تواضع کی جائے۔

مہمان کی خدمت اتنی اہم ہے کہ اس کو ایمان کا جزو بتایا گیا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ.)) ❶

''جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اپنے قرابت داروں کے حقوق ادا کرے اور جو اللہ اور قیامت کو سچا جانتا ہو اس کو چاہیے کہ وہ بھلی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔''

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مہمانوں کی عزت و خدمت کرنا ایمان کامل کا ایک جزو ہے مہمانوں کی عزت و خدمت نہ کرنے والے پورے مومن نہیں۔ مہمان کا بہت بڑا حق ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.)) ❷

''یقیناً تیرے مہمان کا تجھ پر بڑا حق ہے۔''

اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مہمانوں کی بڑی خدمت کرتے تھے بعض دفعہ خود نہیں کھاتے تھے مگر اپنے مہمانوں کو ضرور کھلاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ (سورة الحشر: ۹)

(وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں گو وہ خود ہی بھوکے کیوں نہ ہوں۔)

بخاری شریف میں یہ روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک مہمان پہنچ گیا انہوں نے اپنے بال بچوں کا کھانا ان کو کھلا دیا اور بال بچوں سمیت بھوکے سو رہے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں یہ آیت نازل فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

خود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کی بڑی عزت اور قدر کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا بیان قرآن مجید میں کئی جگہ پر آیا ہے۔ ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ط قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ط قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ ﴾ (الذاریات: ۲۴ - ۲۸)

---

❶ بخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف و خدمته ایاه بنفسه

❷ بخاری، کتاب الصوم، باب حق الجسم فی الصوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اے ہمارے نبی! کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے کہ جب یہ لوگ ان کے پاس آئے تو سب سے پہلے سلام کیا ابراہیم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور اپنے دل میں سوچنے لگے یہ اجنبی لوگ ہیں کبھی ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہے پھر جلدی سے اپنے گھر جا کر موٹے تازے بچھڑے کا گوشت بھنوا کر مہمانوں کے سامنے رکھا (ان مہمانوں نے کھانے میں تامل کیا) تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا آپ لوگ کیوں نہیں کھاتے؟ (اس پر بھی انہوں نے نہ کھایا) تب ابراہیم علیہ السلام اپنے جی میں ڈرے (ان کی یہ حالت دیکھ کر) مہمانوں نے کہا آپ کسی قسم کا اندیشہ نہ کیجئے (ہم لوگ فرشتے ہیں' کھاتے پیتے نہیں ہیں ہم آپ کو ایک ہوشیار ذی علم فرزند کی خوش خبری دینے آئے ہیں چنانچہ) انہوں نے ذی علم لڑکے کی خوش خبری دے دی۔)

یہ مہمان فرشتے تھے جو انسانی شکل میں آئے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں انسان سمجھ کر ضیافت کا حق ادا فرمایا۔ اس واقعہ سے مہمان اور میزبان کے آداب سمجھ لینے چاہئیں۔ جو کہ یہ ہیں:

ا۔ مہمان اور میزبان میں کلام کی ابتداء باہمی سلام سے ہونی چاہئے جیسا کہ ان مہمانوں (فرشتوں) نے کیا تھا کہ آتے ہی پہلے السلام علیکم کہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ.)) (ابن عدی)

''گفتگو سے پہلے سلام ہونا چاہئے۔''

۲۔ مہمان کو اچھی جگہ ٹھہرا کر فوراً اس کے کھانے پینے کا انتظام کرنا چاہیے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کے بعد فوراً کھانے کا سامان مہیا کیا۔ حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ اور قیامت کو سچا جانتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا جائز حق (حق مہمانی) عزت کے ساتھ ادا کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جائز حق کیا ہے! فرمایا ایک دن ایک رات اور مہمانوں کی مہمانی تین دن تک ہے۔ اس کے بعد مہمان کا حق نہیں بلکہ صدقہ ہوگا۔ (بخاری' مسند احمد)

۳۔ مہمانوں کے کھانے پینے کا سامان پوشیدہ طور پر ان کی نگاہ سے بچا کر کرنا چاہیے کیونکہ اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے لیے کچھ کیا جا رہا ہے تو وہ شاید از راہ تکلف اس سے روکیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام چپکے سے کھانے پینے کا انتظام کرنے چلے گئے۔ ''فَرَاغَ'' کے معنی یہی ہیں کہ چپکے سے مہمانوں سے جدا ہو کر گھر چلے گئے۔

۴۔ مہمانوں کی نشست و برخاست کے لیے اہل و عیال سے علیحدہ ایک جگہ ہونی چاہیے تاکہ دونوں کو تکلیف نہ ہو۔ ﴿فَرَاغَ اِلٰی اَهْلِهٖ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو مہمان خانہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بیٹھا دیا جو اہل وعیال سے الگ تھا۔

۵۔ کسی بہانے سے تھوڑی دیر کے لیے مہمانوں سے الگ ہو جانا چاہیے تاکہ ان کو آرام کرنے یا دوسری ضروریات سے فارغ ہونے میں تکلیف نہ ہو اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانے پینے کا سامان کرنے کے لیے ان سے الگ ہو گئے تھے جو ﴿ فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ ﴾ سے معلوم ہوتا ہے۔

۶۔ کھانا مہمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے ان کو کھانے کا حکم نہیں دینا چاہئے کہ آپ لوگ کھانا کھائیے۔ ہاں پیش کرنے پر بھی اگر وہ نہ کھائیں تو یوں کہہ سکتے ہو کہ آپ لوگ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا۔

۷۔ مہمانوں کے کھانے سے مسرور اور نہ کھانے سے مغموم ہونا چاہیے کیونکہ جو لوگ بخیل ہوتے ہیں وہ کھانا تو مہمانوں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں مگر ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مہمان نہ کھائے یا کم کھائے تاکہ وہ کھانا ان کے اہل وعیال کے کام آئے۔ چونکہ حضرت ابراہیم بخیل نہ تھے اس لیے جب ان لوگوں نے کھانے سے انکار کر دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ناپسند کیا اور ان کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ یہ مہمان بن کر دشمن تو نہیں آ گئے ہیں۔

۸۔ نہ کھانے کی صورت میں مہمانوں کو عمدہ الفاظ میں معقول عذر کر دینا چاہئے تاکہ میزبان کی دل شکنی نہ ہو۔ اس لیے فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہم لوگ فرشتے ہیں ہم کھاتے پیتے نہیں ہیں ہمارے نہ کھانے پینے سے آپ خوفزدہ یا رنجیدہ نہ ہوں۔

۹۔ معقول عذر کے بعد میزبان اپنے مہمان کو کھانے پر مجبور نہ کرے بلکہ اس کے معقول عذر کر قبول کر کے خاموش ہو جائے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا کہ فرشتوں کے عذر کے بعد آپ نے ان کے کھانے پر اصرار نہیں کیا۔

۱۰۔ کھانے پینے اور دیگر ضروریات سے فراغت کے بعد جب اطمینان ہو جائے تو مہمان سے آنے کی تکلیف گوارا کرنے کی وجہ دریافت کی جائے کہ کیسے اور کس کام کے لیے آنا ہوا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں سے فرمایا۔

﴿ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴾ (الذاریات: ۳۱)

(آپ لوگ کس مقصد کے لیے تشریف لائے ہیں۔)

۱۱۔ مہمانوں کی دل جوئی کے لیے خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرنا چاہیے اگر رات میں عشاء کے بعد گفتگو کا موقع ہو تو اس وقت بھی ان سے گفتگو کر سکتے ہیں اور بے کار بات چیت کر کے دماغ کو پریشان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نہیں کرنا چاہئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس مکالمہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بقدر ضرورت با مقصد گفتگو فرمائی۔ بیجا باتوں میں ان کو نہیں الجھایا۔

۱۲۔ مہمانوں کی تکریم جزو ایمان ہے اگر کوئی شخص ان سے اہانت آمیز برتاؤ کرے تو میزبان پر فرض ہے کہ مہمان کی جانب سے مدافعت کرے۔ کیونکہ اس سے خود میزبان کی توہین ہوتی ہے۔ اس لیے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے جب ان معزز مہمانوں کے ساتھ توہین کا برتاؤ کرنا چاہا تو حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو روکا اور فرمایا:

﴿ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ۝ ﴾ (حجر: ٦٨-٦٩)

(یہ میرے معزز مہمان ہیں ان کے بارے میں مجھ کو فضیحت نہ کرو، اور خدا سے ڈرو اور مجھ کو رسوا نہ کرو۔)

۱۳۔ مہمان کو بلا ضرورت کسی کے یہاں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے کیونکہ اس سے میزبان کو تکلیف ہوگی اور اس پر بار پڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَّ لَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ فَمَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحَرِّجَهٗ.)) ❶

''جو شخص اللہ اور قیامت کے دن کو سچا جانتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا جائزہ عزت کے ساتھ ایک دن ایک رات کرے اور مہمان کا حق تین دن ہے اس سے زیادہ ٹھہرے گا تو مہمان صدقہ کھائے گا اور اتنا زیادہ ٹھہرنا اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے میزبان کو تنگی میں ڈال دے۔''

۱۴۔ مہمان کے لیے یہ مناسب ہے کہ بغیر میزبان کی اجازت کے اس کے گھر میں نہ داخل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا. ﴾ (النور: ٢٧)

(اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام کرو۔)

---

❶ بخاری، کتاب الادب، باب من کان یؤمن باللہ و الیوم الآخر فلا یؤذ جارہٗ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۵۔میزبان کے یہاں کھانا کھانے کے بعد مہمان اپنے میزبان کے لیے یہ دعا کرے۔

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْلَهُمْ اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ.)) ❶

''اے اللہ! تو اس چیز میں برکت عطا فرما جو تو نے ان کو دی ہے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم کر' الٰہی تو اس کو کھلا' جس نے مجھے کھلایا اور اس کو سیراب کو جس نے مجھے سیراب کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مہمانوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے آمین۔

((اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُاللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ط بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ))

☆☆☆

---

❶ مسلم' كتاب الاشربة' باب استحباب وضع النوى ٢/ ١٨٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہمسایہ کے حقوق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَّکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ (النساء: ٣٦)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ماں باپ کے ساتھ احسان اور سلوک کرو اور اپنے رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں یقیناً اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔)

اس آیت کریمہ میں منجملہ اور حقوق کے ہمسایہ کے حقوق بھی بیان کیے گئے ہیں۔

ہمسایہ اور پڑوسی وہ رہنے والے دو آدمی ہیں جو ایک دوسرے کے قریب رہتے اور بستے ہیں انسانیت اور اس کے تمدن کی بنیاد باہمی اشتراک عمل تعاون اور موالات پر قائم ہے اس دنیا میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہے اگر ایک بھوکا ہے تو دوسرے پر حق ہے کہ اپنے کھانے میں سے اس کو بھی کھلائے اگر ایک تندرست ہے تو اپنے بیمار بھائی کی تیمارداری کرے ایک پر اگر کوئی مصیبت آئے تو دوسرا اس کا شریک اور ہمدرد بنے اور اخلاقی نظام کے ساتھ انسانوں کی مجموعی آبادی باہمی محبت اور حقوق کی ذمہ داریوں کی گرہ میں بندھ کر ایک ہو جائے ہر انسان بظاہر جسمانی اور مادی حیثیت سے جتنا ایک دوسرے سے علیحدہ اور بجائے خود مستقل ہے اخلاقی اور روحانی حیثیت سے فرض ہے کہ وہ اتنا ہی زیادہ ایک دوسرے سے ملا ہوا اور ایک کا وجود دوسرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے وجود سے پیوستہ ہوا اسی لئے ہر مذہب نے ان دونوں انسانوں پر جو ایک دوسرے کے قریب آباد ہوں آپس کی محبت اور مدد کی ذمہ داری رکھی ہے کہ وہی وقت پر اوروں سے پہلے ایک دوسرے کی مدد کو پہنچ سکتے ہیں ایک اور نکتہ یہ ہے کہ انسان کو اسی سے تکلیف اور دکھ پہنچنے کا ذریعہ بھی زیادہ ہے جو ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اس لئے ان کے باہمی تعلقات خوشگوار رکھنے اور ایک دوسرے کو ملائے رکھنا ایک سچے مذہب کا سب سے بڑا فرض ہے تاکہ برائیوں کا سدباب ہو کر یہ پڑوس دوزخ کے بجائے بہشت کا نمونہ ہو اور ایک دوسرے کی محبت اور مدد پر بھروسہ کر کے گھر سے باہر نکلے اور گھر میں قدم رکھے۔

اسلام نے ان ہی حکمتوں کو سامنے رکھ کر ہمسائیگی کے حقوق کی دفعات بنائی ہیں عربوں میں دوسری قوموں سے زیادہ اسلام سے پہلے بھی پڑوس اور ہمسائیگی کے حقوق نہایت اہم تھے بلکہ وہ عزت وافتخار کا موجب تھے اگر کسی عرب کے پڑوسی کے لئے بے عزتی اور عار کا موجب تھا تو اس کے لئے اس کی خاطر لڑنے مرنے کو وہ اپنی شرافت کا نشان سمجھتا تھا اسلام نے آکر عربوں کے اس احساس کو چند ترمیموں اور اصلاحوں کے ساتھ اور زیادہ قوی کر دیا۔

اب اس سلسلے میں ان احادیث کو پڑھیے اور سنئے جن میں رسول اللہ ﷺ نے پڑوسی کے حقوق کی اہمیت بتائی ہے اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے خواہ وہ پڑوسی رشتہ دار ہو یا اجنبی مسلمان ہو یا کافر۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ادب المفرد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے:

((قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ جَارًا يُّؤْذِيْنِيْ فَقَالَ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَتَاعَكَ اِلَى الطَّرِيْقِ فَانْطَلَقَ فَاَخْرَجَ مَتَاعَهٗ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالُوْا مَاشَأْنُكَ قَالَ لِيْ جَارٌ يُؤْذِيْنِيْ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَتَاعَكَ اِلَى الطَّرِيْقِ فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ اَللّٰهُمَّ اَخْزِهٖ فَبَلَغَهٗ فَاَتَاهُ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى مَنْزِلِكَ فَوَ اللّٰهِ لَا اُوْذِيْكَ.)) ❶

''ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول میرا ہمسایہ مجھے ایذا دیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنا سامان نکال کر راستے میں پھینک دو وہ گیا اور اپنے سامان کو راستے میں ڈال دیا تو لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کیا بات ہے؟ اس نے کہا میرا ہمسایہ مجھے تنگ کرتا رہتا ہے میں نے نبی ﷺ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے مجھے اپنا سامان راستے میں ڈالنے کا حکم دیا۔ تو لوگ کہنے لگے

---

❶ الادب المفرد للبخاری ص ٤٢ ' ابو داؤد کتاب النوم ' باب حق الجوار ٤/ ٥٠٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اے اللہ اس پر لعنت کر اس کو ذلیل کر۔ اس آدمی کو جب پتہ چلا تو وہ آیا اور کہنے لگا اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔ میں تجھے اب نہیں ستاؤں گا۔"

اور برے پڑوسی سے بچنے کے لئے یہ دعا رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے کہ تم برے پڑوسی اور برے ہمسائے سے اس طرح پناہ مانگتے رہو۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ یَوْمِ السُّوْءِ وَ مِنْ لَیْلَةِ السُّوْءِ وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِی دَارِ الْمَقَامَةِ.)) ❶

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے دن اور رات اور بری گھڑی سے اور برے ساتھی اور برے ہمسائے سے۔"

نیک پڑوسی باعث سعادت اور موجب برکت ہے اور برا پڑوسی باعث نحوست ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَرْبَعٌ مِنَ السَّعَادَةِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ وَالْجَارُ الصَّالِحُ وَالْمَرْكَبُ الْهَنِیْءُ وَاَرْبَعٌ مِّنَ الشِّقَاءِ الْجَارُ السُّوْءُ وَالْمَرْأَةُ السُّوْءُ وَالْمَرْكَبُ السُّوْءُ وَالْمَسْكَنُ السُّوْءُ.)) ❷

"چار آدمی نیک بختی کی سبب ہیں ا۔ نیک بیوی ۲۔ کشادہ مکان ۳۔ نیک پڑوسی ۴۔ اچھی اور فرمانبردار سواری جو اپنے سوار کو تکلیف نہ پہنچائے اور چار چیزیں باعث شقادت اور موجب نحوست ہیں۔ ا۔ برا پڑوسی ۲۔ بری عورت ۳۔ بری سواری ۴۔ تنگ مکان۔"

اور ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُحِبُّ ثَلَاثَةً فَقُلْتُ فَمَنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ الَّذِیْنَ یُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ رَجُلٌ غَزَافِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ وَاَنْتُمْ تَجِدُوْنَهُ عِنْدَكُمْ فِی كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ تَلَااِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ قُلْتُ وَمَنْ؟ قَالَ رَجُلٌ كَانَ لَهٗ جَارُ سُوْءٍ یُؤْذِیْهِ فَیَصْبِرُ عَلٰی اَذَاهُ حَتّٰی یَكْفِیَهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ بِحَیَاةٍ اَوْ مَوْتٍ.)) ❸

---

❶ طبرانی کبیر ۱۷/ ۲۹٤ (۸۱۰)

❷ ابن حبان، کتاب النکاح، باب ذکر الاخبار عن الاشیاء التی ھی من السعادة (٤۰۲۱)

❸ مسند احمد: ۵/ ۱۵۱، ۱۷٦، طبرانی کبیر ۲/ ۱۵۲ (۱٦۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''اللہ تین آدمیوں کو دوست رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا وہ تین خدا کے دوست کون ہیں؟ جن سے اللہ دوستی رکھتا ہے آپ نے فرمایا ایک مجاہد فی سبیل اللہ صبر کرنے والا اور ثواب کی نیت سے جہاد کرنے والا ہے یہاں تک کہ وہ شہید ہو جائے تم قرآن مجید میں اس آیت کو پاتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ان مجاہدین سے محبت رکھتا ہے جو صف بندی کر کے اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں اور دوسرا وہ شخص ہے کہ اس کا برا پڑوسی اس کو ستاتا ہو اور وہ اس کی تکلیف پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف سے بچا لے یا اس کو موت دے دے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک پڑوسی جو اپنے پڑوسی کو نہیں ستاتا وہ خدا کا پیارا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ سب سے بہتر ساتھی ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں وہ پڑوسی سب سے بہتر ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں اچھا ثابت ہو۔''

پڑوسیوں میں محبت کی ترقی اور تعلقات کی استواری کا بہترین ذریعہ باہم ہدیوں اور تحفوں کا تبادلہ ہے آنحضرت ﷺ خود اپنی بیویوں کو اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اس بنا پر ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں تو میں ان میں سے کس کے پاس بھیجوں فرمایا جس کے گھر کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہے۔ اس ہدیہ اور تحفہ کے لئے کسی بیش قیمت چیز ہی کی ضرورت نہیں بلکہ کھانے پینے کی معمولی چیزیں بھی اس کے لئے کافی ہیں کچھ نہ ہو سکے تو گوشت کا شوربہ ہی کافی ہے اور وہ زیادہ پانی بڑھا کر ہی کیوں نہ ہو۔ ❷

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ نصیحت فرمائی تھی۔

((اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَآءَ هَاوَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ.)) ❸

''جب تم کوئی شوربہ دار چیز پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ملا لو اور اس سے اپنے پڑوسی کی خبر گیری کرو۔''

یعنی اس کے یہاں بھی بھیج دیا کرو اس طرح کرنے سے آپس میں میل و محبت زیادہ ہوگی اس قسم کے

---

❶ ترمذی' کتاب البر والصلة باب حق الجوار ۳/ ۱۲۹ ❷ بخاری' کتاب الاجارة باب ای الجوار اقرب ❸ مسلم' کتاب البر والصلة' باب النهی من قول هلك الناس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہدیے اور تحفے بھیجنے کا موقع عورتوں کو پیش آیا کرتا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

((وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِّجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ.)) ❶

''کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کے لئے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ (دینے کے لئے) بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔''

یہ نصیحت ووصیت دونوں پڑوسنوں کے لئے ہے یعنی نہ تو بھیجنے والی پڑوسن اپنے معمولی تحفے وہدیہ کو حقیر سمجھ کر تحفہ نہ بھیجے اور دوسری پڑوسن اس معمولی ہدیہ کو دیکھ کر منہ نہ پھیرے بلکہ شکریئے کے ساتھ قبول کرے اس طرح سے جب کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن سے روزمرہ کی برتنے والی چیز مانگے تو بلا کسی حیلے بہانے کے اگر موجود ہو تو دے دے جیسے آگ، پانی، نمک، ڈلی، ڈوئی، چمچہ، چھلنی، ہانڈی، تشتری، رکابی، کٹورا وغیرہ ایسی چیزوں کی بعض مرتبہ ضرورت پیش آجایا کرتی ہے اور نہ دینے کی صورت میں دوسرے کو بڑی تکلیف پہنچتی ہے قرآن مجید میں ایسی چیزوں کو ماعون کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے جس کی ممانعت سے روکا گیا ہے اور نہ دینے والوں کی بڑی مذمت بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ یہ فرمارہا ہے:

﴿ اَرَاَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ٥ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ٥ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ٥ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآؤُنَ وَ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ٥﴾ (ماعون: ۱ – ۷)

(کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے جو قیامت کے دن کو جھٹلاتا ہے یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہیں دیتا ان نمازیوں کے لئے افسوس ہے جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں اور دکھانے کے لئے ادا کرتے ہیں اور برتنے کی چیزوں کو روک لیتے ہیں۔)

برتنے کی چیزوں سے مراد آگ، پانی، ڈور، رسی، کدال، پھاوڑا اس قسم کی چیزیں ہیں جو مانگنے پر موجود ہوتے ہوئے نہ دے وہ منافق ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت انسانی معاشرہ اس کا متقاضی ہے کہ اس قسم کی چیزیں فراخدلی کے ساتھ دی جائیں۔ اگر پڑوسی کو دیوار میں میخ اور کھونٹی گاڑنے کی ضرورت پیش آجائے اور گاڑنے سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے تو گاڑنے سے روکنا نہیں چاہیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَتَهُ فِىْ جِدَارِهِ.)) ❷

---

❶ بخاری' کتاب الادب' باب لا تحقرن جارة لجارتها

❷ بخاری' کتاب المظالم' باب لا يمنع جار جاره ان يغرز خشبة فی جداره

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''یعنی کوئی پڑوسی اپنے ہمسایہ کو دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے۔''

جس کا مکان مکان سے ملا ہوا اور دیوار دیوار سے ملی ہوئی تو ایسی ضرورت پیش آجایا کرتی ہے اور اس قسم کی ہمدردیوں کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ قریب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

((یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ جَارَیْنَ فَاِلٰی اَیِّهِمَا اُهْدِیْ قَالَ اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.)) ❶

''یارسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں تو میں کس کے یہاں ہدیہ اور تحفہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تمہارے دروازے کے قریب ہو۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قریب والے پڑوسی کا زیادہ حق ہے اگر آسودہ پڑوسی آسودہ ہو کر کھائے پئے اور غریب محتاج پڑوسی کی خبر گیری نہ کرے تو وہ کامل مومن نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ.)) ❷

''یعنی وہ مومن نہیں جو خود آسودہ ہو اور اس کے بغل کا پڑوسی بھوکا ہو۔''

پڑوسی خواہ وہ دوست ہو یا دشمن مسلمان ہو یا غیر مسلم سبھی کا حق برابر ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں بکری ذبح کی گئی تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے فرمایا:

((هَلْ اَهْدَیْتُمْ مِنْهَا لِجَارِنَا الْیَهُوْدِیِّ قَالَ لَا قَالَ ابْعَثُوْا لَهٗ مِنْهَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُوَرِّثُهٗ.)) ❸

''کیا تم لوگوں نے میرے یہودی ہمسائے کو اس بکری کے گوشت میں سے کچھ ہدیہ بھیجا ہے یا نہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں سے کچھ گوشت ہدیہ کے طور پر بھیج دو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام ہمسائے کے ساتھ نیکی کرنے کی اتنی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سمجھا کہ اس کو ورثہ کا حصہ دار بنا دیں گے۔''

---

❶ بخاری، کتاب الاجارۃ باب ای الجوار اقرب

❷ طبرانی کبیر ۱۲/ ۱۱۹ (۱۲۷۴۱)، مستدرک حاکم ۴/ ۱۶۷

❸ ابوداؤد، کتاب النوم، باب فی حق الجوار ۴/ ۵۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ گوشت کا ایک لوتھڑا لٹکائے جارہے ہیں۔ پوچھا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا امیر المومنین گوشت کھانے کو جی چاہتا ہے تو ایک درہم کا گوشت خریدا ہے فرمایا اے جابر! کیا اپنے پڑوسی یا عزیز کو چھوڑ کر صرف اپنے پیٹ کی فکر کرنا چاہتے ہو کیا تمہیں یہ آیت یاد نہیں ہے:

﴿ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ﴾ (احقاف: ٢٠)

(جس دن کافر دوزخ کے سامنے پیش کیے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا تم نے اپنی دنیا کی زندگی میں خوب مزے لوٹ لئے اور خوب زندگی سے فائدہ اٹھایا۔) ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت یہی ہے کہ آپ کے ارشاد پر عمل کیا جائے اور پڑوسی کی عزت کی جائے۔

عبدالرحمان بن ابی قراد بیان کرتے ہیں۔

((اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْمًا فَجَعَلَ يَوْمًا اَصْحَابُهٗ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى هٰذَا قَالُوْا حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَوْيُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْيُؤَدِّ اَمَانَتَهٗ اِذَا ائْتُمِنَ وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَارَ.)) ❷

''ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو آپ کے وضو کے پانی کو آپ کے صحابہ تبرکاً منہ پر ملنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول کی محبت کی وجہ سے آپ نے فرمایا جسے یہ بات بھلی معلوم ہو کہ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھے یا اللہ اور رسول اس کو دوست رکھیں تو اسے چاہئے کہ جب بولے تو سچ بولے اور جب لوگ اس کا اعتبار کر کے امانت رکھیں تو ان کی امانتیں جب وہ مانگیں ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خدا اور رسول کے ساتھ محبت رکھنے کی نشانی ہے اور اگر اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا تو یہ خدا اور رسول کے ساتھ دشمنی رکھنے کی علامت ہے جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ موطا امام مالك، كتاب الجامع، باب ماجاء فى اكل اللحم

❷ شعب الايمان للبيهقى ٢/ ٢٠١ (١٥٣٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ.)) ❶

''خدا کی قسم وہ پورا مومن نہیں ہے خدا کی قسم وہ کامل مومن نہیں ہے خدا کی قسم وہ شخص کامل ایماندار نہیں ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ وہ کون شخص ہے آپ نے فرمایا وہ شخص ہے جس کا پڑوسی اس کی ایذاءرسانی سے بے خوف وخطر نہ ہو اور محفوظ نہ ہو۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو ایذا پہنچانے والا مومن نہیں ہے بلکہ پڑوسی کو ایذاء پہنچانے والا دوزخی ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلٰوتِہَا وَصِیَامِہَا وَصَدَقَتِہَا غَیْرَ اَنَّہَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَہَا بِلِسَانِہَا قَالَ ہِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ قِلَّۃِ صِیَامِہَا وَصَدَقَتِہَا وَصَلٰوتِہَا وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِہَا جِیْرَانَہَا قَالَ ہِیَ فِی الْجَنَّۃِ.)) ❷

''ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ فلاں عورت کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ وہ نماز بہت زیادہ پڑھتی ہے روزے بکثرت رکھتی ہے اور خیر خیرات بہت کرتی ہے مگر ساتھ ہی ہمسائے کو زبان سے تکلیف بھی پہنچاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت دوزخ میں جائے گی کیونکہ نماز روزہ خیر خیرات اگرچہ افضل العبادات ہیں مگر وہ اس گناہ یعنی ایذائے ہمسایہ کی تلافی نہیں کر سکتے عرض کیا یارسول اللہ فلاں عورت کی نسبت کہتے ہیں کہ نماز کم پڑھتی ہے اور روزے تھوڑے رکھتی ہے اور خیر خرات بھی کچھ یوں ہی سی کرتی ہے۔ ہاں ہمسائے کو زبان سے تکلیف نہیں دیتی فرمایا وہ جنت میں جائے گی (کیونکہ ہمسائے کو تکلیف نہ دینا دوسری باتوں کی تلافی کر دیگا۔''

پڑوسی کو ستانا گناہ کبیرہ ہے قیامت کے روز سب سے پہلے ان دو پڑوسیوں کی خدا کے سامنے پیشی ہوگی جنہوں نے دنیا میں ایک دوسرے کی حق تلفی کی ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَوَّلُ خَصْمَیْنِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ جَارَانِ.)) ❸

''قیامت کے روز سب سے پہلے وہ دو پڑوسی خدا کے سامنے پیش ہوں گے جنہوں نے ایک

---

❶ بخاری کتاب الادب باب اثم من لا یامن جارہ

❷ مسند احمد ۲/ ۴۴۰ شعب الایمان للبیہقی (۹۶۹۲) ❸ مسند احمد ۴/ ۱۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دوسرے کا حق ادا نہیں کیا اور آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے تھے۔"

قیامت کے دن خدا کے سامنے ہمسایہ اپنے ہمسایہ کے بارے میں یہ شکایت کرے گا کہ اس نے نہ مجھے اچھی باتوں کی نصیحت کی اور نہ بری باتوں سے روکا نہ نماز پڑھنے کو کہا اور نہ روزہ رکھنے کو کہا۔

نیک وبد کی یہ پہچان ہے کہ اگر پڑوسی اپنے پڑوسی کے بارے میں یہ کہے کہ یہ اچھا ہے تو وہ اچھا ہے اور جو برا کہے وہ برا ہے۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں:

((قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ وَ اِذَا اَسَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَأْتَ فَقَدْ اَسَأْتَ.)) ❶

"کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ مجھے اپنے برے عمل کا علم کیونکر ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تو اپنے ہمسایوں کو کہتا ہوا سنے کہ تو نے اچھائی کی ہے تو جان کہ میں نے اچھا عمل کیا ہے اور جب انہیں کہتا ہوا سنے کہ تو نے برا کام کیا ہے تو سمجھ لے بے شک میں نے برا عمل کیا ہے۔"

یعنی اچھے اور برے ہونے کی یہی کسوٹی ہے کیونکہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے اخلاق حمیدہ اور افعال ذمیمہ سے خوب واقف ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَّاْخُذُمِنِّيْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا فَاَخَذَبِيَدِيْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضَّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ.)) ❷

"کون شخص ان کلمات کو (جو میں ابھی کہتا ہوں) مجھ سے سیکھتا ہے پھر اس پر کاربند ہوتا ہے یا اس شخص کو سکھاتا ہے جو انہیں عمل میں لائے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سیکھتا ہوں تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ باتیں فرمائیں۔ حرام سے بچو سب سے زیادہ عابد بن جاؤ گے راضی بالقضا وقدر ہو جاؤ تو سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ بھلائی کرو تو مومن بن جاؤ گے اور جو اپنے لئے چاہو وہی لوگوں کے لئے چاہو تو کامل مسلمان بن

❶ ابن ماجہ، کتاب الزہد باب الثناء الحسن (۴۲۲۳)

❷ مسند احمد: ۲/ ۳۱۰، ترمذی کتاب الزہد باب من اتقی المحارم ۳/ ۲۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جاؤ گے اور زیادہ مت ہنسو اس لئے کہ زیادہ ہنسنا دل کو ماردیتا ہے۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ نیکی کرنا مسلمان کامل ہونے کی دلیل ہے رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی نصیحت و وصیت فرمایا کرتے تھے۔

اپنے پڑوسی اور ہمسایہ کو تکلیف پہنچانا حرام ہے

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَبْدٌ لَا یَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ.)) ❶

"وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے امن میں نہ ہو۔"

برائی برائی ہے جہاں بھی ہو اور گناہ گناہ ہے جہاں بھی سرزد ہو لیکن اگر وہ برائی اور گناہ اس جگہ پر ہو جہاں لازمی طور پر نیکی ہونی چاہئے تھی تو ظاہر ہے کہ اس گناہ اور برائی کا درجہ عام گناہوں اور برائیوں سے بدرجہا زیادہ ہے بدقسمت انسان چوری ہر جگہ کرسکتا ہے مگر ظاہر ہے۔ کہ پڑوسی کے مکان میں چوری کرنا کتنا برا ہے۔ بدکاری اس سے ہر جگہ ممکن ہے مگر پڑوس کے گھر میں جہاں سے دن رات کی آمدورفت ہے اور جہاں کے مرد پڑوس کے شریف مردوں پر بھروسہ کرکے باہر جاتے ہیں وہاں اخلاقی خیانت کس قدر شرمناک ہے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے دریافت کیا۔

((مَا تَقُوْلُوْنَ فِی الزِّنَا قَالُوْ حَرَامٌ حَرَّمَهُ، اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَهُوَ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّزْنِیَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نَسْوَةٍ اَیْسَرُ عَلَیْهِ مِنْ اَنْ یَزْنِیَ بِامْرَأَةِ جَارِهٖ قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِی السَّرَقَةِ قَالُوْا حَرَّمَهُ، اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَهِیَ حَرَامٌ قَالَ لَاَنْ یَّسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرِ اَبْیَاتٍ اَیْسَرُ عَلَیْهِ مِنْ اَنْ یَّسْرِقَ مِنْ بَیْتِ جَارِهٖ.)) ❷

"زنا کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو۔ لوگوں نے کہا حرام ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس عورتوں سے زنا کرنا آسان ہے بہ نسبت اپنے ہمسائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے سے (یعنی پڑوسی اور ہمسائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے کا گناہ دوسری دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے تم لوگ چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا اللہ اور رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اس لئے وہ حرام ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس گھرانے کی چوری کرنا آسان ہے

❶ مسند احمد: ۳/ ۱۵٤

❷ مسند احمد: ٦/ ۸، طبرانی کبیر: ۲۰/ ۲۵۷ (٦٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بہ نسبت اپنے پڑوسی کے گھر چوری کرنے سے یعنی اپنے پڑوس کے گھر چوری کرنے کا گناہ دس گنا چوری کرنے سے زیادہ سخت ہے۔''

پڑوسی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کا دوسرا پڑوسی بغیر اس کی مرضی اور اجازت کے اپنا مکان وزمین نہیں بیچ سکتا ہے اور اگر بغیر اجازت کے بیع کر دیگا تو یہ بیع باطل ہوگی اس کو شرعی محاورے میں ''شفعہ'' کہا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِهٖ يُنْتَظَرُ بِهَا اِنْ كَانَ غَائِبًا اِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا.)) ❶

''پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حق دار ہے جب کہ دونوں کا ایک ہی راستہ ہو اگر وہ موجود نہیں تو اس کا انتظار کیا جائے۔''

یہ پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ انسان مدنی الطبع ہے اس لئے سب کو چاہئے کہ بلا شر و فساد اور بغیر جنگ و جدال کے امن و امان کی زندگی بسر کریں اسی غرض سے اس نے قرآن نازل کیا ہے کہ لوگ اس کی ہدایتوں پر چلیں تو دنیا میں فساد کا نام بھی جینے میں نہ آئے خدا نے امن کے قائم کرنے کے لئے جو احکام نازل فرمائے ان میں ایک حق ہمسایہ کا بھی ہے ہمارے یہاں ایک کہاوت کہی جاتی ہے ''ہمسایہ ماں کا جایا'' پس یہ خلاصہ ہے پڑوسی کے حقوق کا اور ان کی تفصیل ان آیتوں اور حدیثوں میں ہے جو عنوان ہمسایہ کے ذیل میں نقل کی گئی ہیں ہمسائے کے حقوق میں ایک حق شفعہ بھی ہے جو اسلامی شریعت کی ضروریات وخصوصیات میں سے ہے اب اس کی ضرورت کو دوسرے مذہب والوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور سب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں جہاں اسلامی قانون کے مکمل ہونے کے اور بہت سے دلائل ہیں ان میں سے ایک حق شفعہ بھی ہے۔

بہر حال ہمسائے کے بڑے حقوق ہیں:

(۱) اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے۔

(۲) نہ اس سے بیہودہ گوئی کی جائے۔

(۳) خوشی کے وقت اس کو مبارک باد دی جائے اس کی بیماری میں بیمار پرسی کی جائے۔

(۴) مصیبت میں اس کی مدد کی جائے۔

(۵) اس کے عیبوں کو چھپایا جائے۔

(۶) اس کے بیوی بچوں کو بری نگاہ سے نہ دیکھا جائے۔

(۷) اس کو تحفہ تحائف سے نوازا جائے۔

---

❶ [ترمذی]، کتاب الاحکام، باب ماجاء فی الشفعة للغائب ۳/ ۲۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پاس پڑوس کے حق کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے آمین۔

((بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ وَأَدْخَلَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ فِي الدَّارِ النَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَوْلٰى وَأَجَلُّ وَأَعَزُّ وَأَكْبَرُ.))

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اسلامی لباس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَالْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھُدٰی ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَّکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ﴿ یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَ رِیْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ﴾ (اعراف: ۲٦)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(اے آدم کے بیٹو! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے جو تمہارے ستر کو ڈھانپتا ہے اور تمہارے لیے زینت بھی ہے۔ اور تقویٰ کا لباس ہی بہتر ہے۔)

انسان کے لیے ستر پوشی نہایت ضروری ہے حیوان اور انسان میں لباس ہی سے فرق ظاہر ہوتا ہے۔ یہ لباس سردی گرمی سے بچاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ستر پوشی کے لیے پیدا کیا ہے۔

یہ ستر پوشی اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں رکھی ہے جیسا کہ حضرت آدم وحوا کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے ان دونوں کو جنت کے بہترین جوڑے پہننے کو ملے تھے یہ پہنتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے وہ لباس ان کے بدن سے اتر گئے تو درخت کے پتوں سے اپنی شرمگاہوں کو چھپالیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَۃَ بَدَتْ لَھُمَا سَوْاٰتُھُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفَانِ عَلَیْھِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ ﴾ (اعراف: ۲۲)

(پس جب ان دونوں نے درخت کا مزہ چکھا ان کے ستر ان پر کھل گئے تو اپنے اوپر درخت کے پتوں کو جوڑنے لگے۔)

یہ برہنگی جس طرح فطرت کے خلاف ہے اسی طرح عقل اور شریعت کے خلاف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ.)) ❶

''کوئی مرد کسی مرد کے پردے کے اعضاء نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کے پردے کے اعضاء نہ دیکھے۔''

یوں تو تمام بدن کو چھپانا مناسب ہے مگر مردوں کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک اور عورتوں کے لیے چہرے اور ہاتھوں کے سوا سارا بدن چھپانا فرض ہے ان حصوں کا کھلا رہنا کسی صورت میں جائز نہیں۔

سفید کپڑا

سب کپڑوں میں سے سفید کپڑے زیادہ اچھے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَ کَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ.)) ❷

''سفید کپڑے پہنو۔ کیونکہ سب کپڑوں میں سفید کپڑے بہتر ہوتے ہیں اور ان ہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو دفن کرو۔''

سرخ کپڑے

زیادہ سرخ کپڑا مردوں کے لیے مناسب نہیں عورتوں کے لیے مباح ہے اور سیاہ اور سبز عورتوں اور مردوں کے لیے یکساں جائز ہے لیکن سیاہ کے ساتھ دوسرا رنگ بھی ہونا چاہیے۔

ریشم

مردوں کے لیے ریشم اور سونا حرام ہے اور عورتوں کے لیے دونوں حلال ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ریشم کو دائیں ہاتھ میں اور سونے کو بائیں ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ ❸

سادہ لباس

سادگی ہر چیز میں اچھی ہے کھانے پینے میں بھی اور لباس میں بھی رسول اللہ ﷺ کا لباس ہمیشہ ہی سادہ رہتا تھا' موٹا کرتہ' موٹی چادر' اور موٹا تہبند زیب تن فرمایا کرتے تھے اور کبھی تو پیوند لگا ہوا بھی پہن لیتے تھے

---

❶ صحیح مسلم ❷ ابو داؤد' کتاب اللباس' باب فی البیاض ٤/ ٩٠

❸ مسند احمد: ١/ ٩٦' ابو داؤد کتاب اللباس' باب فی الحدیث للنساء ٤/ ٨٩

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کپڑے میں کوئی تکلف نہیں تھا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو گھر سے باہر تشریف لے گئے تو آپ کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔ ❶

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شامی جبہ زیب تن فرما رکھا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ ❷

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

((اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِیْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَیْنِ.)) ❸

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ان ہی دو کپڑوں میں نکلی تھی۔''

یعنی انتقال کے وقت آپ ایک پیوند لگی ہوئی چادر یا پیوند لگے ہوئے کمبل کو اور ایک موٹا تہبند پہنے ہوئے تھے معلوم ہوا کہ آپ کو موٹا اور معمولی کپڑا زیادہ پسند تھا کیونکہ اس میں خاکساری اور تواضع ہے۔ قیمتی اور بھڑکیلا لباس پہننے سے نفس میں تکبر' غرور اور خود بینی کے جذبات آجاتے ہیں۔

کرتہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب کپڑوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتہ زیادہ پسند تھا۔ ❹

کرتہ زیادہ پسند ہونے کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ کرتے سے بدن اچھی طرح ڈھک جاتا ہے اور اس میں زیادہ خاکساری اور انکساری بھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی آستین پہنچے تک تھی۔ ❺

پائجامہ

پائجامہ ستر پوشی کے لیے بہترین لباس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت پسند فرمایا ہے اور خریدا بھی ہے۔ ❻

---

❶ مسلم' کتاب اللباس' باب التواضع فی اللباس

❷ بخاری' کتاب الصلوٰۃ' باب الصلوٰۃ فی الجبۃ

❸ بخاری' کتاب اللباس' باب الاکسیۃ و الخمائص

❹ ❺ ابوداؤد' کتاب اللباس' باب ماجاء فی القمیص ٤ / ٧٦

❻ ترمذی' کتاب البیوع' باب ... فی ... ٢ / ٨ ...

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پائجامہ خریدا ہے اور بظاہر پہننے کے لیے خریدا ہے اور دوسری روایتوں سے پائجامہ پہننے کا ثبوت بھی ملتا ہے اور صحابہ کرام آپ کی اجازت سے پائجامہ پہنتے تھے۔(زادالمعاد)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ منتقی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

((قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَهْلَ الْكِتَابِ يَتَسَرْوَلُوْنَ وَلَا يَاْتَزِرُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَرْوَلُوْا وَ ائْتَزِرُوْا خَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ.)) ❶

ہم لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہود ونصاریٰ پائجامہ پہنتے ہیں اور تہ بند نہیں باندھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پائجامہ پہنو اور تہ بند باندھو اور اہل کتاب کے خلاف کرو۔

تہبند

ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ پائجامہ پہننا بھی مسنون ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر تہبند ہی باندھا کرتے تھے آپ کا تہبند چار ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا ہوتا تھا اور پنڈلی تک ہوتا تھا۔

چادر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھتے بھی تھے اور نماز بھی اسی میں پڑھتے تھے اور علماء نے کہا ہے کہ آپ کی چادر چھ ہاتھ لمبی اور سوا تین ہاتھ چوڑی ہوتی تھی۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ ''زادالمعاد'' جلد اول میں فرماتے ہیں: علامہ واقدی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر چھ ہاتھ لمبی اور سوا تین ہاتھ چوڑی ہوتی اور آپ کا تہبند سوا چار ہاتھ لمبا اور سوا دو ہاتھ چوڑا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چادروں میں یمن کی چادر بہت پسند تھی۔ ❷

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سرخ جوڑا پہنے ہوئے اور تہبند باندھے ہوئے اور چادر اوڑھے ہوئے دیکھا۔ ❸

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ کے جسم مبارک پر سیاہ رنگ کے بالوں کی چادر تھی۔ ❹

---

❶ مسند احمد: ٥/ ٢٦٤

❷ بخاری' كتاب اللباس' باب البرود و الحبر و الشملة

❸ بخاری' كتاب اللباس' باب الثوب الاحمر

❹ مسلم' كتاب اللباس' باب التواضع في اللباس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پگڑی اور ٹوپی

سر چھپانے کے لیے ٹوپی اور پگڑی کا استعمال عرب میں خصوصی طور پر رائج تھا آنحضرت ﷺ بھی پگڑی باندھتے تھے اور صحابہ کو بھی ترغیب دیتے تھے۔

آپ کے عمامہ کے مقدار کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ملی ہے بعض لوگ سات ہاتھ اور بعض بارہ ہاتھ کا بتاتے ہیں اور آپ کا شملہ چار بالشت کا ہوتا جسے پس پشت لٹکائے رہتے فتح مکہ کے روز جب آپ شہر میں داخل ہوئے تھے تو آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا یعنی آپ سیاہ عمامہ باندھتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عمامہ باندھتے تو دونوں مونڈھوں کے درمیان یعنی پچھلی جانب شملہ ڈال دیتے تھے۔ ❶

بہر حال عمامہ کے بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ باندھنا سنت ہے اور اسلام کا شعار ہے لیکن موجودہ زمانے کے مسلمانوں نے عموماً اس کو چھوڑ دیا ہے اور سکھوں نے اپنا شعار بنالیا۔

رومی جبہ

رسول اللہ ﷺ نے تنگ آستینوں کا رومی جبہ پہنا ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ (غزوۂ تبوک میں) قضائے حاجت کے لیے گئے پھر جب واپس تشریف لائے تو میں پانی لے کر پہنچا آپ نے وضو کیا اس وقت آپ ایک رومی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ ❷

اچکن اور شیروانی

حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے مسور سے کہا کہ مجھ کو خبر ملی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس (کہیں سے) اچکنیں آئی ہیں آپ تقسیم کر رہے ہیں۔ چلو ہم بھی آپ کے پاس چلیں (شاید ہم کو بھی کوئی اچکن اور شیروانی مل جائے) ہم باپ بیٹے مل کر گئے دیکھا تو آپ گھر میں ہیں والد نے مجھ سے کہا آنحضرت ﷺ کو آواز دو۔ میں نے اس کو برا سمجھا اور والد سے کہا میں رسول اللہ ﷺ کو آواز دوں؟ انہوں نے کہا بیٹے رسول اللہ ﷺ مغرور نہیں ہیں۔ میں نے آپ کو بلایا آپ دیباج کی ایک اچکن جس میں سنہری بٹن لگے ہوئے

---

❶ ترمذی، کتاب اللباس، باب سدل العمامة بين الكتفين ٣/ ٤٨

❷ بخاری کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ في الجبة

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تھے (کندھے یا ہاتھ پر) ڈالے ہوئے تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ مخرمہ! میں نے یہ اچکن تیرے لیے چھپا رکھی تھی پھر وہ ان کو دے دی۔ ❶

اچھا لباس اور زیب وزینت

شریعت کے دائرے میں رہ کر اچھا لباس پہننا اور زینت کرنا بھی درست ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾ (اعراف: ۳۱)

(عبادت کے وقت زینت کی چیزوں کو پہنو۔)

((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ.)) ❷

''اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جو نعمتیں اس نے اپنے بندے کو دے رکھی ہیں ان کا اثر اس پر دکھائی دے۔''

یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو اچھی حیثیت عطا فرمائی ہے تو اچھا لباس استعمال کرنا چاہیے اور باوجود وسعت کے بخیلی کی وجہ سے خراب لباس استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرنا ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے اس امر کی خواہش رہتی ہے کہ میرے کپڑے عمدہ ہوں' سر میں تیل لگا ہوا ہو' جوتی بھی اچھی ہو اور بہت سی چیزوں کا اس نے ذکر کیا یہاں تک کہا کہ مجھے خواہش رہتی ہے کہ میرا کوڑا بھی اچھا ہو۔ آپ نے سن کر فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ.)) ❸

''اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ تکبر ہے کہ میں عمدہ لباس پہنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ یہ تو خوب صورتی ہے اور خدا اس خوب صورتی کو پسند فرماتا ہے۔ ❹

باریک لباس

لباس ستر پوشی کیلئے ہے اور ایسا باریک لباس پہننا جس سے بدن کا اندرونی حصہ صاف نظر آ جائے ناجائز ہے کیونکہ اس سے لباس کا مقصد حاصل نہیں ہوتا ایسا باریک لباس عورت و مرد دونوں کے لیے حرام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ بخاری کتاب اللباس' باب القباء و فروج حریر وھو القباء (۵۸۰۰) ۲/ ۸۶۳

❷ ترمذی' کتاب الادب' باب ماجاء ان اللہ یحب ان یری اثر نعمته علی عبدهٖ ۴/ ۲۵

❸ ❹ مسلم' کتاب الایمان' باب تحریم الکبر و بیانه

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((يَا أَسْمَآءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ يُصْلِحْ أَنْ يُّرَىٰ مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلَىٰ وَجْهِهِ وَكَفِّهِ.)) ❶

''اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو درست نہیں ہے کہ اس کی جسم سے کوئی حصہ دیکھا جائے سوائے اس کے اور اس کے یہ فرما کر آپ نے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَّعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ، يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَّسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا.)) ❷

''دو قسم کے دوزخی لوگ ہیں جن کو ابھی تک میں نے دیکھا نہیں ایک وہ لوگ جن کے ساتھ گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ظلماً کوڑے ماریں گے (یعنی حاکم وغیرہ ظالم ہوں گے چنانچہ موجودہ زمانے میں ایسے لوگ حکمران ہیں) اور دوسرے وہ عورتیں جو ظاہر میں کپڑے پہنے ہونگی اور حقیقت میں وہ ننگی ہوں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور فریفتہ کرنے والی ہوں گی اور خود بھی ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی اور ان کی طرف رغبت کریں گی اور ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ایک جانب جھکے ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے پائی جائے گی۔''

یعنی وہ باریک کپڑے پہنے ہوں گی جس سے ان کا بدن جھلکے گا' گویا ظاہر میں ملبوس ہیں مگر حقیقت میں عریاں ہیں چنانچہ اس زمانہ میں اسی قسم کی عورتیں موجود ہیں یا چہرے کے علاوہ بھی کچھ بدن ڈھانکتی ہیں اور کچھ کھلا رکھتی ہیں' دوپٹہ کو پیٹھ پر ڈال کر سینہ' گردن اور بازو اور پاؤں کھلے رکھتی ہیں اور ان اعضاء کو کھول کر لوگوں کو فریفتہ کرتی ہیں۔ علامہ نووی شرح صحیح مسلم میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ بدن کے کچھ حصہ کو پوشیدہ کریں گی اور کچھ حصہ کو ظاہر کریں گی اور بدکار عورتوں کی طرح ناز و انداز سے چلیں گی جس سے لوگوں کو فریفتہ کریں گی۔

اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن میں باریک کپڑا پہننے کی ممانعت ہے جو ترغیب اور منتقی وغیرہ میں

---

❶ ابوداؤد كتاب اللباس' باب فيما تبدي المرأة من زينتها ٤ / ١٠٦

❷ مسلم' كتاب الجنة وصفة نعيمها ... [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

منقول ہیں اگر کوئی موٹا کپڑا ... ہو تو اوپر سے باریک کپڑا پہننے میں حرج نہیں ہے۔ اور عورتوں کے لیے چست کپڑا پہننا حرام ہے جس سے اعضاء نمایاں ہوتے ہیں۔

عورتوں کو "مستوارت" کہتے ہیں اور مستورات کے معنی ہیں چھپی ہوئی چیزیں یعنی سوائے چہرہ اور ہتھیلی کے عورت کے لیے سارا جسم چھپانا ضروری ہے یہاں تک کہ سر اور دونوں ہاتھوں کو اور پیر تک سارا جسم کپڑے سے ڈھانکے رہیں۔ بازوؤں کا کھلا رہنا بے پردگی میں داخل ہے۔ صحابیہ عورتیں پورے ہاتھ کی آستینیں رکھتی تھیں اور انگلیوں کے درمیان بٹن لگاتی تھیں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا اپنی آستینوں کی گھنڈیاں اپنی انگلیوں کے درمیان رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس باریک اوڑھنی کو پھاڑ کر پھینک دیا اور دوسری غف اور موٹی اوڑھنی اوڑھنے کو دی۔ ❶

پرانا لباس

لباس جب پرانا ہو جائے اور پھٹ جائے تو پیوند لگا کر اور مرمت کر کے استعمال کرنا سنت ہے اور تواضع وخاکساری کی نشانی ہے۔

اور ٹخنوں کے نیچے پائجامہ لنگی اور چادر وغیرہ لٹکا کر اکڑ کر چلنا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا.)) ❷

"جو ٹخنوں کے نیچے کپڑا شیخی کے طور پر لٹکا کر چلے گا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا اور ایک روایت میں ہے کہ ایسا شخص جہنمی ہے۔" ❸

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَ ارْفَعْ إِزَارَكَ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَ إِيَّاكَ وَ إِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ.)) ❹

"اپنا تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھو اگر اتنا نہیں تو ٹخنوں تک رکھو اور تہبند کو نیچے لٹکانے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔"

---

❶ ترمذی و ابن ماجه

❷ بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبهٔ

❸ بخاری، کتاب اللباس، باب ما اسفل من الکعبین فهو فی النار (۵۷۸۷)

❹ ابو داوٗد

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیا کپڑا پہننے کی دُعا

رسول اللہ ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو جو اس کپڑے کا نام ہوتا وہ نام لیتے یعنی کرتہ، چادر، عمامہ وغیرہ اور پہنتے وقت بسم اللہ کر کے ان دعاؤں کو پڑھتے۔

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیٰوتِیْ.)) ❶

"سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس سے میں نے اپنی شرمگاہ چھپا لی اور اس سے میں اپنی زندگی میں غنیمت حاصل کرتا ہوں۔"

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْهِ اَسْئَلُكَ خَیْرَهٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ.)) ❷

"اے اللہ! ہر قسم کی تعریف تیرے لیے ہی ہے تو نے مجھے کپڑا پہنایا میں اس کپڑے کی بھلائی تجھ سے مانگتا ہوں اور اس بھلائی کا طالب ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اور اس کپڑے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس چیز کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔"

کپڑا پہنتے وقت داہنے طرف سے پہننا چاہیے۔ ❸

انگوٹھی

ضرورت کے وقت چاندی کی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننا مسنون ہے۔ نگینہ میں نام یا کوئی ضروری چیز کا لکھنا بھی سنت ہے رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ میں "محمد رسول اللہ ﷺ" کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ ❹

جوتا

رسول اللہ ﷺ جوتا پہنتے تھے جو موجودہ زمانے کے چپل کی طرح تھا جس کے دو تسمے تھے۔ ❺

اور آپ نے فرمایا "جب جوتا پہنو تو پہلے داہنے پیر میں پہنو اور جب اتارو تو پہلے بائیں پیر سے اتارو۔ ❻

---

❶ ابو داوٗد، کتاب اللباس، باب ٤/ ٧٤

❷ ترمذی، کتاب اللباس، باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیدا ٣/ ٦٤ ❸ صحیح ابن حبان (٥٣٩٨)

❹ بخاری، کتاب اللباس، باب خاتم الفضّة ❺ بخاری کتاب اللباس باب قبالان فی النعل

❻ بخاری کتاب اللباس، باب ینزع نعله الیسریٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

موزے

چمڑے کے موزوں کو پہننا اور اس پر مسح کرنا بھی ثابت ہے رسول اللہ ﷺ موزے پہنتے اور اس پر مسح کرلیا کرتے تھے۔ ❶

جوتوں اور موزوں کو پہننے سے پہلے جھاڑ لینا چاہیے تاکہ گرد وغبار سے بھی صاف ہو جائے اور اگر کوئی تکلیف دہ چیز ہو تو نکل جائے۔

اسی طرح سے سوتے وقت بستر بھی جھاڑ لینا چاہیے اور اگر کپڑا صندوق میں سے نکال کر پہننا ہو یا الگنی وغیرہ سے اتار کر پہننا ہو تو اسے خوب جھاڑ کر پہننا چاہیے۔

کنگھی

بالوں میں تیل لگانا اور کنگھی کرنا مستحب ہے اور پراگندہ مکروہ ہے رسول اللہ ﷺ نے نظافت اور صفائی ستھرائی کی بہت ترغیب دلائی ہے۔ آپ بالوں میں کنگھی کرتے تھے اور تیل بھی استعمال فرماتے تھے۔

اور آپ گاہے بگاہے کنگھی کرتے تھے روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرماتے تھے۔ ❷

سر کے بالوں کو منڈوانا اور کترانا درست ہے پٹھے دار بالوں کا کانوں تک رکھنا مسنون ہے داڑھی منڈوانا حرام ہے اور مونچھوں کا کٹانا اور پست کرنا ضروری ہے۔ ❸

ناخن تراشنا اور بغل اور زیر ناف کے بال صاف کرنا مسنون ہے۔ ❹

سفید بالوں میں خضاب لگانا مستحب ہے ❺ لیکن زیادہ سیاہ خضاب نہ ہو بالکل کالا خضاب لگانا منع ہے سفید بالوں کو اکھاڑنا حرام ہے۔ ❻

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اسلامی تہذیب اور روایات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

((سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.))

---

❶ امام ابن عبد البر' الاستذ کار میں فرماتے ہیں موزوں پر مسح کی روایت ۴۰ صحابہ سے مروی ہے۔
بخاری کتاب الصلوة باب الصلوة فی الخفات

❷ سنن نسائی' کتاب الزینة' باب الترجل غبا (٥٠٦١)

❸ بخاری کتاب اللباس باب اعفاء اللحی ❹ بخاری کتاب اللباس' باب تقلیم الاظفار

❺ مسلم کتاب اللباس' باب استحباب خضاب الشیب

❻ ترمذی' کتاب الادب' باب ماجاء فی النهی عن نتف الشیب ٤ / ٢٥

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اسلامی پردہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. ﴾ (النور: ۳۱)

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) (مومن مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے پاکیزہ تر ہے یقیناً اللہ ان کے عملوں سے خوب واقف ہے اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں پست رکھا کریں اور اپنی زینت (سنگار) کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے جو خود بخود عموماً ظاہر ہو جائے اور انہیں چاہئے کہ اپنے گریبانوں (سینوں) پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہر باپ، خسر، بیٹے، سوتیلے بیٹے، یا بھائی، بھتیجے بھانجے، اپنی عورتوں اور اپنے لونڈی، غلام کے لیے وہ مرد جو عورتوں کے کام کے نہیں رہے۔ یا نابالغ لڑکے جو ابھی عورتوں کے پردے کی باتوں سے واقف نہیں ہوئے ہیں (اور ان عورتوں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ) وہ چلتے وقت اپنے پاؤں کو زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں جس سے پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے اور اے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایمان والو تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے غض بصر' پاک دامنی اور تزکیہ نفوس کا حکم فرمایا اور جس طرح مردوں کو نیچی نظر رکھنے کا حکم دیا اسی طرح عورتوں کو بھی غض بصر کا حکم دیا اس میں دونوں برابر ہیں کیونکہ دونوں کی غض بصر کا مقصد حفاظت و تزکیہ ہے اب آپ ہر ایک کی تفصیل قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھئے۔

غض بصر

تمام مردوں اور عورتوں کو جو سب سے پہلے حکم دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ غض بصر کرو جس کے معنی یہ ہیں کہ تم دونوں اپنی نظریں نیچی رکھو' یعنی تم اپنے آپ کو ہر اس چیز سے بچاؤ جس کو حدیث شریف میں آنکھوں کا زنا کہا گیا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذَالِكَ لَا مُحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَ زِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَ النَّفْسُ تَتَمَنّٰى وَ تَشْتَهِيْ وَ الْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ وَ يُكَذِّبُهٗ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے آدم کے بیٹے پر زنا کا حصہ لکھ دیا ہے (یعنی مقرر کر دیا ہے کہ فلاں فلاں کام بھی زنا میں شامل ہیں) وہ اس سے ضرور ہو جاتا ہے چنانچہ دیکھنا آنکھ کا زنا ہے اور زبان کا زنا بات چیت ہے اور دل کا زنا آرزو اور خواہش ہے اور شرم گاہ ان سب کی تصدیق یا تکذیب کر دیتی ہے۔''

حدیث شریف کا مطلب بالکل صاف ہے کہ اجنبی عورتوں کے حسن کی دید سے لطف اندوز ہونا مردوں کے لیے اور اجنبی مردوں کو مطمح نظر بنانا عورتوں کے حق میں زہر قاتل ہے موجب فتنہ ہے زنا و فتنہ کی ابتدا اسی سے ہوتی ہے اور یہی اس کے لیے پیش خیمہ ہے۔

نظر کے فتنے کا کوئی ذی عقل شخص انکار نہیں کر سکتا اسی کے فتنے کے سد باب کے لیے شریعت مطہرہ نے غض بصر کا حکم دیا کہ تم اس حصے کو مت دیکھو جس کے دیکھنے سے زنا جیسے جرم عظیم کے مرتکب بنو۔ شریعت نے مرد و عورت کے لیے علیحدہ علیحدہ حدیں مقرر کر دی ہیں کہ اس جگہ سے اس جگہ تک جسم کا ڈھانکنا ضروری ہے جسے ستر کہا جاتا ہے۔ مردوں کے لیے ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ ستر قرار دیا ہے اور یہ حکم دیا گیا کہ اس حصے کو سوائے اپنی بیوی کے اور کسی کے سامنے نہ کھولیں اور نہ کسی دوسرے شخص کے اس حصے پر نظر ڈالیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

❶ بخاری' کتاب الاستئذان' باب زنا الجوارح دون الفرج

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ.)) ❶

''اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ سوائے اپنی بیوی اور باندی کے۔''

اور عورتیں تو عورتیں ہی ہیں یعنی وہ سراپا پردہ ہی پردہ ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

''المراۃ عورۃ'' (ترمذی) عورت کا تمام بدن چھپانے کے قابل ہے کہ وہ سوائے چہرہ کے اور ہاتھ پیر کے تمام جسم کو لوگوں سے چھپائیں۔ اس حکم میں باپ' بھائی وغیرہ سب برابر ہیں سوائے خاوند کے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو درست نہیں ہے کہ اس کے جسم میں سے کوئی حصہ دیکھا جائے بجز اسکے اور اس کے یہ فرما کر آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ کیا۔ (ابوداؤد۔ حسن لغیرہ الا ذکر سبب الورود)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا.)) ❷

''دوقسم کے دوزخی لوگ ہیں جن کو ابھی میں نے دیکھا نہیں ایک وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ظلماً ماریں گے یعنی حاکم وغیرہ ظالم ہوں گے (چنانچہ اس زمانے میں وہ لوگ موجود ہیں) اور دوسرے وہ عورتیں جو ظاہر میں کپڑے پہنے ہوں گی اور حقیقت میں وہ ننگی ہوں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور فریفتہ کرنے والی ہوں گی اور ان کی طرف رغبت کریں گی اور ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ہوں گے یعنی ایک جانب جھکے ہوئے وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گے۔ حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے پائی جائے گی۔''

یعنی وہ ایسے باریک کپڑے پہنے ہوں گی جس سے ان کا بدن جھلکے گا گویا وہ ظاہر میں ملبوس ہیں مگر حقیقت میں عاری اور ننگی ہوں گی چنانچہ اس زمانے میں اسی قسم کی عورتیں موجود ہیں جو چہرہ کے علاوہ بھی کچھ بدن ڈھانکتی ہیں اور کچھ کھلا رکھتی ہیں دوپٹہ کو پیٹھ پر ڈال کر سینہ گردن' بازو اور پاؤں کھلے رکھتی ہیں اور ان اعضا کو

---

❶ مسند احمد: ٥/ ٣' ٤ بخاری تعلیقًا' کتاب الغسل' باب من اغتسل عریانا وحدہٗ فی الخلوۃ

❷ مسلم' کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمها و اهلها' باب جهنم اعاذنا الله منا ٢/ ٣٨٣

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کھول کر لوگوں کو فریفتہ کرتی ہیں۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ شرح صحیح مسلم میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

((تَسْتُرُ بَعْضَ بَدَنِهَا وَ تَكْشِفُ بَعْضَهَا اِظْهَارًا لِجَمَالِهَا وَاَمَّا مَا ئِلَاتٌ يَعْنِي يَمْشِينَ مَشْيَةَ الْبَغَايَا وَيَمْشِينَ مُتَبَخْتِرَةً.))

''کہ بدن کے کچھ حصہ کو پوشیدہ کریں گی اور کچھ کو ظاہر کریں گی اور بدکار عورتوں کی طرح ناز و انداز سے چلیں گی جس سے لوگوں کو فریفتہ کریں گی۔''

مطلب یہ ہے کہ کسی زمانے میں عورتیں عام طور سے بے پردہ ہو کر پھیریں گی۔ حیا شرم ان سے معدوم ہو جائے گی۔ جیسے بازاری عورتیں' بے حیا ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا:

((اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ زَانِيَةٌ.)) ❶

''جو عورت خوشبو لگا کر زینت کر کے مردوں کے پاس سے گزرے گی وہ زانیہ ہے۔''

ان حدیثوں سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ مردوں اور عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے اپنے ستر کو پوشیدہ رکھیں اور ایک دوسرے کے ستر کو نہ دیکھیں۔ مردوں کے لیے ناف اور گھٹنے تک کا حصہ ستر ہے اس حصے کو ظاہر کرنا اور کھلا رکھنا اور اس کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ اِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ.)) ❷

''کوئی مرد کسی مرد کے ستر کی طرف نظر نہ کرے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ستر کی طرف دیکھے۔''

ان حدیثوں سے نگاہ نیچی رکھنے کی بہت اہمیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ نگاہ نیچی نہ رکھنے کی صورت میں ایک عظیم الشان فتنہ کا دروازہ کھل جاتا ہے اسلام کا مقصد اس سے صرف یہی ہے کہ تم نظر بازی کے فتنہ سے بچ جاؤ۔ کیونکہ ابتداء میں آنکھیں بڑی معصوم نگاہوں سے دیکھتی ہیں نفس شیطان ان کی تائید و تقویت میں بڑے بڑے پُر فریب دلائل پیش کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ ذوق جمال ہے جو فطرت نے تم میں ودیعت کیا ہے جمال فطرت کے دوسرے مظاہر و تجلیات کو جب تم دیکھتے اور ان سے بہت ہی پاک لطف اٹھاتے ہو تو جمال انسانی کو دیکھو اور ویسا ہی روحانی لطف اٹھاؤ مگر اندر ہی اندر شیطان لطف اندوزی کی مے کو بڑھاتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہی ''ذوق'' جمال ترقی کر کے شوق وصال بن جاتا ہے کون ہے جو اس حقیقت سے انکار کی

❶ مسند احمد: ٤/ ٤٠٠' ٤١٤' ٤١٨

❷ مسلم' كتاب الحيض' باب تحريم النظر الى العورات ١/ ١٥٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جرأت رکھتا ہو کہ دنیا میں جس قدر بدکاری اب تک ہوئی ہے اور فی الحال ہو رہی ہے اس کا پہلا اور سب سے بڑا محرک یہی آنکھوں کا فتنہ ہے کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اپنی صنف مقابل کے حسین اور جوان فرد کو دیکھ کر اس میں وہی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو خوب صورت پھولوں کو دیکھ کر ہوتی ہے اگر دونوں قسم کی کیفیات میں فرق ہے اور ایک کے برخلاف دوسری کیفیت کم و بیش شہوانی کیفیت ہے تو پھر کیسے کہہ سکتے ہو کہ ایک ذوق جمال کے لیے بھی وہی آزادی ہونی چاہیے جو دوسرے ذوق جمال کے لیے ہے۔ شارع علیہ السلام تمہارے ذوق جمال کو مٹانا نہیں چاہتے وہ کہتے ہیں تم اپنی پسند کے مطابق اپنے جوڑے کا انتخاب کر لو اور جمال کا جتنا ذوق تم میں ہے اس کا مرکز صرف اسی ایک کو بناؤ پھر جتنا چاہو اس سے لطف اٹھاؤ اس مرکز سے ہٹ کر تم دیدہ بازی کرو گے تو فواحش میں مبتلا ہو جاؤ گے اگر ضبط نفس یا دوسرے موانع کی بنا پر آوارگی عمل میں مبتلا نہ بھی ہوئے تو آوارگی کے خیال سے کبھی نہ بچ سکو گے۔ تمہاری بہت سی قوت آنکھوں کے راستے ضائع ہو گی بہت سے ناکردہ گناہوں کی حسرت تمہارے دل کو ناپاک کر دے گی۔ بار بار فریب محبت میں مبتلا ہو گے اور بہت سی راتیں بیداری کے خواب دیکھنے میں جاگ جاگ کر ضائع کرو گے تمہاری بہت سی قوت حیات دل کی دھڑکن اور خون کے ہیجان میں ضائع ہو جائے گی یہ نقصان کیا کچھ کم ہے اور یہ سب اپنے مرکز دید سے ہٹ کر دیکھنے ہی کا نتیجہ ہے لہٰذا اپنی آنکھوں کو قابو میں رکھو بغیر حاجت کے دیکھنا اور ایسا دیکھنا جو فتنے کا سبب بن سکتا ہو قابل حذر ہے۔ (پردہ ۲۱۸)

غض بصر اور پردہ کی حکمت

اسلام ایک ڈاکٹر اور طبیب کی طرح ہے صرف فرق اتنا ہے کہ اسلام روحانی اور جسمانی دونوں' بیماریوں کا معالج ہے اور اطباء محض جسمانی بیماریوں کے معالج ہیں جس طرح مریض کو حکیم یا ڈاکٹر سے ادویہ کی حقیقت و ماہیت وغیرہ کے دریافت کرنے کا حق نہیں اسی طرح انسان اپنے مذہب سے پوچھنے کا ہرگز حق نہیں رکھتا کہ اس حکم کی کیا علت ہے کیا حکمت ہے اس کو صرف اٰمنا و صدقنا کہہ دینا ہی کافی ہے۔ مگر اسلام نے ہر حکم کے لیے علت ضرور مقرر کر دی۔ کبھی وہ ظاہر ہوتی ہے کبھی پوشیدہ ہوتی ہے پردہ میں بھی حکمت ہے دنیا کے دستور کے مطابق ہر شخص کے لیے الگ الگ حدیں مقرر ہیں کہ بلا اجازت کے دوسری حد میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ شریعت مطہرہ میں بھی مرد و عورت کے لیے علیحدہ علیحدہ حدیں مقرر ہیں کہ بلا اجازت کے دوسرے کی حد میں داخل نہیں ہو سکتا' مردوں کے لیے فرمایا:

﴿ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(النور: ۲۷)

(اپنے گھروں کے سوا کسی گھر میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔)

اسی طرح عورتوں کو فرمایا

﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ الآيه. ﴾ (الاحزاب: ۳۳)

(اے عورتو! اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔)

﴿ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيبِهِنَّ ﴾ (الاحزاب: ۵۹)

(وہ اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیں۔)

اور ﴿ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا. ﴾ (البقرة: ۲۲۹)

(یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔)

پس قرآن مجید نے ثابت کر دیا کہ اس پردہ میں یہ حکمت مضمر ہے کہ اگر تم اپنی حدود سے کسی کی حدود میں جاؤ اور تمہارے پاس پردہ کی سند نہ ہو تو تم ایک دوسرے کی نظر میں خطرناک سمجھے جاؤ گے اور اگر کسی کی حد میں جانا ضروری ہے تو اجازت کیوں نہیں لی جاتی پردہ کی حکمت تو یہ ہے کہ کسب حرام و بدکاری و بے حیائی زیادہ نہ بڑھے اور شرم و حیا اور خودداری دور نہ ہو اور عصمت و عفت باقی رہے اس لیے دونوں کو پردہ کا حکم دیا مردوں کو فرمایا۔

﴿ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ . ﴾ (النور: ۳۰)

عورتوں کو فرمایا:

﴿ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ ﴾ (النور: ۳۱)

اس میں مرد و عورت دونوں کو نگاہ نیچی کرنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کا حکم دیا یہاں تک تو سب کا اتفاق ہے۔ اعتراض صرف اس بات پر ہے کہ عورتوں کو پردہ کے ساتھ کیوں مخصوص کیا گیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ ﴾ (نساء: ۳۴)

(مرد عورت کا قوی نگہبان اور ذمہ داری ہے۔)

عورتیں مردوں سے طاقت و قوت اور عقل و فہم میں کمزور ہیں اور پردہ کا مقصد عفت و عصمت کا بچانا ہے تو ضروری ہوا کہ اپنی عفت اور عصمت بچانے کے لیے اس کو حکم دیا جائے جو ہر طرح کمزور ہے کیونکہ بچنے بچانے کے ... ہے جو کمزور ہو اس لیے عورت کو بہ نسبت مرد کے بہت زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کمزور اور ہر طرح کمزوریوں کی تصویر ہے اپنی عفت وحفاظت کے لیے ایک مضبوط آہنی دیوار' پردہ کا حکم دے دیا جس کی وجہ سے وہ اپنی عصمت کا بہترین بچاؤ کر سکے بخلاف اس کے جو خود قوی اور طاقتور ہے اس کو پردہ یعنی بچاؤ کے سامان کی کیا ضرورت ہے' چنانچہ عورت جس طرح زیادہ کمزور ہے اسی طرح اس کو بہت شدت کے ساتھ پردے کا حکم دیا گیا ہے اور مرد عورت سے زیادہ قوی ہے اس کو بھی کچھ بچاؤ یعنی غض بصر کا حکم دیا ﴿يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ.﴾ کیونکہ پردہ کا مقصود صرف عصمت اور حفاظت ہے اور یہ دونوں کے لیے ہے تو بحیثیت قوت وضعف دونوں کو الگ الگ حکم دیا گیا۔ اگر کوئی کہے کہ عورت مرد سے کمزور نہیں تو غالباً یہ جواب کافی ہوگا کہ مرد عورت کے ساتھ جبر کر سکتا ہے بلکہ کرتا ہے اور عورت مرد کے ساتھ جبر نہیں کر سکتی اس کی ہزاروں مثالیں ہیں جو روزانہ مشاہدے میں آتی رہتی ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عورت فطرتاً بے لوث' سادہ لوح' نازک اندام اور ضعیف وکمزور ہے اگر حسین بھی ہو اور عمدہ لباس میں ملبوس بھی ہو تو کونسی نگاہ ہے جو اس شعلہ ملتہب پر پڑے اور پگھل کر نہ رہ جائے وہ باہر نکلیں گی تو ان پر نگاہیں بھی پڑیں گی اور سب ہی کی پڑیں گی کوئی دعوے کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ سب مرد اور عورتیں نیک ہی ہیں ایک کا قدم لغزش کرے گا تو پھر ایک مرتبہ کی لغزش اسے خرابی کا خوگر بنا دے گی اس کا زہر ہزاروں کو خراب کرے گا پھر حسن کی تعریف سن کر کس کی طبیعت خوش نہیں ہوتی دلوں میں ایک دوسرے کے لیے مقناطیسی کشش موجود ہے خود غور کیجیے کہ ایک نوجوان مرد اور نوجوان عورت تنہائی میں ملیں جلیں تو کمزور ہی نہیں بلکہ قوی طبائع بھی متزلزل ہو جاتی ہیں اور یہ خلا ملا بدکاری کی صورت میں ظاہر نہ ہو تو عشق کی صورت ضرور اختیار کرے گا۔

علاوہ ازیں نوع انسان عورت مرد پر مشتمل ہے اسی طرح معاشرتی فرائض کے بھی دو حصے ہیں ایک بیرونی اور ایک اندرونی مردوں کا کام ہے کہ وہ باہر نکلیں' محنت کریں' کھیت جوتیں' کارخانے قائم کریں اور روپیہ پیدا کریں عورتوں کا فرض ہے کہ وہ گھر میں رہ کر خانہ داری کے انتظامات کریں' بچوں کی نگہداشت و تربیت میں مصروف رہیں اور اپنے تھکے ماندے شوہر اور اپنے بچوں کے لیے گھر کو بہشت بنائیں قادر ازل نے دونوں کا علیحدہ علیحدہ کام مقرر کر دیا ہے۔ ﴿لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ.﴾ (یونس: ٦٤) اب اگر عورتیں بھی بے پردہ ہو کر باہر نکلیں گی تو ان کے پاک اور منور چہروں پر ہزاروں اجنبی نگاہیں پڑیں گی گھر کو دوسرے کے حوالے کرنا پڑے گا اور جب وہ باہر سے آئیں گی تو دونوں تھکے ماندے ہوں گے اور دونوں چور' کون کس کی دلداری کرے! خود غور کیجیے! کہ شوہر دن بھر کا تھکا ماندہ گھر میں آئے اور اس کی رفیقہ حیات کھلے دل سے اس کے استقبال کو بڑھے اس کے غسل اور چائے کا فوری اہتمام کرے یہ چیز بہتر ہے یا یہ کہ شوہر گھر میں اور بیوی باہر پھر بڑی بات یہ ہے کہ ناموس مرد کی امانت' عورت اس کی امانت دار ہے اور نان ونفقہ مہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وغیرہ اس کی امانت کا معاوضہ ہے پس عورت کا فرض ہے کہ مرد کی امانت کی پوری حفاظت کرے اور وہ بے پردگی میں ممکن نہیں مال کی حفاظت کے لیے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ زمین میں گڑھا کھود کے گاڑا جاتا ہے اس کمرے میں دوہرے اور مضبوط تالے لگائے جاتے ہیں اور چوکی پہرہ الگ' آبرو' عزت' مال سے کہیں زیادہ عزیز ہے۔ اس پر غیرت مند جانیں قربان کر دیتے ہیں ایک پردہ سے اگر پوری حفاظت ہو سکے تو یہ کیوں نہ کیا جائے۔

عزت' حیات بعد الموت ہے اور بے عزتی موت قبل الموت ہے۔ پھر حیات جاوداں کو محض پردہ ترک کرنے سے چھوڑ کر کیوں' سیاہ روز زیر زمین ہو جائے' رہزن عزت کی روک تھام کے لیے سد پردہ سے مضبوط کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ ﴿ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ﴾ (الملك: ٤)

غض بصر والی آیت کی تشریح

(نیچی نگاہ کرنے کا بیان) پہلے جملہ میں نیچی نگاہ کرنے کا حکم دیا تو دوسرے جملے میں اس کی حکمت شرمگاہ کی حفاظت بتائی۔ یہ حکم مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں ہے اور تیسرے جملہ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ میں فرمایا کہ وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔

زینت کی دو قسمیں ہیں' ایک فطری یعنی پیدائشی جیسے چہرہ وغیرہ کیونکہ یہی اصل زینت ہے اس میں مقناطیسی جاذبیت مضمر ہے دوسری تصنعی یعنی بناوٹی زینت جیسے اچھے اچھے کپڑے پہننا' سرمہ مہندی لگانا اور زلفوں کو سنوارنا ان دونوں میں سے اس جگہ پہلی زینت مراد ہے تو ﴿لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ کے یہ معنی ہوں گے وہ عورتیں اپنی زینتوں (چہروں) کو ظاہر نہ کریں یعنی ان مخصوص لوگوں کے علاوہ جن کا استثنا اسی آیت میں بیان کر دیا گیا ہے دیگر اجنبی مردوں کے سامنے اپنے چہرے ظاہر نہ کریں۔

چہرے کا حکم

یہی مطلب سورہ احزاب والی آیت سے سمجھا جاتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ .﴾ (الاحزاب: ٥٩)

(اے ہمارے نبی! آپ اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور تمام مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنے چہروں پر اپنی چادروں کے گھونگھٹ کر لیا کریں جن سے وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ستایا نہ جائے۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضرت محمد بن سیرین وعبیدہ بن سفیان سے دریافت کیا گیا کہ اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے تو انہوں نے خود چادر اوڑھ کر بتایا اور اپنی پیشانی اور ناک اور ایک آنکھ چھپالی صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔

اگر چہرہ کھلا رہے تو پردہ کس چیز کا نام ہے۔ علاوہ چہرے کے پردہ دنیا کی ہر ایک قوم کرتی ہے پھر اسلام نے پردہ میں کیا جدت کی "فَلَا يُؤْذَيْنَ" سے وہی ایذ امراد ہے جو ایک غیرت مند انسان کی بیوی، بہن، ماں، بیٹی کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھے جانے سے اس کو ایذاء وتکلیف پہنچتی ہے اور اگر کسی کو ان باتوں سے غیرت نہیں آتی تو ایسے شخص کو رسول اللہ ﷺ نے دیوث فرمایا ہے دراصل حیا وغیرت ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسانیت و حیوانیت کے درمیان فرق کرنیوالی ہے اس زمانے میں حامیان بے حجابی کے دلوں سے ایمانی غیرت نکل چکی ہے وہ اپنی رفیقہ حیات کو شمع انجمن بنانے کے لیے خوب مزین ومعطر کرا کے مختلف غازوں سے چہرے اور بانہوں کی رونق دوبالا کر کے، ہونٹوں کو لپ اسٹک سے مزین فرما کر کمان وابرو کو درست کرا کر آنکھوں کو تیر اندازی کے لیے چست کرا کے، سیاہ زلفوں کی زیبائش سے مسلح کر کے نہایت شان وشوکت سے تشریف لا کر براجمان ہوتے ہیں اور ہزاروں معصوم دلوں کو مجروح کرتے ہیں ان کے دلوں پر پردہ پڑ گیا ہے اسی لیے اپنی اس رفیقہ حیات کو بے پردہ لیے پھرتے ہیں علامہ اکبر الہ آبادی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں — اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا — کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

((مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ.)) [1]

"جو شخص میرے لیے اپنی زبان اور شرمگاہ کا ضامن ہو جائے تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں گا۔"

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ کی تشریح

غض بصر والی آیت میں ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ موجود ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ زینت کی دو قسمیں ہیں ایک فطری جیسے چہرہ وغیرہ دوسری تصنعی جیسے زیور، سرمہ، مہندی، بالوں کی آرائش، جن عورتوں کو زینت وزیبائش کا زیادہ شوق ہوتا ہے وہ اپنے حسن وزینت کے ظاہر کرنے کو بہت پسند کرتی ہیں تاکہ مردوں سے خراجِ تحسین حاصل کریں، حالانکہ خود بھی فطری حیثیت سے

[1] بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان (٦٤٧٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مقناطیسی جاذبیت رکھتی ہیں جب یہ خوب بن ٹھن کر اچھے لباس میں ملبوس ہو کر بے پردہ (چہرہ کھول کر) باہر نکلیں گی تو بے شمار ظاہر و پوشیدہ طبعی اور غیر طبعی نقصانات نمایاں ہوں گے جن کا انکار کوئی سمجھدار شخص کر ہی نہیں سکتا' ان ہی نقصانات اور فتنوں کے روکنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ فرمایا۔ وہ اپنی زینت کو ظاہر ہی نہ کریں جس سے فتنہ پیدا ہو اور اس کا اہتمام تو یہاں تک کیا گیا کہ سر اور سینہ کے چھپانے کے لیے دوپٹہ اوڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد ہے:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ (النور: ۳۱)

(اپنے گریبانوں پر اپنے دوپٹوں کو ڈال لیا کریں۔)

اس کے بعد فرمایا:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ﴾ (النور: ۳۱)

(اپنے پاؤں کو زمین پر زور سے نہ رکھیں جس سے چھپی ہوئی زینت ظاہر ہو جائے۔)

اس سے بھی وہی فتنہ پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے جو سر اور گردن سے ہے اب غور کیجئے کہ جب فتنہ صوت زیور سے منع کیا گیا جو نہایت کمزور وضعیف ہے تو فتنہ صورت (چہرہ) سے کیوں نہ منع کیا جائے جو فتنہ زیور سے ہزار گنا بڑھا ہوا ہے غور اور فکر سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ حجاب اور غض بصر کے حکم سے اسی فتنہ کو روکنا مقصود ہے اس لیے تمام فتنوں کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم صادر کیا ہے نظر کے فتنہ کو غض بصر سے بند کیا۔ آواز کے فتنہ کو وَلَا يَضْرِبْنَ الخ اور يَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ سے روکا اور خوشبو کے فتنے کو نہایت تشدد سے بند کیا۔ عورتوں کو اس کی اجازت نہیں کہ خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے پہن کر راستوں سے گزریں یا محفلوں میں شریک ہوں کیونکہ حسن کی پوشیدگی سے کیا فائدہ جب ان کی عطریات فضا میں پھیل کر طبعی جذبات کو متحرک کر رہی ہوں اسی لیے مقنن اعظم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً.)) ❶

''جو عورت خوشبو لگا کے مردوں کی مجلس سے گزرے وہ زانیہ ہے۔''

شریک جماعت ہو کر نماز ادا کرنا افضل ترین عبادت ہے مگر اس موقعہ پر بھی حکم دیا کہ

((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا.)) ❷

❶ ترمذی' کتاب الادب' باب ماجاء فی کراھیة خروج المرأة متعطرة ۱۷/۴

❷ مسلم' کتاب الصلوۃ' باب خروج النساء الی المساجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''جب تم مسجد میں آؤ تو خوشبو لگا کر مت آؤ۔''

عریانی کے فتنہ سے بھی اسلام نے منع کیا ہے ستر پوشی کے معاملہ میں اسلام نے انسانی شرم وحیا کی جس قدر صحیح اور اکمل تعلیم دی ہے اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب یا سوسائٹی میں نہیں ہے آج دنیا کی مہذب ترین قوموں کا یہ حال ہے کہ ان کے مردوں اور ان کی عورتوں کو اپنے جسم کا کوئی حصہ کھول دینے میں کوئی حجاب محسوس نہیں ہوتا ان کے لباس صرف زینت کے لیے ہیں ستر پوشی کے لیے نہیں ہیں۔ مگر اسلام کی نگاہ میں زینت سے زیادہ ستر پوشی کی اہمیت ہے اس لیے دونوں کو جسم کے ان حصوں کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا ہے جن میں ایک دوسرے کے لیے صنفی کشش پائی جاتی ہے۔ عریانی اور برہنگی ایک ایسی ناشائستگی ہے جس کو اسلامی حیا کسی حالت میں برداشت نہیں کرسکتی۔

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر

قرآن مجید میں جس جگہ غیروں کے سامنے زینت کے ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے وہاں ایک استثنا بھی موجود ہے ﴿ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا ﴾ یعنی وہ عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو خود بخود کھل جائے اور ظاہر ہو جائے یا مجبوراً اس کے ظاہر کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مفسرین کرام کا اس میں قدرے اختلاف ہے مگر سب کا مفہوم وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

تفسیر ابن جریر و ابن کثیر اور غرائب القرآن کی عبارتوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک زینت ظاہر سے مراد وہ کپڑے مراد ہیں جن میں زینت باطنہ کو چھپایا جاتا ہے جیسے برقعہ، چادر حضرت ابن عباس، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس سے مراد چہرہ اور ہاتھ ہیں اور وہ سب اسباب زینت بھی اسی استثناء میں داخل ہیں جو چہرے اور ہاتھوں میں عادۃً شامل ہیں جیسے مہندی، انگوٹھی اور سرمہ وغیرہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چہرہ چھپانے کی طرف مائل ہیں ان کے نزدیک ظاہرہ سے مراد ہاتھ، چوڑیاں، کنگن اور انگوٹھیاں ہیں مسعر بن مخرمہ اور قتادہ ہاتھوں کو ان کی زینت سمیت کھولنے کی اجازت دیتے ہیں مگر چہرے کے بارے میں ان کے قول سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پورے چہرے کے بجائے وہ صرف آنکھیں کھولنے کو جائز رکھتے ہیں۔

ان تمام حضرات نے ﴿ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا ﴾ سے یہی سمجھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ عورتوں کو ایسی زینت کے ظاہر کرنے کی اجازت دیتا ہے جو خود بخود ظاہر ہو نمائش کرنا اور ان کو مطمحِ انظار بنانا کسی کا بھی مقصود نہیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

علامہ شوکانی نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۱۶ میں فرماتے ہیں:

((وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْمَرْاَةَ تُبْدِیْ مَوَاضِعَ الزِّیْنَةِ مَا تَدْعُوْ الْحَاجَةُ اِلَیْهِ عِنْدَ مُزَا وَلَةِ الْاَشْیَآءِ وَالْبَیْعِ وَالشَّرَآءِ وَالشَّهَادَةِ فَیَکُوْنُ ذٰلِكَ مُسْتَثْنًی مِّنْ عُمُوْمِ النَّهْیِ عَنْ اِبْدَآءِ مَوَاضِعِ الزِّیْنَةِ.))

''خلاصہ یہ ہے کہ عورت زینت کی ان جگہوں کو ظاہر کر سکتی ہے جس کے ظاہر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے چیزوں کو لینے دینے اور بیچنے خریدنے اور شہادت کے وقت لہٰذا یہ عموم نہی سے خارج ہے۔''

یعنی سخت ضرورت اور مجبوری کی حالت میں عورت اپنا چہرہ وغیرہ ظاہر کر سکتی ہے۔ بلا ضرورت ہرگز جائز نہیں ہے۔

ان تمام روایات وشواہد سے یہی معلوم ہوتا ہے نکاح' شہادت' علاج' ونماز ودیگر ضروریات واضطراری حالت میں زینت (چہرہ) کو ظاہر کرنا جائز ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْاَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَایَدْعُوْهُ اِلٰی نِكَاحِهَا فَلْیَفْعَلْ.)) ❶

''جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اگر ممکن ہو تو وہ چیز دیکھ لے جس کی بنا پر اس سے نکاح کی طرف میلان ہوا ہے۔''

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتے تھے نبی ﷺ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اُنْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ یُّؤْدَمَ بَیْنَكُمَا.)) ❷

''تم ایک نظر دیکھ لو۔ کیونکہ یہ دونوں کے درمیان محبت واتفاق پیدا کرنے کے لئے مناسب ہوگا۔''

خود آنحضرت ﷺ نے ایسے موقعوں پر دیکھا ہے جیسا کہ بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک عورت نے حاضر ہو کر نکاح کی درخواست کی۔

((فَصَعِدَ النَّظَرَ اِلَیْهَا.)) ❸

---

❶ ابوداؤد' کتاب النکاح' باب فی الرجل ینظر الی المرأة و هو یرید تزویجها ۲/ ۱۹۰

❷ ترمذی' کتاب النکاح' باب ماجاء فی النظر الی المخطوبة ۲/ ۱۶۹

❸ صحیح بخاری' کتاب النکاح باب النظر الی المرأة قبل التزویج و صحیح مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''تو آپ نے نظر اٹھا کر اس کو دیکھا۔''

بہر حال ایسے ضروری کاموں میں شارع علیہ السلام کی طرف سے دیکھنے کی اجازت ہے کیونکہ اسلامی قانون کوئی غیر معتدل اور یک رخا قانون نہیں ہے وہ ایک طرف اخلاقی مصلحتوں کا لحاظ کرتا ہے تو دوسری طرف انسانی ضرورتوں کا بھی خیال کرتا ہے اوران دونوں کے درمیان اس نے غایت درجہ کا تناسب وتوازن قائم کیا ہے وہ اخلاقی فتنوں کا سد باب بھی کرنا چاہتا ہے اور اس کے ساتھ ایسی پابندیاں بھی عائد نہیں کرنا چاہتا جن کی وجہ سے انسان اپنی ضروریات کو پورا نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے عورت کے لیے چہرے اور ہاتھ کے معاملہ میں ویسے قطعی احکام نہیں دیئے جیسے ستر پوشی اور زینت کے چھپانے کے بارے میں دیئے ہیں کیونکہ ستر پوشی اور زینت چھپانے سے ضروریات زندگی کو پورا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوتا مگر چہرے اور ہاتھوں کو ہمیشہ چھپائے رہنے سے عورتوں کو اپنی ضرورتوں میں سخت دشواری پیش آ سکتی ہے پس ان کے لیے عام قاعدہ یہ مقرر کر دیا ہے کہ چہرے پر نقاب یا گھونگھٹ ڈالے رہیں اور ﴿ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا ﴾ کے استثناء سے یہ آسانی کر دی گئی ہے کہ اگر چہرے کے کھولنے کی ضرورت پیش آ جائے تو اس کو ظاہر کر سکتی ہے بشرطیکہ نمائش حسن مقصود نہ ہو بلکہ رفع ضرورت مدنظر ہو پھر دوسری جانب سے فتنہ انگیزی کے جو خطرات تھے ان کا سد باب اس طرح کیا گیا کہ مردوں کو نیچی نگاہ کرنے کا حکم دے دیا گیا تا کہ اگر کوئی عفت مآب عورت اپنی حاجت کے لیے چہرے کو کھولے تو وہ فوراً اپنی نظریں نیچی کر لیں۔ اور بیہودگی کے ساتھ اس کو گھورنے سے باز رہیں اور ایسے موقع پر نگاہ نیچی کرنے سے اللہ تعالیٰ ایمانی حلاوت (مٹھاس) بڑھاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ایک واقعہ سناؤں جس کو مشہور متعصب عیسائی مورخ مسٹر گبن نے بیان کیا ہے۔

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب بیت المقدس فتح ہوتو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی وہاں آنے کی دعوت دی گئی جب آپ بیت المقدس پہنچے اور شہر میں داخل ہونے لگے تو عیسائیوں اور یہودیوں کی نوجوان اور حسین لڑکیاں اپنی فتنہ سامانیوں کے ساتھ مسلمانوں کا فاتحانہ داخلہ دیکھنے کے لیے اپنے بالا خانوں پر چڑھ آئیں مسلم سپاہیوں نے (جن کو پے در پے جنگ میں شرکت کی وجہ سے اہل وعیال سے ملنے کا موقع مدت سے نہیں ملا تھا) جب حسن سر بام دیکھا تو ان کے جذبات میں بھی (جو پہلے ہی فاتحانہ داخلہ کے سرور سے مست تھے) ایک ہیجان پیدا ہو گیا سپہ سالار اعظم یہ منظر دیکھ کر گھبرا اٹھا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر عرض کی، حضور سخت امتحان کا وقت ہے ایک طرف سپاہیوں کا اضطراب دوسری طرف حسن کی بے حجابانہ شوخیاں، کیونکہ [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے فرمایا:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ﴾ (النور: ٣٠)

(مسلمانوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور اپنے جذبات پر کنٹرول کرتے ہوئے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔)

خلیفۃ المسلمین کی زبان سے قرآن پاک کا یہ حکم سنتے ہی مسلم سپاہیوں کے جذبات عشق ٹھنڈے پڑ گئے اور ان کی نگاہیں اس طرح پست ہو گئیں کہ جب وہ شہر میں داخل ہوئے تو سر نیچا کئے ہوئے اس طرح جا رہے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ (محدث)

اظہار زینت کے حدود

غض بصر والی آیت میں اظہار زینت سے منع کیا گیا ہے مگر دو جگہ عورت کو اس کی رخصت بھی دے دی گئی ہے کہ وہ اپنی زینت ظاہر کر سکتی ہے۔

ا۔ضرورت و مجبوری کے وقت جس کو ﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ سے بیان کیا گیا ہے اس زینت سے چہرہ اور دونوں ہاتھ مراد ہیں جس کی تشریح اوپر گزر چکی ہے کیونکہ چہرے اور ہاتھ کے سوا عورت کا پورا جسم ستر ہے۔

۲۔ وہ اپنی زینت (چہرہ اور ہاتھ) کو اپنے ان رشتہ داروں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے جن کو ﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ ﴾ الخ میں بیان کیا گیا یعنی عورت اپنی زینت کو خاوند باپ خسر، سوتیلے بیٹے، حقیقی بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے۔

۳۔اور اپنی عورتوں یعنی ہم جنس مسلمان عورتوں سے پردہ نہیں کافرہ مشرکہ عورت پردہ کے حکم میں اجنبی مردوں کے مثل ہے کیونکہ وہ بھی فتنہ کا سبب بن سکتی ہے اسی بنا پر جب شام کے علاقہ میں مسلمان گئے اور ان کی عورتیں وہاں کی عیسائی اور یہودی عورتوں کے ساتھ بے تکلفانہ ملنے لگیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر شام حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ۔

((اَنْ يَّمْنَعَ نِسَآءَ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دُخُوْلِ الْحَمَّامِ مَعَ الْمُؤْمِنَاتِ.)) (تفسیر کبیر)

''اہل کتاب (عیسائی اور یہودی عورتوں کو منع کر دو کہ وہ مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل نہ ہوں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صاف ل ور پر فرماتے ہیں:

((لَيْسَ لِلْمُسْلِمَةِ اَنْ تَتَجَرَّدَ بَيْنَ نِسَآءِ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَلَا تُبْدِيْ لِلْكَافِرَةِ اِلَّا مَا تُبْدِيْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لِلْاَجَانِبِ.)) (تفسیر کبیر)

''مسلمان عورت ذمی عورتوں کے سامنے برہنہ نہ ہو اور کافرہ عورتوں کے سامنے اس سے زیادہ ظاہر نہیں کر سکتی جو اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے۔''

یہ ممانعت محض اس لیے ہے کہ مسلم خواتین ان مشرکہ کافرہ عورتوں کے تشابہ سے محفوظ رہیں اور ان کے اخلاق پر غیر اسلامی تہذیب کا سایہ نہ پڑے۔

۴۔ اور ان مردوں سے بھی پردہ ضروری نہیں جو عورتوں کی بالکل خواہش نہیں رکھتے اور ان سے کسی قسم کا اندیشہ نہیں رہا۔ جیسے ایسے بوڑھے جن میں بالکل حس و حرکت نہیں اور مخنث (ہیجڑے) سے پردہ ضروری ہے اگرچہ ان میں اس کی صلاحیت نہیں بلکہ ان میں جذبات موجود ہیں جس سے وہ فتنہ پیدا کرنے کا ذریعہ وسیلہ بن سکتے ہیں اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کو گھروں میں آمد و رفت سے منع فرمایا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْهَا وَعِنْدَ هَا مُخَنَّثٌ فَاَقْبَلَ عَلٰی اَخِیْ اُمِّ سَلِمَةَ فَقَالَ یَا عَبْدَاللّٰهِ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ الطَّآئِفَ دَلَلْتُكَ عَلٰی ابْنَةِ غَیْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَّ تُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا یَدْخُلَنَّ عَلَیْكُمْ هٰذَا.)) ❶

''رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اس وقت ان کے پاس ایک مخنث تھا جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سے کہہ رہا تھا اے عبداللہ اگر اللہ نے طائف کو فتح کر دیا تو تم کو غیلان کی بیٹی کا پتہ بتا دوں گا جو چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ واپس ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آئندہ یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے۔''

۵۔ نابالغ لڑکوں سے بھی پردہ نہیں قرآن مجید کی اسی آیت میں ﴿اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ﴾ (النور: ۳۱) کا لفظ موجود ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ عورتیں اپنی زینت کو ایسے لڑکوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہیں جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے بالکل ناواقف ہیں۔

۶۔ اور اگر کسی کے محرم ہونے میں شک و شبہ پڑ جائے تو احتیاطاً اس سے پردہ کرانا چاہیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا۔

((اِحْتَجِبِیْ مِنْهُ لِمَا رَاٰی مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ.)) ❷

❶ بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف، و کتاب النکاح، باب ما ینھی من دخول المتشبھین بالنساء علی المرأۃ ❷ بخاری، کتاب الوصایا، باب قول الموصی لوصیہ (۲۷۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"اس لڑکے سے پردہ کرو۔ کیونکہ آپ نے اس لڑکے کی صورت عتبہ سے ملتی جلتی دیکھی پھر اس لڑکے نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو مرتے دم تک نہیں دیکھا۔"

حالانکہ وہ ایک حیثیت سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہوتا تھا۔ مگر احتیاطاً آپ نے اس سے پردہ کرایا۔ اس کے متعلق قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس سے کسی حالت میں نکاح جائز ہوسکتا ہے اس سے پردہ ضروری ہے اور جس سے کسی حالت میں نکاح جائز نہیں اس سے پردہ نہیں دیور سے پردہ ضرور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلُ عَلَی النِّسَآءَ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ.)) ❶

"غیر عورتوں کے پاس اکیلے میں آمد ورفت مت کرو ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول دیور کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔"

۷۔ ایسی بوڑھی عورتیں بھی اس میں شامل ہیں جن میں نکاح کی اب صلاحیت نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْھِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِیْنَةٍ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّھُنَّ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴾ (النور: ۶۰)

(اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں ان کو کچھ گناہ نہیں کراتار رکھیں اپنے (بعض زائد) کپڑوں کو بشرطیکہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں اور اس سے بھی بچیں تو ان کے حق میں بہت ہی اچھا ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔)

اس آیت کریمہ کا مطلب بالکل واضح ہے کہ بوڑھی عورتیں اگر اپنے گھروں میں دوپٹے وغیرہ اتار رکھیں اور تھوڑے کپڑوں میں بیٹھی رہیں تب بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ ستر نہ کھلنے پائے اور اس سے بچیں اور پورا پردہ رکھیں تو اچھا ہے ان زائد کپڑوں سے وہی کپڑے مراد ہیں جو پہننے سے زائد ہوں جن سے ہاتھ منہ چھپایا جاتا ہے جیسے نقاب' برقعہ' دوپٹہ وغیرہ کیونکہ ہاتھ منہ کے علاوہ تمام بدن کا چھپانا جوان اور بوڑھی دونوں عورتوں کے لیے برابر ہے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اسی معنی کو بیان فرماتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بوڑھی عورتوں کو اس کی اجازت نہیں دی ہے کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر رکھیں کیونکہ اس سے تمام بدن کھل جائیگا اور وہ بالکل برہنہ ہو جائیں گی اس لیے مفسرین کرام نے یہ

❶ بخاری' کتاب النکاح' باب لا یخلون رجل بامراۃ الا ذو رحم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فرمایا ہے کہ ان کپڑوں سے وہ کپڑے مراد ہیں جو ستر پوشی سے زائد ہوں جیسے چادر، دوپٹے وغیرہ۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ﴾ پڑھا ہے کہ وہ اپنی چادریں اتار دیں اور سدی کے مشائخ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے سروں سے دوپٹوں کو اتار دیں اور بعض لوگوں نے مِنْ ثِيَابِهِنَّ پڑھا ہے یعنی وہ اپنے کپڑوں کو اتار دیں اور اللہ نے ان بوڑھی عورتوں کو اس حکم کے ساتھ اس لیے خاص کیا ہے کہ اس بڑھاپے تک پہنچنے کی وجہ سے گمان شبہات سے پاک ہو چکی ہیں اور اگر اس کے خلاف ظن غالب ہو تو کوئی کپڑا اتار ناجائز نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس سے بھی بچیں تو اچھا ہے کیونکہ اس وقت وہ شبہات سے بہت دور رہیں گی اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ تہمت کے موقعوں پر کپڑا اتارنا جائز نہیں جیسے جوان عورتوں کے لیے لازم ہے کہ وہ دوپٹہ اوڑھے رہیں اسی طرح ان کو بھی لازم ہوگا۔

جو عورتیں ابھی سن ایاس (حمل سے ناامیدی) کو نہیں پہنچی ہیں ان کے لیے دوپٹہ اتارنا جائز نہیں ہے بلکہ ہر وقت پہنے رہنا ضروری ہے جیسا کہ صاحب خازن فرماتے ہیں۔

((فَاَمَّا مَنْ كَانَتْ فِيْهَا بَقِيَّةُ جَمَالٍ وَ هِيَ مَحَلُّ شَهْوَةٍ فَلَا تَدْخُلُ فِيْ حُكْمِ هٰذِهِ.))

(تفسیر خازن)

”جن عورتوں میں ابھی جمال باقی ہے جو مردوں کے لیے مرغوب ہے وہ اس آیت کے حکم میں داخل نہیں ہیں۔“

جن عورتوں کے لیے دوپٹہ وغیرہ اتارنے کی اجازت ہے وہ ایسی بوڑھی عورتیں ہیں کہ ان کو دیکھ کر گھن اور نفرت ہو۔

((هُنَّ الْعَجَآئِزُ اللَّوَاتِيْ اِذَا رَاٰهُنَّ الرِّجَالُ اسْتَقْذَرُوْهُنَّ.)) (تفسیر خازن)

”جن کو وضع ثیاب کی اجازت ہے وہ ایسی بوڑھی ہیں کہ مرد ان کو دیکھ کر نفرت کرتا ہے۔“

ان تمام عبارتوں سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ دوپٹہ وغیرہ اتارنا بوڑھی ہی کے لیے مخصوص ہے۔ جوان عورتیں اس سے خارج ہیں۔ ان کو جائز نہیں ورنہ تخصیص شرعی کا ابطال لازم آئے گا۔ جو کسی حالت میں جائز نہیں ہے۔

۹۔ ضرورت کے وقت ہر مومنہ عورت اجنبی مرد سے پردہ میں ہو کر ضروری گفتگو کر سکتی ہے مگر شیریں آواز سے بات چیت نہ کریں بلکہ سخت اور تلخ لہجہ میں بات کریں تاکہ سننے والوں کو ان کی طرف سے کسی بری بات کی توقع اور خیال پیدا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۳۲- ۳۳)

(اے ہمارے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تمہارے دل میں خدا کا خوف ہو تو نزاکت اور نرمی سے مت بولو کہ بیماریوں والا بدباطن کوئی آرزو رکھے اور معقول بات کہو اور اپنے گھروں میں سکون سے جمی بیٹھی رہو اور پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی مت پھرو اور ہمیشہ نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو۔ اللہ رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! گندگی کو تم سے دور کر کے تم کو اچھی طرح پاک و صاف کر دے۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو کہ ہر ایک کے سامنے ظاہر ہو کر بات چیت کرو اگر تم پرہیز گار بننا چاہتی ہو تو نرمی سے گفتگو مت کرو جس سے بدباطن شخص خدا جانے کیا طمع کرے اس لیے بے لاگ لپیٹ اور فطری انداز بدل کر بلا نزاکت کھری اور رکھاوٹ کے ساتھ بات کرو۔ جیسے ماں بیٹے سے کیا کرتی ہے چونکہ یہ روکھا پن عفت و عصمت کا محافظ ہے اس لیے یہ بدخلقی نہیں ہے اور اچھی بات کہو اور اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو اور پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح اب بن سنور کر باہر مت نکلا کرو ہمیشہ نمازیں پڑھتی رہو۔ زکوٰۃ دیتی رہو۔ اللہ کے رسول کا کہنا مانتی رہو اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے گناہوں کو دور کر کے تم کو پاک و صاف کر دے۔

اس آیت میں دو لفظ قابل غور ہیں (۱) "قَرْنَ" ہے جس کو بعض لوگوں نے بفتح قاف پڑھا ہے اور قرار سے مشتق ہے اس صورت میں اس کے یہ معنیٰ ہوئے کہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہو یا جمی رہو۔ اور بعض نے بکسر قاف پڑھا ہے جس کا مصدر وقار ہے اس بنا پر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اپنے گھروں میں سکون و قرار کے ساتھ رہو۔ (۲) تبرج ہے اس کے دو معنی ہیں (۱) زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کو ظاہر کرنا (۲) ناز و انداز دکھانا' اور اترا کے چلنا' اس آیت میں دونوں معنی مراد ہیں۔ قدیم جاہلیت کی عورتیں خوب بن سنور کر باہر نکلتی تھیں جس طرح اب جدید جاہلیت میں نکل رہی ہیں قدیم جاہلیت کی عورتوں کی چال کو اگر دیکھنا ہو تو اس وقت جدید جاہلیت یافتہ عورتوں کی رفتار کو ملاحظہ فرما لیجئے تو قدیم زمانے کا نقشہ آپ کے سامنے آ جائے گا اسلام اس سے منع کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تم باہر کی ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو' تمہاری جائے قیام تمہارا گھر ہے وقار و سکون سے اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو۔ اگر کسی ضرورت سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش آ جائے تو اپنی عصمت کو محفوظ رکھ کر نکل سکتی ہو مگر اس حالت میں کہ تمہارے لباس میں کوئی شان اور بھڑک نہ ہو' جو لوگوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تمہاری طرف مائل کرے اور نہ حسن کی نمائش کرو۔ اور اگر بولنے کی ضرورت پیش آ جائے تو بولو مگر شیریں اور رس بھری آواز سے نہیں۔ بلکہ تلخی اور روکھے پن سے اسی میں تمہاری عصمت محفوظ رہے گی۔

اس آیت میں گو ازواج مطہرات کو مخاطب کیا گیا ہے مگر یہی حکم تمام عورتوں کے لیے ہے صاحب تفسیر احمدی فرماتے ہیں گو اس آیت کا موقع نبی ﷺ کی بیویوں کے متعلق ہے لیکن یہ حکم تمام مؤمنہ عورتوں کے لیے بھی ہے اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ تمام عورتیں عام مردوں سے پردہ کریں اور ان کے سامنے ظاہر نہ ہوں۔

کیونکہ اس آیت میں چھ چیزوں کا ذکر ہے: (۱) سنجیدگی سے بات کرنا (۲) گھروں میں رہنا (۳) جاہلیت کے فیشن کو چھوڑنا (۴) نماز پڑھنا (۵) زکوٰۃ دینا (۶) اللہ و رسول کی اطاعت کرنا۔ یہ ساری چیزیں ازواج مطہرات اور تمام مسلمان عورتوں کے لیے عام ہیں چنانچہ پردہ کی بابت سورہ احزاب میں صاف طور پر فرمایا:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّ ﴾ (الاحزاب: ۵۹)

(اے ہمارے نبی! آپ اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی تمام عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ کر لیا کریں۔)

ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ وَأَزْوَٰجُهُۥٓ أُمَّهَـٰتُهُمْ ﴾ اس لیے نبی ﷺ کے بعد ان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی سے نکاح کریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا۟ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا ﴾ جب امہات المومنین کے لیے گھروں میں ہی رہنے کا حکم دیا گیا ہے جہاں فتنے کا بالکل احتمال نہیں تو دوسری عورتوں کے لیے ضرور ہی گھروں میں رہنے کا حکم دیا جائے گا کیونکہ یہاں فتنہ کا احتمال قوی تر ہے، باوجود امہات المومنین ہونے کے خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کا دوسروں سے پردہ کرایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تہمت والے واقعہ میں ہے کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ آپ کے قریب تشریف لائے تو آپ نے پردہ کر لیا فرماتی ہیں صفوان رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے مجھے پہچان لیا کیونکہ پردہ کے حکم سے پہلے مجھے دیکھ چکے تھے ان کے ﴿ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ ﴾ (البقرة: ۱۵۶) کے پڑھنے سے میں جاگ گئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنے چہرے کو چھپا لیا۔ ❶

---

❶ بخاری، کتاب المغازی باب حدیث الافك (۴۱۴۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنگ جمل کا قصہ بھی مشہور ہے کہ ان کا حقیقی بھائی آپ کے پاس آیا جب جنگ کا نقارہ بج چکا تھا اور لڑائی کا میدان گرم تھا۔ اور اپنی بہن کی اونٹنی (جس پر صدیقہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں) کے قریب کھڑا ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رقعہ پیش کرنے لگا اس وقت آپ کے چہرے پر نقاب تھا اس نقاب کی وجہ سے اپنے بھائی کو نہ پہچان کر بولیں کہ آج عام لوگ میرے پاس بغیر اجازت کے آنے کی جرات کرتے ہیں۔ بھائی نے جواب دیا نقاب اٹھا کر دیکھو میں (غیر) کون ہوں آپ کا بھائی ہوں۔

جنگ میں عورتوں کی شرکت:

مجاہدین اسلام کا کھانا پکانے' سپاہیوں کو پانی پلانے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے' ڈیرے و کیمپ کی حفاظت کے لیے عورتیں جنگ میں شرکت کرسکتی ہیں یہ گھر میں رہنے کے بھی منافی نہیں ہے۔ اسلامی خواتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسے کاموں میں حصہ لیا کرتی تھیں۔ احادیث کی ورق گردانی سے بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ جنگ احد کے موقعہ پر جب مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنی پیٹھوں پر مشکیزے لاد کر لایا کرتی تھیں اور مجاہدین اور لڑنے والوں کو پانی پلاتی تھیں۔ ❶

حضرت ربیع بنت مسعود رضی اللہ عنہا خود چند خواتین کے ساتھ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور مجروحین کو مدینہ منورہ لاتی تھیں۔ ❷

ام عطیہ سات لڑائیوں میں شریک ہوئیں' کیمپ کی حفاظت' سپاہیوں کے لیے کھانا پکانا' زخمیوں اور بیماروں کی تیمارداری کرنا ان کے سپرد تھا' عورتوں کو ان کی خدمات کے صلہ میں مال غنیمت میں سے انعام بھی دیا جاتا تھا۔ ❸

حج کے لیے جانا

جو عورتیں استطاعت والی ہیں ان پر حج فرض ہے اس کے لیے جانا ضروری ہے مناسک حج کے جو کام مردوں پر فرض ہیں وہی عورتوں پر بھی فرض ہیں البتہ احرام کی حالت میں عورتوں کا چہرہ کھلا رہنا ضروری ہے جب اجنبی مردوں کا سامنا ہو جائے تو دوپٹہ سے گھونگھٹ کر لیا کریں اور طواف کرتے وقت مردوں سے علیحدہ طواف کریں تا کہ اختلاط نہ ہو۔

---

❶ بخاری کتاب الجهاد و السير' باب غزوة النساء و قتالهن مع الرجال

❷ بخاری کتاب الجهاد و السير' باب مداواة النساء الجرحى فى الغزو

❸ مسلم' کتاب الجهاد و السير' باب النساء الغازيات ۲/ ۱۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جمعہ وعیدین میں شرکت

عورتیں جمعہ وعیدین میں بھی شرکت کر سکتی ہیں۔

حضرت ام عطیہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کنواری جوان اور پردہ نشین اور حیض والی عورتیں بھی عید گاہ میں جائیں نیکی میں اور مومنوں کی دعا شریک ہوں حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

پنج وقتہ نمازوں میں شرکت

اسی طرح عورتیں مسجد میں جا کر پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھ سکتی ہیں بشرطیکہ سادگی کے ساتھ جائیں زینت کے ساتھ اور خوشبو لگا کر نہ جائیں نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

((لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ.)) ❶

''اللہ کی باندیوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکو (اجازت دے دیا کرو)۔''

اور فرمایا۔

((لَا تَمْنَعُوْا نِسَآئَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ.)) ❷

''اپنی عورتوں کو مسجدوں سے مت منع کرو لیکن ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔''

حقیقت یہی ہے کہ عورتوں کے لیے اپنے گھروں میں نماز پڑھنا زیادہ افضل وثواب ہے جتنی ہی زیادہ وہ پردہ سے نماز پڑھیں گی اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((صَلٰوةُ الْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَ صَلٰوتُهَا فِيْ مَخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ بَيْتِهَا.)) ❸

''عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے صحن میں پڑھے۔ اور اپنی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے گھر میں پڑھے۔''

نماز ایک مقدس فریضہ اور عبادت ہے اور مسجد ایک پاک مقام ہے مگر آپ نے اپنے منشا کا اظہار ان لفظوں سے فرمایا کہ ان کو مسجدوں میں آنے سے روکو نہیں لیکن ان کے حق میں گھر ہی میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے تاکہ اختلاطِ صنفین سے کوئی فتنہ نہ پیدا ہو جائے۔

---

❶ بخاری، کتاب الجمعة باب (بدون عنوان) (۹۰۰)

❷ ابو داؤد، کتاب الصلوة باب خروج النسا الی المسجد ۱/ ۲۲۲

❸ ابو داؤد، کتاب الصلوة، باب التشدید فی ذلك ۱/ ۲۲۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ ﴾ (احزاب: ۳۳) (عورتو! اپنے گھروں میں سکونت پذیر رہو۔)

اگر جانا چاہیں تو پردہ سے جا سکتی ہیں اپنے پاس نقاب یا چادر نہ ہو تو دوسرے سے مستعار لے لیں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے دریافت کیا تھا اے اللہ کے رسول! اگر عیدگاہ جانے کے لیے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اس کی بہن اپنی چادر اس کو بھی اڑھا دے۔ ❶ چلتے وقت نہ زور سے پاؤں رکھیں اور نہ ٹخنے کھلنے پائیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایسے موقع کے لیے دریافت کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول! عورت کتنی نیچی ازار رکھے۔ تو آپ نے فرمایا آدھی پنڈلی سے ایک بالشت نیچی رکھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تب تو ان کے قدم کھل جائیں گے فرمایا تو پھر ایک ہاتھ لٹکا لیا کریں۔ ❷

بہر حال باقاعدہ نقاب پہن کر ضرورت وحاجت کے لیے باہر آنے جانے کی اجازت ہے یہ گھر میں رہنے کے منافی نہیں ہے اور جب یہ اپنے گھروں میں ہوں اور کسی غیر مرد کے کچھ دریافت کرنے یا مانگنے کی ضرورت پیش آئے اور گھر میں اس وقت کوئی مرد نہ ہو تو ان سے مانگنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور ان کے جواب دینے میں بھی کوئی حرج نہیں مگر یہ سب باتیں پردہ سے ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿ وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ. ﴾ (احزاب: ۵۳)

(اور جب ان عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کو پاک کرنے والا ہے۔)

امام رازی تفسیر کبیر میں اسی آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں ''اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو اس سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ عورتیں مردوں سے ضرور پردہ کریں'' یہی حکم مطلقہ عورتوں کا بھی ہے کہ اپنے گھروں میں رہیں باہر نہ نکلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ﴾ (الطلاق: ۱)

(ان مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ صریح بے حیائی اختیار کریں تو اور بات ہے یہ اللہ کی حد ہے جو اس سے تجاوز کرے گا وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔)

---

❶ بخاری، کتاب الصلوۃ باب وجوب الصلوۃ فی الثیاب

❷ ابو داؤد، کتاب اللباس باب فی قدر الذیل ۴/ ۱۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس آیت میں مطلقہ عورتوں کو گھر میں رکھنے اور رہنے کی تاکید کی گئی ہے اس کو سزائے طلاق تو نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر کسی صورت میں طلاق دینا نامناسب ہے تو وہ مرد کا فعل ہے عورت بے چاری کو سزائے حبس کیوں دی جائے لامحالہ یہی کہنا پڑے گا کہ عورت کی وضع فطری کا مقتضا یہی ہے کہ اپنے گھر میں جمی بیٹھی رہے اور یہ وضع مقتضا قبل طلاق بھی اسی حالت میں تھا۔ لہٰذا ان کو بھی یہی حکم دیا جائے گا جو مطلقہ نہیں ہیں کیونکہ وضع فطری میں دونوں شریک ہیں لیکن مطلقہ عورتوں کو جو اس آیت میں گھر میں ہی رہنے اور زیادہ پردہ کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قبل طلاق اپنے شوہروں کے نام زد تھیں لالچی اور بدباطن لوگوں کی طمع منقطع اور مسدود تھی۔ اب طلاق کے بعد وہ آزاد ہوگئی ہیں۔ اس لیے فرمایا کہ نہ تم ان کو نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں ہاں اگر وہ خود ہی اپنی عفت وعصمت کو برباد کرنا چاہتیں ہیں اور صریح بے حیائی پر کمربستہ ہیں تو اور بات ہے نبی ﷺ نے ایسی عورتوں کے پاس آمدورفت رکھنے کو اس لیے حرام فرمایا کہ غیر عورتوں کے پاس آمدورفت سے بچا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیور کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ (بخاری و مسلم) فرمایا دیور تو موت ہے یعنی بڑا خطرناک ہے اور فرمایا:

((لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُهَا شَیْطَانٌ.)) ❶

''جب کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہائی کی جگہ بیٹھے گا تو تیسرا شیطان ضرور ہوگا۔''

کیونکہ آگ وپھوس دونوں کا اجتماع غیر ممکن ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

((اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا شَیْطَانٌ.)) ❷

''عورت سرتاپا پردہ کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگا رہتا ہے۔''

بہکانے وسوسہ ڈالنے میں اس کو پوری کامیابی ہوتی ہے۔

اسی لیے آپ نے حج کے موقعہ پر حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی ٹھوڑی پکڑ کر دوسری طرف پھیر دی تھی ان چند آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ آپ نے پڑھ لیا ان سے آپ صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام نے حجاب (پردہ) کے مسئلہ پر کس قدر زور دیا ہے اور اس کو کتنی اہمیت دی ہے اگر ان پر عمل کیا جائے تو دنیا سے فتنہ وفساد کا دروازہ بالکل بند ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ دے کر نیک عمل کی توفیق مرحمت فرمائے (آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ﴾

---

❶ ترمذی، کتاب الفتن: باب ماجاء فی لزوم الجماعة ۳/ ۳۰۷

❷ ترمذی [illegible] ۸/ ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اسلامی صورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا - اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا﴾ (سورة نساء: ١١٦ - ١٢١)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کے لیے اسے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا یہ لوگ خدائے تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم سے باہر ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے یوں کہا تھا کہ میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوس دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چار پایوں کے کان کاٹیں گے اور میں ان کو تعلیم دوں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا وہ صریح نقصان میں پڑے گا شیطان ان لوگوں سے وعدہ کیا کرتا ہے اور ان کو ہوس دلاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اس سے کہیں بچنے کی راہ نہ پائیں گے۔)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی مذمت بیان کی ہے اور شیطانی کاموں کی بھی جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شیطان نے خدا کے سامنے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں انسانوں کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی صورتوں کو بگاڑا کریں گے۔ صورت کا بگاڑنا مردوں کے حق میں یہ ہے کہ وہ ڈاڑھیاں منڈا کر اپنے چہرے کی خوش نمائی کو خراب کر ڈالیں گے کیونکہ مردوں کی یہ داڑھی زینت وزیبائش ہے۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

((حَلْقُ الشَّعْرِ فِيْ حَقِّهَا مُثْلَةٌ كَحَلْقِ اللِّحْيَةِ فِيْ حَقِّ الرِّجَالِ.)) (هدايه)

''عورتوں کے حق میں سر کے بال منڈانا مثلہ کرنا (یعنی ناک کان کاٹنے کی طرح بدصورتی) ہے جیسے مردوں کے بارے میں داڑھی منڈانا مثلہ ہے۔''

اور صاحب روح البیان و بحر الرائق فرماتے ہیں جیسے عورتوں کے حق میں سر کا منڈانا مثلہ ہے اور مردوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے اور اس کی خوب صورتی جاتی رہتی ہے اسی طرح مردوں کے لیے داڑھی منڈانا مثلہ ہے اور عورتوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے اور چہرے کی خوب صورتی جاتی رہتی ہے۔

صاحب تبیین الحقائق فرماتے ہیں:

((لَا تَاخُذْ مِنَ اللِّحْيَةِ شَيْئًا لِاَنَّهٗ مُثْلَةٌ.))

''اپنی داڑھی کے کسی بال کو نہ منڈوایئے اور نہ ترشوایئے کیونکہ یہ مثلہ ہے۔''

اور مثلہ کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ کافروں سے جہاد کرو' غنیمت کا مال مت چراؤ اور مثلہ مت کرو۔ ❶

جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ مثلہ کرنے والے ہیں کیونکہ یہ سب ﴿فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ میں داخل ہیں اور داڑھی منڈانے سے عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے مردوں کو عورتوں سے مشابہت رکھنا ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ.)) ❷

❶ مسلم' كتاب الجهاد' باب تامير الامام الامراء الخ (٤٥٢٢)

❷ بخاری' کتاب اللباس' باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں اوران عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتی ہیں۔''

پس جب مردوں کو عورتوں کی وضع اور عورتوں کو مردوں کی وضع اختیار کرنی جائز نہیں ہے تو داڑھی منڈانے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے کیونکہ مرد وعورت کے درمیان ظاہر میں فرق کرنے والی صرف داڑھی ہے اس لیے کہ دونوں کے دونوں بلوغ سے پہلے شکل وصورت میں برابر ہوتے ہیں اور اس بلوغ کے ختم ہوجانے کے بعد دونوں میں تفریق ہوجاتی ہے ایک کے چہرے پر سیاہ بالوں کی لکیر پیدا ہوجاتی ہے جس کو داڑھی کہتے ہیں اور دوسرا اس سے خالی ہوتا ہے مگر سینہ پر گوشت کے غدود ابھر آتے ہیں جن کو پستان کہا جاتا ہے۔ اور یہی دونوں چیزیں دونوں کے لیے مابہ الامتیاز ہیں۔ یہ ایک قدرتی فلسفہ ہے جوان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کیا گیا ہے اس کا نیست ونابود کرنا قدرتی فلسفہ کے یقیناً خلاف ہوگا اور اس کو مہذب صورت میں باقی رکھنا منشاء قدرت کے بالکل موافق ہوگا' امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَللِّحیَۃُ مِنْ تَمَامِ خَلْقِ الرِّجَالِ وَیَتَمَیَّزُ الرِّجَالُ مِنَ النِّسَآءِ فِیْ ظَاھِرِ الْخَلْقِ.))

(احیاء العلوم)

''داڑھی مردوں کی پوری خلقت میں داخل ہے اور اسی سے ظاہری صورت میں عورتوں اور مردوں کے درمیان امتیاز ہے۔''

اس سے یہ بات بخوبی واضح ہوگی کہ داڑھی منڈانے والے اس آیت کریمہ میں داخل ہیں لہٰذا داڑھی منڈانا شیطانی فعل ہے ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے۔ داڑھی بڑھانا فطرت میں داخل ہے اور منڈانا فطرت کے خلاف ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَۃِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ اِعْفَآءُ اللِّحیَۃِ.)) ❶

''دس چیزیں فطرت سے ہیں بعض ان میں سے مونچھ کا کٹانا اور داڑھی کا بڑھانا بھی ہے۔''

اور ڈاڑھی کا بڑھانا تمام نبیوں کی سنت ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی کا ذکر ہے۔

اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بھی داڑھی مبارک تھی۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثِیْرَ شَعْرِ اللِّحیَۃِ.)) ❷

---

❶ مسلم' کتاب الطھارۃ' باب خصال الفطرۃ

❷ مسلم' کتاب الفضائل' باب اثبات خاتم النبوۃ و صفتہ و محلہ من جسدہ ﷺ ۲/ ۲۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

”رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی۔“

اور ((اَعْفُوا اللُّحٰی)) آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب کہ کفار مکہ ومشرکین عرب ومجوس واہل فارس وغیرہ داڑھی منڈاتے اور مونچھیں بڑھاتے تھے تو ایسے موقعہ پر آپ نے فرمایا اعفوا اللحی وخالفوا المجوس چنانچہ شراح حدیث لکھتے ہیں۔

((فَاِنَّهُمْ يَقُصُّوْنَ لُحَاهُمْ وَ مِنْهُمْ مَنْ كَانَ يَحْلِقُهَا وَكَانَ مِنْ عَادَةِ الْفُرْسِ قَصُّ اللِّحْيَةِ فَنَهَى الشَّارِعُ عَنْ ذٰلِكَ.)) (احکام اللحی)

”مشرکین عرب اور مجوس اور فارس وغیرہ کے بعض لوگ داڑھیاں کٹاتے تھے اور بعض لوگ منڈاتے تھے اور فارسیوں کی عادت داڑھی کٹانے کی تھی تو شریعت نے اس کٹانے اور منڈانے سے روک دیا اور بڑھانے کا حکم دیا۔“

سہیلی نے روض الانف میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا خط کسریٰ کے دربار میں پڑھا گیا تو باذان نے میر منشی بابویہ اور خرخسہ کے ہاتھ آپ کے خط کا جواب لکھ کر ان دونوں کو سفیر بنایا اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ بابویہ نے باذان کا خط پیش کیا۔ آپ نے خط کا مضمون معلوم کر کے ارشاد فرمایا کہ ابھی تم قیام کرو سوچ کر جواب دیا جائے گا سفیروں نے پندرہ روزہ مدینہ میں قیام کیا بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ آپ نے جب بابویہ اور خرخسہ کے چہروں کو دیکھا تو طبع مبارک مکدر ہوگئی بابویہ اور اس کا ساتھی ایرانی رسم ورواج کے مطابق داڑھی منڈائے اور مونچھوں کو متکبرانہ انداز سے بل دیئے ہوئے تھے آپ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ متکبرانہ انداز کی تعلیم تم نے کہاں سے حاصل کی؟ بابویہ نے عرض کیا کہ حضور ہمارے سلطان کا یہی طرز ہے اور ہم اسی لیے اس طرز کو محبوب رکھتے ہیں آپ نے یہ سن کر فرمایا:

((اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِاِعْفَاءِ لِحْيَتِیْ وَقَصِّ شَوَارِبِیْ.)) (طبقات ابن سعد)

”میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھوں کو کٹاؤں۔“

اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَجُوْسَ قَالَ اِنَّهُمْ يُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ وَيَحْلِقُوْنَ لُحَاهُمْ فَخَالِفُوْهُمْ.)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے مجوسیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنی مونچھیں بڑھاتے اور داڑھیاں منڈاتے ہیں تم ان کا خلاف کرو۔“

---

❶ بیہقی [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَ اَرْخُوا اللُّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ.)) ❶

''مونچھیں کاٹو' داڑھیاں بڑھاؤ' مجوسیوں کی مخالفت کرو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَالِفُو الْمُشْرِکِیْنَ احْفُو الشَّوَارِبَ وَاعْفُو اللُّحٰی.)) ❷

''مشرکین کی مخالفت کرو' تم مونچھوں کو کٹاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ(کیونکہ مشرکین مونچھوں کو بڑھاتے ہیں اور داڑھی منڈاتے ہیں۔''

یہ احادیث ہر اعتبار سے بتلا رہی ہے کہ داڑھی بڑھانا ہر اعتبار سے نہایت ضروری ہے ورنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اہتمام اور تاکید سے نہ فرماتے کہ تم داڑھی کو ضرور بڑھاؤ اس لیے کہ مجوس و مشرکین اپنی داڑھیوں کو منڈاتے ہیں تم کو چاہیے کہ تم ان کو مخالفت کرو۔

بعض حضرات داڑھی بڑھانے والوں کو ذلت وحقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور ان سے تمسخر و استہزاء کرتے ہیں اگر یہ نظر استخفاف واستہزاء اس حیثیت سے ہے کہ وہ ایک نبی کی سنت پر عامل ہیں تو اس صورت میں ان کے ایمان کا باقی رہنا بہت مشکل اور دشوار ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ شریعت کی باتوں پر استہزاء کرنے والا کافر ہے کیونکہ شریعت کی باتوں پر استہزا کرنا گویا صاحب شریعت کا استہزاء کرنا ہے۔

((وَالْاِسْتِهَانَةُ وَالْاِسْتِهْزَاءُ عَلَى الشَّرِيْعَةِ كُفْرٌ.)) (شرح عقائد)

''شریعت کو حقیر سمجھنا اور استہزا کرنا کفر ہے۔''

اور سنت پر استہزاء کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔

((وَالْاِ سْتِهْزَاءُ عَلَى السُّنَّةِ كُفْرٌ.)) (عقائد)

''سنت کا مذاق اڑانا کفر ہے۔''

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے متعلق فیصلہ فرمادیا ہے کہ۔

((سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُّجَابُ الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ فِيْ اٰخِرِهٖ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ.)) ❸

---

❶ صحیح مسلم ٦٠٣ ❷ بخاری' کتاب اللباس' باب تقلیم الاظفار

❸ مستدرک حاکم' کتاب الایمان' باب ستة لعنهم الله ... نبي يجاب ١/٣٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''چھ شخصوں پر خدا اور تمام انبیاء علیہم السلام لعنت کرتے ہیں ایک وہ جو اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا ہے اور وہ جو میری سنت کو استخفافا چھوڑ دینے والا ہو۔''

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

((اَلتَّارِكُ لِسُنَّتِي الْمُعْرِضُ عَنْهَا بِالْكُلِّيَةِ اَوْ بَعْضِهَا اسْتِخْفَافًا وَ قِلَّةِ مُبَالَاةٍ فَهُوَ كَافِرٌ وَمَلْعُوْنٌ وَتَارِكُهَا تَهَاوُنًا وَّتَكَاسُلًا عَنِ اسْتِخْفَافٍ فَهُوَ عَاصٍ.)) (مرقاة)

''میری سنتوں کو چھوڑ دینے والا یعنی اعراض کرنے والا تمام سے یا بعض سے اور بے پرواہی کرنے والا استخفاف سے کافر اور ملعون ہے اور جو سستی سے استخفافا چھوڑتا ہو وہ عاصی اور گنہگار رہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّيْ.)) ❶

''جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔''

علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ:

((مَنْ هَزَلَ بِلَفْظِ كُفْرٍ ارْتَدَّوَاِنْ لَّمْ يَعْتَقِدْ وَالْاِسْتِخْفَافُ كَالْكُفْرِ.)) (فتح القدير)

''جو کفریہ الفاظ سے مذاق کرے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے اگرچہ اس کا اعتقاد نہ ہو اور شریعت کی باتوں کو استخفاف کی نظر سے دیکھنا کفر کی طرح ہے۔''

داڑھی بڑھانا سنت موکدہ بلکہ واجب ہے اور اس کا تارک گنہگار ہے توضیح تلویح میں ہے کہ

((تَرْكُ السُّنَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْحَرَامِ وَ يَسْتَحِقُّ حِرْمَانَ الشَّفَاعَةِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.)) ❷

''سنت موکدہ کا چھوڑنا حرام کے قریب ہے اور اس کا تارک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا اس لیے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف میں مذکور ہے کہ آپ کی ریش مبارک بہت گھنی تھی اور ایسی ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی داڑھی تھی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی داڑھی ذرا باریک اور دراز تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی چوڑی تھی ساری سینہ مبارک کو بھرے ہوئے تھی حضرت احنف بن قیس جو اکابر تابعین سے ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ولادت آنحضور ﷺ کے زمانہ ہی میں ہوئی تھی بڑے عاقل و بردبار تھے۔ آپ کے پاؤں میں کجی تھی اور ایک آنکھ بھی جاتی رہی تھی آپ کے خلقۃً داڑھی نہیں نکلی تھی آپ کے شاگرد نہ اس پاؤں کی کجی پر افسوس کرتے ہیں نہ یک چشمی پر بلکہ داڑھی کے نہ ہونے پر کراہت ظاہر کرتے تھے اور کہتے کاش بیس ہزار میں داڑھی ملتی تو ہم احنف بن قیس کے لیے داڑھی خرید لاتے۔

قاضی شریح جو کہ اجلہ تابعین اور اکابر مجتہدین میں سے ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے محکمہ عدالت میں قاضی القضاۃ تھے' آپ کے بھی خلقۃً داڑھی نہ تھی اور آپ اسی وجہ سے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے آرزو ہے کہ اگر دس ہزار میں داڑھی ملتی تو میں ضرور خرید لیتا' اور داڑھی میں بارہ باتیں ہیں جن کو لوگوں نے خلاف سنت نکالا ہے اور ایجاد کیا ہے۔ منجملہ ان بارہ خصلتوں میں ایک داڑھی کا ترشوانا اور کم کرانا بھی ہے اور داڑھی کا کٹانا مثلہ ہے یعنی صورت بگاڑنی ہے اور یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے (احیاء العلوم)

غور کرنے کی بات ہے کہ حضور ﷺ اور خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام اور تابعین اور اتباع تابعین نے ڈاڑھیاں رکھیں۔ منڈانا اور ترشوانا تو درکنار اگر کسی کے خلقۃً داڑھی نہ نکلی تو اس پر سخت افسوس کرتے اور اس عیب کو ہر عیب سے بدتر جانتے یہاں تک کہ علمائے امت نے داڑھی ترشوانے اور منڈوانے کو علامات قیامت سے شمار کیا ہے کہ آخر زمانہ میں قیامت کے نزدیک ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو داڑھیاں منڈائیں گے اور ترشوائیں گے چنانچہ علماء کی پیشین گوئی کے مطابق اس زمانے والوں نے داڑھیاں منڈانی شروع کر دی اور اپنی وضع وصورت وسیرت کو کافروں اور مشرکوں کی طرح بنایا اور اسوۂ رسول وصحابہ کرام کو پس پشت ڈال دیا۔

داڑھی منڈانے اور ریش تراشی کی وبا کچھ ایسی عالمگیر ہوگئی کہ جس جگہ پر چلی اس کو ایسا جھلسا کہ گویا اسے دوبارہ پنپنے کا موقع نہیں رہا۔ اور جن درخشاں کلیوں پر چلی اس کو ایسا مرجھایا کہ وہ دوبارہ تروتازہ ہی نہیں ہو سکتیں یہی وجہ ہے کہ اقوام عالم میں صورت کی حیثیت سے کوئی امتیاز باقی نہیں رہا۔ جب ہماری نظر دو مختلف قوموں کے چہروں پر پڑتی ہے تو ہم نہیں تمیز کر سکتے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کا چہرہ ہے یا ان کے پیاروں کا۔ کیونکہ دونوں صورتیں یکساں ہیں یہ لوگ اپنی صورت بگاڑنے میں ایسے منہمک ہیں کہ غالباً ان کے نزدیک کوئی دوسرا کام اس سے زیادہ ضروری نہیں کیونکہ جب خدا کی غیر ذی عقل مخلوق صبح سویرے اٹھ کر اس کی تقدیس وتسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو جاتی ہے اور اپنے پیارے پیارے نغموں سے اسے مسرور کرتی ہے۔ ادھر ذی عقل انسان جو اشرف المخلوقات ہونے کا مدعی ہے۔ صبح سویرے اپنے ہاتھوں میں استرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قینچی لیے اٹھتا ہے اور ان اجزاء کو جن کو قدرت نے زینت و جمال کے لیے عطا کیا تھا ایسا قتل کرنا شروع کر دیتا ہے کہ گویا ان بالوں نے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ اور اب صبح کو بے چارے اسی کی سزا کے طور پر شہید کیے جا رہے ہیں اور جب کبھی آگے بڑھ کر اپنے وجود سے چہرہ کو منور کرنا چاہتے ہیں تو فوراً ان کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے اور اس مرض میں چھوٹے بڑے جوان' بوڑھے' عالم' جاہل' مولوی' طالب علم اکثر مبتلا ہیں حالانکہ داڑھی کا بڑھانا شعائر اسلام میں سے ہے۔ جب کہ میدان جنگ میں دشمنوں کی فوجیں آپس میں گتھ جائیں اور بے پناہ تلواریں ٹکرا کر شور محشر بپا کر رہی ہوں' اس شور و شغب اور تداخل افواج کی محشر خیزی میں صرف داڑھی ایک ایسی وردی ہے کہ اپنے اور پرائے میں امتیاز پیدا کرائے گی اگر اسی ہنگامہ آرائی میں کوئی سپاہی اپنی وردی اتار کر' داڑھی منڈا کر' دشمنوں کی وردی پہن کر' بڑی بڑی مونچھیں رکھ کر یا داڑھی اور مونچھ دونوں منڈا کر اپنی ہی فوج میں آئے اور ہزار مرتبہ چلا کر اعلان کرے میں دشمن کی فوج سے نہیں ہوں پھر بھی اسی پر یہی حکم لگایا جائے گا کہ وہ دشمن ہی ہے کیونکہ

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ .)) ❶

''جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ اسی قوم سے ہے۔''

((مَنْ رَضِيَ عَمَلَ قَوْمٍ كَانَ شَرِيكَ مَنْ عَمِلَ .)) (الدرایہ)

اور فرمایا:

جو کسی بری قوم کے عمل کو پسند کرے وہ اس برے عمل میں اس کا شریک ہوتا ہے۔

قیام پاکستان کے وقت میں یہ منظر سامنے آیا اس لیے جو رویہ دشمن کے ساتھ برتا جائے گا وہی اس کے ساتھ عمل میں لایا جائے گا لیکن اس حالت میں دشمن کی فوج کا سپاہی اگر اپنے حریف کی فوجی وردی پہن کر داڑھی رکھ کر آئے تو وہی بے پناہ تلواریں اس کے سر پر سایہ رحمت ہو جاتی ہیں اور اس وقت تک اس کو ضرور نجات مل جائیگی جب تک اس کا نفاق آشکارا نہ ہو جائے یہ سب باتیں محض تشبیہ کی وجہ سے ہیں' اس وقت ایک واقعہ مجھے یاد آ گیا کہ کسی ہسپتال میں ایک لاوارث مسلمان کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ اس کی داڑھی اور مونچھیں منڈی ہوئی تھیں۔ ہندوؤں نے کہا کہ یہ ہندو ہے ہم اس کو لیجا کر مرگھٹ میں جلائیں گے۔ مسلمانوں نے کہا اس کے سر پر چوٹی نہیں ہے اس لیے یہ مسلمان ہے ہم اس کو قبرستان لے جا کر دفن کریں گے۔ اس پر ہندوؤں نے کہا کہ ہمارے یہاں سر پر چوٹی رکھنی ضروری نہیں ہے دیکھو ہمارے سر پر بھی چوٹی نہیں ہے ہاں داڑھی منڈوانی ضروری ہے ہم دونوں کی داڑھیاں منڈی ہوئی ہیں بہرکیف دو قوموں میں اس قسم کی گفتگو

---

❶ ابو داؤد' کتاب اللباس' باب فی لبس الشهرة ٤ / ٧٨

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہوتی رہی آخر ایک عقل مند نے کہا۔ اس کی مسلمانی یعنی ختنہ کی جگہ دیکھی جائے۔ اگر مسلمانی کی ہوئی ہے تو مسلمان ہے ورنہ ہندو ہے چنانچہ ختنہ کی جگہ دیکھی گئی تو وہ مسلمان نکلا' تب مسلمانوں نے اس لاش کو قبرستان میں دفن کیا' ایسا ہی ایک دوسرا واقعہ ہے کہ ہندوؤں نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے مقدمہ دائر کر دیا اور اس میں ہزاروں روپے خرچ ہوئے بہت دنوں بعد فاضل جج نے فیصلہ کیا کہ مقتول تو مسلمان ہی ہے جیسا کہ ختنہ سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ اس مقتول کی شکل ہندوانہ پوزیشن میں تھی اس لیے مسلمانوں نے ہندو سمجھ کر اسے قتل کیا ہے لہٰذا مسلمانوں کو اتنے دنوں کی سزا دی جاتی ہے۔

داڑھی بڑھانا فطرت سے ہے

فطرت کے معنی دین اور قدیم دستور کے ہیں اور خلقت اور اسلام کے بھی ہیں اور اس طریقے کے ہیں جس پر تمام شریعتیں چلی ہیں یعنی ہر ایک نبی نے اور ان کی امت نے اس پر عمل کیا ہے اور اس میں ان کا امتحان لیا گیا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

﴿ وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ﴾ (سورہ بقرہ: ۱۲۴)

(اور یاد کیجئے جب ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو ابراہیم نے ان کو پورا کر دکھایا)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چند باتوں میں امتحان لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس امتحان میں کامیاب ہوئے اور جن باتوں میں امتحان ہوا تھا ان میں داڑھی کا بڑھانا اور مونچھوں کا تراشنا بھی تھا۔ یعنی داڑھی بڑھانے اور مونچھ ترشوانے میں بھی ان کا امتحان لیا گیا تھا اور وہ اس میں کامیاب ہوئے اور وہ ان پر واجب تھا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کلمات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کلمات کے چند تفسیریں کی گئی ہیں جو تفاسیر میں مذکور ہیں ان میں سے دس سنتیں ہیں۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان کلمات سے وہ دس خصلتیں مراد ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں فرض تھیں اور ہماری شریعت میں سنت رہ گئیں۔ پانچ سر میں ہیں اور پانچ باقی بدن میں۔ اور وہ کلی کرنا' ناک میں پانی دینا' مانگ نکالنا' مونچھ تراشنا' داڑھی بڑھانا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ اِعْفَآءُ اللِّحْيَةِ.)) ❶

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں بعض ان میں سے مونچھ کا کٹانا اور

❶ مسلم' كتاب الطهارة' باب خصال الفطرة

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

داڑھی کا بڑھانا بھی ہے۔‘‘

اب اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر مذکور سے ملا دیا جائے تو کلمات میں اعفاء اللحیہ اور قص الشوارب بھی داخل ہوگا۔لہٰذا اس صورت میں آیتِ کریمہ کے یہ معنی ہوں گے کہ رب العزۃ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قص شوارب اور اعفاءِ لحیہ میں بھی امتحان لیا۔اور وہ اس امتحان میں کامیاب ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو داڑھی کے بڑھانے اور مونچھ ترشوانے کا حکم دیا گیا تھا۔

چنانچہ علامہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ:

((وَ ثَبَتَ اَنَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ اُمِرَبِهَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.))

’’یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔‘‘

اور ہم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ﴾ (البقرۃ: ۹۵)

(کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کی اتباع کرو۔)

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ﴾ (انعام: ۹۰)

(یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ دکھائی تو اے محمد! ان ہی کے طریقہ کی تم بھی پیروی کرو۔)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء سابقین کی تابعداری اور پیروی کرو اور ان کے نقش قدم پر چلو۔اور فطرت کے معنی سنت قدیمہ کے ہیں۔قاضی بیضاوی فرماتے ہیں:

((اَلْفِطْرَةُ السُّنَّةُ الْقَدِيْمَةُ الَّتِي اخْتَارَهَا الْاَنْبِيَاءُ وَاتَّفَقَتْ عَلَيْهَا الشَّرَائِعُ وَكَاَنَّهَا اَمْرٌ جِبِلِّيٌّ فُطِرُوْا عَلَيْهَا.)) (فتح الباری)

’’فطرت سے سنت اور طریقہ قدیم مراد ہے جس کو تمام انبیاء علیہم السلام نے پسند فرمایا اور تمام شریعتوں کا اس پر اتفاق ہو گیا اور یہ خصال عشرہ فطرت میں داخل ہے۔گویا ہماری خلقت اور پیدائش اسی پر واقع ہوئی اور ان امور پر عمل کرنا ہمارا فطری خلقی اور جبلی کام ہے۔‘‘

پس معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام کا اور ان کی امتوں کا یہی عمل تھا کہ داڑھیاں رکھتے تھے اور یہی سنت قدیمہ متواترہ متفقہ ہے اور فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پہلے اللہ تعالیٰ نے تقریباً اٹھارہ انبیاء کا ذکر فرمایا ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ہیں اور یہ دونوں داڑھی رکھتے تھے اور اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے جانے لگے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو یہ وصیت کی کہ میرے بعد قوم کی خبر گیری کرتے رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مشرک اور بت پرست بن جائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا تھا کہ ان کی قوم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا حضرت ہارون علیہ السلام نے ہزارہا سمجھایا مگر وہ نہ مانے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپس آکر ان واقعات کو دیکھا تو دیکھتے ہی آپ طیش میں آگئے اور حضرت ہارون علیہ السلام کے سر کے بال اور داڑھی پکڑ کر ملامت کرنی شروع کر دی چونکہ اس میں حضرت ہارون علیہ السلام کی ذلت تھی۔ آخر ان سے نہ رہا گیا اور فرمایا کہ:

﴿ يَابْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ﴾ (طٰہٰ: ۹۴)

(اے میری ماں کے بیٹے! میری داڑھی اور سر کے بال نہ پکڑیے۔)

بہرحال داڑھی کا بڑھانا نبیوں کی سنت ہے اور منڈانا تمام نبیوں کی سنت کے خلاف ہے' اور جو داڑھی بڑھا کر اوپر چڑھائے یا باندھے تاکہ دکھائی نہ دے جیسے سکھ لوگ رکھ کر کسی کپڑے اور رومال سے باندھ لیتے ہیں تو اس طرح کرنا بھی شرعاً حرام ہے حضرت رویفع بیان کرتے ہیں:

((قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيٰوةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي فَأَخْبِرِ النَّاسَ اَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ اَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا اَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيعِ دَآبَّةٍ اَوْعَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْءٌ مِّنْهُ.)) ❶

''مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے رویفع ممکن ہے کہ میرے بعد تم زیادہ دنوں تک زندہ رہو اور تمہاری عمر لمبی ہو تو میرا یہ پیغام لوگوں کو پہنچا دو کہ جو شخص داڑھی کو باندھے یا گلے میں زنار لٹکائے یا گوبر اور بڈی سے استنجا کرے تو محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں۔''

یعنی داڑھی رکھ کر جو اسے اوپر چڑھائے یا گرہ لگائے یا کسی کپڑے سے باندھ کر گرہ لگا کر چھپا لے تو رسول اللہ ﷺ اس سے بیزار ہیں۔

غور کیجئے! کہ داڑھی باندھنے سے جب آپ اس قدر بیزار ہیں تو داڑھی منڈانے سے بدرجہ اولیٰ بیزار ہیں ممکن ہے اسی بیزاری اور ناراضگی کی وجہ سے قیامت کے روز سفارش بھی نہ فرمائیں گے رسول کی مخالفت

❶ ابوداؤد' کتاب الطہارۃ' باب ما ینھی عنہ' ان یستنجی بہ ۱/ ۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی بڑی سزا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴾

(سورة نور: ٦٣)

(جو لوگ اللہ کے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ اس سے کوئی دردناک مصیبت یا عذاب ان کو نہ پہنچے۔)

اور یہ داڑھی منڈانا اسلامی طریقے کے اور مسلمانوں کے راستے کے بالکل خلاف ہے ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴾ (نساء: ١١٥)

(جو شخص باوجود راہ ہدایت کے وضاحت ہو جانے کے بعد بھی رسول کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے پہنچنے کی۔)

یعنی جو غیر شرعی طریقہ پر چلے شریعت ایک طرف ہو اور اس کی راہ دوسری طرف ہو۔ فرمان رسول ﷺ کچھ اور ہو اور اس کا منتہائے نظر کچھ اور ہو حالانکہ اس پر حق کھل چکا ہے۔ دلیل دیکھ لی ہو پھر بھی مخالفت رسول ﷺ کر کے مسلمانوں کی صاف راہ سے ہٹ جائے تو ہم بھی اسی ٹیڑھی اور بری راہ پر اسے لگا دیتے ہیں اسے پھر وہی بری راہ اچھی معلوم ہونے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ جہنم میں جا پہنچتا ہے مومنوں کی راہ کے علاوہ راہ ڈھونڈتا ہے یعنی دراصل وہ رسول کی مخالفت کرتا ہے ایسے لوگ قیامت کے دن بہت افسوس کریں گے اور پچھتائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيلًا يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا لَقَدْ اَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴾ (فرقان: ٢٧)

(اس دن ستمگر شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے کاش کہ میں نے رسول کی راہ لی ہوتی ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست بنایا نہ ہوتا اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آ پہنچی تھی شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔)

یعنی قیامت کے روز رسول کا نافرمان کف افسوس ملتے ہوئے کہے گا کہ کاش میں رسول کے راستے پر چلتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور فلاں فلاں کو دوست نہ بناتا۔ ان ایرے غیروں نے نصیحت پہنچنے کے بعد مجھے افسوس گمراہ کردیا لیکن اس وقت کے افسوس کرنے سے کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا۔

پس میرے عزیز بزرگو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی مخالفت سے بچو ورنہ قیامت میں کف افسوس ملو گے اسلامی شکل وصورت بنانا اسلامی شعار ہے۔ اسی طرح سے اسلامی اصول کے مطابق پورے سر پر کانوں کی لو تک سر کے بال رکھنا سنت ہے رکھو تو سب رکھو اور منڈاؤ تو سب منڈاؤ انگریزی فیشن کو اختیار کرنا سنت کے خلاف اور تشبہ بالیہود و النصاری و الکفار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔ یعنی سر کے بال کے کچھ حصے کٹائے جائیں یا منڈائے جائیں یا چھوڑ دیے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بال کانوں کی لو تک تھے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں:

((كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى نِصْفِ اُذُنَيْهِ.)) ❶

''یعنی رسول اللہ ﷺ کے بال نصف کان تک تھے۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صورت اور سیرت کے اعتبار سے پکا اور سچا مسلمان بنائے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

﴿ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَ اِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴾

☆☆☆

---

❶ مسلم، كتاب الفضائل، باب صفة شعر النبى ﷺ
ابو داوٗد، كتاب الترجل، باب ماجاء فى الشعر ٤/ ١٣١

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

زبان کی حفاظت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَ نَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ خَيۡرَ الۡحَدِيۡثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيۡرَ الۡهَدۡىِ هَدۡىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الۡاُمُوۡرِ مُحۡدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحۡدَثَةٍ بِدۡعَةٌ وَّكُلُّ بِدۡعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. ﴿اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِ وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ٥﴾ (البلد: ۸-۱۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (کیا ہم نے انسانوں کو دو آنکھیں، زبان اور ہونٹ نہیں دیئے۔ اور دونوں راستے دکھائے؟)

اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت زبان بھی ہے۔ اسی سے ہم اپنے دل کی بات دوسرے کو سمجھا دیتے ہیں۔ اسی سے کلام الٰہی پڑھتے ہیں اور ذکر واذکار اور وعظ ونصیحت کرتے ہیں۔ انسان اور حیوان کے درمیان اسی زبان سے فرق ہے۔ اگر زبان کی حفاظت کی جائے تو اس سے بڑے بڑے اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں اگر اس کی نگرانی نہیں کی گئی تو اس زبان کے ذریعہ بڑے بڑے شر وفساد اٹھتے ہیں اور جھگڑا فساد پیدا ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث میں زبان کی حفاظت کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

((مَا النَّجَاةُ قَالَ اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ لِسَانَكَ وَلۡيَسَعۡكَ بَيۡتُكَ وَابۡكِ عَلٰى خَطِيۡئَتِكَ.)) ❶

''کس چیز سے نجات ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان روک لو۔ یعنی زبان کی حفاظت کرو۔ خلاف شرع وخلاف عقل کوئی بات مت کرو۔ اور تمہارا گھر تمہارے لیے کافی ہو۔ یعنی گھر میں بیٹھے رہو۔ بلاضرورت ادھر ادھر مت پھرو۔ اور اپنے گناہوں پر روتے رہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ ترمذی کتاب الزهد باب ماجاء فی حفظ اللسان (۳/ ۲۸۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((لَا يَسْتَقِيمُ إِيمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ وَلَا يَسْتَقِيمُ قَلْبُهُ حَتّٰى يَسْتَقِيمَ لِسَانُهُ.)) ❶

''کسی بندے کا ایمان درست نہ ہوگا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو۔ اور دل درست نہ ہوگا جب تک کہ زبان درست نہ ہو۔''

زبان کی درستگی سے سب چیزوں کی درستگی ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ اتَّقِ اللّٰهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا.)) ❷

''ہر صبح کو تمام اعضائے انسانی عاجزی کر کے زبان سے کہتے ہیں: تو خدا سے ڈرتی رہ۔ ہم سب تیرے تابع ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زبان کی حفاظت کی وصیت فرمائی ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تمام نیکیوں کی جڑ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا:

((كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهِ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ قَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ أَوْ قَالَ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ.)) ❸

''تم اس کو روکے رکھو اور زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (یعنی زبان کی حفاظت و نگرانی کرو) میں نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ کیا ہم اپنی باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں تمہیں گم پائے زیادہ تر لوگ اپنی باتوں کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَّضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ.)) ❹

''جو اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کا وعدہ کرے تو میں اس کے لیے جنت کا ذمہ دار ہوں۔''

---

❶ مسند احمد (۳/ ۱۹۸)

❷ ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان ۳/ ۲۸۸

❸ مسند احمد (۵/ ۲۳۱) ترمذی (۳/ ۳۵۸) ❹ بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

زبان کی حفاظت کی ضمانت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی بات شرع اور عقل کے خلاف نہ کہی جائے۔ سوچ سمجھ کر کہی جائے۔ زبان کی لگام، ڈھیلی نہیں چھوڑنی چاہیے کہ جو جی میں آئے کہہ دے بلکہ اس کو اپنے قابو میں رکھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی زبان کھینچ رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ آپ کو معاف کرے یہ آپ کیا کر رہے ہیں! تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِیْ شَرَّ الْمَوَارِدِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ شَیْءٌ مِّنَ الْجَسَدِ اِلَّا يَشْكُوْ ذَرَبَ اللِّسَانِ عَلٰی حِدَّتِهٖ.)) ❶

''کہ یہی زبان مجھے بدترین گھاٹ پر لے جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسم کا ہر حصہ زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ اس لیے میں زبان کو کھینچ رہا ہوں تا کہ اس کی تیزی باقی نہ رہے اور میرے قابو میں رہے۔''

نرم گفتگو

گفتگو کرتے وقت نرم گفتگو سے بات کرو۔ ''زبان شیریں ملک گیری''۔ پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی تھی۔ تم اس سے نرم بات کہنا۔ اور جو بات کہو فائدہ مند اور نفع بخش ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ﴾ (بقرۃ: ۸۳)

(لوگوں سے اچھی بات کہو۔)

اور فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط ﴾ (سورہ احزاب: ۷۰ - ۷۱)

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بات سیدھی کہو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو سنوار دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔)

اور ترش روئی اور سخت کلامی سے بچتے رہو اور زیادہ چیخ چلا کر بھی بات نہ کرو۔ بے موقع زور زور سے بولنا

---

❶ مسند ابو یعلی (۵) (۱/ ۳۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بے سمجھی کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴾ (لقمان: ۱۹)

(اپنی آواز کچھ پست کرو! آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔)

سوچ سمجھ کر بولو اور جلدی جلدی بات چیت مت کرو کہ مخاطب کی سمجھ میں نہ آ سکے۔ بلکہ ٹھہر ٹھہر کر کرو۔ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ.)) ❶

"رسول اللہ ﷺ کا کلام ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتا تھا اور جو شخص اس کو سنتا تھا سمجھ لیتا تھا۔"

گفتگو مختصر لفظوں میں کرو۔ زیادہ طول مت دو کہ سننے والا گھبرا جائے اور نہایت خندہ پیشانی اور ہنس مکھ چہرے سے بات چیت کرو۔

سچ بولو

سچ ہی میں نجات ہے کیونکہ سچ آفتوں سے بچاتا ہے اور سچا آدمی خدا اور رسول ﷺ کے نزدیک بہت پیارا ہے اور یہ صدق اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے ایک بڑی صفت ہے۔

چنانچہ وہ فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴾ (النساء: ۸۷)

(اور کون اللہ سے زیادہ سچا ہے بات میں۔)

اسی طرح بہشت کے وعدہ کی تقریب میں ارشاد ہے۔

﴿ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴾ (النساء: ۱۲۲)

(وعدہ کیا اللہ نے سچا اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچا بات میں!)

خدا سچا ہے اس لیے اس کی ساری شریعت سچی ہے فرمایا:

﴿ وَاِنَّا لَصَادِقُوْنَ ﴾ (انعام: ۱۴۶)

---

❶ ابو داوٗد کتاب الادب باب الهدی فی الکلام (٤/ ٤٠٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اور ہم ہیں سچے۔)

﴿ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ﴾ (آل عمران: ٩٥)

(آپ فرما دیجئے اللہ نے سچ فرمایا ہے۔آپ ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروی کیجئے۔)

﴿ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾ (زمر: ٣٣)

(اور جو سچائی کو لے کر آیا اور اس سچائی کو سچ مانا وہی تو پرہیزگار ہیں۔)

اور یہی صدق اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی بھی صفت ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو صفت صدق سے خاص طور پر یاد کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴾ (سورہ مریم: ٤١)

(اور اس کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا حال بیان کرو کہ وہ بڑے سچے نبی تھے۔)

ایک اور پیغمبر ادریس علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس سے نامزد کیا ہے۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴾ (مریم: ٥٦)

(اور اس کتاب میں ادریس علیہ السلام کا حال بیان کرو کہ وہ بڑے سچے نبی تھے۔)

حضرت مریم علیہا السلام جنہوں نے اللہ کی باتوں کے سچ ماننے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کیا۔اس وصیت سے ممتاز ہوئیں:

﴿ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ. ﴾ (مائدۃ: ٧٥)

(اور ان کی (عیسیٰ کی) ماں بڑی سچی تھیں۔)

حضرت یوسف علیہ السلام جو خواب کی تعبیر میں ایسے سچے نکلے کہ بندوں کی زبان سے صدیق کہلائے۔

﴿ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ ﴾ (یوسف: ٤٦)

(یوسف اے بڑے سچے۔)

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے صبر وشکر کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا۔تو خدا سے صادق الوعد (وعدہ کا سچا) کا خطاب پایا۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۔﴾

(مریم: ٥٤)

(اور اس کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو۔بلاشبہ وہ وعدے کے سچے اور بھیجے ہوئے نبی تھے۔)

خدا کی خوشنودی والی جنت جن لوگوں کو ملے گی۔ان میں وہ بھی ہوں گے جو دنیا میں دوسری صفتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے ساتھ سچائی اور راست بازی سے ممتاز تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۸)

(صبر کرنے والے اور سچے لوگ۔)

اللہ نے جن لوگوں کے لیے اپنی مغفرت اور اجر عظیم کے وعدے کئے ہیں ان میں سچ بولنے والے بھی ہیں۔اسلام وایمان اور خدا کی فرمانبرداری کے بعد پہلا درجہ سچوں کا ہے۔فرمایا:

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِیْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرَاتِ وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِیْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا. ﴾ (الاحزاب: ۳۵)

(بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور اللہ سے ڈرنے والے مرد اور اللہ سے ڈرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کو (گناہ سے) بچانے والے مرد اور بچانے والی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں،ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔)

ان کے سچائی کے کاروبار کا صلہ دوسری زندگی میں ملے گا۔اور وہاں یہ سچائی کامیابی کا ذریعہ بنے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یَوْمَ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ ﴾ (المائدہ: ۱۱۹)

(یہ دن ہے کہ سچے بندوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔)

اس امتحان گاہ دنیا میں سچائی کی اہمیت اتنی بڑھائی گئی ہے کہ یہی نہیں کہ سچائی اختیار کرنے کے حکم پر حکم دیا گیا بلکہ یہ بھی تاکید آئی ہے کہ ہمیشہ سچوں کا ساتھ دو۔سچوں ہی کی جماعت سے علاقہ اور رابطہ رکھو اور ان ہی کی صحبت میں رہو کہ ان کی سچائی کے اثر سے تم بھی سچے ہو۔کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دو ساتھیوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جو تبوک کے سفر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ جا سکے تھے، ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کر کے جس سچائی کا ثبوت دیا تھا اس کی طرف اشارہ کر کے خدا فرماتا ہے۔

﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾ (توبہ: ۱۱۹)

(اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔)

سچائی کی تین قسمیں ہیں (۱) زبان کی سچائی (۲) دل کی سچائی (۳) عمل کی سچائی۔

زبان کی سچائی تو ظاہر ہے کہ زبان سے صرف سچ ہی بولا جائے اور منہ سے کوئی بات سچائی کے خلاف نہ نکلے۔ ایسی سچائی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے جس کی تعریف قرآن وحدیث میں بہت آئی ہے اور دل کی سچائی کہ جو زبان سے کہا جائے دل میں اس کی تصدیق ہو، منافقت نہ ہو، اور عمل کی سچائی یہ ہے کہ جو زبان سے کہے اور دل سے تصدیق کرے اسکے مطابق عمل بھی کرے۔ ایسی سچائی انسان کو ہر گناہ سے باز رکھتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَیْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَالْبِرُّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَصْدُقُ وَ یَتَحَرَّی الصِّدْقَ حَتّٰی یُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّیْقًا وَ اِیَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَالْفُجُوْرُ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَمَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَكْذِبُ وَیَتَحَرَّی الْكِذْبَ حَتّٰی یُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا.)) ❶

''تم سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت میں پہنچا دیتی ہے جو آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ ہی کا قصد کرتا ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک بڑا سچا لکھا جاتا ہے اور تم جھوٹ بولنے سے ہمیشہ بچتے رہو۔ کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کے راستہ پر چلاتا ہے یعنی دوزخ میں داخل کرا دیتا ہے اور جو آدمی ہمیشہ ہی جھوٹ بکتا رہتا ہے اور جھوٹ ہی اس کا مقصد ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہی جھوٹا لکھا جاتا ہے۔''

جھوٹ کا تفصیلی بیان آئندہ خطبہ میں آرہا ہے۔

صدیقیت نبوت کے بعد انسانیت کا سب سے بڑا مرتبہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ﴾ (نساء: ٦٩)

---

❶ بخاری کتاب الادب باب قوله الله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین مسلم کتاب البر والصلة باب قبح الکذب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اور جو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے تو وہ (جنت میں) ان (مقبول بندوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیے۔یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور (دوسرے) نیک بندے اور یہ لوگ (کیا ہی) اچھے ساتھی ہیں۔)

سورۃ حدید میں ایمان کامل اور جانی و مالی جہاد کی بار بار دعوت کے بعد ارشاد ہے۔

﴿ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ﴾ (حدید: ۱۹)

(اور جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں وہی صدیق ہیں۔)

اس سے معلوم ہوا کہ صدیقیت اس کامل ایمان کے ذریعہ نصیب ہوتی ہے جس سے عمل کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔

غیبت

زبان کو بدزبانی، بدگوئی، بدکلامی سے بچانا نہایت ضروری ہے۔یعنی غیبت سے بچنا بہت ضروری ہے غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی برائی اس کی عدم موجودگی میں بیان کرو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا:

((اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا یَكْرَهُ قِیْلَ اَفَرَأَیْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِیْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَ اِنْ لَمْ یَكُنْ فِیْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ.)) ❶

"تم جانتے ہو غیبت کسے کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا اپنے مسلمان بھائی کا اس طرح ذکر کرنا کہ اسے ناگوار ہو۔لوگوں نے عرض کیا۔اگر وہ برائی اس میں موجود ہو؟ آپ نے فرمایا اس کی موجودہ برائی کو بیان کرو گے تو غیبت ہوگی اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو تم اس پر بہتان باندھو گے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ج وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

❶ مسلم کتاب البر و الصلة باب تحریم الغیبه

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (الحجرات: ١١ - ١٢)

(مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں (عجب نہیں کہ جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں۔ عجب نہیں (کہ جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو ایمان لانے کے بعد بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو ان حرکات سے باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض شک گناہ میں داخل ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور تم میں سے ایک کو ایک کے پیٹھ پیچھے برا نہ کہے۔ بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو تم کو گھن آئے۔ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔)

ان آیتوں میں مسخرہ کرنے اور برے القاب سے یاد کرنے اور تجسس کرنے اور غیب کرنے سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا کہ غیبت کرنا اپنے بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ اور کوئی شخص اپنے بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتا تو اسے چاہیے کہ اپنے بھائی کی غیبت بھی نہ کرے حدیثوں میں غیبت کی سخت مذمت آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے معراج والی حدیث میں فرمایا کہ میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ بولے یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت نوچ کھاتے تھے یعنی اور ان کی عزت و آبرو لیتے تھے۔ ❶

اعمال اور اعمال کی جزا و سزا میں مناسبت ہوتی ہے۔ یہ لوگ چونکہ لوگوں کا گوشت نوچ کھاتے تھے یعنی ان کی غیبت کرتے تھے اس لیے عالم برزخ میں ان کی سزا یہ مقرر کی گئی ہے کہ خود اپنا گوشت نوچتے رہیں اور اسی معراج والی حدیث میں ہے کہ:

((وَنَظَرَ فِي النَّارِ فَاِذَا قَوْمٌ يَّاْكُلُوْنَ الْجِيَفَ قَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ.)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے جہنم میں ایک گروہ کو مردہ لاش کھاتے ہوئے دیکھا تو دریافت فرمایا جبرائیل

---

❶ ابو داؤد کتاب الادب باب في الغيبه (٤/ ٤٢٠) ❷ مسند احمد (١/ ٢٥٧)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبتیں کر کے ان کا گوشت کھاتے تھے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

((فَارْتَفَعَتْ رِيحٌ مُنْتِنَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ رِيحُ الَّذِينَ يَغْتَابُوْنَ.)) ❶

"کہ سخت بو پھیلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو، یہ کیسی بدبو ہے؟ آپ ہی نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبتیں کرتے ہیں۔"

اس حدیث میں ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ غیبت کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ دوسرے کے عیوب کی تشہیر کی جائے اس لیے جس طرح غیبت کرنے والے لوگوں کے عیوب کو عام طور پر پھیلاتے ہیں اسی طرح اس عمل کی نجاست وگندگی کی بدبو بھی دنیا میں پھیل کر لوگوں کو ان سے متنفر کرتی ہے۔ اسی نکتہ کو آپ نے دوسری حدیث میں بلاتشبیہ وتمثیل کے نہایت واضح طور پر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

((يَامَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ.)) ❷

"اے وہ لوگو! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو لیکن ایمان تمہارے دلوں کے اندر جاگزیں نہیں ہوا ہے نہ مسلمانوں کی غیبت کرو نہ ان کے عیوب کی تلاش میں رہو کیونکہ جو شخص ان کے عیوب کی تلاش میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے عیب کی تلاش کرے گا۔ اور اللہ جس کے عیب کی تلاش کرے گا خود اس کے گھر ہی کے اندر اس کو رسوا کر دے گا۔"

بہر حال مسلمان کی غیبت اور آبروریزی کرنی حرام ہے اور یہ غیبت زنا وبدکاری سے زیادہ سخت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر دروازے ہیں اور سب سے آسان سود کا دروازہ یہ ہے کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ اس نے اسلام کی حالت میں اپنی ماں سے زنا کیا ہو اور سود کا ایک درہم لینا چھتیس زنا کے گناہ سے بدتر ہے اور کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا ان سب گناہوں سے بدتر ہے۔ ❸

اس غیبت کی وجہ سے قبر میں سخت عذاب ہوتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا

---

❶ مسند احمد (۳/ ۳۵۱)

❷ ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبه (٤/ ٤٢١)

❸ بیهقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا آپ نے فرمایا کہ دونوں قبر والوں کو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ ایک پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا لوگوں کی غیبتیں کرتا تھا۔ ❶

جس طرح زندوں کی غیبت حرام ہے اسی طرح سے مردوں کی بھی غیبت ناجائز ہے۔ غیبت کا مطلب یہی ہے کہ کسی کا عیب جو اس میں موجود ہو دوسروں کے سامنے بیان کیا جائے اس میں ہر عیب داخل ہے غیبت کا دائرہ بہت وسیع ہے، غیبت زبان سے بھی ہوتی ہے۔ آنکھ سے بھی ہوتی ہے، ہاتھ پاؤں سے بھی ہوتی ہے۔ کسی شخص کی نقل کرنا توہین کے طور پر کہ اندھا ہے، لنگڑا ہے، لولا ہے تو یہ بھی غیبت میں شامل ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو تاہ قد کی نقل کی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ایک ایسی بات کہہ دی کہ۔

((لَوْ مُزِجَتْ بِمَآءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ .)) ❷

''اگر اس بری بات کو دریا کے پانی میں ملایا جائے تو دریا کے پانی کو متغیر کر دے گا''۔

یعنی یہ کلمہ ایسا تلخ ہے کہ اپنی تلخی کی وجہ سے دریا کے شیریں پانی کو تلخ بنا دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو پستہ قد کہنا بھی غیبت میں شامل ہے اس طرح چشم و ابرو کے اشارے سے کسی کے عیب کی پردہ دری کرنا بھی غیبت ہے اور قرآن مجید نے متعدد آیتوں میں غیبت کے ان ہی مخفی طریقوں کی برائی بیان کی۔

﴿ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ﴾ (قلم: ۱۱)

(لوگوں پر آوازیں کسا کرتا ہے (اِدھر کی اُدھر اُدھر کی اِدھر) چغلیاں لگاتا پھرتا ہے۔)

﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ ﴾ (همزه: ۱)

(ہر شخص جو (لوگوں کی) عیب چینی کرتا اور ان پر آواز کستا ہے اس کی بھی بڑی تباہی ہے۔)

ان آیتوں میں غیبت کے جن مخفی اور دلخراش طریقوں کی مذمت کی گئی ہے۔ ان کی توضیح ترجمہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لیے اہل لغت کی تصریحات پیش نظر رکھنی چاہئیں جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) همز سامنے اور لمز پیٹھ پیچھے برائی کرنا (۲) همز خاص طور پر لوگوں کے نسب کی برائی کرنا۔ (۳) همز ہاتھ کے اشارے سے اور لمز زبان سے غیبت کرنا (۴) همز زبان سے اور لمز آنکھ کے اشارے سے غیبت کرنا (۵) برے الفاظ سے ہم نشینوں کی دل آزاری کرنا (۶) لمز آنکھ، ہاتھ، سر اور ابرو کے اشارے سے ہم نشینوں کی برائی بیان کرنا۔ اس تشریح سے معلوم ہوگا کہ غیبت کا دائرہ کہاں تک وسیع ہے۔

---

❶ بخاری کتاب الوضوء باب من الکبائر ان لا یستتر من بوله

❷ ابو داؤد کتاب الادب باب في الغيبه (٤/ ٤٢٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے چاہیے کہ اس کے سننے میں دلچسپی نہ لے تاکہ گناہ میں شریک نہ ہو بلکہ جس کی غیبت کی جارہی ہے اس کا دفاع کرے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّعَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.))

''یعنی جو شخص اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے جہنم کو دور کردیں گے۔''

بعض صورتوں میں غیبت مباح ہے

مظلوم ظالم کے عیبوں کو دوسروں کے سامنے اس لیے بیان کرسکتا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس کے عیبوں سے واقف ہوکر ہوشیار رہیں اس سے توہین وتذلیل مقصود نہیں ہے بلکہ لوگوں کی خیر خواہی مقصود ہے حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باریابی کی اجازت طلب کی آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ اپنے خاندان میں کسی قدر برا شخص ہے۔ لیکن جب وہ پاس آیا تو آپ نے اس سے نہایت لطف و کرم سے گفتگو کی۔ ❶

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ﴾ (نساء: ۱۴۸)

(اللہ تعالیٰ کسی کی برائی کو پسند نہیں کرتا۔ مگر مظلوم ظالم کی برائی بیان کرسکتا ہے۔)

اگر کوئی شخص دینی معاملات میں دروغ گوئی سے کام لے تو اسکے عیبوں کو اس غرض سے ظاہر کیا جائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ یہ شخص غیر معتبر ہے اس سے دین کی حفاظت مقصود ہے کسی کی توہین مقصود نہیں ہے۔

گالی دینا

کسی کی آبروریزی کرنا اور سب وشتم کرنا بہت بری بات ہے یہ لڑائی جھگڑے کی جڑ ہے حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ نے فرمایا تھا کہ

((فَاِنَّ دِمَآءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ بَيْنَكُمْ.)) ❷

''تمہارا خون اور تمہارا مال اور تمہاری عزت آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں''۔

یعنی مسلمان پر مسلمان کا خون گرانا حرام ہے کوئی کسی کو بلاوجہ نہ مارے اور نہ کسی کا مال چرائے اور نہ کسی

---

❶ بخاری کتاب الادب باب مایجوز من اغتیاب اهل الفساد و الریب.

❷ بخاری کتاب الحج باب خطبة ایام منٰی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی بے عزتی کرے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.)) ❶

''مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو مار ڈالنا کفر ہے۔''

اور کسی کو کافر و فاسق کہہ کر گالی دینا بھی بہت برا ہے اگر وہ اس کا مستحق نہیں ہے تو کہنے والا خود ہی کافر و فاسق بن جاتا ہے آپ نے فرمایا

((لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا رَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ.)) ❷

''کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فسق کی تہمت نہ لگائے اور نہ کفر کی اگر وہ اس کا مستحق نہیں تو اس کلمہ کا گناہ اسی کہنے والے پر لوٹ جاتا ہے۔''

یعنی اگر وہ کافر نہیں ہے تو خود کافر بن جاتا ہے اور اگر وہ فاسق نہیں ہے تو خود فاسق بن جاتا ہے اور گالی دینے میں جو شخص پیش قدمی کرے گا گنہگار ہو گا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((اَلْمُسْتَبَّانِ مَاقَالَا فَعَلَى الْبَادِيْ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ.)) ❸

''جو شخص آپس میں ایک دوسرے کو گالی دیتا ہے۔ تو دونوں کی گالیوں کا گناہ اسی پر پڑتا ہے جس نے پہلے گالی دی ہے جب تک کہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے۔''

اگر یہ گالی گلوچ دینے والا اور بے ہودہ بکواس کرنے والا بدترین شخص ہے۔ قیامت کے روز بھی بدترین لوگوں میں ہو گا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا اتِّقَاءَ فُحْشِهٖ.)) ❹

''قیامت کے روز خدا کے نزدیک بلحاظ قدر و منزلت سب لوگوں سے بدتر وہ شخص ہو گا جس سے لوگ اس کے شر سے بچنے کے لیے کنارہ کشی کریں۔''

---

❶ بخاری کتاب الایمان باب خوف المومن ان یحبط عملہ وھو لا یشعر
مسلم کتاب الایمان باب بیان قولہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق

❷ بخاری کتاب الادب باب ما ینھی عن السباب و اللعن

❸ مسلم کتاب البر و الصلۃ باب النھی عن السباب

❹ بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من الاغتیاب اھل الفساد و الریب
مسلم کتاب البر و الصلۃ باب مداراۃ من یتقی فحشہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور صحیحین کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس سے لوگ اس کی بدزبانی سے محفوظ رہنے کے لیے کنارہ کشی کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِی مِیْزَانِ الْمُؤمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ.)) ❶

''قیامت کے روز مومن کے ترازو میں سب سے زیادہ بھاری چیز نیک خوئی ہوگی بے شک اللہ تعالیٰ بیہودہ گو (اور) حد ادب سے تجاوز کرنے والے کو دشمن رکھتا ہے۔''

شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ کسی کی گالی کا جواب گالی سے نہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے اوصاف میں فرمایا ہے:

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴾ (الفرقان: ٦٣)

(رحمان کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔)

یعنی جب جاہل لوگ ان سے جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں اور سوائے بھلی بات کے گندی باتوں سے اپنی زبان آلودہ نہیں کرتے جیسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جوں جوں دوسرا آپ پر تیز ہوتا آپ اتنے نرم ہوتے یہی وصف قرآن کریم کی اس آیت میں بیان ہوا ہے۔

﴿ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ ﴾ (القصص: ٥٥)

(مومن لوگ بیہودہ باتیں سن کر منہ پھیر لیتے ہیں۔)

پس یہ فرمان ہے کہ اپنی زبان کو گندا نہیں کرتے، برا کہنے والے کو برا نہیں کہتے۔ سوائے بھلے کلمے کے زبان سے اور کوئی لفظ نہیں نکالتے۔ عیاض بن جمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک معمولی انسان مجھے گالی دیتا ہے تو کیا میں اس گالی کا بدلہ لے سکتا ہوں آپ نے فرمایا:

((اَلْمُسْتَبَّانِ شَیْطَانَانِ یَتَهَاتَرَانِ وَیَتَكَاذَبَانِ.)) ❷

''گالی دینے والے دو جھوٹے بکواسی شیطان ہیں۔''

---

❶ ترمذی کتاب البر والصلة باب ماجاء فی حسن الخلق (٣/ ١٤٥)

❷ مسند احمد: ٤/ ١٦٢، ابن حبان (٥٦٩٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا۔

((اِعْهَدْ اِلَيَّ قَالَ لَاتَسُبَّنَّ اَحَدًا فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً قَالَ لَاتَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ وَ اِيَّاكَ وَ اِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ وَ اِنِ امْرُءٌ شَتَمَكَ وَ عَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ.)) ❶

''مجھے نصیحت اور وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کسی کو گالی مت دو چنانچہ میں نے اس نصیحت کے بعد نہ کسی آزاد کو گالی دی نہ کسی غلام کو اور نہ کسی اونٹ کو اور نہ کسی بکری کو۔ آپ نے فرمایا کسی نیکی اور بھلائی کو معمولی مت سمجھو اور اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ بات چیت کرو یہ بھی بھلائی سے ہے اور اپنی لنگی کو آدھی پنڈلی تک رکھو۔ اگر اس سے زیادہ کرنا چاہتے ہو تو ٹخنے تک اور ٹخنے کے نیچے کپڑا لٹکانے سے بچو۔''

کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اگر تمہیں کوئی گالی دے اور عار و شرم دلائے تو تم اپنی معلومات کی بنا پر اسے شرم مت دلاؤ۔ کیونکہ اس کا وبال اسی کے اوپر رہے گا۔

اخلاقی حیثیت سے کسی کو گالی دینا مناسب نہیں ہے نہ انسان کو نہ حیوان کو اور نہ زمانہ کو آپ نے فرمایا:

((لَاتَسُبُّو الدَّهْرَ.)) ❷

''زمانے کو گالی مت دو۔''

اللہ تعالیٰ زمانے کو ردو بدل کرتا رہتا ہے۔

آپ نے فرمایا:

((لَاتَسُبُّوْا الدِّيْكَ فَاِنَّهٗ يُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ.)) ❸

''مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ وہ نماز کے لئے اٹھاتا ہے۔''

بدزبانی اور فحش گوئی ہر حال میں بری ہے بدزبان آدمی ہمیشہ بھلائیوں سے محروم رہتا ہے اور لوگ اس

---

❶ ابو داؤ‌د کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار (٤/ ٩٩)
ترمذی کتاب الاستیذان باب ماجاء فی کراھیة ان یقول علیك السلام مبتداء

❷ بخاری کتاب الادب باب لا تسبو الدھر، مسلم کتاب الفاظ من الادب وغیرہ

❸ ابو داؤد کتاب النوم باب فی الدیك و البھائم (٤/ ٤٨٧)، ابن حبان (١٩٩٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے ملنا جلنا چھوڑ دیتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا قیامت کے روز سب سے برا شخص وہ ہے کہ جس کی بدزبانی سے لوگ ملنا جلنا چھوڑ دیں۔ ❶

اور فرمایا بدزبانی جس چیز میں پائی جاتی ہے اس کو بدنما بنا دیتی ہے اور حیا جس چیز میں پائی جاتی ہے اس کو زینت دار بنا دیتی ہے۔ ❷

چونکہ بدزبانی اور گالی گلوچ سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔

لعن طعن

لعنت کے معنی خدا کی رحمت سے دور ہونے اور ہٹانے کے ہیں جب کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ اس کے حق میں بددعا کرتا ہے کہ خدا کی رحمت سے دور ہو۔

بلاوجہ کسی انسان یا حیوان پر یا کسی اور چیز پر لعنت کرنا اور بددعا کرنا اچھا نہیں ہے جس کے اوپر لعنت کی بددعا کی گئی ہے اگر وہ لعنت کا مستحق نہیں ہے تو وہ لعنت لوٹ کر لعنت کرنے والے پر پڑ جاتی ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ دُوْنَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ثُمَّ تَاخُذُ يَمِيْنًا وَ شِمَالاً فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَى الَّذِيْ لُعِنَ فَاِنْ كَانَ اَهْلاً وَ اِلَّا رَجَعَتْ اِلٰى قَآئِلِهَا.)) ❸

”جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے۔ یہ تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے سو آسمان کے دروازے اس کے آگے بند کر دیئے جاتے ہیں جب آسمان کی طرف چڑھنے کا کوئی راستہ اسے نہیں ملتا۔ تو وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو زمین کے دروازے بھی اس کے آگے سے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ تو زمین میں گھسنے کا بھی کوئی راستہ نہیں ملتا تو وہ لعنت دائیں بائیں طرف پھرتی ہے ادھر بھی اسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو وہ لعنت اس شخص پر لوٹ آتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے اگر وہ اس لعنت کا مستحق ہے اور اگر وہ اس لعنت کا مستحق نہیں ہے تو وہ لعنت، لعنت کرنے والے پر لوٹا دی جاتی ہے۔ (اور لعنت کرنے والا اپنے ہی الفاظ سے ملعون ہو جاتا ہے)“

---

❶ بخاری کتاب الادب باب المداراة مع الناس' مسلم کتاب البر و الصلة باب مداراة من یتقی فحشه.

❷ ترمذی کتاب البر و الصلة باب ماجاء فی الفحش (۳/ ۱۳۷)

❸ ابوداوٗد کتاب الادب باب فی اللعن (٤/ ٤٢٩)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس حدیث کا مطلب بالکل صاف ہے کہ جب کوئی کسی پر قہر الٰہی کی بدعا کرتا ہے۔ تو وہ لعنت نہایت تیزی کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھنے کی کوشش کرتی ہے۔ جب ادھر جانے کا اسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو زمین پر اتر آتی ہے اور جب زمین میں اسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو اِدھر اُدھر پھرتی ہے اور جب اسے کہیں راستہ نہیں ملتا تو مجبوراً اسی پر لوٹ آتی ہے جس پر کی گئی بشرطیکہ وہ اس لعنت کا مستحق ہو۔ اگر وہ اس لعنت کے لائق نہیں تو لعنت کرنے والے پر لعنت لوٹ آتی ہے اور یہ لعنت کرنے والا خود اپنی ہی لعنت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ سچ ہے۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ اس لیے ہر ممکن طریقے سے کسی پر لعنت مت بھیجو۔ یہ سنگین جرم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِالنَّارِ.)) ❶

''کسی کے اوپر اللہ کی لعنت مت بھیجو۔ اور نہ بدعا کرو خدا کے غصے کے ساتھ اور نہ جہنم کی آگ کے ساتھ۔''

کیونکہ اگر وہ اس بدعا کا مستحق نہیں ہے تو بدعا کرنے والا اس بدعا کا مستحق ہو جائے گا۔ حضرت جرموز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تم کسی پر لعنت نہ کرو۔ ❷

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اور ایک انصاریہ عورت اونٹنی پر سوار تھی۔ اس نے اونٹنی کو جھڑکا اور لعنت بھیجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا کہ جو اونٹنی پر سامان ہے اتار لو اور اس کو آزاد کر دو۔ کیونکہ اس پر لعنت پڑ چکی ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس اونٹنی کو دیکھا ادھر ادھر ماری پھرتی ہے کوئی اسے نہیں چھوتا۔ ❸

آپ نے فرمایا ماں باپ پر لعنت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں باپ پر بھلا کون لعنت کرے گا؟ تو آپ نے فرمایا:

((يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَ يَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ.)) ❹

''کسی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ بھی اس کے باپ کو گالی دے گا۔ اس کی ماں کو گالی دے گا تو وہ

---

❶ ابو داؤد الطیالسی (۹۱۱)-- ابو داؤد کتاب الادب باب فی اللعن (۴/ ۴۳۰)

❷ طبرانی کبیر (۲/ ۲۸۳) (۲۱۸۱)

❸ مسلم کتاب البر والصلہ باب النہی عن اللعن الدواب وغیرھا (۲/ ۳۲۳)

❹ بخاری کتاب الادب باب لا یسب الرجل والدیہ- مسلم کتاب الایمان باب الکبائر و اکبرھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بھی اس کی ماں کو گالی دیگا۔''

تو گویا اس نے اپنے ماں باپ کو برا بھلا کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کامل مومن تو نہ کسی پر طعن کرتا ہے اور نہ کسی پر لعنت کرتا ہے نہ زبان درازی کرتا ہے۔ ❶

اسی طرح آپ نے فرمایا:

((لَا يَكُوْنُوْنَ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) ❷

''یعنی کسی پر لعنت کرنے والے قیامت کے روز نہ کسی کی سفارش کر سکیں گے اور نہ کسی کی گواہی دے سکیں گے۔''

بہر حال ان تمام حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پر لعن طعن کرنا برا ہے اور کوئی اپنے برے کارناموں کی وجہ سے لعنت کا مستحق ہے تو لعنت کرنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قبر پرست یہود و نصاریٰ کے متعلق فرمایا۔

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَ النَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.)) ❸

''یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے ڈراتے تھے اس چیز سے جو انہوں نے کیا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس بیان سے آپ اپنی امت کو (قبر پرستی کے) اس لعنتی فعل سے روکنے کے لئے متنبہ کرتے ہیں (الحدیث) معلوم ہوا کہ قبروں کو سجدے کرنے والے لائق لعنت ہیں اور وہ ضرور ملعون ہیں بزبان رسول کریم ﷺ۔

((اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ نِ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِ هِمْ مَّسَاجِدَ.)) ❹

''ان لوگوں پر خدا کا سخت تر غضب نازل ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدیں (سجدہ گاہیں اور عبادت گاہیں) بنالی ہیں۔''

خدا کے نافرمانوں اور کافروں اور یہود و نصاریٰ اور مکاروں اور دھوکہ بازوں پر لعنت کرنا قرآن کی رو

---

❶ ترمذی کتاب البر والصلة (۳/ ۱۳۸)

❷ مسلم کتاب البر والصلة باب النهی عن اللعن الدواب وغیرها (۲/ ۳۲۳)

❸ بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ و وفاته.

❹ مؤطا مالک باب جامع الصلاة

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے جائز ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴾ (مائدہ: ۷۸)

(بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا۔ ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی بدعا سے خدا کی طرف سے ان پر لعنت کی گئی یہ لعنت ان پر اس لئے آئی کہ وہ نافرمانی کرنے اور حدیں پھاندنے والے تھے۔)

اسی طرح قرآن مجید میں مشرکوں، کافروں، منافقوں، یہودیوں، اور عیسائیوں کی خدا سے سرکشی، بغاوت، کفر، طغیان، انکار، نافرمانی اور دین سے ٹھٹھا، مخول، مذاق استہزاء، احکام الٰہی میں تحریف وتبدیل، کانٹ، چھانٹ، حیلہ سازیوں اور فریب کاریوں کی وجہ سے ان پر بکثرت لعنت اور پھٹکار آئی ہے اور اس لعنت و پھٹکار کے تذکرہ سے امت محمدیہ کو سبق سکھانا مقصود ہے کہ جو بھی افعال مذکورہ کا مرتکب ہوگا وہ پھٹکار کا سزاوار قرار پائے گا اور آپ نے متعدد حدیثیں پڑھی ہیں کہ جن میں کسی کو پھٹکارنے اور اس پر لعنت کرنے کی ممانعت آئی ہے اور قرآنی آیات اور بعض احادیث میں کافروں اور یہودیوں وغیرہ پر لعنت بھیجی گئی ہے یہ دونوں باتیں کوئی متضاد چیز نہیں ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی لعنتی فعل کا مرتکب ہو جاتا ہے تو ارتکاب کے بعد اسے ملعون کہنا روا ہے جیسے یہودی ارتکاب جرائم کے بعد ملعون قرار دیے گئے اور لعنت کے لائق کاموں کو کرنے کے بغیر کسی کو پھٹکارنا یا اس پر لعنت بھیجنا سخت منع ہے استثناء قرآنی کے سوا ملعون کہنا بڑا گناہ ہے۔ (ملخص از ریاض الصالحین)

کافر وفاسق بنانا

بلاضرورت کسی مسلمان کو کافر اور فاسق کہنا جائز نہیں ہے یہ بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے اگر وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا .)) ❶

''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے۔''

اور اس کافر کہنے کا اتنا گناہ ہے جتنا اس کے قتل کرنے کا گناہ ہے آپ نے فرمایا:

((مَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ .)) ❷

---

❶ صحیح بخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل فهو كما قاله

❷ صحیح بخاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کو "کافر" کہتا ہے تو اس کا گناہ اس کے قتل کے برابر ہے۔"

اور خود کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

((لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا رُدَّتْ عَلَیْهِ إِنْ لَمْ یَكُنْ صَاحِبُهٗ كَذٰلِكَ.)) ❶

"کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو نہ فسق کی تہمت لگائے اور نہ کفر کی اس لیے کہ (تہمت لگانے سے) کلمہ فاسق و کفر پھر آتا ہے تہمت کنندہ پر اگر وہ اس کے لائق نہیں۔"

یعنی اگر کسی کو فاسق کی تہمت لگائی اور وہ فاسق نہیں ہے تو خود ہی فاسق ہوا۔ اور اگر کسی کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں ہے تو کہنے والا آپ کافر ہو گیا آنحضرت ﷺ مسلمانوں کو ایک دوسرے پر الزام اور تہمت لگانے سے روک رہے ہیں تاکہ فضائے اخلاق تفسیق و تکفیر کی گندی ہوا سے خراب نہ ہو۔

ہنسی اڑانا

نازیبا ہنسی و مذاق کرنا اور مسخرہ کرنا بھی خراب عادت ہے اس سے بھی بعض لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے اس لیے قرآن وحدیث میں نازیبا ہنسی کی ممانعت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ج وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾

(الحجرات: ۱۱)

(مسلمانو! مرد، مردوں پر نہ ہنسیں۔ عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں، عورتوں پر ہنسیں۔ عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے پر طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کا نام دھرو ایمان لائے نے کے بعد بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں۔)

مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور ان کا مذاق اڑانا اچھا نہیں ہے۔ ممکن ہے جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہ اللہ کے نزدیک اچھے ہوں اور یوں بھی بلاضرورت ہنسنا سخت دلی کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ بخاري كتاب الادب باب ما ينهى عن السباب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((لَا تُكْثِرُوا الضِّحْكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ .)) ❶

"زیادہ مت ہنسو۔ کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔"

آپ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا .)) ❷

"خدا کی قسم اگر تم ان باتوں کو جان لیتے جن کو میں جانتا ہوں تو زیادہ روتے اور کم ہنستے۔"

ہنسی مذاق سے کسی کی چیز کو لے لینا اچھا نہیں ہے آپ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

((لَا يَأْخُذَنَّ اَحَدُكُمْ مَتَاعَ اَخِيهِ لَاعِبًا وَلَا جَادًّا .)) ❸

"کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے سامان کو نہ ہنسی مذاق سے لے اور نہ سچ مچ لے۔"

اس لیے اس سے مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہے اور مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے مندرجہ ذیل ایک لمبی حدیث فائدے کے لئے لکھتے ہیں اس کو زبانی یاد کر کے ایک لائحہ عمل بنالو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

((يَارَسُولَ اللّٰهِ اَوْصِنِي قَالَ اُوْصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَإِنَّهَا زَيْنٌ لِاَمْرِكَ كُلِّهِ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ زِدْنِي قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِنَّهُ ذِكْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ وَنُورٌ لَكَ فِي الْاَرْضِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ وَإِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضِّحْكِ فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُورِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ .)) ❹

"یارسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو اور اس کے حکموں پر چلو اور جس سے منع کیا ہے اس سے بچتے رہو۔ ایسا کرنے سے تمہارے سارے کام سنور اور سدھر جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور کچھ زیادہ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا تم قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر الٰہی کو لازم پکڑلو، یعنی قرآن مجید پڑھتے رہو اور ذکر خدا بھی کرتے رہو جب تم یہ کام کرو گے تو آسمان میں

❶ ترمذی کتاب الزھد (۳/ ۲۵۷) مسند احمد (۲/ ۳۱۰)

❷ بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ لو تعلمون ما اعلم

❸ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء لایحل لمسلم ان یدوع مسلما (۳/ ۲۸۶)

❹ ابن حبان (۳۶۱) مسند احمد (۵/ ۲۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تمہارا تذکرہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ تمہارا ذکر خیر فرشتوں کے سامنے کرے گا اور فرشتے بھی تمہارے لیے نیک دعائیں کریں گے اور زمین میں نور معرفت ویقین اور ہدایت کے ظہور کا سبب ہوگا میں نے عرض کیا اور زیادہ نصیحت فرمایئے۔آپ نے فرمایا زیادہ ہنسنے سے بچتے رہو کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ بنادیتی ہے اور چہرے کے نور کو کھودیتی ہے اور اس کی رونق کو زائل کردیتی ہے میں نے کہا اور زیادہ نصیحت فرمایئے۔آپ نے فرمایا تم حق کہہ دیا کرو اگرچہ لوگوں کو تلخ اور ناگوار معلوم ہو۔میں نے عرض کیا اور زیادہ نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا۔اللہ کے دین کے اظہار کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈرو۔''

خاموشی

اللہ تعالیٰ نے تمہیں زبان اس لیے دی ہے کہ ضرورت کے وقت اس سے کام لو اور نیک وفائدے کی باتوں میں استعمال کرو نہ کہ اس سے بری باتیں نکالو۔ یا اس سے کسی کو ستاؤ جو بات زبان سے نکالتے ہو فرشتے اس کو لکھ لیتے ہیں اور قیامت کے روز وہ خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ مَايَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴾ (سورۃ ق: ۱۸)

(انسان کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے فرشتے اس کو نوٹ کر لیتے ہیں۔)

اگر ضرورت سے زیادہ بولو گے تو اس میں تمہاری پکڑ ہوگی حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَكْثَرُ خَطَايَا ابْنِ اٰدَمَ فِيْ لِسَانِهٖ.)) ❶

''ابن آدم کے زیادہ تر گناہ زبان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔''

حکایت

جنگ احد میں ایک نوجوان صحابی شہید ہوگئے تھے اس کی اماں اس کے پاس آئیں تو دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا۔ان کی ماں نے ان کے چہرے سے مٹی صاف کر کے کہا۔

((هَنِيْئًا لَّكَ يَا بُنَيَّ الْجَنَّةُ.))

''میرے پیارے بیٹے تجھے جنت مبارک ہو۔''

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَايُدْرِيْكِ لَعَلَّهٗ كَانَ يَتَكَلَّمُ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ وَ يَمْنَعُ مَالَا يَضُرُّهٗ.)) ❷

---

❶ طبرانی و بیہقی ❷ مسند ابو یعلی (٤ (٤٠١٧) ١١٩/٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

’’تجھے کیا معلوم کہ شاید وہ فضول باتیں کرتا ہو یا غیر نقصان دہ چیزوں کو روک لیتا ہو۔ یعنی ان دونوں چیزوں کا حساب ہوگا ممکن ہے کہ اس میں اس کی گرفت ہو جائے۔‘‘

اگر تم اپنے اسلام میں خوبی وخلوص چاہتے ہو تو طویل اور فضول گوئی سے کنارہ کشی اختیار کرو اور ضرورت سے زیادہ مت بولو۔ بلکہ خاموش رہو۔ خاموش اور چپ رہنے میں بہت سی آفتیں دور ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((مَنْ صَمَتَ نَجَا.)) ❶

’’جو چپ رہے گا وہ بہت سی بلاؤں سے بچا رہے گا۔‘‘

خاموشی سے دل ودماغ روشن رہتے ہیں۔ عقل تیز ہوتی ہے ذکر وفکر کا مادہ پیدا ہوتا ہے اچھی اچھی باتیں ذہن میں آتی ہیں اور عمل کی رغبت ہوتی ہے کیونکہ زیادہ بولنے والے عموماً بے عمل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ.﴾ (النساء: ١١٤)

(زیادہ سرگوشیوں میں بھلائی نہیں۔ مگر جس نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ یا نیک کام کرنے کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا حکم دیا۔ تو ان چیزوں میں بھلائی اور فائدہ ہے۔)

اور جب کوئی بات بولنا ہو تو سوچ سمجھ کر بولنا چاہئے بغیر سوچے سمجھے بولنے میں خفت وندامت ہوتی ہے اور لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ.)) ❷

’’بے سوچے سمجھے بندہ اللہ کی ناخوشی کی ایسی بات کہہ جاتا ہے جس سے وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔‘‘

اور جب غور وفکر کے بعد اچھے لفظوں میں بات ادا کرو گے تو دنیا میں بڑی شاباشی وتعریف اور آؤ بھگت ہوگی۔ اور خدا بھی خوش ہوگا۔ بات ہی سے تمہاری خوبی اور اچھائی معلوم ہوگی۔

علامہ شیرازی نے کیا خوب فرمایا:

---

❶ ترمذی ٣/ ٣١٧ كتاب صفة القيامة- و دارمی ٢/ ٣٨٧ كتاب الرقائق باب في الصمت

❷ صحيح البخاری كتاب الرقاق باب حفظ اللسان رقم الحديث ٦٤٧٨

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تامرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

جب تک آدمی بات نہیں کرتا اس کی بھلائی برائی چھپی رہتی ہے۔

اور بات کرنے کے بعد اس کی برائی بھلائی معلوم ہو جاتی ہے اگر اچھی بات کہی ہے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ نیک آدمی ہے۔ بری بات کہی ہے تو پتہ چل جائے گا کہ یہ نادان اور خراب آدمی ہے۔

علامہ شیرازی فرماتے ہیں:

مزن بے تامل بگفتار دم نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم

یعنی کوئی بات بے سوچے سمجھے نہ کہو اگر اچھی بات دیر میں کہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

کلام کے موقع پر چپ رہنا اچھا نہیں ہے

یہ حقیقت ہے کہ ہر وقت بک بک کرنا اور فضول گوئی کرنا برا ہے۔ لیکن کلام کے وقت چپ رہنا اس سے بھی برا ہے زبان اسی لئے دی گئی ہے کہ ضرورت پر استعمال کی جائے اگر ضرورت کے وقت مقفل رکھی جائے۔ تو تم میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہیگا۔ اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ وعظ و نصیحت ضرورت پر کہنا کارخیر ہے۔ کیونکہ جتنا ثواب عمل کرنے والے کو ہوگا۔ اتنا ہی ثواب بتانے والے کو ملے گا۔

بات چیت میں عدل و انصاف اور سچائی کو نہ چھوڑو۔ حق اور منصفانہ بات چیت کرنے میں مت جھجکو۔ اگر انصاف اور سچی بات کہنے سے رکو گے تو قیامت کے دن تمہاری گرفت ہوگی۔ اگرچہ مخاطب کتنا ہی بڑا شخص کیوں نہ ہو۔ اس کی پرواہ نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ.)) ❶

''ظالم بادشاہ اور حکمران کے سامنے حق اور ثابت شدہ بات کہہ دینا سب سے بڑا جہاد ہے۔''

لیکن لب و لہجہ تلخ ہرگز نہ ہو۔ بات چیت کے وقت دل و دماغ اپنے قابو میں رکھو۔ مخاطب اگر تمہاری طبیعت کے خلاف گفتگو کر رہا ہو تو اس کی گفتگو سے تنگ دل نہ ہو۔ اور نہ ملول خاطر ہو، اور نہ طیش و غصے میں آؤ۔ اور خوش روئی اور پوری توجہ سے سنو۔ پھر معقول و مہذب طریقے اور نرم آواز سے اس کی تائید و تردید کرو۔ غصے کے لب و لہجہ میں بات کرنا عقل مندوں کا کام نہیں ہے۔

---

❶ مسند احمد ۳/ ۱۹ وابوداؤد: ۱۷/ ۲ کتاب الملاحم باب الامر والنھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بات چیت میں چھوٹے بڑے کا خیال رکھو

بڑوں کو بڑے خطاب سے مخاطب کرو، کوئی لفظ ان کی شان کے خلاف نہ کہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

((کَبِّرُوا الْکُبُرَ.)) (بخاری و مسلم) ''بڑوں کی تعظیم کرو۔''

اور جو بڑوں کی تعظیم نہیں کرے گا وہ پکا مسلمان نہیں ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَ یَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ.)) (ترمذی حسن لغیرہ)

''نہیں ہے ہماری جماعت سے وہ شخص جو ہمارے چھوٹوں پر رحم و شفقت نہ کرے اور نہ ہمارے بڑوں کی عزت و تعظیم و تکریم کرے اور نہ ترغیب دے لوگوں کو بھلائی کی اور نہ منع کرے منکرات و محظورات شرعیہ سے۔''

اگر بڑے مرتبہ کے لائق ہے تو بڑے مرتبہ پر رکھو اور اگر چھوٹے مرتبہ کے لائق ہے تو چھوٹے مرتبہ پر رکھو۔ بہر حال بات چیت میں بڑوں کا لحاظ ضرور ہونا چاہئے۔ جب تم دوسروں سے ادب سے بات چیت کرو گے تو دوسرا بھی تم سے ادب سے بات چیت کرے گا اور جب تم دوسروں کا ادب کرو گے تو دوسرے بھی تمہارا ادب واحترام کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا مِنْ اَجْلِ سِنِّهٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ مَنْ یُّکْرِمُهٗ.))

(ترمذی)

''جو جوان کسی بوڑھے کی بزرگی کی وجہ سے عزت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت ایسے آدمی کو مقرر فرما دے گا جو اس کی عزت کرے گا۔''

بوڑھے بزرگ کی عزت کرنا خدا کی عزت کرنا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ اِکْرَامُ ذِی الشَّیْبَةِ الْمُسْلِمِ وَ حَامِلُ الْقُرْاٰنِ غَیْرُ الْغَالِیْ فِیْهِ وَلَا الْجَافِیْ عَنْهُ وَ اِکْرَامُ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ.))

''بوڑھے بزرگ اور قاری حافظ قرآن اور منصف بادشاہ کی عزت سے خدا خوش ہوتا ہے اور ان کی عزت کرنا ہے۔'' (ابوداؤد [illegible] حسن)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لہٰذا بڑوں کی عزت کرنا فرض ہے۔ ادب کرنے سے تمہیں بہت فائدہ ہوگا (۱) سب خوش رہیں گے (۲) تمہاری عزت کریں گے اور ضرورت کے وقت تمہاری امداد کریں گے۔

ادب کرنے والے بڑے نصیب ور ہوتے ہیں اور بے ادب ہمیشہ ذلیل وخوار رہتے ہیں۔ ان کو برا سمجھتے ہیں یہ مثل مشہور ہے۔ باادب بانصیب' بے ادب' بے نصیب۔

خوش کلامی

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم کسی سے گفتگو کرو تو نہایت میٹھی اور دل خوش کن باتیں کرو۔ تاکہ سننے والا تمہاری بات چیت سے خوش ہو اور تمہاری محبت اس کے دل میں بیٹھ جائے ترش روئی اور سخت کلامی سے بچتے رہو۔ ''زبان شیریں ملک گیری'' پر ہمیشہ عمل کرتے رہو اور جو بات کہو اچھی کہو۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ. ﴾ (البقرة: ۸۳)

(لوگوں سے اچھی بات کہو۔ اور نماز وزکوۃ ادا کرتے رہو۔)

اچھی بات سے مطلب یہ کہ کام و نصیحت اور فائدے کی بات کہو یہی انسانیت کا سب سے بڑا طرہ امتیاز ہے۔ اور نیک لوگوں کی پہچان ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۵۳)

(اے پیغمبر! میرے نیک بندوں سے کہہ دو کہ وہ بات چیت کریں جو سب سے اچھی ہو بے شک شیطان دشمنی ڈالتا ہے آپس میں۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔)

آیت کے پچھلے حصہ میں دعوے کی دلیل بھی دے دی گئی ہے کہ خوش گوئی اور خوش کلامی آپس میں میل ملاپ پیدا کرتی ہے اور بدگوئی و بدکلامی آپس میں جھوٹ پیدا کرتی ہے جو شیطان کا کام ہے۔ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں میں غصہ، نفرت، حسد، اور نفاق کے بیج بوتا ہے اس لیے اللہ کے بندوں کو چاہئے کہ نیک بات بولیں، نیک بات کہیں، اچھے لہجے میں کہیں اور نرمی سے کہیں کہ آپس میں میل ملاپ اور مہر و محبت پیدا ہو خوش کلامی، کرنے والا خدا کا اور رسول کا محبوب ہے اور جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہے۔

((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرْفَةً يُرٰى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَ بَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا فَقَالَ اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيُّ لِمَنْ هِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ وَ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَ بَاتَ قَائِمًا وَ النَّاسُ نِيَامٌ.)) (طبرانی)

''جنت میں ایسے صاف ستھرے کھڑکی دار محلات ہیں جن کا باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے صاف دکھائی دیتا ہے۔ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جنت کس کو ملے گی؟ تو آپ نے فرمایا جس کے خوش کلامی کی ہواور غریبوں کو کھانا کھلایا ہواور اس وقت نماز پڑھی ہو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔''

معلوم ہوا کہ خوش کلامی جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا ''اچھی بات صدقہ ہے'' یعنی جس طرح صدقہ دے کر کسی غریب کی حاجت روائی اور دل جوئی کی جاتی ہے اسی طرح زبان کی مٹھاس سے اس کے زخموں پر پھاہا رکھا جاسکتا ہے اور سچی سعی وسفارش سے اس کو مدد پہنچائی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو اسی بات کی تعلیم دی ہے کہ لوگوں سے نرم زبان اور خوش کلامی سے پیش آئیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ.﴾ (آل عمران: ١٥٩)

(اللہ کی رحمت کے سبب سے تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تم مزاج کے اکھڑ اور دل کے سخت ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے تتر بتر ہو گئے ہوتے۔)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو جب نبی بنا کر بھیجا تو فرمایا:

﴿ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴾ (طٰهٰ: ٤٤)

(سوتم دونوں اس سے نرم بات کہنا شاید وہ نصیحت پائے یا خدا سے ڈرے اور اپنی کمزوری محسوس کرے۔)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچ بولنے اور حسن خلق کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جھوٹ کی برائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَّکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ﴿اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ.﴾ (النحل: ۱۰۵)

(جھوٹ تو صرف وہ لوگ جوڑتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں)

جھوٹ کے معنی دروغ گوئی اور غلط بیانی کے ہیں۔اور یہ نہایت ہی قبیح وصف ہے جس میں یہ بری صفت یعنی جھوٹ بولنے کی عادت پائی جاتی ہے وہ خدا اور انسانوں کے نزدیک بہت برا ہے اور اس کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔کتاب وسنت میں جھوٹ کی بڑی مذمت آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ. ﴾ (زمر: ۳)

(بے شک اللہ تعالیٰ اس کو راہ نہیں دکھاتا، جو جھوٹا ہے احسان نہیں مانتا۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ گناہ (فجور) کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ میں، اور جھوٹ بولتے بولتے آدمی خدا کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ ❶

اسلام کے محاورہ میں سخت ترین لفظ لعنت ہے۔لعنت کے معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور محرومی کے ہیں قرآن پاک میں اس کا مستحق شیطان بنایا گیا ہے اور اسکے بعد یہودیوں، کافروں اور منافقوں کو اس کی وعید سنائی گئی ہے لیکن کسی مومن کذب کے سوا اس کے کسی فعل کی بنا پر لعنت سے یاد نہیں کیا گیا۔جھوٹ

---

❶ بخاری کتاب الادب باب قولہ اللہ تعالی یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بولنے اور جھوٹا الزام لگانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت کی جائے۔ مباہلہ کے موقع پر یہ فرمایا گیا کہ دونوں فریق خدائے تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعا مانگیں کہ جو ہم میں جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

﴿ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ﴾ (آل عمران:٦١)

پھر دعا کریں، پھر جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں میاں بیوی کے لعان کی صورت میں جب شوہر بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے اور شوہر کے پاس اس کا کو گواہ نہ ہو تو اس کو چار دفعہ اپنی سچائی کی قسم کھانے کے بعد پانچویں دفعہ یہ کہنا پڑے گا۔

﴿ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ﴾ (نور:٧)

(اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ ایسی بڑی لعنت ہے کہ جو اس کا مرتکب ہوتا ہے وہ کافروں اور منافقوں کی طرح بددعا کا مستحق ہوتا ہے۔ جھوٹ نفاق کی بدترین قسم ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ.)) ❶

''منافق کی تین علامتیں ہیں (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو خلاف کرے (۳) جب عہد و اقرار کرے تو عہد شکنی کرے۔''

جھوٹ بولنے والے کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ ❷

اور جھوٹ بولنے والے کے منہ سے اتنی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے اس سے دور بھاگتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَآءَ بِهٖ.)) ❸

''یعنی جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو رحمت کے) فرشتے اس سے ایک میل دور ہو جاتے ہیں اس بدبو کے باعث ہو جھوٹ بولنے سے پیدا ہوتی ہے۔''

معلوم ہوا کہ ایمان اور جھوٹ متضاد چیزیں ہیں۔ دونوں کا یکجا جمع ہونا غیر ممکن ہے جس طرح کفر و

---

❶ بخاری کتاب الایمان باب علامة المنافق
مسلم کتاب الایمان باب بیان خصاله المنافق

❷ مؤطا امام مالك کتاب الجامع باب ماجاء فی الصدق و الکذب

❸ ترمذی کتاب البر و الصلة باب ماجاء فی الصدق و الکذب ٣/ ١٣٧

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایمان یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَجْتَمِعُ الْکُفْرُ وَ الْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِ امْرَأٍ وَلَا یَجْتَمِعُ الصِّدْقُ وَ الْکِذْبُ جَمِیْعًا وَلَا تَجْتَمِعُ الْاَمَانَۃُ وَ الْخِیَانَۃُ جَمِیْعًا.)) ❶

''یعنی کسی کے دل میں ایمان وکفر اکٹھا جمع نہیں ہوسکتا اگر کفر ہے تو ایمان نہیں اور ایمان ہے تو کفر نہیں۔اور جھوٹ اور سچ بھی اکٹھا جمع نہیں ہوسکتا اور خیانت امانت بھی اکٹھا نہیں ہوسکتی۔''

جھوٹے آدمی کی قیامت کے دن بڑی بڑی سزائیں ہیں۔معراج والی حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹے آدمی کو میں نے دیکھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے ہیں۔قبر میں بھی یہی عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا۔

جھوٹ کے بہت سے مرتبے ہیں۔اچھے اچھے لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ بے ضرورت جھوٹ کو برا نہیں جانتے جیسے اکثر لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بچوں کو بہلانے کے لیے ان سے جھوٹے وعدے کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ان وعدوں کو تھوڑی دیر میں بھول جائیں گے اور ہوتا بھی اکثر یہی ہے مگر جھوٹ بہرحال جھوٹ ہے۔اسلام نے اس جھوٹ کو بھی اجازت نہیں دی ہے۔ایک کم سن صحابی عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((دَعَتْنِیْ اُمِّیْ یَوْمًا وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِیْ بَیْتِنَا فَقَالَتْ ھَا تَعَالَ اُعْطِکَ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَرَدْتِّ اَنْ تُعْطِیَہٗ قَالَتْ اَرَدْتُّ اَنْ اُعْطِیَہٗ تَمْرًا فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّکِ لَوْلَمْ تُعْطِہٖ شَیْئًا کُتِبَتْ عَلَیْکِ کِذْبَۃٌ.)) ❷

''ایک دفعہ میری ماں نے مجھے بلایا اور حضور انور ﷺ ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے تو ماں نے میرے بلانے کے لیے کہا کہ یہاں آ تجھے کچھ دوں گی۔حضور ﷺ نے فرمایا اس کو کیا دینا چاہتی ہو ماں نے کہا اس کو کھجور دوں گی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اگر تم اس وقت اس کو کچھ نہ دیتیں تو یہ جھوٹ بھی تمہارا لکھا جاتا۔''

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب ان کو کھانے کے لیے یا کسی اور چیز کے لیے کہا جاتا ہے تو وہ تصنع اور بناوٹ سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ مجھے خواہش نہیں حالانکہ ان کے دل میں اس کی خواہش موجود ہوتی ہے۔تو

❶ مسند احمد: ۲/ ۳۴۹

❷ ابوداؤد کتاب الادب باب التشدید فی الکذب (۴/ ۴۵۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ بھی جھوٹ ہے چنانچہ ایک دفعہ ایک صحابیہ خاتون نے دریافت کیا۔

((یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ قَالَتْ اِحْدَانَا لِشَیْءٍ تَشْتَھِیْہِ لَا اَشْتَھِیْہِ یُعَدُّ ذَالِكَ كَذِبًا قَالَ اِنَّ الْكَذِبَ یُكْتَبُ كَذِبًا حَتّٰی تُكْتَبَ الْكُذَیْبَةُ كُذَیْبَةً.)) ❶

''یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی کسی چیز کی خواہش رکھے اور پھر کہہ دے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں تو کیا یہ بھی جھوٹ شمار ہوگا۔ ارشاد ہوا کہ ہر چھوٹے سے چھوٹا جھوٹ بھی جھوٹ لکھا جاتا ہے۔''

اسی طرح وہ جھوٹ ہے جو خوش گپی کے موقع پر محض لطف صحبت کے لیے بولا جاتا ہے اس سے اگرچہ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ بعض موقعوں پر یہ ایک دلچسپی کی چیز بن جاتا ہے۔ تاہم اسلام نے اس کی بھی اجازت نہیں دی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَیْلٌ لِّلَّذِیْ یُحَدِّثُ بِالْحَدِیْثِ لِیُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَیَكْذِبُ وَیْلٌ لَّهُ.)) ❷

''جو لوگوں کے ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اس پر بڑے افسوس کی بات ہے۔''

لوگوں کو خوش کرتا ہے اور جھوٹ بول کر اپنی آخرت برباد کرتا ہے۔ اور جھوٹ بولنا بڑی خیانت کی بات ہے۔ کیونکہ خدا کا اور لوگوں کا امین ہے تو اس کو سچ ہی بولنا چاہئے۔

یعنی ہر صورت میں جھوٹ بولنا اور فضول جھگڑا کرنا برا ہے۔ اس سے ایمان کامل جاتا رہتا ہے۔

جھوٹی گواہی

سب سے زیادہ خطرناک جھوٹ وہ ہے کہ جھوٹ بول کر لوگوں کی حق تلفی کی جائے اور ان کی عزتیں خراب کی جائیں۔ اس کو جھوٹی شہادت کہتے ہیں۔

جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے ترمذی شریف میں ہے کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ فرمایا کہ شرک اور ماں باپ کی نافرمانی۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتاً اٹھ بیٹھے اور کہا کہ جھوٹی شہادت یا جھوٹی بات اور برابر یہی کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش آپ خاموش ہو جاتے (تاکہ بار بار کہنے میں آپ کو تکلیف نہ ہو) ❸

---

❶ مسند احمد: ٦/ ٤٣٨

❷ ابوداؤد کتاب الادب باب التشدید فی الکذب (٤/ ٤٥٤)
ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء من تکلم بالکلمة لیضحك الناس (٣/ ٢٦٠)

❸ بخاری کتاب الشھادات باب ما قیل فی شھادۃ الزور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جھوٹی قسم

بغیر ضرورت کے قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے اگر خاص ضرورت ہی پیش آ جائے تو سچی قسم کھائی جائے جھوٹی قسم ہرگز نہ کھائے کیونکہ قسم میں خدا کو گواہ بنایا جاتا ہے تاکہ مخاطب کو یقین ہو جائے اس لیے سچے معاملہ میں خدا کو گواہ بنانا درست ہے جھوٹے معاملہ میں خدا کو ہرگز گواہ نہ بنایا جائے جھوٹی قسم کھا کر خدا جھوٹے معاملہ میں گواہ بنانا سنگین جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِ هَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًا بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ﴾ (نحل: ۱۳)

(اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد توڑ مت ڈالو اور تم نے اپنے اوپر خدا کو ضامن بنایا ہے بے شک اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے اور اس عورت کی طرح مت بنو جس نے اپنے کاتے ہوئے سوت کو محنت کرنے بعد توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے تم اپنی قسموں کو آپس میں فریب کا بہانہ بناتے ہو کہ ایک فریق دوسرے فریق سے بڑھ چڑھ کر ہو۔)

خدا کا نام لے کر معاہدہ کرنا اور اس کو توڑ ڈالنا خدا کے مقدس نام کی تحقیر کرنا ہے اسی لئے فرمایا کہ جس بات پر کسی نے قسم کھائی اس پر اس نے گویا خدا کو ضامن ٹھہرایا۔ اس لیے قسم توڑ ڈالنا ایسا ہی حماقت کا کام ہے جیسا کہ عرب کی ایک بیوقوف عورت کا تھا جو سوت کات کات کر کھودیتی یا ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی۔ جھوٹی قسم کھا کر کسی دوسرے کے مال پر دعوی کرنا خدا کے نام پر جھوٹ بولنا ہے اور یہ ایک کے بجائے دوگناہوں کا مجموعہ ہے یعنی غصب اور جھوٹ اور وہ بھی خدا کے پاک اور مقدس نام پر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝﴾ (آل عمران: ۸)

(بے شک جو لوگ خدا کے اقرار اور اپنی قسموں پر (دنیا کا) تھوڑا سا مال خریدتے ہیں آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں، نہ اللہ ان سے بات کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا قیامت میں۔ اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔)

ابن جریر کی بعض روایتوں میں ہے کہ یہ آیت ان سوداگروں کی شان میں ہے جو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اپنا سامان بیچتے ہیں۔ ❶

اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا ''تین آدمی ہیں ہیں جن کی طرف خدا قیامت کے دن نہ دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' صحابی کہتے ہیں میں نے کہا یہ لوگ جو نا کام ہوئے اور نقصان میں پڑے ہیں وہ کون ہیں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا جو اپنا لباس ٹخنوں تک لٹکاتا ہے (کیونکہ غرور کی علامت ہے) اور جو احسان جتاتا ہے اور جو جھوٹی قسمیں اٹھا کر اپنا مال بیچتا ہے۔ ❷

بہر حال جیسا کہ معلوم ہے کہ شانِ نزول سے مراد واقعہ ہے جس پر کوئی آیت پوری طرح صادق آجائے اس لیے ان تمام واقعات پر آیت کا حکم یکساں جاری ہوگا۔ صحیح مسلم ❸ میں کہ آپ نے فرمایا جو کسی مسلمان کے حق کو جھوٹی قسم کھا کر لینا چاہے گا تو خدا اس پر دوزخ کی آگ کو واجب کرے گا۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا اگرچہ کوئی معمولی سی چیز ہو؟ فرمایا پیلو کے درخت کی ڈالی ہی کیوں نہ ہو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بڑے بڑے گناہ یہ ہیں خدا کا شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی بے گناہ کی جان لینا اور جھوٹی قسم کھانا۔ ❹

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص سے قسم کھلوائی جائے اور وہ جھوٹی قسم کھائے تو وہ اپنا چہرہ لے کر دوزخ میں ٹھکانا پائے گا۔ ❺

چہرہ کی خصوصیت شاید اس لیے ہے کہ اس نے انسانی عزت و آبرو کے خلاف کام کیا اور بڑی ڈھٹائی دکھائی جس کا اثر چہرہ پر نمایاں ہوگا۔ عموماً تاجر اور سوداگر چیزوں کی قیمت اور مال کی اصل حقیقت بتانے میں جھوٹ کے مرتکب ہوتے ہیں اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اس لیے خاص طور سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس سے بچنے کی ہدایت کی ہے فرمایا جھوٹی قسم مال کو بکوا دیتی ہے لیکن نفع (کی برکت) کو گھٹا دیتی ہے۔ ❻

روحانی حیثیت سے جو برکت گھٹتی ہے وہ تو ہے ہی لیکن ظاہری حیثیت سے بھی ایسے شخص کی تجارت کو آخر میں چل کر اس کی عام بے اعتباری سے جو نقصان پہنچتا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔ چنانچہ اس کی تشریح ایک

❶ بخاری کتاب البیوع باب ما یکرہ من الحلف فی البیع
❷ مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم اسباب الاوزار والمن
❸ مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم
❹ مسلم کتاب الایمان باب الکبائر و اکبرھا
❺ ابوداوٗد کتاب الایمان والنذور باب التغلیظ فی الیمین (۳/ ۲۱۳)
❻ بخاری کتاب البیوع باب یمحق اللہ الربا۔ مسلم کتاب المساقاۃ باب النھی عن الحلف فی البیع

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دوسری روایت میں ہے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجارت میں بہت قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ اس طرح پہلے کامیابی ہوتی ہے پھر بے برکتی ہو جاتی ہے۔ ❶

وعدہ خلافی

وعدہ خلافی بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے اس سے بچنا بہت ضروری ہے اور یہ نفاق کی نشانی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ج اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴾ (بنی اسرائیل: ٣٤)

(اور وعدہ کو پورا کرو۔ کیونکہ وعدے کی باز پرس ہوگی۔)

بہتان

بہتان بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے۔ کیونکہ بہتان کا مطلب یہ ہے کہ جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو گنہگار ٹھہرایا جائے یا اس کی طرف کوئی ناکردہ گناہ یا کوئی برائی منسوب کی جائے یہ بھی بہت سنگین جرم ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا.﴾

(نساء: ١١٢)

(اور جو کوئی خطا یا گناہ کرے پھر وہ اس کی تہمت کسی بے گناہ پر دھرے، اس نے طوفان اور کھلا گناہ اپنے سر اٹھایا۔)

اور فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ○﴾

(سورۃ نور: ٢٣ - ٢٥)

(جو لوگ پاکدامن عورتوں پر (زنا کی تہمت لگاتے ہیں جو بیچاریاں ایسی باتوں سے محض) بے خبر ہیں اور ایمان رکھتی ہیں ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں ملعون ہیں۔ اور (قیامت کے دن)

❶ مسلم کتاب المساقاۃ باب النھی عن الحلف فی البیع

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا جب کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے اور اس دن اللہ ان کو پورا پورا واجب بدلہ دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی سچا اور سچ کو سچ کر دکھانے والا ہے۔)

اور فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا o وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا o﴾ (الاحزاب: ٥٦ - ٥٨)

(جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو کسی طرح کی ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت دونوں میں خدا کی پھٹکار ہے اور خدا نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بے اس کے کہ انہوں نے قصور کیا ہو (ناحق کی تہمت لگا کر) ایذا دیتے ہیں تو (وہ جھوٹ) طوفان اور صریح گناہ کا بوجھ (اپنی گردن پر) لیتے ہیں۔)

چغل خوری

چغل خوری بھی جھوٹ کی ایک بدترین قسم ہے کیونکہ چغل خوری کا یہ مطلب ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان ادھر ادھر کی جھوٹی باتیں بیان کر کے ایک دوسرے کے خلاف بھڑکایا جائے اور اپنا رسوخ قائم کیا جائے ایسے لوگ بڑے فتنہ انگیز ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ o﴾ (الحجرات: ٦)

(اے ایمان والو! اگر کوئی گنہگار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کرو۔ کہیں کسی قوم پر نادانی سے نہ جا پڑو۔ پھر اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔)

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جھوٹی بات پھیلانے والے فاسق ہیں جو بڑے مفسد ہیں۔

صحیحین میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ایک قبرستان کے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ ان میں سے ایک کو اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ چغلی کھاتا پھرتا تھا۔ ❶

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ بخاری کتاب الوضوء باب من الکبائر ان لا یستتر من بوله

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ .)) ❶

''کیا میں تم کو بتاؤں کہ عضہ کیا ہے! یہ چغل خوری ہے جو لوگوں کے درمیان کی جاتی ہے۔''

چغل خوری سے بہت بڑا فساد برپا ہو جاتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ .)) ❷

''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

چغل خوروں کے فساد سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ان باتوں کا ہرگز خیال نہ کیا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ﴾ (القلم: ١٠- ١١)

(جھوٹی قسموں کے کھانے والوں' لوگوں پر آوازیں کسنے والوں اور چغل خوروں کا کہنا مانیے۔)

دورخا پن

یہ چغلی کی بدترین قسم ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کا دوست بن کر ایک کی بات دوسرے تک پہنچائے اور دونوں کے تعلقات کو خراب کرے اور ایک دوسرے کو بدگمان کرے اس سے بہت بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو ذی الوجہین اور ذی اللسانین کہتے ہیں یہ ایسا شخص ہے جو ایک شخص کے پاس بیٹھ کر تعریف کرتا ہے اور اس کے پاس سے باہر نکل کر اس کی برائی کرنے لگتا ہے۔ یہ بھی منافقین میں شمار ہوتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ﴾ (البقرہ:١٤)

(اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے۔ تو کہتے ہیں ہم (بھی تو) ایمان لا چکے ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں، سرداروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف مسلمانوں سے مذاق کرتے ہیں۔)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ امیروں وحاکموں کے پاس جاتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں اور جب ان کے یہاں سے نکل آتے ہیں تو ان کے خلاف کچھ اور کہتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

❶ مسلم كتاب الادب باب تحريم النميمة (٢/ ٣٢٥) ❷ بخاری كتاب الأدب باب ما يكره من النميمة' مسلم كتاب الايمان باب بيان غلظ تحريم النميمة

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلىٰ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.)) ❶

''ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس کو نفاق سمجھتے تھے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.)) ❷

''سب سے بدتر دورخا پن والوں کو پاؤ گے جو اس کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے اور دوسرے کے پاس دوسرا منہ لے کر آتا ہے۔''

یعنی ایک شخص کے پاس آتا ہے تو اور بات کہتا ہے مثلاً اس کی تعریف کرتا ہے اور جب دوسرے شخص کے پاس جاتا ہے تو پہلے کی برائی کرتا ہے جس کی اس نے تعریف کی تھی اور جس کے پاس بیٹھا ہے اس کی تعریف کرتا ہے اس کو دوغلا پن بھی کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ لَهٗ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ.)) ❸

''فرمایا کہ جو دنیا میں دورخا ہوگا قیامت کے دن اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔''

ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ دوزخ والے دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہیں اور آخرت میں سزا یافتہ ہیں۔ دورخا بھی منافق ہے۔

بے جا تعریف اور چاپلوسی

یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے کہ کسی کی حد سے زیادہ بڑھا چڑھا کر تعریف کی جائے جس کے وہ لائق نہیں ہے اس سے تعریف کرنے والا اپنے ممدوح کو خوش کر کے اپنا الوسیدھا کرنا چاہتا ہے اور ممدوح خوش ہو کر غرور اور شیخی میں آ جاتا ہے تو بے جا تعریفوں سے ممدوح میں دو برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک غرور، دوسرے اپنے نسبت غلط تعریفیں سن کر خوش ہوتا ہے اور اپنے مفروضہ کمال اور مبالغہ آمیز بیان پر مغرور ہو کر دوسروں کو حقیر جانتا ہے۔ اسی لئے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دوسرے کی مبالغہ آمیز تعریف کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ''تم نے اس کو برباد کر دیا''۔ ❹

---

❶ بخاری کتاب الاحکام باب ما یکرہ من ثناء السلطان

❷ بخاری کتاب الاحکام باب ما یکرہ من ثناء السلطان و مسلم کتاب البر والصلہ باب ذم ذی الوجھین ❸ ابوداؤد کتاب الادب باب فی ذی الوجھین

❹ بخاری کتاب الشہادات باب ما یکرہ من الاطناب فی المدح و لیقل ما یعلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک اور موقع پر ایک صاحب نے کسی کی حد سے زیادہ تعریف کی تو فرمایا ''تم نے اپنے ساتھی کی گردن ماردی'' اگر تم کو کسی کی تعریف ہی کرنا مقصود ہے تو یوں کہو کہ میں یہ گمان کرتا ہوں بشرطیکہ اس کے علم میں وہ واقعی ایسا ہو اور قطعیت کے ساتھ حکم نہ لگایا جائے۔ ❶

مقصود یہ ہے کہ اگر کسی کی حد سے زیادہ تعریف کی جائے تو وہ اس کو سن کر مغرور ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس کا سارا کیا دھرا برباد ہو جائے گا۔ اسی طرح کسی کی نسبت قطعیت کے ساتھ اس لیے بھی حکم نہیں لگانا چاہیے کہ کسی کو دوسرے کا اندرونی حال اور غیب کی خبر نہیں معلوم، ایک بات اور یہ ہے کہ ایسی تعریفیں جو لوگوں کے منہ پر کی جاتی ہیں ان کو سن کر ان کے نفس موٹے ہو جاتے ہیں اور ان کے عیب و ہنر پر نظر ڈالنے والی آنکھوں کی روشنی زائل ہو جاتی ہے ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منہ پر ان کی تعریف کی تو حضرت مقداد صحابی رضی اللہ عنہ نے ان کے منہ میں خاک جھونک دی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا رَأَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ.)) ❷

''مداحی کرنے والوں کو جب دیکھو تو ان کے منہ میں خاک جھونک دو۔''

ادب المفرد میں ہے کہ ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے آپ نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو اس نے اس کی بڑی تعریفیں شروع کیں۔ آپ نے فرمایا اس کو سنا کر مت کہو کہ اس کو برباد ہی کردو۔ ❸

اللہ ہمیں ہمیشہ سچ بولنے کی توفیق دے اور جھوٹ کی برائی سے محفوظ رکھے۔ آمین

﴿ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. ﴾

☆☆☆

---

❶ بخاری کتاب الشهادات باب ما یکره من الاطناب فی المدح و لیقل ما یعلم مسلم کتاب الزهد باب النهی عن المدح اذا کان فیه افراط و خیف منه فتنة علی الممدوح

❷ مسلم کتاب الزهد باب النهی عن المدح اذا کان فیه افراط و خیف الخ

❸ مسند احمد: ۵/ ۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اخلاق ذمیمہ

(۱) زنا اور شراب نوشی و قمار بازی کی مذمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ لَاتَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(خبردار! زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔ کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔)

شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہی ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں لاتقربوا الزنا کے تحت مسند احمد کے حوالہ سے یہ حدیث ہے:❶

www. taboSunnat.com

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایک نوجوان نے زنا کاری کی اجازت آپ سے چاہی، لوگ اس پر جھک پڑے کہ چپ رہ کیا کر رہا ہے! کیا کہہ رہا ہے آپ ﷺ نے اسے اپنے قریب بلا کر فرمایا بیٹھ جا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا کیا تو اس کام کو اپنی ماں کے لیے پسند کرتا ہے اس نے کہا خدا کی قسم نہیں یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ پر اللہ فدا کرے ہرگز نہیں آپ نے فرمایا پھر سوچ کہ کوئی اور کیسے پسند کرے گا آپ نے فرمایا اچھا تو اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے اس نے اسی طرح تاکید سے انکار کیا آپ نے فرمایا ٹھیک اسی طرح کوئی بھی اسے اپنے بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتا۔ اچھا اپنی بہن کے لیے تو اسے پسند کرے گا؟ اس نے اسی طرح انکار کیا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح دوسرے بھی اسے اپنی بہنوں کے لئے مکروہ سمجھتے ہیں بتا کیا تو چاہے گا کہ تیری پھوپھی سے

❶ مسند احمد: ۵/ ۲۵۶، ۲۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایسا کرے اس نے سختی سے انکار کیا آپ نے اسی طرح کوئی اور بھی اسے اپنی پھوپھی کے لئے نہ چاہے گا۔اچھااپنی خالہ کے لیے؟اس نے کہا ہرگز نہیں۔فرمایا اسی طرح اور سب لوگ بھی۔ پھر آپ نے اپناہاتھ اس کے سر پر رکھ کر دعا کی کہ الٰہی اس کے گناہ بخش۔اس کے دل کو پاک کر اسے عصمت والا بنا پھر تو یہ حالت تھی کہ یہ نوجوان کسی کی طرف نظر بھی نہ اٹھاتا تھا۔

آپ کی حکیمانہ نصیحت ہر ایسے شخص کے لیے مفید ہے جو شخص اپنے لیے یعنی اپنی ماں بہن کے لئے اس فعل کو پسند نہیں کرتا تو دوسرے کی ماں بہن کے لیے بھی پسند نہ کرے لامحالہ وہ بدکاری سے باز آئے گا۔

بدکار لوگوں کی سزا دنیا میں سنگساری اور سوکوڑے ہیں اور آخرت میں دوزخ کی آگ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تنور جیسا کنواں دیکھا جسکے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا حصہ کشادہ۔اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور شور وغل کی آواز آرہی ہے وہ آگ کے شعلوں کے ساتھ اوپر کو آجاتے ہیں اور جب شعلے دب جاتے ہیں تو وہ نیچے چلے جاتے ہیں۔ یہ زناکار مرد اور عورتیں ہیں جو آگ کے اس تنور میں جل رہے ہیں۔ ❶

اور آپ نے فرمایا:

((اِذَا زَنَی الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِیْمَانُ.)) ❷

''جب انسان زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان اس سے نکل جاتا ہے۔''

اگر اسی حالت میں مرگیا تو بے ایمان ہوکر مرے گا۔اور زنا' بدکاری کی وجہ سے خدا کی طرف سے بلائیں مسلط ہوجاتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا ظَهَرَ الزِّنَا فِیْ قَرْیَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ.)) ❸

''جس بستی میں زناکاری اور سودخوری کھلم کھلا ہونے لگے تو اس بستی میں خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے۔''

شراب نوشی

اس کا مفہوم ہر شخص سمجھتا ہے کہ نشہ آور چیز کا نام شراب ہے۔اور شراب کا پینا نہایت ہی بری عادت ہے اس سے بہت سی برائیاں پیدا ہوجاتی ہیں اسی لیے شریعت نے اس کو حرام ٹھہرایا ہے۔

---

❶ بخاری کتاب الجنائز باب (ما یلی) ماقیل فی اولاد المشرکین (١٣٨٦)

❷ ابوداوٗد (٤/ ٣٥٧) کتاب السنة باب الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه

❸ مستدرك حاکم کتاب البیوع باب اربی الربا عرض الرجل المسلم (٢/ ٣٧)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُّوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُونَ ۝ ﴾ (المائدة: ٩٠- ٩١)

(اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت کے چڑھاوے اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے۔سوتم ان سے بچتے رہو شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے آپس میں شراب اور جوئے سے دشمنی ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے۔ پس کیا تم باز آتے ہو؟)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے اسباب بھی بتا دیئے اول یہ کہ شیطان کا کام ہے دوسرا یہ کہ اس کو پی کر شرابی آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور تیسرا یہ کہ انسان کو اس کے بہت سے ضروری کاموں سے غافل کر دیتی ہے اس دنیاوی نقصان کے ساتھ ساتھ آخرت کا نقصان سب سے بڑا ہے کیونکہ شراب، کا پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی مومن شراب پینے لگتا ہے اس وقت اس کا ایمان نکل جاتا ہے۔ ❶

اور فرمایا کہ جو شراب پیتا ہوا مر جائے گا اسے جہنم میں جہنمیوں کی گندگیاں پلائی جائیں۔ ❷

شرابی کی کوئی نفلی وفرضی عبادت اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔

اور جو شرابی بغیر توبہ کے مرجائے گا وہ جنت کی شراب سے محروم رہے گا۔ ❸

حدیث میں شراب پر اور شراب کے بیچنے والے پر اور پینے پلانے والے پر لعنت آئی ہے۔ ❹

لہٰذا شراب سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

قمار بازی

جوا اور سٹے کو عربی میں قمار اور میسر کہتے ہیں۔ شراب کی طرح یہ بھی حرام ہے۔ اور گناہ کی بات ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

---

❶ بخاری كتاب المظالم باب النهى بغير اذن صاحبه

❷ مسند احمد: ٤/ ٣٩٩

❸ صحيح مسلم ❹ ترمذی و ابن ماجه

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ﴾ (بقرة : ۲۱۹)

(آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لیے کچھ فائدہ کی چیزیں بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑا ہے۔)

اور سورہ مائدہ کی آیت میں جو پہلے گزر چکی ہے، شراب اور جوئے کی قطعی حرمت آ گئی ہے۔ اور اسے شیطانی کام بتایا گیا ہے۔ اس سے دین ودنیا دونوں کی تباہی وبربادی ہے۔ لہذا مسلمانوں کو اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ جوئے اور سٹے کی کمائی حرام ہے۔

(۲) چوری کی مذمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً ط بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ م وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ (المائدة: ۳۸)

(اور جو چور مرد ہوں یا عورت، ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ یہ سزا ان کی کمائی کی ہے اور یہ سزا اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ زور آور حکمت والا ہے۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چوری کی مذمت اور چوری کی سزا بیان فرمائی ہے یعنی کسی محفوظ جگہ رکھی ہوئی چیز کو بغیر مالک کی اجازت کے چھپا لینے کو چوری کہتے ہیں جو نہایت ہی کمینی اور نازیبا حرکت ہے چوری کے ذریعے جو مال حاصل کیا جاتا ہے وہ مال حرام ہے اور چور کی دنیا وآخرت میں بڑی سزا ہے۔ دنیا میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور قیامت کے روز جہنم میں جلے گا چور اور چوری کی مذمت قرآن وحدیث میں بہت ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب کسی سے بیعت کرتے تو بہت سی نازیبا باتوں سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ چوری سے بھی منع فرماتے چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ آنحضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ہم سے عہد کرو کہ تم شرک، چوری اور بدکاری نہ کرو گی۔ پھر آیت پڑھی جو کوئی یہ عہد پورا کرے گا تو اس کی مزدوری خدا کے ذمہ ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کا مرتکب ہوا اور خدا نے اس کو چھپا دیا تو خدا کے ہاتھ میں ہے چاہے معاف کردے چاہے سزا دے۔ ❶

❶ بخاری کتاب الایمان باب (ما یلی) علامة الایمان حب الانصار

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خیانت بھی چوری کی ایک قسم ہے امانت کی ضد خیانت ہے۔ جو حق دوسرے کے ذمہ واجب ہو اس کے ادا کرنے میں ایمانداری سے کام نہ لینا بدیانتی اور خیانت ہے۔ یا بغیر اجازت کے امانت میں بے جا تصرف کرنا اور مطالبہ کے وقت ادا نہ کرنا خیانت ہے اس طرح ہر حق والے کے حق کو ادا نہ کرنا خیانت ہے دوستی کا حق پورا نہ کرنا بھی خیانت ہے میاں اپنی بیوی کے حق ادا نہ کرے یا بیوی، اپنے میاں کے حق کو ادا کرے، یہ بھی خیانت ہے۔ خیانت۔ دل، زبان، ہاتھ، پاؤں، آنکھ وغیرہ سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ ﴾ (المؤمن: ۱۹)

(اللہ جانتا ہے آنکھوں کی خیانت کاری کو اور جس کو سینے چھپائے ہوئے ہیں۔)

خیانت کی مذمت قرآن وحدیث میں بہت آئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

(انفال: ۲۷)

(اے ایمان والو! اللہ رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت کرو۔)

اللہ ورسول کی خیانت یہ ہے کہ ان کی جان کر نافرمانی کی جائے اور پوری پوری امانت داری و دیانت داری سے ان کے احکام کی تعمیل و تکمیل نہ کی جائے ان کے دشمنوں کو پوشیدہ طور پر امداد پہنچائی جائے اور آپس کی امانتوں میں خیانت یہ ہے کہ جو کسی کی چیز امانت رکھی ہو اس میں بے جا تصرف کر دے اور راز و نیاز کی باتیں دوسروں کو بتا دے بدیانتی منافقین کی نشانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.)) ❶

”منافق کی نشانیاں تین ہیں گو وہ روزہ رکھتا ہو۔ نماز پڑھتا ہو۔ اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔ جب بات کہے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی راہ میں شہید ہو جانا ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے مگر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ معاف نہیں ہوتا ہے قیامت کے دن بندے کو لایا جائے گا اگرچہ

❶ بخاری کتاب الایمان باب علامة المنافق و مسلم کتاب الایمان باب بیان خصال المنافق

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وہ خدا کی راہ میں شہید ہوا ہے اور اس بد دیانت سے کہا جائے گا۔

((اَدِّ اَمَانَتَكَ)) ”تو اپنی امانت لا کر ادا کر۔“

وہ گنہگار کہے گا۔

((اَیْ رَبِّ کَیْفَ وَقَدْ ذَهَبَتِ الدُّنْیَا.))

”اب وہ کیسے اور کہاں سے لاؤں دنیا تو ختم ہو چکی ہے۔“

تو اس کے متعلق کہا جائے گا کہ اس کو دوزخ کے طبقہ ہاویہ میں لے جاؤ وہاں امانت کی چیز اصل صورت میں سامنے آئے گی تو وہ اس کو دیکھ کر پہچان لے گا اور اس کا پیچھا کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ اسے پا لے گا اور اس کو اپنے کندھوں پر لاد کر چلے گا جب وہ دوزخ سے باہر نکلنا چاہے گا تو وہ بوجھ اس کے کندھوں سے گر پڑے گا اور اس کے پیچھے ہمیشہ گرتا جائے گا۔ ❶

بد دیانتی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ.)) ❷

”جب امانت ضائع کر دی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا چاہیے۔“

کہ وہ قریب آ گئی ہے کسی نے کہا امانت کس طرح ضائع ہو گی آپ نے فرمایا:

((اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَهْلِهَا.)) ❸

”جب کہ حکومت نا اہل لوگوں کے حوالے کر دی جائے جو کہ رعایا کے حق امانت کو ادا نہ کرے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے اچھا میرا زمانہ ہے پھر وہ زمانہ ہے جو اس کے بعد آئے گا۔ پھر ایسا زمانہ آئے گا۔ یَشْهَدُوْنَ وَلَا یُسْتَشْهَدُوْنَ وَیَخُوْنُوْنَ وَلَا یُؤْتَمَنُوْنَ. ❹ کہ لوگ بغیر گواہ بنائے گواہی دیں گی اور امانتوں میں خیانت کریں گی اور امانت دار نہیں بنیں گے اور نذریں مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے۔ اور ان میں موٹا پن خوب ظاہر ہو گا۔ آخرت سے غافل ہوں گے اس بے فکری کی وجہ سے خوب فربہ ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ جن بری باتوں سے پناہ مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک خیانت بھی ہے۔

آپ کی دعا یہ ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهَا بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا

---

❶ ابن کثیر: ۱/ ۵۱۵ ❷، ❸ بخاری کتاب العلم من سئل علما و هو مشتغل فی حدیثه

❹ بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب فضائل اصحاب النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ.)) ❶

''الٰہی بھوک اور فاقہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ یہ بدترین ہمنشین ہے اور خیانت سے بچا کیونکہ وہ بہت ہی برا رفیق ہے۔''

چھپا کر لینا

جو سامان اور اسباب مختلف لوگوں کے درمیان ابھی تک مشترک ہے اور وہ الگ الگ تقسیم نہیں ہوا اس میں سے کوئی چیز دوسرے شریکوں سے چھپا کر بغیر ان کی اجازت کے لینے کو غلول کہتے ہیں یہ بھی خیانت اور بدیانتی اور ایک قسم کی چوری ہے اس کی بھی سخت سزا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ (ال عمران: ١٦١)

(ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہو جائے ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا اور اس پر ظلم نہ کیا جائے گا۔)

بخاری و مسلم ❷ میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو حاکم بنا کر بھیجا۔ جسے ابن لتبیہ کہتے تھے جب وہ زکوۃ وصول کر کے آئے تو کہنے لگے یہ تو تمہارا ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ہم انہیں کسی کام پر بھیجتے ہیں تو آ کر کہتے ہیں کہ یہ تمہارا ہے اور یہ ہمارے تحفہ کا۔ یہ اپنے گھروں میں ہی بیٹھے رہتے پھر دیکھتے کہ انہیں تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں اس ذات کی قسم کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے تم میں سے کوئی اس میں سے کوئی چیز بھی لے گا وہ قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا اونٹ ہے تو چلا رہا ہوگا۔ گائے ہے تو بول رہی ہوگی، بکری ہے تو چیخ رہی ہوگی پھر آپ نے اپنے ہاتھ اس قدر بلند کئے کہ بغلوں کی سفیدی ہم لوگوں کو نظر آنے لگی۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا خدایا کیا میں نے پہنچا دیا؟

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! جسے ہم عامل بنائیں اور پھر وہ ہم سے ایک سوئی بھی یا اس سے بھی ہلکی چیز چھپائے تو وہ خیانت ہے جسے لے کر وہ قیامت کے دن حاضر ہوگا یہ سن کر ایک سانولے رنگ کے انصاری حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ حضور! میں تو عامل بننے سے دست بردار ہوتا ہوں۔ فرمایا کیوں؟ کہا آپ نے جو اس طرح فرمایا۔ آپ نے فرمایا ہاں! اب بھی سنو جس کو

---

❶ ابو داوٗد کتاب الصلوۃ باب فی الاستعاذۃ (١/ ٥٦٧)

❷ بخاری کتاب الاحکام باب ھدایا العمال۔ مسلم کتاب الامارۃ باب تحریم ھدایا العمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہم کوئی کام سونپیں ...ے کہ سب کچھ لائے۔ جو اسے دیا جائے وہ لے لے اور جس سے روک دیا جائے رک جائے۔ ❶

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً نماز عصر کے بعد بنو عبد الاشہل کے ہاں تشریف لے جاتے تھے اور تقریباً مغرب تک وہیں مجلس رہتی تھی ایک دن مغرب کے وقت وہاں سے واپس چلے وقت تنگ تھا تیز تیز چل رہے تھے۔ بقیع میں آ کر فرمانے لگے ''تف ہے تجھے تف ہے'' میں سمجھا آپ مجھے فرما رہے ہیں۔ چنانچہ میں اپنے کپڑے ٹھیک ٹھاک کرنے لگا اور پیچھے رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے میں نے کہا حضور! آپ کے اس فرمان کی وجہ سے میں رک گیا۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے نہیں کہا۔ بلکہ یہ قبر فلاں شخص کی ہے میں نے اسے فلاں قبیلے کی طرف عامل بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے ایک چادر لے لی۔ وہ چادر اب آگ بن کر اس کے اوپر بھڑک رہی ہے۔ ❷

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کے اونٹ کی پیٹھ کے چند بال لے کر فرمانے لگے میرا بھی اس میں وہی حق ہے جتنا تمہارا ہے خیانت سے بچو خیانت کرنے والے کی رسوائی قیام کے دن ہوگی سوئی دھاگے تک پہنچا دو اور اس سے حقیر چیز بھی۔ خدا کی راہ میں جہاد کرو نزدیک والوں سے اور دور والوں سے بھی۔ وطن میں بھی اور سفر میں بھی۔ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جہاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مشکلات اور رنج و غم سے نجات دیتا ہے۔ خدا کی حدیں نزدیک و دور والوں میں جاری کرو۔ خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں نہ روکے۔ ❸

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامل بنا کر بھیجنا چاہا تو فرمایا ابومسعود! جاؤ ایسا نہ ہو کہ میں تمہیں قیامت کے دن اس حال میں پاؤں کہ تمہاری پیٹھ پر اونٹ ہو جو آواز نکال رہا ہو۔ جسے تم نے خیانت سے لے لیا ہے میں نے کہا حضور! پھر تو میں نہیں جاتا آپ نے فرمایا اچھا میں تمہیں زبردستی بھیجتا بھی نہیں۔ ❹

مسند احمد میں ہے کہ خیبر کی جنگ والے دن صحابہ کرام آئے اور کہنے لگے فلاں آدمی شہید ہے۔ جب ایک آدمی کی نسبت یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے کیونکہ اس نے مال غنیمت کی ایک چادر خیانت کر لی تھی پھر آپ نے فرمایا اے عمر بن خطاب تم جاؤ اور لوگوں میں منادی کر دو کہ جنت میں صرف ایماندار ہی جائیں گے۔ ❺

---

❶ مسلم کتاب الامارة باب تحریم هدایا العمال ❷ مسند احمد: ٦/ ٣٩٢

❸ مسند احمد: ٥/ ٣٣٠ ❹ ابوداؤد کتاب الخراج و الفیئ و الامارة باب فی غلول الصدقة (٣/ ٩٥) ❺ مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم الغلول و انه لا یدخل الجنة الا المومنون (١/ ٧٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

غصب

دوسرے شخص کے حق کو زبردستی ظلماً چھین کر اپنا لینے کو غصب کہتے ہیں جیسے دوسرے کی زمین اور مکان و جائیداد پر ظلماً قبضہ کر کے اپنا سمجھ لینا دوسرے کے کپڑے کتاب وغیرہ پر ناجائز تصرف کرنا یہ غصب ہے جو کہ بڑا بھاری ظلم ہے اور سخت حرام ہے اور اس غصب وظلم کی آمدنی بھی حرام ہے اور لوگوں کی دعا اور عبادت بغیر ادائے حقوق کے قبول نہیں ہوتی زمین وغیرہ کے غصب کرنے والے کے لیے بڑی بڑی سزائیں ہیں اس کو زمین میں دھنسا دیا جائے اور قیامت کے دن ان زمینوں کا گلے میں طوق و ہار ڈالے ہوئے میدان حشر میں آئے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) ((مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ یُطَوَّقُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ.)) ❶

''جس نے کسی کی ایک بالشت زمین ناجائز دبائی ہے تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق ڈالے ہوئے اٹھے گا۔''

(۲) ((مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَیْئًا بِغَیْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلٰی سَبْعِ اَرْضِیْنَ.)) ❷

''جس نے کسی کو کچھ زمین ناحق دبائی ہے تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔''

(۳) ((مَنْ اَخَذَ اَرْضًا بِغَیْرِ حَقِّهَا كُلِّفَ اَنْ یَّحْمِلَ تُرَابَهَا اِلَی الْحَشْرِ.)) ❸

''جس نے ظلماً کسی کی زمین چھین لی تو اسے اس بات کی تکلیف دی جائے گی کہ اس کی مٹی (کھود کر) میدان حشر میں لائے۔''

(۴) ((اَیُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یَّحْفِرَهٗ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰخِرَ سَبْعِ اَرْضِیْنَ ثُمَّ یُطَوِّقُهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ.)) ❹

''جس نے ظلم سے کسی کی ایک بالشت زمین لے لی تو اللہ تعالیٰ اسے اس بات کی تکلیف دے گی کہ ساتوں زمینوں تک کھودے پھر ان کا ہار بنا کر قیامت کے دن اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگوں

---

❶ بخاری كتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین- و مسلم كتاب المساقاة باب تحريم الظلم و غضب الارض

❷ بخاری كتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین

❸ مسند احمد: ٤/ ١٧٣ ❹ مسند احمد: ٤/ ١٧٣

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔''

مختصر یہ کہ چوری غصب وخیانت سے دور ہی رہنا چاہیے۔ یہ بڑی ہی خوفناک اور مہلک بیماریاں ہیں جو ایمان اور نیک اعمال کو برباد کردیتی ہیں۔

(۳) ناپ تول میں کمی بیشی کی مذمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ٥ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ٥ وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ٥ أَلَا يَظُنُّ أُولٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوْثُوْنَ ٥ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ٥ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ ﴾ (المطففين: ۱ - ٦)

(خرابی ہے ان گھٹا کردینے والوں کے لیے جو اوروں سے جب ناپ کرلیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کردیں تو گھٹا کردیں کیا ان کو یہ خیال نہیں کہ اس بڑے بھاری دن کے لیے ان کو اٹھایا جائے گا جس دن سب لوگ تمام جہانوں کے مالک کے لئے کھڑے ہوں گے۔)

ناپ تول میں کمی بیشی کرنا حقیقت میں دوسرے کے حق پر ہاتھ ڈالنا ہے جو کوئی لینے میں تول کو بڑھاتا اور دینے میں گھٹاتا ہے وہ دوسرے کی چیز پر بے ایمانی سے قبضہ کرتا ہے اور یہ بھی چوری ہی ہے اس لیے قرآن پاک میں اس سے بچنے کی خاص طور پر تاکید آئی ہیں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم سوداگری کرتی تھی اس لیے ان کی دعوت میں ناپ تول میں ایمان داری کی تاکید بار بار کی گئی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام سمجھاتے رہے۔

﴿ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ٥ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ٥ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ٥ ﴾ (الشعراء: ۱۸۱ - ۱۸۳)

(اور پورا بھر دو ناپ اور نہ ہو نقصان پہنچانے والے اور تولو سیدھی ترازو سے اور مت گھٹا کردو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت پھرو ملک میں فساد پھیلاتے۔)

یہی حضرت شعیب علیہ السلام مدین والوں کو سمجھایا کرتے تھی جو مشرق ومغرب کے تجارتی قافلوں کے راہ گزر میں آباد تھے۔

﴿ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ إِنِّيْ أَرٰكُمْ بِخَيْرٍ وَّإِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ٥ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ٥ ﴾ (هود: ۸٤ - ۸٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اور ماپ تول میں کمی نہ کرو میں تم کو آسودگی میں دیکھتا ہوں اور ایک گھیر لینے والے دن کی آفت سے تم پر ڈرتا ہوں اور اے میرے لوگو! ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو اور لوگوں کی چیزیں ان کو گھٹا کر مت دو اور ملک میں فساد پھیلاتے مت پھرو۔)

یہ آیت بتاتی ہے کہ ناپ تول کے بے ایمانی سے خیر و برکت جاتی رہتی ہے یا ظاہر نظر سے دیکھئے تو یوں کہیے کہ بازار میں ایسے لوگوں کی جو ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں ان کی ساکھ جاتی رہتی ہے اور یہ بالآخران کے بیوپار کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے۔ یہ چاہتے تو یہ ہیں کہ اس بے ایمانی سے کچھ اپنا سرمایہ اور نفع بڑھالیں گے مگر ہوتا یہ ہے کہ ان کی یہ اخلاقی برائی، ان کی اقتصادی اور معاشی بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے حضرت شعیب علیہ السلام کی یہی نصیحت سورہ اعراف میں دہرائی گئی ہے۔

﴿ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (اعراف: ۸۵)

(تم ناپ اور تول پوری کرو اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد خرابی مت ڈالو یہ تمہارے لیے بھلا ہے اگر تم کو یقین ہو۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حضرت شعیب علیہ السلام کی یہ پرانی تعلیم پھر زندہ ہوئی اسلام میں جن چیزوں کو حرام ٹھہرایا گیا اس کے بعد ہے۔

﴿ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ ﴾ (انعام: ۱۵۲)

(اور ناپ تول کو پورا کرو۔)

سورہ بنی اسرائیل میں جو اخلاقی نصیحتیں کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے:

﴿ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۵)

(اور جب تم ناپو تو ناپ پورا بھر دو اور سیدھی ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔)

آیت کا آخری ٹکڑا بتاتا ہے کہ بے ایمانی کی ناپ تول گو شروع میں کتنا ہی فائدہ پہنچائے مگر آخرہ بیوپار کی تباہی کا باعث ہو کر رہتی ہے۔

خوب غور کر کے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ اس بداخلاقی کے پیدا ہونے کا اصل سبب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے دلوں سے یہ یقین گم ہو جاتا ہے کہ ان کے ان چھپے ہوئے کرتوتوں کو دیکھنے والی آنکھیں ہر وقت کھلی ہیں اور ایک دن آئے گا جب ان کو خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنے ہر کام کا حساب دینا ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۴) تکبر اور خود بینی کی مذمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ٥ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۷-۳۸)

(اور (اے مخاطب) زمین میں اکڑ کر نہ چلا کر (کیونکہ اس دھماکہ کے ساتھ چلنے سے) تو زمین کو نہ پھاڑ سکے گا۔ اور نہ پہاڑ کی اونچائی کو پہنچ سکے گا (اے پیغمبر) ان سب باتوں میں جو بری ہیں سب ہی تو تمہارے رب کے نزدیک ناپسند ہیں۔)

یعنی بات چیت اور کسی معاملے میں تکبر ہرگز مت کرو تکبر کرنے والا ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ تکبر و کبر بڑائی کو کہتے ہیں یعنی وہ وصف و کمال جس کے پائے جانے سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگے اور جس میں یہ کمال نہیں پایا جاتا اسے حقیر و ذلیل جاننے کو تکبر کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَلٰكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَطَ النَّاسَ.)) ❶

''تکبر یہ ہے کہ جو حق کو پھینک دے اور لوگوں کو حقیر جانے۔''

سب سے پہلا تکبر کرنے والا شیطان ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بالاتر سمجھا اور کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں وہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے بنا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کو اس تکبر کی وجہ سے مردود قرار دیا اور جنت سے نکال دیا اور ہمیشہ کا دوزخی ٹھہرایا۔ کتاب و سنت میں غرور و تکبر کی بڑی مذمت آئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴾ (نساء: ۳۶)

(اللہ تعالیٰ غرور کرنے والے اور گھمنڈی کو پسند نہیں فرماتا۔)

اس لیے ایسے لوگوں کو دوزخ کی سزا ہے۔

﴿ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ ﴾ (زمر: ۶۰)

(کیا جہنم میں مغروروں کا ٹھکانہ نہیں ہے؟ ضرور ہے۔)

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا:

﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ

❶ ابو داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی الکبر (۴/ ۱۰۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فَخُوْرٍo وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِo﴾ (سورہ لقمان: ۱۸- ۱۹)

(اور لوگوں سے بے رخی اختیار نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل (کیونکہ) اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو اور (کسی سے بات کرو تو) آہستہ آہستہ بولو کیونکہ آوازوں میں بری آواز گدھوں کی آواز ہے (تو آدمی ہو کر گدھے کی طرح چیخنا چلانا مناسب نہیں ہے))

ان دونوں آیتوں سے غرور وتکبر کی مذمت ثابت ہوتی ہے اور غرور وتکبر کرنے والے دوزخی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا غرور وتکبر کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ.)) ❶

''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حُشِرَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ صُوَرِ الرِّجَالِ یَغْشٰهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ یُسَاقُوْنَ اِلٰی سِجْنٍ فِیْ جَهَنَّمَ یُسَمّٰی بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْیَارِ وَیُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِیْنَةِ الْخَبَالِ.)) ❷

''قیامت کے دن متکبروں کو میدان حشر میں اس طرح لایا جائے گا جیسے چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں آدمیوں کی صورت میں اور ہر طرف سے ان پر ذلت چھا رہی ہوگی اور دوزخ کے ایک جیل خانہ بولس میں ہانک کر ڈالے جائیں گے۔ ان پر زبردست جہنم کی آگ غالب ہوگی ان متکبروں کو دوزخیوں کا پیپ اور لہو وغیرہ پینے کو دیا جائے گا۔''

تکبر کرنے سے دنیا میں بھی سزا ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گذشتہ لوگوں میں ایک شخص ایک جوڑا پہن کر اتراتا ہوا نکلا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کو گرفت میں لے لے چنانچہ زمین نے اسے پکڑ لیا اور اب وہ قیامت تک دھنستا چلا جا رہا ہے۔ ❸

---

❶ مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانه

❷ ترمذی کتاب صفة القیامة باب نمبر ٤٧ (٣/ ٣١٥)

❸ بخاری کتاب اللباس بابعن جر ثوبه من الخیلاء' مسلم کتاب اللباس باب تحریم التبختر فی المشی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور آپ نے فرمایا:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ .)) ❶

''جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے گھسیٹے گا تو اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔''

انسان ایک حقیر پانی سے پیدا ہوا ہے جو پیشاب کی جگہ سے نکل کر پیشاب کی جگہ میں داخل ہوا اور پھر پیشاب کی ہی جگہ سے باہر آیا ایسے کے لئے' بڑائی اور تکبر لائق نہیں ہے تکبر اور بڑائی خدا کی شان ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور نہ اس میں کسی قسم کا عیب و نقصان ہے۔

مر او را رسد کبریا و منی که ملکش قدیم است و ذاتش غنی!!

کبر و غرور سے ہمیشہ نقصان ہی ہوتا ہے۔ مغرور آدمی اپنے آپ کو لوگوں سے بڑا سمجھتا ہے مگر حقیقت منکشف ہونے کے بعد بہت ذلیل ہوتا ہے لوگ اسے دشمن سمجھنے لگتے ہیں اگر عزت چاہتے ہو تو ہمیشہ تواضع کرو اور کسی کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو۔

اے ذوق کسی کو چشم حقارت سے نہ دیکھئے سب ہم سے زیادہ ہیں کوئی ہم سے کم نہیں

عام طور پر تکبر کرنے والے حسب و نسب، حسن و جمال و دولت پر تکبر کرتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک چیز زوال پذیر ہے اور ذاتی خوبی کسی میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ﴾ (حجرات: ۱۳)

(لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد (آدم علیہ السلام) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا ہے اور تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو پرہیزگار رہو۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَآئِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ جَهَنَّمَ اَوْلَيَكُوْنَنَّ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِىْ يُدَهْدِهُ الْخَرْأَ بِاَنْفِهِ اِنَّ اللّٰهَ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَآءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ اَوْفَاجِرٌ شَقِيٌّ - اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْا اٰدَمَ

❶ بخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبه من الخیلاء- و مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر الثواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ.)) ❶

''جولوگ اپنے مرے ہوئے باپ دادوں پر فخر کرتے ہیں انہیں اس سے باز رہنا چاہئے وہ تو دوزخ میں جل بھن کر کوئلہ ہو گئے ہیں تو ان پر فخر کرنا حماقت ہے اگر یہ لوگ باز نہ آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک گبریلے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو اپنی ناک سے پائخانہ کو گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے زمانے کی نخوت اور ریاء اور اجداد کے ساتھ فکر کرنے کو دور کر دیا ہے (آدمی دوحال سے خالی نہیں) مومن پرہیزگار۔ یا بدکار۔ بدبخت۔ سب کے سب ایک آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں'' (مٹی میں تواضع وخاکساری ہے۔ ترفع وتکبر نہیں)

خود بینی اور خود نمائی

انسان کو بعض دفعہ اپنے اندر جو کمالات اور خوبیاں نظر آتی ہیں وہ ان پر کبھی ایسا فریفتہ ہو جاتا ہے کہ اپنے سوا ہر چیز کو حقیر سمجھنے لگتا ہے اور اپنے کو دوسروں سے بڑا جاننے لگتا ہے۔ اس کا نام عجب اور خود بینی ہے اس سے نفس میں خود نمائی پیدا ہوتی ہے اور یہ غرور کا سبب بن جاتی ہے اس خود نمائی اور تکبر میں یہ فرق ہے کہ تکبر ایک اضافی چیز ہے۔ یعنی متکبر آدمی اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھتا ہے لیکن خود بینی کے لئے تنہا انسان کی ذات بھی کافی ہے۔ دوسرے کا ہونا ضروری نہیں۔ یہ عجب اور خود بینی بھی خدا کو ناپسند ہے۔ جس طرح کبر وتکبر خدا کو ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ﴾ (توبة: ٢٥)

(اور حنین کے دن جب تمہاری کثرت تعداد نے تم میں خود بینی پیدا کر دی تھی کہ تم مغرور ہو گئے، خود تمہاری کثرت کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود کشادگی کے تم پر تنگ ہو گئی تم شکست خوردہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔)

یعنی جنگ حنین کے موقع پر مسلمانوں کی بارہ ہزار تعداد تھی اس تعداد کو دیکھ کر مسلمانوں میں خود بینی پیدا ہو گئی اور کہنے لگے ہماری اتنی تعداد ہے اب ہمارا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ خود نمائی پسند نہ آئی

---

❶ ابو داوٗد کتاب النوم باب فی التفاخر بالاحسان (٤/ ٤٩٢)
ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل الشام (٤/ ٣٨٢)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور شروع میں انہیں اس خودنمائی کی وجہ سے شکست نصیب ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ جنگ اور دوسرے موقع پر عجب اور خودنمائی ٹھیک نہیں ہے اور جس قوم میں خودنمائی پیدا ہوتی ہے۔ وہ تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ﴾ (قصص: ٥٨)

(اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ و برباد کر دیں جب وہ اپنے معیشت میں اترا کر چلیں۔)

اس عیب کا مادہ جن ذرائع سے پیدا ہوتا ہے اسلام نے ان کا پورا انسداد کیا ہے حدیث میں ہے کہ ایک شخص کسی کی مبالغہ آمیز طریقہ پر تعریف کر رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ تم نے اس کو ہلاک کر دیا۔ ❶ ایک بار آپ کے سامنے کسی کا ذکر آیا تو ایک شخص نے اس کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کی گردن کاٹ ڈالی اگر کسی کی تعریف ہی کرنا ہے تو یہ کہو کہ میں اس کو ایسا سمجھتا ہوں۔ ❷

مدح کی یہ ممانعت اس لیے کی گئی ہے۔ کہ اس سے ممدوح میں عجب و خود بینی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے لیکن اس بیماری کا سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ کوئی اپنی کسی خوبی کو اپنی کوشش کا نتیجہ نہ سمجھے اس لیے بار بار اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے ذکر میں بندوں کے سامنے اس پہلو کو نمایاں کیا ہے ارشاد فرمایا:

﴿ لَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتَاكُمْ. ﴾ (الحدید: ٢٣)

(اللہ نے جو دیا ہے اس پر اتراؤ نہیں۔)

(۵) غصہ کرنے کی مذمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ (الاعراف: ٢٠٠)

(معاف کرنے کی عادت ڈال۔ نیکی کی بات کہہ اور نادانوں سے درگزر کر۔ اور اگر شیطان کی چھیڑ تجھ کو ابھار دے تو اللہ کی پناہ پکڑ بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔)

بعض دفعہ بعض لوگوں کی بدزبانی اور بدسلوکی سے غصہ آ جاتا ہے جس سے شر و فساد پھیل جاتا ہے۔ کیونکہ غصہ شیطان کے ورغلانے اور بھڑکانے سے پیدا ہوتا ہے۔

---

❶، ❷ بخاری کتاب الشهادات باب ما يكره من الاطناب فی المدح و ليقل ما يعلم

بخاری کتاب الشهادات باب ما يكره من الاطناب فی المدح و ليقل ما يعلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حقیقت یہی ہے کہ غصہ ایک آگ کی چنگاری ہے جس سے شعلے بھڑکتے ہیں اور اس کا واحد علاج یہی ہے کہ اسے بجھا دیا جائے تاکہ شر وفساد دب جائے۔ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔آپ نے فرمایا:

((لَا تَغْضَبْ)) ”غصہ نہ کیا کرو۔“ ❶

آپ نے کئی دفعہ یہ لفظ فرمایا وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے دل میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ۔

((اَلْغَضَبُ يَجْمَعُ الشَّرَّ كُلَّهٗ.)) ❷ ”حقیقت یہی ہے کہ غصہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔“

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو صحابیوں میں کچھ باتیں ہوگئیں ان میں سے ایک صاحب کو اتنا غصہ آیا کہ چہرہ غصہ سے لال ہوگیا اور رگیں پھول گئیں۔تو آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر وہ اس کو کہہ لے تو یہ غصہ جاتا رہے اور وہ یہ ہے کہ وہ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ)) کہتے ❸ غصہ کا دبا لینا بڑی شاباشی کی بات ہے رسول ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ.)) ❹

”یعنی پہلوان وہ نہیں ہے جو دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔“

غصہ کو دبانے کی بڑی فضیلت ہے۔

((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ مِنَ الْحُوْرِ مَاشَآءَ.)) ❺

”جس نے غصے کو دبا لیا حالانکہ وہ غصہ اتارنے پر قادر تھا تو اللہ سبحانہ تبارک وتعالیٰ اسے سب مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے گا جس حور کو چاہے پسند کرلے۔اور غصے کا معاف کرنے والا خدا کے نزدیک بہت عزیز ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَالَ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَارَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ.)) ❻

---

❶ بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب ❷ مسند احمد

❸،❹ بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب

❺ ابوداوٗد کتاب الادب باب من کظم الغیظ (٤/ ٣٩٤

❻ شعب الایمان (٦/ ٣١٩،٣٢٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی کہ پروردگار تیرے بندوں میں سے کون سا بندہ تیرے نزدیک زیادہ پیارا ہے تو اللہ نے فرمایا جو قادر ہو کر معاف کر دے۔''

کیونکہ غصہ شیطان کے بھڑکانے سے پیدا ہوتا ہے جس سے ایمان خراب ہو جاتا ہے جیسے شہد جیسی شیریں چیز کو ایلوا خراب کر دیتا ہے۔

غصے کے دبانے اور دور کرنے کی حدیث شریف میں یہ تین صورتیں بتائی گئی ہیں (۱) غصے کے وقت ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ)) پڑھنا (۲) وضو کر لینا یا پانی پی لینا (۳) زمین پر لیٹ جانا۔

(۶) ظلم کی مذمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ﴾

(اعراف: ۳۳)

(اے نبی ﷺ! آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے شرک کے کاموں کو جو کھلے ہوں یا چھپے ہوں اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی اور سرکشی کو حرام کر دیا ہے۔)

ظلم کے ظلم اور زیادتی کو درگزر کر دینا بڑی ہمت کی بات ہے۔لیکن بقدر ظلم و سرکشی انتقام اور بدلہ لینا چاہے تو لیا جا سکتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ○ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ج فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ○ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ ﴾ (الشوریٰ: ۳۹- ۴۳)

(اور وہ لوگ اچھے ہیں کہ جن پر ظلم و زیادتی کی جاتی ہے تو بدلہ لیتے ہیں کیونکہ برائی کا بدلہ برائی ہے اور جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے یقیناً اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے برابر کا بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر الزام نہیں۔ الزام تو صرف انہی لوگوں پر ہے جو دوسروں پر ظلم کرتے ہیں۔اور زمین میں ناحق زیادتی و فساد کرتے پھرتے ہیں ان ہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے اور جس نے صبر کیا اور معاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کردیا تو یقیناً بڑی ہمت کے کاموں میں سے ایک بڑا کام ہے۔)

یہ ظلم وبغاوت ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہے۔قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ﴾

(حجرات: ۹)

(اگر ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی ظلم کرے تو باغی اور ظالم جماعت سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم پر آجائے۔)

نہ ظلم کرو نہ ظلم کے کاموں میں دوسروں کی امداد کرو۔قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ﴾ (المائدۃ: ۲)

(جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم حد سے گزر جاؤ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً وہ سخت سزا دینے والا ہے۔)

حدیثوں میں بھی بغی عدوان اور ظلم وزیادتی کی سخت مذمت آئی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ اِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ اَنْصُرُهٗ قَالَ تَمْنَعُهٗ عَنِ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهٗ.)) ❶

”تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کروں لیکن اگر وہ ظالم ہے تو اس کی مدد کیسے کروں آپ نے فرمایا تم اس کو ظلم کرنے سے روکو یہی اس کی امداد ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغی اور ظلم سے روکنا چاہئے اگر دست درازی اور زیادتی سے نہ روکا جائے تو دنیا کا نظام درہم برہم ہوجائے گا اور پوری قوم ملک میں امن وامان اور عدل وانصاف نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہوجائے گی دنیا میں امن اسی وقت ہوسکتا ہے کہ ظلم وستم نہ ہو اور اگر اتفاقاً کسی سے یہ سرزد ہوجائے تو اس کو اس سے روکا جائے بھائی کی ہر حالت میں مدد کرنی ضروری ہے ظالم ہے تو اسے ظلم سے روکا جائے مظلوم ہے تو اس

❶ بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی مدد کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث قدسی بڑے مؤثر انداز مین سنائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((یَاعِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُہٗ بَیْنَکُمْ حَرَامًا وَّلَا تَظَالَمُوْا.)) ❶

''اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور تمہارے درمیان میں بھی اس ظلم کو حرام کیا ہے لہٰذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔''

ایک اور روایت میں آپ نے فرمایا:

((اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.)) ❷

''ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن ظلمات بن جائے گا۔''

ظلمات۔ ظلمۃ کی جمع ہے اور ظلمۃ عربی میں اندھیرے کو کہتے ہیں ظلم اور ظلمات کا مادہ عربی میں ایک ہی ہے۔ ہماری زبان میں اسی لفظی رعایت کے ساتھ اس کا ترجمہ یوں ہوسکتا ہے کہ اندھیر نہ کرو قیامت کے دن یہ اندھیرا ہو جائے گا۔ یہ ایک مثالی سزا ہوگی انسان اپنی غرض یا غصہ سے اندھا ہو کر دوسروں پر ظلم کر بیٹھتا ہے۔ یہ اندھا پن قیامت کے ہولناک دن میں اندھیرا بن کر نمودار ہوگا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے چاہئے کہ وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑے۔ ❸

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے روکا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مظلوم کی مدد کی جائے۔ ❹

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر جب آپ نے یمن بھیجا تو ان کو نصیحت فرمائی کہ مظلوم کی بدعا سے بچتے رہنا کیونکہ اس کے اور خدا کے بیچ میں کوئی پردہ نہیں۔ ❺

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کی آبروریزی کی یا کسی پر ظلم کیا تو اس کو چاہئے کہ آج ہی اس سے پاک ہولے اس دن سے پہلے کہ اس کے پاس دینے کو نہ دینار ہوگا نہ درہم ظلم کا بدلہ ظلم کے برابر مظلوم کو ظالم کی نیکیوں سے دلوایا جائے گا اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی بدیاں ظالم پر لاد دی جائیں گی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا ظالم کو مہلت دیتا ہے پھر جب اس کو پکڑتا ہے تو

❶ مسلم کتاب البر و الصلة و الادب باب تحریم الظلم
❷ مسلم کتاب البر و الصلة و الادب باب تحریم الظلم
❸ بخاری کتاب المظالم باب لا یظلم المسلم المسلم و لا یسلمه
❹ بخاری کتاب الجنائز باب الامر باتباع الجنائز
❺ بخاری کتاب المظالم باب الاتقاء و الحذر من دعوة المظلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چھوڑتا نہیں۔ ❶

بہرحال کتاب وسنت سے بغی اور ظالم وزیادتی کی سخت ممانعت ہے اور اس کا مرتکب دونوں جہانوں میں سخت سزاؤں کا مستحق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة: ٢)

(اور ظلم پر معاونت مت کرو ظالم کی مدد کرنا ظلم ہے۔)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جاہلوں کی امارت (حکومت) سے تجھ کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں میں نے کہا اے خدا کے رسول! وہ حکومت کیسی ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے بعد ایسے امیر (حاکم) آئیں گے کہ لوگ ان کے پاس جا کر ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور ان کے ظلم کے کاموں پر ان کی مدد کریں گے وہ مجھ سے نہ ہوں گے اور نہ میں ان سے ہوں گا یعنی میرا ان سے کوئی تعلق وواسطہ نہ ہوگا، اور نہ ہی میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے۔ ❷

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

یعنی مظلوم کی آہ وزاری سے ڈرتے رہو کیونکہ دعا کے وقت اس کی دعا اللہ تعالیٰ کے سامنے قبول ہوتی ہے اس کی آہ وبکا کی وجہ سے زمین وآسمان بھی تھرا اٹھتے ہیں۔

قیامت کے روز ظالم کی سب نیکیاں چھن جائیں گی اور مظلوم کو دلا دی جائیں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ دریافت فرمایا کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نقد وجنس کچھ نہ ہو آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں درحقیقت مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز (اعمال) نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی (ادائیگی کر کے) آئے گا اور ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ کسی کو دنیا میں گالی دی ہوگی۔ کسی کو تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال ہضم کر لیا ہوگا کسی کی خونریزی کی ہوگی یا کسی کو ناحق مارا پیٹا ہوگا تو ایک شخص کو (مثلاً جس کو اس نے گالی دی تھی) اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور دوسرے کو (مثلاً جس کو اس نے مارا تھا) باقی تمام نیکیاں دے دی جائیں گی پھر اگر ان پر مظالم کے تمام ہونے سے پہلے (جو اس کی گردن پر ہیں) اس کی نیکیاں ختم ہو چکیں تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ آخر کار یہ دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔ ❸

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو ہر قسم کی بری عادات سے بچائے اور برے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

---

❶ بخاری کتاب المظالم باب من كانت له مظلمة عند الرجل فحللها له ❷ ترمذی ابواب السفر باب ما ذکر فی فضل الصلوٰۃ (١/ ٤١٦) ❸ مسلم کتاب البر والصلة والادب باب تحریم الظلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مذمت حسد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَ نَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ خَيۡرَ الۡحَدِيۡثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيۡرَ الۡهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الۡاُمُوۡرِ مُحۡدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحۡدَثَةٍ بِدۡعَةٌ وَّكُلُّ بِدۡعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. ﴿ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ٥ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ٥ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ٥ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الۡعُقَدِ٥ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ٥ ﴾ (الفلق: ۱ – ۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اے پیغمبر! آپ کہیے میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کی برائی سے جب کہ اس کا اندھیرا پھیل جائے اور گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب کہ وہ حسد کرے۔)

کسی نعمت کے چھن جانے کی آرزو کو حسد کہتے ہیں۔ یعنی لوگ ایسے تنگ دل ہوتے ہیں جو دوسروں کو بھلائی اور بہتری کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھ سکتے، خاص کر اپنے رشتہ داروں، عزیزوں، دوستوں اور ہم پیشہ وروں کو جب اچھی اور آسودہ حالتوں میں دیکھتے ہیں تو جل بھن کر خاک ہو جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آسودہ لوگوں کی آسودگی چھن جائے اور وہ مجھ کو مل جائے۔ اس بری عادت کو حسد اور حسد کرنے والوں کو حاسد کہتے ہیں۔

حسد کرنے والا بہت برا ہوتا ہے، وہ لوگوں کی تباہی اور بربادی چاہتا ہے۔ اپنی بھلائی کے لیے کوشش نہیں کرتا۔ کیونکہ رات دن دوسروں کی بربادی کے غور و فکر میں لگا رہتا ہے اس کو اتنا موقع کہاں جو اپنی ترقی کے لیے سوچ بچار کر سکے۔ اس لیے وہ بہت سست اور کاہل ہو جاتا ہے اور یہ سستی اس کو خدا کی نعمتوں سے محروم کر دیتی ہے۔ جب وہ اپنی بری حرکت کی وجہ سے اللہ کی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے تو وہ دوسروں کی آسودگی پر چلتا ہے اور اپنی بربادی کی طرح ان کی بربادی کی آرزو کرنے لگتا ہے۔ کبھی ان کی کھلم کھلا غیبتیں اور چغلیاں کرتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ناحق شکایتیں کرتا ہے تہمتیں اور بہتان باندھتا ہے اور طرح طرح کی تکلیف اور اذیت پہنچانے میں مصروف رہتا ہے۔ عہد رسالت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر خاص احسان یہ کیا تھا کہ ان کو قرآن اور ایمان کی دولت عطا فرمائی تھی جس کو دیکھ کر یہود و نصاریٰ' مسلمانوں کے حاسد جلے مرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ج﴾ (نساء: ٥٤)

(خدا نے اپنے فضل سے جو نعمت عطا فرمائی ہے اس پر جلے مرتے ہیں اور حسد کرتے ہیں) (اور ان کی خواہش یہ تھی کہ یہ دولت مسلمانوں سے چھین لی جائے۔))

﴿ وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْیَرُدُّ وْنَکُمْ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِاَنْفُسِھِمْ﴾ (البقرۃ: ١٠٩)

(اکثر اہل کتاب اپنے دلی حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر تم کو کافر بنادیں۔)

قرآن مجید میں بہت سی آیتیں حسد کی مذمت کے بارے میں ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْ عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا کَمَا اَمَرَکُمْ۔ اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ۔ اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا وَاَشَارَ اِلٰی صَدْرِہٖ۔ بِحَسْبِ امْرِیٍٔ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ۔ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَعِرْضُہٗ وَمَالُہٗ.)) ❶

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بدگمانی سے بچتے رہو۔ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور نہ تم کو کسی کی عیب جوئی کے پیچھے پڑو اور نہ تم منافست کرو اور نہ کسی سے حسد اور زوال نعمت کی آرزو کرو، نہ کسی سے بغض اور کینہ رکھو اور نہ کسی سے قطع تعلق کرو، اور نہ سلام کلام چھوڑ و اے اللہ کے بندو! تم آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ جیسا کہ اس نے تم کو حکم دیا ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم وستم کرے اور ظالم کے حوالے کر کے اس کی امداد کو بند کردے اور نہ اس کو ذلیل کرے تقویٰ و پرہیز گاری دل میں ہے ہلاکت کے

❶ بخاری کتاب الادب باب یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لئے یہی برائی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو ذلیل کرے مسلمانوں کی عزت آبرو لینا اور خونریزی حرام ہے۔"

اس حدیث میں لاتحاسدوا کا لفظ آیا ہے یعنی کسی سے حسد نہ کرے یہ حسد بری عادت ہے یہی پہلا گناہ ہے جو ابلیس لعین سے سرزد ہوا کہ حضرت آدم علی نبینا علیہ السلام کے فضائل دیکھ کر حسد کی آگ میں جل مرا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی حسد کی وجہ سے قابیل نے اپنے سگے بھائی ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ اسی حسد کی وجہ سے آپس میں جنگ و جدال کی نوبت آ جاتی ہے۔ پہلے زمانے کے لوگ اسی حسد کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے۔

اسی حسد نے برادران یوسف کو حضرت یوسف علی نبینا علیہ السلام کے قتل کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ باپ کی محبت حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو اچھی نہیں معلوم ہوئی اس لئے زوال کی فکر کر کے ان کو نظروں سے اوجھل کرنے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے لیکن اچھا نتیجہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی کے حق میں رہا۔

یہ حسد تمام نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے اور حاسد نیکیوں سے تہی دست ہو کر محروم ہوتا ہے۔

یہ حسد تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس سے حاسد کی دونوں جہان کی تباہی و بربادی ہو جاتی ہے وہ خسر الدنیا و الاخرۃ کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی دشمن کو مارنے کے لیے پتھر پھینکے وہ پتھر دشمن کو نہ لگے بلکہ الٹ کر پتھر پھینکنے والے کی داہنی آنکھ پر لگ جائے جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے۔ پھر غصہ ہو کر دوبارہ پتھر پھینکے وہ اتفاقاً اچٹ کر اس کی بائیں آنکھ میں لگ جائے۔ پھر اس کا سر بھی پھوٹ جائے۔ اسی طرح وہ پتھر مار مار کر اپنے آپ کو زخمی کرتا اور ہلاک کرتا رہے اور دشمن صحیح سلامت رہ کر اس پر ہنستا رہے۔ یہی حال حسد کرنے والے کا ہے۔

حسد سے برکت جاتی رہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَالَمْ يَتَحَاسَدُوا.)) ❶

"لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گی جب تک کہ ایک دوسرے سے حسد نہ کریں گے۔"

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سب آدمیوں کے راضی کرنے پر قدرت رکھتا ہوں مگر حاسد نعمت کہ وہ بغیر زوال نعمت کے راضی نہیں ہوتا۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا:

توانم اینکہ نیازارم اندرون کسے حسود راچہ کنم کو زخود برنج درست

اور بعض حکماء کا قول ہے کہ حسد ایک زخم ہے کہ جو کبھی نہیں بھرتا اور جو کچھ حاسد پر گزرتا ہے اس کو وہی

❶ طبرانی کبیر (۸/ ۳۰۹) (۸۱۵۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کافی ہے ایک اعرابی کا قول ہے کہ میں نے کسی ظالم کو مظلوم کے مشابہ سوائے حاسد کے نہ دیکھا کہ جب دوسرے کی نعمت دیکھتا ہے تو گویا اسے چھریاں لگتی ہیں۔ حاسد حسد کے سبب سے خدا کے حکم و فیصلے سے راضی نہیں ہوتا جس نعمت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل وحکمت سے جس کو چاہا دیا۔ گویا حاسد اس کو برا جانتا ہے کہ اس کو کیوں دیتا ہے ہمیں کیوں نہیں دیتا تو اسے خدا کے فیصلے وتقدیر پر غصہ آتا ہے اور جو خدا کی تقدیر سے ناراض اور خدا کے فیصلے سے ناخوش ہوتا ہے وہ مسلمان نہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

اِصْبِرْ عَلٰی کَیْدِ الْحَسُوْدِ فَاِنَّ صَبْرَكَ قَاتِلُهٗ

حاسد کے مکروفریب پر صبر کرو تمہارا صبر اسکو قتل کر کے رہے گا

فَالنَّارُ تَاْكُلُ نَفْسَهَا

اِذْ لَمْ تَجِدْ مَا تَاْكُلُهٗ

جب آگ کو کوئی چیز جلانے کو نہیں ملتی تو اپنے آپ ہی کو کھا لیتی ہے۔

دراصل حسد کافروں کا شیوہ ہے۔ سچا مسلمان حسد کر ہی نہیں سکتا ہے قرآن مجید میں حسد کے متعلق جتنی آیتیں ہیں وہ سب کافروں، یہودیوں، عیسائیوں اور منافقوں کے بارے میں ہیں جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ وہی لوگ حاسد ہوتے ہیں جو مسلمانوں کی بدخواہی چاہتے ہیں اور اپنی طرح ان کے کافر ہونے کی آرزو کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُم مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥﴾ (بقرة: ١٠٩)

(اہل کتاب کے اکثر لوگ حق کے ظاہر ہوجانے کے باوجود محض بغض وعناد اور حسد کی بنا پر تمہیں ایمان سے دور کرنا چاہتے ہیں تو معاف کرو اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

یہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مسلمانوں کا اپنی طرح کافر ہوجانا پسند کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حسد کرنا یہودیوں کا فعل ہے مسلمان حسد نہیں کرتا سورۃ نساء میں فرمایا:

﴿ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النساء: ٥٤)

(یہ یہودی مسلمانوں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایمان کی دولت نصیب فرمائی جس سے وہ محروم ہیں۔)

حسد ایک ایسی بری چیز ہے جس سے پناہ مانگی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ کی طبیعت شریفہ جب ناساز ہو جاتی تو حضرت جبریل علیہ السلام یہ دعا پڑھ کر دم کر دیا کرتے تھے۔

((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ کے نام سے دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے۔ ہر جان کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی آنکھ سے اللہ تعالے آپ کو شفا دے۔ میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔''

قرآن مجید میں حاسدوں کی برائی سے پناہ طلب کرنے کا حکم ہے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ o وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ o وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ o وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ o﴾ (الفلق: ١ - ٥)

(آپ کہیے میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کی برائی سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے اور گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حسد کرنے والوں کی برائی سے جب کہ وہ حسد کرے۔)

بہر حال حسد اور نظر بد سے پناہ چاہی گئی ہے یہی دونوں چیزیں بڑی خطرناک ثابت ہوئی ہیں اور حدیث میں آیا ہے:

((اَلْعَيْنُ حَقٌّ.)) ❷

''یعنی نظر لگنا حقیقت ہے۔''

اور نظر بد لگانے والا حاسد ہوتا ہے ور ہر حاسد کا عائن ہونا ضروری نہیں جب آیت کریمہ میں حاسد سے استعاذہ کا حکم ہے تو عائن یعنی نظر بند لگانے والے سے بھی استعاذہ پایا گیا ہے۔ اسی کو علامہ ابن قیم نے تفسیر معوذتین میں فرمایا ہے:

لِاَنَّ كُلَّ عَائِنٍ حَاسِدٌ وَّ لَيْسَ كُلُّ حَاسِدٍ عَائِنًا فَاِذَا اسْتَعَاذَ مِنْ شَرِّ الْحَاسِدِ دَخَلَ فِيْهِ الْعَائِنُ.

❶ مسلم كتاب السلام باب الطب و المرض الرقى (٥٧٠٠)

❷ مسلم كتاب السلام باب الطب و المرض و الرقى (٥٧٠٢)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حکایت

حضرت شیخ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں ایک حاسد آدمی کی یہ حکایت فرمائی ہے کہ ایک شخص بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو کر یہ کہا کرتا تھا کہ نیک لوگوں کے ساتھ نیکی کرو اور محسن کے احسان کا بدلہ دو کیونکہ برائی کرنے والے کی برائی تمہاری طرف سے خود کفایت کرے گی یہ شخص برابر بادشاہ کے سامنے یہ نصیحت کیا کرتا تھا جس سے اس کی بڑی عزت تھی۔ اس کی عزت، عظمت اور مرتبہ کو دیکھ کر ایک شخص کو حسد پیدا ہو گیا۔ اس نے بادشاہ سے شکایت کی کہ یہ شخص حضور کے سامنے کھڑا ہو کر گندہ ذہن بناتا ہے بادشاہ نے کہا اس کی تصدیق کیسے ہو؟ حاسد نے کہا جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اسے اپنے قریب بلا لیجئے۔ جب وہ آپ کے بالکل قریب آ جائے گا تو اپنی ناک بند کر لے گا۔ تاکہ آپ کے منہ کی بدبو نہ آنے پائے۔ بادشاہ نے کہا بہت اچھا کل امتحان کریں گے ادھر اس حاسد نے بادشاہ سے یہ کہا ادھر اس نے جا کر اس ناصح و نیک آدمی کی دعوت کر کے ایسا کھانا کھلایا جس میں لہسن بہت سا تھا۔ کھانا کھا کر فارغ ہی ہوا تھا کہ دربار کا وقت آ گیا۔ بدستور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے وہی جملہ کہا جو کہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس کو اپنے پاس بلانے کا اشارہ کیا اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ اپنے منہ کی بدبو بادشاہ تک نہ پہنچنے پائے۔ منہ پر ہاتھ رکھے وہ بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ بادشاہ کو کل کی بات پر یقین آ گیا کہ وہ بات بالکل سچ ہے جو حاسد نے کہی تھی۔ اسی وقت بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اس خاص گورنر کے پاس اس مضمون کا خط لکھا کہ جب حامل رقعہ ہذا تمہارے پاس پہنچے تو فوراً اسے قتل کر کے اس کے چمڑے میں بھس بھروا کر ہمارے پاس بھیج دو۔ اس خط کو اس شخص کے حوالے کر کے کہا کہ فلاں حاکم کے پاس اس خط کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ خط لے کر بادشاہ کے دربار سے باہر آیا۔ اس بادشاہ کا دستور تھا کہ جب وہ دستی خط لکھتا تھا تو کسی کے نام جاگیر و انعام کے لیے لکھتا تھا۔ راستہ میں وہی حاسد ملا اس کے ہاتھ میں خط دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے اس نے کہا یہ شاہی خط ہے جو مجھے لکھ کر دیا ہے کہ فلاں حاکم کے پاس لے جاؤں اس حاسد نے یہ سمجھا کہ اس شاہی خط میں بادشاہ نے کچھ انعام اور جاگیر کے لیے لکھا ہوگا۔ اس حاسد نے اس شخص سے کہا کہ یہ خط مجھے دے دو میں لے جاؤں گا۔ اس شخص نے کہا کہ اچھا میں تمہیں یہ خط ہبہ کرتا ہوں، لے جاؤ۔ اس حاسد نے اس خط کو انعام کے لالچ میں اس حاکم کے سامنے لے جا کر پیش کیا۔ حاکم نے اس خط کو پڑھ کر حامل رقعہ سے کہا کہ اس خط میں بادشاہ نے یہ لکھا ہے کہ تمہیں قتل کر کے تمہاری کھال کھنچوا کر اس میں بھس بھروا کر بادشاہ کے پاس بھیجوں۔ تو یہ حاسد حامل رقعہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا کہ یہ دوسرے کا خط ہے جو میں لے آیا ہوں خدا کے واسطے یہ خط مجھے واپس کر دو میں بادشاہ کے پاس واپس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لے جاؤں اس حاکم نے کہا کہ بادشاہ کا آیا ہوا خط واپس نہیں جا سکتا۔ اب میں تم کو قتل کروں گا اور بادشاہ کے حکم کے مطابق تمہارے چمڑے میں بھس بھروا کر بادشاہ کے پاس بھیجوں گا چنانچہ اس حاسد کو قتل کرا کر اس کے چمڑے میں بھس بھروا کر بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ ادھر وہ نیک شخص جو بادشاہ کے سامنے روزانہ کھڑا ہو کر یہ کہا کرتا تھا کہ محسن کے احسان کا بدلہ اچھا دینا چاہئے کیونکہ برائی کرنے والے کو خود اس کی برائی ہلاک کرے گی، بادشاہ کے پاس گیا اور اپنی عادت کے مطابق وہی کہا تو بادشاہ کو بہت تعجب ہوا کہ میں نے تو اسے قتل کرانے کے لیے فلاں حاکم کے پاس بھیج دیا تھا یہ کیسے آ گیا اور پھر حاسد کا بھس بھرا چمڑا بھی آ گیا تو بادشاہ نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔ اس بزرگ شخص نے کہا کہ حضور اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے بادشاہ نے اس سے کہا کہ اس نے تمہارے متعلق مجھ سے کہا تھا کہ تم میری برائیاں کرتے پھرتے ہو اور مجھے گندہ دہن کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے ہرگز یہ بات نہیں کہی ہے بادشاہ نے کہا جب میں نے تمہیں اپنے پاس بلایا تھا تو تم نے اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر کیوں رکھ لیا تھا؟ اس نے کہا کہ اس نے میری دعوت کی تھی اور کھانے میں لہسن ڈال دیا تھا آپ نے مجھے بلایا میں آ گیا تو میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ لہسن کی بدبو آپ کو ناگوار گزرے گی اس لیے میں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ آپ کو بدبو نہ پہنچے بادشاہ نے کہا سچ ہے تم اپنا کام کرو بدی کرنے والے کو اس کی بدی تمہاری طرف سے کافی ہوگئی۔

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّءُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ﴾ (فاطر: ٤٣)

(اور بری تدبیر کرنے والوں کا وبال ان بری تدبیر کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے۔)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مکاریوں سے پرہیز کرو، مکر کا بوجھ اور وبال مکار ہی پر پڑتا ہے اور خدا کے ہاں اس کی جواب دہی ہوگی حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تین کاموں کا کرنے والا نجات نہیں پا سکتا ان کاموں کا وبال اسی پر یقیناً آ پڑتا ہے مکر اور بغاوت اور وعدوں کو توڑ دینا۔ ❶

حسد کی تین قسمیں ہیں

(۱) یہ کہ ایک شخص کی صرف یہ خواہش ہو کہ دوسرے کی نعمت سلب کر لی جائے اور وہ اس کو نہ حاصل ہو سکے۔ حسد کی مذموم ترین قسم یہی ہے اور اسی بنا پر منافقین کی یہ خواہش تھی کہ مسلمان بھی ان ہی کی طرح کافر ہو جائیں۔

---

❶ ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم۔ تفسیر (۳/ ۵٦۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَدُّوْ لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاءً ﴾ (نساء: ۸۹)

(ان منافقین کی یہ خواہش ہے کہ جس طرح خود کافر ہو گئے اسی طرح تم سچے مسلمان بھی کفر کرنے لگو۔ پس وہ اور تم ایک طرح کے ہو جاؤ۔)

(۲) دوسرے یہ کہ اس کی خواہش یہ ہو کہ وہ نعمت اس کو حاصل ہو جائے۔ اس صورت میں اس کا مقصود بالذات تو صرف اس نعمت کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات جب تک وہ نعمت دوسرے سے چھن نہ جائے اس کو مل نہیں سکتی اس لیے بالفرض اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسرے سے سلب کر لی جائے۔

(۳) یہ کہ ایک شخص خود اسی قسم کی نعمت کو حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اس کی یہ خواہش نہ ہو کہ وہ دوسرے سے سلب کر لی جائے۔ ان میں پہلی صورت حسد کی مذموم قسم ہے۔ دوسری صورت میں چونکہ زوال نعمت بالذات مقصود نہیں کہہ سکتے، تاہم قرآن مجید میں ہے۔

﴿ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط ﴾ (النساء: ۳۲)

(اور خدا نے جو تم میں سے ایک کو دوسرے پر برتری دے رکھی ہے اس کا کچھ ارمان نہ کرو۔)

اور اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ جو نعمت کسی کو حاصل ہو بعینہ اس کی خواہش کرنا پسندیدہ نہیں ہے اسی لئے یہ بھی مذموم ہے البتہ اس کی مثل دوسری نعمت کی خواہش کرنا مذموم نہیں اس لئے فرمایا:

﴿ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ (اور خدا سے اس کا فضل مانگو۔)

تیسری صورت بالکل مذموم نہیں بلکہ دینی امور میں مستحسن ہے اور شریعت میں اس کو مسابقت اور منافست اور رشک وغبطہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴾ (المطففین: ۲۶)

اور فرمایا:

﴿ سَابِقُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ (الحدید: ۲۱)

(اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو۔)

اور منافست اور مسارعت سے یہی مقصود ہے۔ اس کار خیر کو دونوں بجالائیں چھوٹنے نہ پائے، ایسے کار خیر کی آرزو کرنا کہ دوسرے کی طرح میں بھی یہ نیک کام کروں غبطہ ہے جو مباح بلکہ ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللّٰهُ عِلْمًا فَهُوَ يَعْمَلُ وَيُعَلِّمُهُ النَّاسَ .)) ❶

''صرف دو شخصوں کے لئے حسد یعنی رشک مباح ہے (۱) ایک جس کو اللہ نے مالدار بنایا اور اس کو نیک کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دے دی (۲) دوسرے وہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم دیا ہے جو لوگوں کو سکھاتا ہے۔''

اس حدیث کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ خیرات سے بندے کا مال کم نہیں ہوتا۔ ظالم کے ظلم پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ مظلوم کی عزت بڑھاتا ہے۔ سوال کا دروازہ کھولنے سے اللہ تعالیٰ محتاجی کے دروازوں کو کھول دیتا ہے۔ ❷

اور ایک حدیث تمہیں سناتا ہوں اس کو یاد کرلو۔ وہ یہ ہے کہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے۔

(۱) وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دیا ہے اور وہ اس میں اللہ سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ اس مال اور علم میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور ان دونوں کے حق ادا کرتا ہے تو یہ افضل المنازل بڑے مرتبہ کے لوگوں میں سے ہے دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے علم دیا لیکن مال سے محروم رکھا اور اس کی نیت سچی ہے کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح اللہ کے راستے میں خرچ کرتا جس طرح فلاں شخص کرتا ہے تو یہ شخص اپنی خالص نیت کی وجہ سے اور پہلا شخص خرچ کرنے والا دونوں ثواب میں برابر ہیں۔ تیسرا وہ شخص ہے جس کو اللہ نے مال دیا اور علم نہیں دیا تو وہ اپنا مال بے قاعدگی کے ساتھ سوچے سمجھے بغیر خرچ کرتا ہے نہ اس میں خدا سے ڈرتا ہے اور نہ حق والوں کے حق کو ادا کر کے صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس میں اللہ ہی کے حق کو جانتا ہے۔ بلکہ نڈر ہو کر شراب و کباب، کھیل تماشا اور ناچ گانوں میں اڑاتا ہے تو یہ سب سے برے مرتبے والا ہے چوتھا وہ شخص ہے جس کو خدا نے نہ مال ہی دیا ہے اور نہ علم، وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح کھاتا اڑاتا تو وہ اپنی بری نیت کی وجہ سے خود اور اس سے پہلا شخص دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (احمد، ترمذی۔ ترغیب)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک کاموں میں منافست اور مسابقت درست ہے اور منافست کبھی حسد کے معنی میں آتا ہے اور وہ درست نہیں ہے کیونکہ کبھی حسد منافست پر بولا جاتا ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور عباس نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کی

❶ بخاری کتاب العلم باب الاغتباط فی العلم و الحکمة
مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل من یقوم بالقرآن و یعلمه

❷ ترمذی کتاب الزهد باب ماجاء مثل الدنیا مثل اربعة نفر (۳/ ۲۶۲) رقم الحدیث ۲۳۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خدمت مبارک میں عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث اور فضل بن عباس کو خدمت نبوی میں بھیج کرانہیں صدقات کے محکمہ میں عامل بنانے کی درخواست پیش کریں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہاں جانا بے کار ہے، تم کو اس کام پر نہیں رکھیں گے تب ربیعہ نے کہا:

((وَاللّٰهِ مَا تَصْنَعُ هٰذَا اِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ.)) ❶

''تم نے یہ بات نفاست اور حسد سے کہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کا نکاح تم سے کر دیا تو ہم نے نہ منافست کی اور نہ تم سے حسد کیا۔''

جس نعمت پر انسان کو رشک اور غبطہ آتا ہے اگر وہ اسلامی اور دینی نعمت ہے۔ جیسے ایمان، نماز روزہ وغیرہ تو ایسی نعمت پر غبطہ کرنا فرض ہے یعنی اس بات کی خواہش کرے کہ جس طرح فلاں کامل اور ایماندار ہے، نمازی ہے اسی طرح میں بھی مومن اور نمازی بن جاؤں اور اگر یہ دینی نعمت دین کے مستحب کاموں میں سے ہے تو غبطہ بھی مستحب ہے اگر وہ نعمت صرف ایسی ہے کہ اس سے بقدر مباح بہرہ ور اور لذت یاب ہو سکے تو اس میں منافست اور غبطہ مباح اور جائز ہے۔ کیونکہ اس میں نیک بننے کی خواہش ہوئی اور زوالِ نعمت کی آرزو ہرگز نہیں اور نیک کام کے ارادہ کرنے سے بھی ثواب ملتا ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ.)) ❷

''جس نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اسے نیکی کرنے کا موقع نہیں ملا تب بھی ایک نیکی کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جس نے ایک نیکی کر لی تو دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے بلکہ دس سے سات سو تک ثواب لکھا جاتا ہے۔''

اسباب حسد

حسد کے اسباب سات ہیں (۱) بغض وعناد، عداوت ہے۔ کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ ایک شخص کے نزدیک دشمن کی بھلائی و برائی دونوں برابر ہوں اس لئے دشمن اور مخالف کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے دشمن پر بلا

❶ مسلم کتاب الزکوۃ باب ترک استعمال آل النبی ﷺ الصدقة (۲۴۸۱)

❷ مسلم کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السماوات و فرض الصلوات

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور مصیبت آئے اور جب یہ مصیبت آتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔اس کے بجائے جب خدا اس پر کوئی احسان کرتا ہے تو وہ اس کو پسند نہیں کرتا اسی کا نام حسد ہے منافقین اور کفار کو مسلمانوں کے ساتھ جو عداوت تھی وہ اسی حسد آمیز طریقہ سے ظاہر ہوتی تھی جیسا کہ قرآن مجید ہے۔

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَاتَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًاط وَّدُّوا مَا عَنِتُّمْج قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ج وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ط قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ٥ هَآ أَنْتُمْ أُولَآءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهٖ ج وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوآ اٰمَنَّا ق ج وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ط قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ط إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ٥ إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ز وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوا بِهَا ط وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ط إِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ٥﴾ (آل عمران: ۱۱۸ - ۱۲۰)

(اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی کو نہ بناؤ۔تم نہیں دیکھتے کہ دوسرے لوگ تو تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دی ہیں۔اگر عقل مند ہو تو غور کر لو۔ہاں تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے۔تم پوری کتاب کو مانتے ہو۔وہ نہیں مانتے پھر محبت کیسی یہ تمہارے سامنے تو ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔لیکن تنہائی میں مارے غصہ کے انگلیاں چباتے رہتے ہیں۔کہہ دو کہ اپنے غصے ہی میں مر جاؤ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھیدوں کو بخوبی جانتا ہے تمہیں اگر بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں اگر تم کو برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں تم اگر صبر اور پرہیزگاری کرو تو ان کا مکر تمہیں نقصان نہیں دے گا اللہ تعالیٰ نے ان کے عملوں کا احاطہ کر رکھا ہے۔)

ان آیتوں میں یہود و نصاریٰ، کفار اور مشرکین سے ترک موالات کا حکم ہے یہ تمہارے دشمن ہیں تمہاری بھلائی کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جلنے لگتے ہیں تم صبر و استقلال اور تقویٰ سے کام لے کر ان کی حسد کی آگ کو بجھا دو۔بغض، عناد اور عداوت سے جو حسد پیدا ہوتا ہے اس کے لئے مساوات اور برابری ضروری نہیں بلکہ ایک ادنیٰ اور معمولی آدمی بھی بڑے بڑے شخص کا بدخواہ اور حاسد ہو سکتا ہے۔

(۲) حسد کا دوسرا سبب ذاتی فخر کا غلط خیال ہے کیونکہ امثال اور اقران میں جب ایک شخص کسی بلند منصب پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے دوسرے ہم چشموں کو گراں گزرتا ہے اور وہ اس کے اس ترفع و بلندی کو پسند نہیں کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور چاہتے ہیں کہ یہ منصب اس سے چھین لیا جائے تا کہ وہ ان کے مساوی اور برابر ہو جائے۔

(۳) حسد کا تیسرا سبب یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو اپنا مطیع ومنقاد بنانا چاہتا ہے اس لیے جب وہ کسی شرف وامتیاز کی وجہ سے اس کے حلقہ اطاعت سے نکل جاتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کا یہ شرف جاتا رہے تا کہ وہ اس کا مطیع ومنقاد نہ ہو سکے کفار قریش اسی بنا پر مسلمانوں کی جماعت کو دیکھ کر کہتے تھے۔

﴿ اَهٰؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ﴾ (انعام: ۵۳)

(کیا یہی وہ ذلیل لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے اسلام کی توفیق دے کر اپنا فضل کیا ہے۔)

حسد کا یہ سبب اکابر واشراف سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے لئے کبر وغرور اور دوسروں کی تحقیر وتذلیل لازمی ہے۔

(۴) حسد کا چوتھا سبب یہ ہے کہ اپنے پندار میں جس کو معمولی آدمی سمجھتے ہیں اس کو کوئی غیر معمولی شرف حاصل ہو جاتا ہے تو ان کو تعجب ہوتا ہے اور اس تعجب کی بنا پر وہ اس کے اس شرف کا انکار کر دیتے ہیں کفار اسی وجہ سے پیغمبروں کی رسالت کا انکار کرتے تھے اور تعجب سے کہتے تھے۔

﴿ اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل: ۹۴)

(کیا خدا نے آدمی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔)

(۵) حسد کا پانچواں سبب یہ ہے کہ دو شخصوں کا مقصد ایک ہوتا ہے کہ دونوں باہم ایک دوسرے کو رشک وحسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان میں سے ایک کو جب اس مقصد میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے تو دوسرا قدرتی طور پر اس کا بدخواہ ہو جاتا ہے ایک شوہر کی متعدد بیویوں اور ایک باپ کے متعدد بیٹوں میں جو رشک وحسد ہوتا ہے اس کی وجہ یہی ہوتی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے قتل کرنے کی جو سازش کی تھی اس کا سبب یہی تھا۔

﴿ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ ۝ ﴾ (یوسف: ۸)

(جب یوسف کے بے ماں بھائیوں نے آپس میں کہا کہ باوجود یکہ ہم حقیقی بھائیوں کی بڑی جماعت ہے تاہم یوسف علیہ السلام اور ان کا حقیقی بھائی بنیامین ہمارے والد کو ہم سے البتہ بہت عزیز ہیں۔)

(۶) حسد کا چھٹا سبب جاہ پرستی اور ریاست طلبی ہے اس لیے جو لوگ اس حیثیت سے یگانہ روزگار ہونا چاہتے ہیں جب ان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور شخص اس میں ان کا شریک وسہیم ہو گیا ہے تو یہ ان کو سخت گراں گزرتا ہے اور ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جس شرف وامتیاز سے دوسرا شخص جاہ ومنزلت میں ان کا شریک ہو گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے وہ اس کے ہاتھ سے چھن جائے مسلمانوں سے یہودی اسی لیے حسد کرتے تھے کہ اسلام سے پہلے ان کو علمی اور مذہبی حیثیت سے اہل عرب پر تفوق حاصل تھا لیکن اسلام کی وجہ سے ان کا تفوق جاتا رہا اسی لئے وہ اسلام کی بیخ کنی پر آمادہ ہو گئے اور منافقین میں عبداللہ بن ابی کو اہل مدینہ اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے لیکن اسلام نے اس کی شاہانہ ریاست کا خاتمہ کر دیا اس لیے اس کو یہ سخت ناگوار گزرا اور اسی ناگواری کی وجہ سے ایک مجمع میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گستاخانہ پیش آیا۔ ❶

(۷) حسد کا ساتواں سبب خبث نفس اور بد طینتی ہے کیونکہ بعض اشخاص کی فطرت ہی ایسی ہوتی ہے کہ جب کسی کو بہتر حالت میں دیکھتے ہیں تو ان کو ناگوار ہوتا ہے اور جب کسی پر مصیبت آتی ہے تو اس پر ان کو مسرت ہوتی ہے۔ اس صورت میں حسد کے پیدا ہونے کے لیے اشتراک رابطہ یا کسی اور خواہش کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس قسم کے خبیث النفس لوگ ہر شخص پر حسد کرتے ہیں۔

حسد کے یہ اسباب زیادہ تر ان لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جن میں کوئی چیز مابہ الاشتراک ہوتی ہے اس لیے بیگانوں میں یہ جذبہ نہیں ہوتا بلکہ صرف ایسے لوگوں میں ہی ہوتا ہے جن میں باہم ربط و اشتراک ہوتا ہے ایک عالم دوسرے عالم سے ایک عابد دوسرے عابد سے ایک تاجر دوسرے تاجر سے، اسی لیے حسد کرتا ہے کہ ان میں ایک چیز یعنی علم، عبادت اور تجارت مشترک ہے حسد کے یہ سات اسباب ہیں جن کو امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں اور علامہ سید سلیمان ندوی نے سیرۃ النبی ﷺ میں بیان کیا ہے۔ حسد دل کی نہایت ہی خطرناک بیماری ہے جس کا علاج و اصلاح نہایت ضروری ہے۔ شیخ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ نے حسد کے علاج کے سلسلے میں نہایت بسیط تقریر فرمائی جس کا خلاصہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ حاسدوں کی بڑی بیماریوں میں سے ایک بیماری یہ ہے جس کا علاج علم و عمل سے ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ حاسد کو اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ حسد اس کے حق میں دین و دنیا میں ہر طرح سے نقصان دہ اور ضرر رساں ہے اور محسود کا کسی طرح کا نقصان نہیں نہ دین میں نہ دنیا میں حاسد کو حسد کی وجہ سے جو دین میں ضرر اور نقصان ہے وہ یہ ہے کہ حسد کی وجہ سے خدا حاسد سے راضی و خوش نہیں رہتا اس لیے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی خاص بندے کو اپنے فضل و کرم سے دی ہے حاسد اسے برا جانتا ہے اور اس کے سلب ہونے کی خواہش کرتا ہے اور اس سے زیادہ کونسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قضاء و قدر سے ناخوش ہوتا ہے باوجود مسلمان ہونے کے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ کینہ کپٹ رکھ کر اس کی خیر خواہی نہیں کی اور اللہ کے بندوں سے نکل کر نافرمانوں اور شیطانوں کی جماعت میں شامل ہو گیا اور قیامت

---

❶ بخاری کتاب الادب باب کنیة المشرك

مسلم کتاب الجهاد و السير باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشرکین و المنافقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے دن ایسے ہی لوگوں کے ساتھ اٹھے گا بموجب فرمان رسول اکرم ﷺ :

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ.)) ❶

’’آدمی جس کے ساتھ تعلق اور محبت رکھے گا ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔‘‘

تو اس حاسد کی دنیا بھی تباہ ہوئی اور آخرت بھی برباد ہوئی خسر الدنیا و الاخرة. محسود کو بشرط صبر و اعمال صالحہ کے دنیا میں بھی نیکی اور مال و دولت کی ترقیات سے مالا مال رہا اور آخرت میں بھی ترقی کے بڑے بڑے درجات ملیں گے حاسد حسد کی وجہ سے دنیا میں رنج و غم بلکہ حسد کی آگ میں جلتا ہے اور آخرت میں بھی آگ میں جلے گا۔

گندے عقیدے اور عداوت و دشمنی سے دل کو پاک و صاف رکھنا تزکیہ قلب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوَّاهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَاO قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَاO وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَاO﴾ (الشمس: ٧- ١٠)

(قسم ہے نفس کی اور جس نے اس کو ٹھیک کیا ہے پھر اس میں نیکی اور بدی الہام کر دی بے شک جس نے اس نفس کو صاف ستھرا بنایا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس کو مٹی میں ملایا وہ ناکام رہا۔)

مٹی میں ملانے سے گندے عقیدے اور یہی کینہ کپٹ مراد ہے۔صاف دل اور صاف سینے کی بڑی افضلیت ہے دراصل دنیا میں اور آخرت میں صاف دل اور صاف سینے والے نجات کے مستحق ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ قَالُوْا صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ النَّقِيُّ التَّقِيُّ لَا اِثْمَ فِيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ.)) ❷

’’عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا ہر مخموم القلب اور سچی زبان والا۔لوگوں نے عرض کیا کہ سچی زبان والے کو تو ہم جانتے ہی ہیں۔مگر یہ مخموم القلب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر پرہیزگار، صاف ستھرا، نہ جس میں گناہ ہو اور نہ ظلم، نہ کینہ کپٹ ہو اور

❶ بخاری کتاب الادب باب علامة الحب فی الله
مسلم کتاب البر والصلة باب المرء مع من احب

❷ ابن ماجه کتاب الزهد باب الورع و التقوی (٤٢١٦)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نہ حسد۔"

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صاف دل والا سب سے بہتر ہے۔ دل کی صفائی اور سلیم الصدر کی وجہ سے زیادہ تر لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ قَلْبَهٗ لِلْاِيْمَانِ وَ جَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِيْمًا وَ لِسَانَهٗ صَادِقًا وَ نَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً وَّ خَلِيْقَةً مُّسْتَقِيْمَةً.)) ❶

"وہ شخص فلاح کو پہنچ گیا جس نے ایمان کے لیے اپنے دل کو خالص کر لیا اور اپنے دل کو صاف کر لیا اور زبان سچی بنالی اور نفس کو اطمینان بخش بنالیا اور اپنی طبیعت کو حسن خلق کے سانچے میں ڈھال لیا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا ابھی ایک جنتی آدمی تمہارے سامنے آنے والا ہے چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ایک انصاری صاحب جن کا نام سعد بن مالک ہے تشریف لائے جن کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا۔ اور بائیں ہاتھ میں دونوں جوتیاں لئے تھے۔ دوسرے دن پھر اسی طرح فرمایا کہ ابھی ایک جنتی صاحب آنے والے ہیں چنانچہ وہی صاحب پھر آئے تیسرے دن آپ نے فرمایا ایک جنتی آدمی آنے والے ہیں چنانچہ تیسرے روز بھی وہی صاحب آئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گھر تشریف لے گئے تو عبداللہ بن عمرو پیچھے پیچھے گئے اور کہا کہ میرے باپ سے اور مجھ سے جھگڑا ہو گیا ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ باپ کے پاس تین روز نہیں رہوں گا اگر آپ اپنے پاس ٹھہرنے کی جگہ دیں تاکہ تین دن گزر جائیں آپ کی مہربانی ہوگی تو سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں ٹھہر جائیے چنانچہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تین روز تک ان کے مکان پر ٹھہرے رہے۔ ان کے حالات پر اور صوم وصلوۃ پر غور کرتے رہے کہ یہ کیا عبادت کرتے ہیں اور کتنی نماز رات میں پڑھتے ہیں تو زیادہ کچھ عبادت کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ نیند کھلتی اور کروٹ بدلتے تو سبحان اللہ، الحمدللہ واللہ اکبر کہتے اور آخر شب میں مسجد میں داخل ہو کر بارہ رکعتیں نماز پڑھتے جس میں مفصل کی بارہ سورتیں پڑھتے نہ لمبی رکعتیں ہوتیں نہ چھوٹی' دو رکعت پڑھ کر تشہد کے بعد یہ تین دعائیں پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.))

---

❶ مسند احمد: ٥/ ١٤٧ (٢٠٨٠٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا ھَمَّنَا مِنْ اَمْرِ اٰخِرَتِنَا وَ دُنْیَانَا.))

((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ.))

جب تین راتیں گزر گئیں تو میں نے سعد بن مالک سے کہا کہ میرے اور میرے باپ میں کوئی جھگڑا نہیں تھا اور نہ کوئی تکرار تھی۔ صرف آپ کے عمل کو دیکھنا تھا کہ آپ کیا عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنتی فرمایا کہ پہلے روز آپ نے فرمایا کہ ابھی ایک جنتی آدمی آنے والا ہے تو آپ ہی سامنے آئے۔ دوسرے روز آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ایک جنتی آدمی آنے والا ہے تو آپ ہی آئے۔ پھر تیسرے دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ایک جنتی آدمی آنے والا ہے تو آپ ہی آئے غرض یہ ہے کہ تین دن تک مسلسل آپ ﷺ نے یہی فرمایا اور آپ ہی سامنے آتے رہے۔

((فَاَرَدْتُ اَنْ اٰوِیَ اِلَیْكَ فَاَنْظُرَ مَا عَلَیْكَ فَاَقْتَدِیَ بِكَ فَلَمْ اَرَكَ عَمِلْتَ كَبِیْرَ عَمَلٍ فَمَا الَّذِیْ بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هُوَ اِلَّا مَا رَاَیْتَ فَلَمَّا وَلَّیْتُ دَعَانِیْ فَقَالَ مَا هُوَ اِلَّا مَا رَاَیْتَ غَیْرَ اَنِّیْ لَا اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ غِشًّا وَلَا اَحْسُدُ اَحَدًا عَلٰی خَیْرٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ هٰذِهِ الَّتِیْ بَلَغَتْ بِكَ.)) ❶

”اور میں نے یہ چاہا کہ آپ کے پاس ٹھہر کر آپ کے عملوں کو دیکھوں اور آپ کی اقتدا کروں لیکن ان تین دنوں میں کوئی زیادہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا تو آپ ایسا کیا کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنتی کہا ہے انہوں نے کہا کہ میرے عمل یہی ہیں جو آپ نے دیکھے ہیں جب میں وہاں سے رخصت ہونے لگا تو مجھے بلا کر یہ فرمایا کہ میرے عمل یہی ہیں جن کو آپ نے دیکھا لیکن اس کے ساتھ دو باتیں اور بھی ہیں کہ میں کسی مسلمان سے کینہ کپٹ نہیں رکھتا اور نہ کسی کی بھلائی پر جو اللہ نے اسے دے رکھی ہے حسد کرتا ہوں۔ میرا دل کینہ کپٹ اور حسد سے پاک وصاف ہے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی چیز نے آپ کو اس درجہ تک پہنچایا ہے۔“

اس واقعہ سے دل کی صفائی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ہر قسم کے کینہ کپٹ سے پاک وصاف رکھے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دعا بتائی ہے:

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ

❶ مسند احمد: ۳/ ۱۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحشر: ١٠)

(اے ہمارے رب! تو ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان والے گزرے ہیں اور ایمان والوں کی بابت ہمارے دلوں میں کینہ کپٹ نہ ڈال۔ اے ہمارے رب! تو بڑا شفیق اور مہربان ہے۔)

جو لوگ بلا وجہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے اپنے دل میں بغض وعناد اور کینہ کپٹ جما لیتے ہیں تو ایسے لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اس کمینہ حرکت کو چھوڑ دے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ امْرِئٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا امْرُءٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيَقُوْلُ اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا.)) ❶

”ہر سوموار اور جمعرات کو انسانوں کے اعمال خدا کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسی دن میں سوائے مشرکین کے ہر ایک کی مغفرت فرما دیتا ہے لیکن جن دو آدمیوں کے درمیان کینہ کپٹ ہوتا ہے ان کی مغفرت نہیں فرماتا (فرشتوں کو حکم) فرماتا ہے کہ ان دونوں کو ابھی مغفرت سے چھوڑے رکھو یہاں تک کہ دونوں میل ملاپ کر لیں۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرک اور کینہ گناہ کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں جس طرح مشرک کی بخشش نہیں ہے اسی طرح کینہ ور آدمی کی بھی مغفرت نہیں ہے اسی لئے پاک وصاف دل والا کینے سے پاک رہنے کی دعا مانگتا ہے جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے۔

جنت کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں جو لوگ ہوں گے آپس میں بھائی بھائی ہوں گے۔ وہاں بغض وکینہ کا گزر نہ ہوگا ارشاد فرمایا:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝﴾ (الحجر: ٤٧)

(اور ہم نے ان کے سینوں سے جو کینہ تھا نکال لیا اب وہ بھائی بھائی ہو کر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔)

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ﴾ (الاعراف: ٤٣)

---

❶ مسلم كتاب البر والصلة و الادب باب النهي عن الشحناء (٢/ ٣١٧)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اور ہم نے ان کے سینوں سے جو کینہ تھا نکال لیا۔ نہریں ان کے نیچے بہتی ہوں گی۔)

ان آیتوں کے اشارے سے معلوم ہوا کہ جب تک بھائیوں میں کینہ رہے گا جنت کا ٹکٹ ہاتھ نہ آئے گا۔

آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو ہم کو تعلیم دی ہے اس کا منشا یہ ہے کہ ہم کو دنیا ہی میں جنت کی زندگی بسر کرنی چاہیے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْ وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا وَّلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَا خَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ.)) ❶

''آپ میں مقاطعہ نہ کرو اور نہ ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے منہ موڑو اور نہ کینہ بغض رکھو اور نہ حسد رکھو اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔''

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے دو مسلمان بھائیوں میں کینہ کپٹ پیدا ہو گیا ہے اور کسی وجہ سے وہ بات چیت چھوڑ دیں تو تین دن کے اندر اندر انہیں ملاپ کر لینا چاہیے تین دن سے زیادہ چھوڑے نہیں رکھنا چاہیے ورنہ ان کی کوئی نیکی قبول نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حسد، بغض عناد اور کینہ کپٹ جیسی مہلک برائیوں سے بچائے اور میل ومحبت کے ساتھ ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

☆☆☆

---

❶ بخاری کتاب الادب باب ما ینهی عن التحا سدوا لتدابر و باب الهجرة

مسلم کتاب البر والصلة و الادب باب تحریم التحا سدو التبا غض و التدابر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صبر وشکر کی فضیلت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَالْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَّکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ﴿یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَo وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَo وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَo الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَo اُولٰٓئِكَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ وَّ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَo﴾ (البقرۃ: ۱۵۳ - ۱۵۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

(اے ایمان والو! صبر (ثابت قدمی) اور دعا سے قوت پکڑو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں (ثابت قدم رہنے والوں) کے ساتھ ہے اور جو خدا کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں! لیکن تم کو خبر نہیں اور ہم تم کو کسی قدر خطرہ، بھوک اور جان و مال اور پیداوار کے کچھ نقصان سے آزمائیں گے (یعنی ثابت قدم رہنے والوں کو) خوشخبری سنا دو جن کو جب کوئی مصیبت پیش آئے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی شاباشیں اور مہربانیاں ہیں اور یہی لوگ ہیں، ٹھیک راہ پر (چلنے والے)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صبر اور صبر کرنے والوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے صبر کے لغوی معنی روکنے اور سہارنے کے ہیں یعنی اپنے نفس کو اضطراب اور گھبراہٹ سے روکنا اور اس کو اپنی جگہ پر ثابت رکھنا اور یہی صبر کی معنوی حقیقت بھی ہے یعنی اس کے معنی بے اختیاری کی حالت میں خاموش رہ جانے اور انتقام نہ لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سکنے کی صورت میں مجبور ہو جانے کے نہیں بلکہ پامردی' دل کی مضبوطی' اخلاقی جرات' اور ثبات قدمی کے ہیں قرآن مجید میں صبر کے متعلق بہت سی آیتیں ہیں چند آیتیں لکھی جاتی ہیں ارشاد ہے:

(۱) ﴿ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ ﴾ (دھر: ۲۴)

(اپنے پروردگار کے فیصلے پر ثابت قدمی سے منتظر رہو اور ان میں سے کسی گنہگار یا کافر کا کہا نہ مانیے۔)

(۲) ﴿ فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾ (ھود: ۴۹)

(ثابت قدم رہ کر وقت کے منتظر رہیے بلاشبہ آخر کامیابی پرہیز گاروں کی ہی ہے۔)

(۳) ﴿ فَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ ۝ ﴾ (یونس: ۱۰۹)

(اور ثابت قدم رہ کر وقت کے منتظر رہیئے یہاں تک کہ خدا فیصلہ کر دے وہ فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔)

(۴) ﴿ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ﴾ (قلم: ۴۸)

(اپنے رب کے فیصلے کا ثابت قدمی کے ساتھ انتظار کرو اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جاؤ۔)

(۵) ﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ﴾ (احقاف: ۳۵)

(آپ بھی اسی طرح پامردی کیجئے جس طرح پختہ ارادہ والے پیغمبروں نے کی ہے اور ان (مخالفوں) کے لئے جلدی نہ کیجئے۔)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام نبیوں کو صبر کی تلقین کی گئی ہے اور وہ اپنے اسی صبر سے اپنے مقصد تبلیغ میں کامیاب رہے کیونکہ دل کو بڑھانے والی ہمت افزائی کرنے والی خوش آئیند انجام دکھانے والی اور طبیعت کو ڈھارس دینے والی چیز صبر ہے جس دل میں صبر پنہاں نہیں وہ صحیح معنوں میں انسان نہیں ہے آسمان ترقی پر پہنچانے والی چیز یہی صبر تو ہے۔ صبر والوں کے لئے بڑے بڑے درجات ہیں بنی اسرائیل غلام اور محکوم تھے لیکن صبر اور استقلال ہی کی وجہ سے حاکم ہوئے قرآن مجید میں ان کے صبر کے متعلق فرمایا:

﴿ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بَارَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝ ﴾ (اعراف: ۱۳۷)

(اور لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کی وراثت بخشی جس میں ہم نے برکت نازل کی ہے اور تیرے پروردگار کی اچھی بات بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر و ثبات کے سبب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پوری ہوئی اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کے کاموں اور تعمیروں کو برباد کر دیا۔)

اس سے ظاہر ہوا کہ بنی اسرائیل جیسی کمزور قوم فرعون جیسی طاقت کے سامنے اس لئے سربلند ہوئی کہ اس نے صبر اور ثابت قدمی سے کام لیا اور اس کے نتیجے کے طور پر اللہ تعالی نے ان کو شام کی بابرکت زمین کی حکومت عطا فرمائی چنانچہ اس کی تصریح اللہ تعالی نے ایک دوسرے موقع پر فرمائی ہے۔

﴿ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَّهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ۝ ﴾

(الم سجدہ: ٢٤)

(اور بنی اسرائیل کے لوگوں میں سے ہم نے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے راہ دکھاتے تھے جب کہ انہوں نے صبر کیا اور ہمارے حکموں پر وہ یقین رکھتے تھے۔)

آیت بالا نے بنی اسرائیل کی پیشوائی کے دو سبب بیان کئے ہیں ایک احکام الٰہی پر یقین اور دوسرے احکام کی بجا آوری میں صبر اور ثبات قدمی۔ یہی دو باتیں دنیا کی ہر قوم کی ترقی کا سنگ بنیاد ہیں پہلے اپنے اصول کے صحیح ہونے کا بشدت یقین اور پھر ان اصولوں کی تعمیل میں ہر قسم کی تکلیفوں اور مصیبتوں کو خوشی خوشی جھیل لینا اور صبر کرنے والوں ہی کا کام ہے ہر ایک اس پر پورا نہیں اتر سکتا۔

دنیا میں غم و مسرت اور رنج و راحت جوڑا جوڑا ہیں ان دونوں موقعوں پر انسان کو ضبط نفس اور اپنے آپ پر قابو پانے کی ضرورت ہے یعنی نفس پر اتنا قابو ہو کہ مسرت اور خوشی کے نشہ میں اس میں فخر اور غرور پیدا نہ ہو اور غم و تکلیف میں وہ اداس اور بددل نہ ہو دل کے ان دونوں عیبوں کا علاج صبر و ثبات اور ضبط نفس ہے۔

اللہ تعالی نے صبر کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ (زمر: ١٠)

(صبر کرنے والوں کو ان کی مزدوری بے حساب ملے گی۔)

﴿ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا ط ﴾ (فرقان: ٧٥)

(ان کو جنت کا بالاخانہ ملے گا صبر کے بدلے میں۔)

﴿ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ ﴾ (دھر: ١١ - ١٢)

(تو اللہ نے ان کو اس دن کی برائی سے بچالیا اور ان کو تر و تازگی و شادمانی سے ملایا اور ان کے صبر کرنے (یعنی احکام الٰہی پر ٹھہرے رہنے) کے سبب باغ اور ریشمی لباس بدلہ میں دیا۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فتح ومشکلات کی چابی صبر واستقلال ہے

اسی لئے فرمایا:

﴿ وَ اسْتَعِينُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ﴾ (البقرة: ١٥٣)

(صبر (یعنی محنت اٹھانے) اور دعا مانگنے سے قوت پکڑو۔)

دنیا میں وہ کونسا انسان ہے جو ہمیشہ خوش وخرم ہی رہا ہو مصیبت تکلیف دکھ درد انسان کے لئے ہی ہے اس کی حالت کبھی یکساں نہیں رہتی آج کچھ ہے تو کل کچھ ہے تھوڑی تھوڑی مصیبت پر آپے سے باہر ہو جانا۔ صبر کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دینا انسانیت کے خلاف ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَآءً خَيْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.)) ❶

''یعنی صبر کی توفیق جسے دی جائے سمجھ لو کہ اس سے بہتر اور عمدہ نعمت کسی کو نہیں ملی۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

((اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ.)) ❷

''صبر آدھا ایمان ہے۔''

صبر مومن کی شان ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ.)) ❸

''مومن کو اگر راحت اور خوشی ہوتی ہے تو وہ شکر خدا کر کے اپنی نیکی بڑھاتا ہے اور اگر اسے کوئی رنج وغم پہنچتا ہے تو وہ اس پر صبر کر کے اپنے درجے بڑھاتا ہے۔''

پس ہر حال میں یہ نفع میں ہی رہتا ہے راحت میں بھی رنج میں بھی دونوں حالتوں میں خدا کو خوش رکھتا ہے اور اس کی رضا حاصل کرتا اور نیکیوں اور درجات میں بڑھتا رہتا ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ جب کسی مسلمان کا کوئی چھوٹا بچہ مر جاتا ہے تو اس کی روح کو قبض کرنے والے فرشتوں سے جناب باری جل جلالہ فرماتا ہے کہ تم نے میرے ایک بندے کے بچے کی روح قبض کر لی اس کے کلیجے کے ٹکڑے کو اس سے چھین لیا۔ بتلاؤ اس نے کیا کہا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں خدایا

---

❶ بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألة

❷ طبرانی کبیر: ٩/ ١٠٤ (٨٥٤٤)

❸ مسلم، کتاب الزھد، باب المؤمن امرہ کلہ خیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور تیری تعریفوں میں لگا رہا۔ اس کی زبان سے تیری حمد ادا ہوئی اسی وقت اللہ عزوجل حکم دیتا ہے۔

((اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ.)) ❶

"یعنی میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک محل تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔"

پس مبارک ہیں وہ لوگ جو مصیبت میں صبر کریں اور اللہ سے اجر حاصل کریں۔ سرورِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے ایک صحابی کو ملول اور رنجیدہ خاطر بیٹھے ہوئے دیکھ کر وجہ دریافت فرماتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ میرے کلیجے کا ٹکڑا میری آنکھوں کا نور دل کا سرور ہٹ گیا میرا چھوٹا بچہ جس سے مجھے بہت ہی محبت تھی فوت ہو گیا تو آپ فرماتے ہیں اور کیا ہی پیاری بات فرماتے ہیں:

((اَمَا تُحِبُّ اَنْ تَاْتِیَ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَهٗ یَنْتَظِرُكَ.)) ❷

"یعنی کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم جنت کے کسی دروازے پر جاؤ اور تمہارا بچہ تمہیں تمہارے انتظار میں کھڑا ہوا ملے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں اور ماں باپ ان پر صبر کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ان بچوں پر رحمت کرتے ہوئے بہشت بریں میں جگہ دے گا ہم نے کہا حضور اگر صرف دو ہی مرے ہوں۔ فرمایا پھر بھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا اگر آپ لوگ ایک بچے کے فوت ہونے کے بارے میں پوچھتے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیتے اگرچہ ایک ہی مرا ہو؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میرا یہی خیال ہے۔ ❸

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((صِغَارُهُمْ دَعَامِیْصُ الْجَنَّةِ یَلْقٰی اَحَدُهُمْ اَبَاهُ فَیَاْخُذُ بِنَاحِیَةِ ثَوْبِهٖ فَلَا یُفَارِقُهٗ حَتّٰی یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ.)) ❹

"یہ چھوٹے بچے اپنے باپ کا دامن پکڑ لیں گے اور جب تک انہیں جنت میں نہ پہنچا دیں ان کا دامن نہ چھوڑیں گے۔"

---

❶ ترمذی، کتاب الجنائز باب فضل المصیبة اذا احتسب ۲/ ۱٤٠

❷ مسند احمد: ۳/ ٤۳٦، ٥/ ۳٥

❸ مسند احمد: ٥/ ۲٤۱

❹ مسلم، کتاب البر و الصلة و الادب، باب فضل من یموت لهٗ ولد.... ۲/ ۳۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شکر کی فضیلت

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌO﴾ (ابراھیم: ۷)

(اگر تم شکر گزاری کرو گے تو ہم تمہیں زیادہ دیں گے اور اگر ناشکری کرو گے تو سزا کے مستحق ہو گے۔)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًاO﴾ (دھر: ۳)

(ہم نے ان کو سیدھا راستہ بتایا (اب وہ) یا تو شکر گزاری کرے یا ناشکر گزار بن جائے۔)

شکر کا یہ مطلب ہے کہ کوئی کسی کا تھوڑا سا بھی کام کر دے تو دوسرا اس کی پوری قدر کرے یہ قدر شناسی تین طریقوں سے ہو سکتی ہے دل سے زبان سے اور ہاتھ پاؤں سے یعنی دل سے اس کی قدر شناسی کا جذبہ ہو زبان سے اس کے کاموں کا اقرار ہو اور اس کے ہاتھ پاؤں سے ان کاموں کے جوابات میں ایسے افعال صادر ہوں جو کام کرنے والے کی بڑائی کو ظاہر کریں کسی شاعر نے ان تینوں کو اس شعر میں جمع کر دیا ہے۔

افادتکم النعماء منی ثلاثة   یدی و لسانی و الضمیر المحجبا

یعنی تمہاری نعمتوں کا شکر میں نے اپنے ہاتھ زبان اور دل کی گہرائیوں سے ادا کیا۔

خدا کی نعمتوں کی ناقدری کرنا اور ان نعمتوں پر پردہ ڈالنا اور زبان و دل سے اس کا اقرار اور اپنے عمل سے اس کا اظہار نہ کرنا کفران نعمت ہے یہ شکر اور کفران نعمت دونوں کا تقابل ہے اسی لئے قرآن مجید میں ان دونوں کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے معلوم ہوا۔ ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں نے دوزخ کو دیکھا جس میں زیادہ تر کافرہ عورتیں نظر آئیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ عورتیں اللہ کے ساتھ کفر کرتیں ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اپنے خاوندوں کا کفر یعنی ان کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں اگر ساری عمر ان کے ساتھ احسان کرو اور پھر کوئی تکلیف انہیں پہنچ جائے تو کہتی ہیں کہ زندگی بھر کبھی آرام نہیں ملا۔ ❶

اور کبھی شکر کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ذرا ذرا سے کاموں کی پوری پوری قدر کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

---

❶ بخاری، کتاب النکاح، باب کفران العشیر وھو الزوج

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾

(النساء: ۱٤۷)

(اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو خدا تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ تعالیٰ تو قدر پہنچاننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔)

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے صرف دو باتیں چاہتا ہے شکر اور ایمان۔ ایمان کی حقیقت تو معلوم ہے اب رہا شکر تو شکر شریعت کی ہر چیز پر حاوی ہے ساری عبادتیں شکر گزاری کے لئے ہی ہیں۔ بندوں کے ساتھ حسن سلوک اور نیک برتاؤ کی حقیقت بھی شکر ہی ہے دولت مند اگر اپنی دولت کا کچھ حصہ خدا کی راہ میں دیتا ہے تو یہ دولت کا شکر ہے صاحب علم اپنے علم سے بندگان خدا کو فائدہ پہنچاتا ہے تو یہ علم کی نعمت کا شکر ہے طاقتور کمزوروں کی امداد اور اعانت کرتا ہے تو یہ بھی طاقت وقوت کی نعمت کا شکریہ ہے۔

اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہے اور اس کی بے شمار نعمتیں اپنی مخلوقات پر ہیں جنہیں شمار بھی نہیں کیا جا سکتا ان نعمتوں کی شکر گزاری فرض ہے جس کے لئے لفظ حمد اور لفظ شکر سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے الحمد للہ ساری تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ حمد زبانی تعریف کو کہتے ہیں خواہ جس کی حمد کی جاتی ہو وہ اس کی لازم صفتوں پر ہو یا متعدی صفتوں پر ہو اور شکر صرف متعدی صفتوں پر ہوتا ہے اور وہ دل وزبان اور جملہ ارکان سے ہوتا ہے۔

ہر ہر نعمت کے بدلے میں شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد شکر ادا کرنے کا مطالبہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے:

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ٥ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ٥﴾ (فرقان: ٦١ - ٦٢)

(بڑی برکت اس کی ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور اجالا کرنے والا چاند رکھا اور اسی نے رات اور دن بنایا کہ ایک کے بعد ایک آتا ہے اس کے واسطے جو دھیان رکھے یا شکر ادا کرنا چاہے۔)

(۲) ﴿ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ٥ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ٥ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ٥ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ٥﴾

(سجدۃ: ٦ - ٩)

(وہ ذات پاک جو حاضر وغائب کا جاننے والا نہایت غلبہ والا۔ بہت ہی رحم والا ہے۔ جس نے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چیز بنائی بہت خوب بنائی اور انسان کی پیدائش ایک گارے سے شروع کی پھر اس کی اولاد کو بے قدرے (نچڑے ہوئے) پانی سے بنایا پھر اس کو درست کیا اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونکا اور تمہارے کان آنکھ اور دل بنا دیئے تم کم شکر کرتے ہو۔)

(۳) ﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ﴾ (بقرۃ: ۱۷۲)

(اے ایمان والو! ہم نے جو تم کو روزی دی پاک چیزوں میں سے اسے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔)

(۴) ﴿ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ٥﴾ (النحل: ۱۱٤)

(تو اللہ نے جو تم کو حلال اور پاک چیزیں دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔)

یہ مالی نعمت کا شکریہ ہے کہ اس کے حکم کے مطابق مال خرچ کیا جائے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ کسی محسن نے جس قسم کا احسان ہمارے ساتھ کیا ہو ہم اسی قسم کا احسان اس کے ساتھ کریں اور فرمایا:

(۵) ﴿ وَهُوَ الَّذِىْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ٥﴾ (النحل: ۱٤)

(اور اس نے سمندر کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم اس سے تازہ گوشت (مچھلی کھاؤ اور اس سے آرائش کی چیز نکالو جس کو تم پہنتے ہو (یعنی موتی) اور تم جہازوں کو دیکھتے ہو کہ وہ اس میں پانی کو پھاڑتے رہتے ہیں اور تا کہ تم اللہ تعالیٰ کا فضل (رزق) ڈھونڈ و اور تا کہ تم شکر کرو۔)

(٦) ﴿ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ٥﴾ (حج: ۳٦)

(اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم شکر کرو۔)

(۷) ﴿ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ٥﴾ (قصص: ۷۲)

(اور اس کی رحمت سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن بنایا کہ تم (رات کو) آرام کرو اور (دن کو) اس کے فضل و کرم کو تلاش کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔)

(۸) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ٥﴾ (یونس: ٦۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اللہ نے انسانوں پر بڑے بڑے فضل کیے ہیں لیکن ان میں سے بہت کم شکر کرتے ہیں۔)

(۹) ﴿ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴾

(اعراف: ۱۰)

(اور ہم نے تم کو زمین میں قوت بخشی اور اس میں تمہارے لئے بسر اوقات کے بہت سے ذریعے بنائے تم بہت کم شکر کرتے ہو۔)

غرض اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی شکر گزاری چاہتا ہے اور اس سے خوش ہو کر زیادہ بخشش اور انعام کا دریا بہاتا ہے جیسا کہ اس نے خود ہی فرمایا:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴾ (ابراھیم: ۷)

(اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میری پکڑ سخت ہے۔)

ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناشکروں سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے یہی ان کے لئے عذاب شدید ہے قوم سبا ایک مشہور قوم گزری ہے جس کا بیان قرآن مجید میں آیا ہے۔ اللہ کی بے شمار نعمتیں انہیں ملی ہوئی تھیں بہت عیش و آرام سے یہ قوم اپنی زندگی گزارتی رہی۔

تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ ملک یمن میں سبا کی قوم بڑی خوشحال و آباد تھی زمین نہایت سرسبز پھل پھول بکثرت میلوں تک میووں کے باغ' باغوں میں بارہ ماہ پھل **لامقطوعہ و لاممنوعہ** جنت کی کیفیت' سال درسال پر موقوف نہ ہوتی' میووں کی وہ کثرت کہ جس کا جی چاہے ٹوکرے بھرے مفت لے جائے' کسی کی روک تھی نہ ٹوک' جتنا چاہو کھالو' جتنا چاہو لے جاؤ' پھل اس کثرت سے گرتے تھے کہ مسافر نے اپنے سر پر ٹوکرا رکھا ہو پچاس قدم باغ میں راستہ چلا سارا ٹوکرا میووں سے بھر گیا' نہ ہاتھ سے توڑنے کی ضرورت نہ زمین پر گرے پڑے پھل اٹھانے کی حاجت۔ یہ حکم تھا کہ اس کا شکریہ ادا کرتے رہنا' انسان ہمیشہ نافرمان رہا ہے۔ شکر کی جگہ ناشکری' ایمان کی جگہ کفر کرنا شروع کیا' ہر چند وعظ و نصیحت کی گئی' کب مانتے تھے آخر پانی کی ایک رو ایسی زبردست آئی کہ سارے باغ جڑ سے اکھڑ گئے کہیں پتہ نہ لگا وہ باغ اب تو خواب و خیال ہو گئے جب پانی کی رو خشک ہو گئی تو باغوں کی جگہ اندرائن کے پھل اور جھاؤ کے درخت اور جنگلی جھاڑی کے بیر پیدا ہو گئے اللہ تعالیٰ ان کے واقعہ کو یوں بیان فرماتا ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَاشْكُرُوا لَهُ، بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُورٌ ○ فَاَعْرَضُوا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَىْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ○ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ ○ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ○ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ○ ﴾ (سورہ سبا: ۱۵-۱۹)

(قوم سبا کے لئے اپنی بستیوں میں خدا کی قدرت کی نشانیاں تھیں ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھا کر اس کا شکر ادا کرو۔ عمدہ شہر اور بخشنے والا رب لیکن انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر تیز بہاؤ کے پانی کا نالا بھیج دیا اور ہم نے ان کے ان ہرے بھرے باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جو بدمزہ میووں والے اور بکثرت جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں والے تھے یہ ہم نے انہیں ان کی ناشکری کے بدلے میں دیا ہم ایسی سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں کو ہی دیتے ہیں ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دے رکھی تھی چند بستیاں اور رکھی تھی جو برسر راہ ظاہر تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں ہم نے مقرر کر دی تھیں۔ ان میں راتوں اور دنوں کو باامن وامان چلتے پھرتے رہو۔ لیکن انہوں نے پھر درخواست کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے سفر دور دراز کے کر دے چونکہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنا برا کیا اس لئے ہم نے انہیں گزشتہ فسانوں کی صورت میں کر دیا اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے ہر ایک صبر وشکر کرنے والے کے لئے اس ماجرے میں بہت سی عبرتیں ہیں۔)

باوجود میٹھے اور ٹھنڈے پانی کی ریل پیل پھلوں اور کھیتوں کی بے شمار روزی کے سیل عرم کے بعد یہ حالت ہوئی کہ ایک ایک لقمے اور ایک ایک بوند پانی کو ترس گئے یہ پکڑ یہ عذاب یہ تنگی اور یہ سزا جو انہیں پہنچی اس سے ہر صابر وشاکر عبرت حاصل کر سکتا ہے کہ خدا کی نافرمانیاں کس طرح انسان کو گھیر لیتی ہیں عافیت کو ہٹا کر آفت لانے کا باعث بنتی ہیں مصیبتوں پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرنے والے اس میں دلائل قدرت پائیں گے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کے لئے تعجب خیز فیصلہ کیا ہے کہ اگر اسے راحت ملے اور شکر کرے تو اجر پائے اور اگر اسے مصیبت پہنچے اور صبر کرے تو اجر پائے۔ ❶

❶ مسلم، كتاب الزهد، باب المومن امرهٗ كلهٗ خيرٌ (۲/ ۴۱۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صحیح مسلم کی روایت میں ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں تعجب ہے کہ مومن کے لئے خدائے تعالیٰ کا فیصلہ بھلائی کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اگر اسے راحت پہنچتی ہے تو شکر کرکے بھلائی کو حاصل کرتا ہے اور اگر برائی اور غم پہنچتا ہے تو یہ صبر کرتا ہے اور نیک بدلہ حاصل کرتا ہے یہ نعمت تو صرف مومن کو ہی حاصل ہے کہ جس کی ہر حالت بہتری اور بھلائی والی ہے حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مومن صبر وشکر کرنے والا بندہ کتنا ہی اچھا ہے کہ جب اسے نعمت ملے تو شکر کرے اور جب زحمت ملے تو صبر کرے۔ ❶

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو صبر وشکر سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيمِ وَ نَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ﴾

☆☆☆

❶ صحیح مسلم کتاب الزهد لامر كله خير- رقم الحديث ٧٥٠٠- ٢/٤١٣

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شرم وحیا کی فضیلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ (نحل: ۹۰)

(اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے۔ تم کو وہ سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تین باتوں کے کرنے کو حکم دیا ہے۔ عدل، احسان، اور ایتاء ذی القربی اور ان تین چیزوں سے منع بھی فرمایا ہے۔ فحشاء، منکر۔ اور بغی۔

فحشاء سے مراد بے حیائی اور بے شرمی کی باتیں ہیں۔ شرم وحیا ایک فطری خوبی ہے جس میں یہ خوبی ہے جس میں یہ خوبی پائی جاتی ہے وہ شریف کہلاتا ہے۔ یہ انسان کو ہر قسم کی برائیوں سے روکتی ہے۔ حیا اور شرم ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان اور حیوان کے درمیان مابہ الامتیاز ہے اسی واسطے کہا گیا ہے۔

((اَلْحَيَآءُ مِنَ الْاِيْمَانِ.)) ❶

”یعنی حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَيَآءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ.)) ❷

”ہر قسم کی حیا بھلائی ہی بھلائی ہے۔“

---

❶ بخاری کتاب الایمان باب الحیاء من الایمان

❷ مسلم کتاب الایمان باب بیان العدد شعب الایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یعنی حیا نیکیوں کی طرف متوجہ کرتی ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ.)) ❶

''جب تو شرم نہیں کرتا تو جو تیرا جی چاہے کر۔''

یعنی بے حیا باش وہر چہ خواہی کن۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَيَآءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَآءُ مِنَ الْجَفَآءِ وَالْجَفَآءُ فِي النَّارِ.)) ❷

''حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور ایمان (یعنی اہل ایمان) بہشت میں ہیں اور بے حیائی اکھڑ پن ہے اور اکھڑ پن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْحَيَآءَ وَالْاِيْمَانَ قُرَنَآءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ.)) ❸

''حیا اور ایمان دونوں باہم ملے جلے ہیں اور ایک دوسرے کو لازم ہیں۔ تو جب کسی شخص سے ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔''

یعنی اگر ایمان ہے تو حیا ہے اور حیا ہے تو ایمان ہے اور حیا نہیں تو ایمان نہیں۔

اس سے معلوم ہوا حیا دار مومن ہے اور بے حیا کامل مومن نہیں۔ حیا کا مطلب یہی ہے کہ برائیوں سے اپنے آپ کو بچایا جائے، آنکھ، زبان، پیٹ، شرمگاہ وغیرہ کی کماحقہ نگرانی کی جائے یعنی بری نگاہ سے کسی کو نہ دیکھا جائے اور زبان سے کسی کی برائی نہ کی جائے' زناکاری' بدکاری سے بچا جائے۔

اور شرم وحیا کرنے والا محبوب ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا:

((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَيَآءُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ.)) ❹

''بے حیائی عیب دار بنادیتی ہے اور شرم وحیا مزین وخوب صورت بناتی ہے۔''

یہ شرم وحیا ایک فطری چیز ہے جو ہر مرد وعورت کے لیے ضروری ہے قرآن مجید میں بھی شرم کا تذکرہ متعدد جگہ آیا ہے اور اس کی مدح سرائی کی گئی ہے حضرت موسیٰ کو مدین کے سفر میں دو لڑکیوں سے سابقہ پڑا تھا وہ

---

❶ بخاری کتاب الادب باب اذا لم تستحيي

❷ ترمذی کتاب البر و الصله باب ماجاء فی الحیاء (۳/ ۱۴۷)

❸ مستدرك حاكم كتاب الایمان باب اذا زنی العبد خرج منه الایمان (۱/ ۲۲)

❹ ابن ماجه كتاب الزهد باب الحیاء (۴۱۸۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اگر چہ بدویانہ زندگی بسر کرنے کی عادی تھیں تاہم ان میں یہ وصف نمایاں تھا کہ خدا نے اس کا ذکر کیا ہے کہ ان کی عادت یہ تھی کہ جب تک تمام لوگ اپنے اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر پلٹ نہ جاتے وہ اپنے مویشیوں کو پانی نہیں پلاتی تھیں تا کہ مردوں کی کشمکش اور اس کے اختلاط سے الگ رہیں اور جب ان کے باپ نے ان میں سے ایک کو موسیٰ کے بلانے کے لیے بھیجا۔

﴿ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ ﴾ (القصص۔۳)

(تو ان لڑکیوں میں سے ایک شرماتی ہوئی ان کے پاس آئی اور کہا کہ میرے ابا جان آپ کو بلاتے ہیں۔)

عریانی کے فتنہ سے بھی اسلام نے منع کیا ہے۔ستر پوشی کے معاملہ میں اسلام نے انسانی شرم و حیا کی جس قدر صحیح اور مکمل تعلیم دی ہے اس کی نظیر و مثال دنیا کے کسی مذہب اور سوسائٹی میں نہیں ہے آج دنیا کی مہذب ترین قوموں کا یہ حال ہے کہ ان کے مردوں اور ان عورتوں کو اپنے جسم کا کوئی حصہ کھول دیتے ہیں (خوف) نہیں ان کے لباس صرف زینت کے لیے ہیں ستر پوشی کے لیے نہیں ہیں مگر اسلام کی نگاہ میں زینت سے زیادہ ستر پوشی کی اہمیت ہے اس لیے دونوں کو جسم کے ان حصوں کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا ہے جن میں ایک دوسرے کے لئے صنفی کشش پائی جاتی ہے۔عریانیت اور برہنگی ایک ایسی ناشائستگی ہے جس کو اسلامی حیا کی حالت میں برداشت نہیں کر سکتی۔غیر تو غیر ہے۔اسلام تو اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے سامنے بالکل برہنہ ہوں۔

اس سے بڑھ کر شرم و حیا یہ ہے کہ بلا وجہ تنہائی میں بھی برہنہ رہنا اسلام کو گوارا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے اور ساتھ ہی فرشتوں سے بھی۔

اسلامی محاسن میں ایک سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے ستر پوشی کی بڑی تاکید کی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِىْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَّلِبَاسُ التَّقْوٰى ﴾ (الاعراف: ۲۶)

(ہم نے تمہارے واسطے لباس پیدا کر دیا جو تمہاری شرم گاہوں کو پوشیدہ کرے اور زینت کا پہناوا اور پرہیز گاری کا لباس ہے۔)

بہر حال حیا اور شرم ایک اعلیٰ درجہ کی صفت ہے جس سے ہر انسان کو متصف ہونا ضروری ہے لیکن اگر چہ فتنہ شرم و حیا اظہار کے لیے مانع ہو تو ایسے موقع پر حق ظاہر کر دیا جائے اور حق کے اظہار کے مقابلہ میں حیا کا لحاظ نہ کیا جائے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَايَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ﴾ (بقرۃ: ۲۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اللہ کسی مثال کے بیان کرنے میں شرم نہیں کرتا، خواہ مچھر کی ہو یا اس سے بھی کمتر چیز کی ہو۔)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ إِنَّ ذَالِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ﴾

(احزاب: ۵۳)

(اس سے پیغمبر کو ایذا ہوتی تھی اور وہ لحاظ کرتے تھے اور اللہ تو (حق بات کے کہنے) میں کسی کا کچھ لحاظ نہیں کرتا۔)

ایک صحابیہ آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنے آتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ یہ سوال عورت کی فطری، شرم وحیا کے خلاف ہے تاہم اس شرعی حیا کی بنا پر پہلے کہہ دیتی ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ خدا حق بات سے نہیں شرماتا اگر عورت خواب میں ناپاک ہو جائے تو کیا اس پر بھی غسل فرض ہے۔ فرمایا: ہاں جب پانی نظر آئے۔ ❶

انصاریہ عورتیں رسول اللہ ﷺ سے عورتوں کے مسئلے پوچھتی تھیں اور یہ ان کا خاص اخلاقی وصف سمجھا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((نِعْمَ النِّسَآءُ نِسَآءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ.)) ❷

''انصار کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں کہ دین کے حاصل کرنے سے ان کو حیا نہیں مانع ہوتی۔''

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ.)) ❸

''جو شخص شرم کرے یا شیخی کرے اس کو علم نہیں آئے گا۔''

معلوم ہوا کہ امرِ حق کے اظہار کرنے اور علم حاصل کرنے میں شرم وحیا کرنا عمدہ صفت نہیں ہے اور ان کے علاوہ ہر جگہ شرم وحیا نہایت ہی عمدہ صفت ہے۔

اللہ ہم کو اور آپ کو بے حیائی سے بچائے اور شرم وحیاء سے آراستہ فرمائے۔ آمین۔

﴿أَقُوْلُ قَوْلِي هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

---

❶ صحيح بخاری کتاب العلم باب الحياء فی العلم- و صحيح مسلم کتاب الحيض باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المنى منها-

❷ صحيح مسلم کتاب الحيض باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك فی موضع الدم ❸ بخاری کتاب العلم باب الحياء فی العلم تعليقا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عفت و پاکدامنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ○ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ○﴾

(مؤمن: ۱ – ۱۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(تحقیق وہی مومن فلاح کو پہنچ گئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں اور لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں، اور باندیوں سے کیونکہ ان میں ان پر کچھ الزام نہیں ہے لیکن جو اس کے علاوہ اور کے طلبگار ہوں تو وہ یقیناً شرعی حد سے باہر نکل گئے ہیں اور وہ لوگ بھی اپنی مراد کو پہنچ گئے ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی ہمیشہ حفاظت کرنے والے ہیں اور یہی لوگ وارث ہیں جو جنت الفردوس کی میراث پائیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔)

اس آیت کریمہ میں عفت کی فضیلت کا بیان ہے عفت کے معنی ہیں پاکدامنی کے یعنی حرام و زنا کاری اور بدکاری اور ہر قسم کی برائیوں سے بچنا اس کے لیے احصان کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ عفت و احصان اور پاک بازی کو اسلامی محاسن میں شمار کیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کی بڑی مدح و تعریف کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سورۃ معارج میں مسلمانوں کے جن اخلاقی اوصاف کی تعریف کی گئی ہے ان میں ایک عفت اور پاک دامنی بھی ہے فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حٰفِظُونَ ﴾ (معارج: ٢٩)

(اور جو اپنی شہوت کی جگہ کی حفاظت کرتے ہیں۔)

جن مسلمانوں کے لیے خدا نے اپنی بخشش اور بڑی مزدوری کا وعدہ کیا ہے ان میں وہ بھی ہیں جو عفیف اور پاک دامن ہیں۔

﴿ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ ﴾ (احزاب: ٣٥)

(اپنی شرم گاہوں کی نگرانی کرنے والے مرد اور نگرانی کرنے والی عورتیں۔)

اس عفت و پاکدامنی میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں جس طرح مرد کے لیے پاکدامن ہونا ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی بلکہ پاکدامنی میں عورتوں کو زیادہ مخصوص کیا گیا ہے حضرت مریم علیہا السلام کی عصمت وعفت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا ﴾ (تحریم: ١٢)

(اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھا۔)

﴿ وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُّوحِنَا ﴾ (انبیاء: ٩١)

(اور وہ بی بی جس نے اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں روح پھونکی۔)

حضرت یوسف علیہ السلام نے جس پاکبازی کا ثبوت دیا اس کی گواہی خود عزیز مصر کی بیوی نے دی۔

﴿ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ﴾ (یوسف: ٣٢)

(اور میں نے اس کو بہکانا چاہا تو وہ بچا رہا۔)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایسا اس لیے کیا:

﴿لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ.﴾ (یوسف: ٢٤)

(تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو دور کریں' وہ بے شک ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔)

اسی عصمت وعفت اور پاک بازی کو باقی رکھنے کے لئے حجاب و پردہ کا حکم دیا گیا ہے تاکہ کسب حرام، بدکاری اور بے حیائی نہ ہو اور شرم وحیا خودداری محفوظ رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور کی مندرجہ ذیل آیتوں میں ان ہی باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ٥ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ٥﴾ (النور: ۳۰-۳۱)

(اے نبی ﷺ!) (مومن مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی ہے یقیناً اللہ ان کے عملوں سے خوب واقف ہے اور (اے نبی ﷺ) مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھا کریں اور اپنی زینت (سنگھار) کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے حصے کے جو خود بخود عموماً کھلا رہتا ہے اور انہیں چاہئے کہ اپنے گریبانوں (سینوں) پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زینت (چہرے) کو کھلا نہ رکھیں مگر ان لوگوں کے سامنے کھلا رکھیں یعنی شوہروں، باپ، خسر، بیٹے' سوتیلے بیٹے یا بھائی، بھتیجے، بھانجے، اپنی عورتیں اور اپنی لونڈی' غلام، خدمت گار، یا وہ مرد جو عورتوں کے مطلب کے نہیں رہے یا نابالغ لڑکے جو ابھی عورتوں کی پردے کی باتوں سے واقف نہیں ہوئے ہیں اور ان عورتوں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ چلتے وقت اپنے پاؤں کو زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں جس سے پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے اور ایمان والو! اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے غض بصر، حفاظت فروج، تزکیہ نفوس کا حکم تمام مردوں اور عورتوں کو دیا ہے۔ پہلے جملے میں غض بصر کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ہی دوسرے فقرے میں اس کی حکمت، حفاظت فروج اور تزکیہ نفس بتایا اور جس طرح مردوں کو نیچی نظر رکھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح عورتوں کو بھی۔ غض بصر کی علت غائی حفاظت وتزکیہ نفس ہے۔ عفت و پاک دامنی کے خلاف کا نام فاحشہ ہے جس سے بچنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا٥﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک یہ بڑی برائی اور برا چلن ہے۔)

اس آیت کریمہ میں قرب فاحشہ سے روکا گیا ہے اسی طرح اسباب زنا سے بھی روکا گیا ہے جیسا کہ غض بصر والی آیت میں فرمایا:

اسلام میں زانیوں کی سزا بعض حالتوں میں سو کوڑے مارنا اور بعض حالتوں میں سنگسار کرنا ہے لیکن ان کو آخرت میں جو عذاب دیا جائے گا وہ اس سے بہت سخت اور بہت زیادہ عبرت انگیز ہے ایک روحانی خواب میں رسول اللہ ﷺ کو بہت سے لوگوں کے اخروی عذاب کی صورتیں دکھائیں گئیں ان میں بدکاروں کے عذاب کی صورت ان کے فعل قبیح کے مشابہ یہ تھی کہ تنور کی مانند ایک سوراخ تھا جس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا حصہ کشادہ تھا اور اس کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی اور اس میں بہت سے برہنہ مرد اور برہنہ عورتیں تھیں جب اس آگ کے شعلے بلند ہوتے تھے تو یہ معلوم ہوتا کہ یہ لوگ اس کے اندر سے نکل آئیں گے لیکن جب آگ بجھ جاتی تھی تو یہ لوگ پھر اس کے اندر چلے جاتے تھے۔ ❶ یہ عالم برزخ کا عذاب تھا جو قیامت تک جاری رہے گا۔

اس کے برخلاف پاک بازو پاک دامن لوگوں کے فضائل بھی نہایت مؤثر انداز میں بیان کیے گئے ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جب کہ خدا کے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایہ میں لے لے گا جس میں ایک شخص وہ ہوگا جس کو ایک معزز اور شریف عورت نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ❷

یہ تو وہ شرف ہے جو پاک بازوں کو قیامت میں حاصل ہوگا لیکن پاکبازی کی دنیاوی برکتیں بھی کچھ کم نہیں ایک حدیث میں آپ نے زمانہ قدیم میں تین آدمیوں کا قصہ بیان کیا ہے جو ایک ساتھ سفر کر رہے تھے کہ دفعتہً پانی برسنے لگا تینوں نے پانی سے بچنے کے لیے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ سوء اتفاق سے پہاڑ کے اوپر سے ایک پتھر لڑھک آیا جس سے غار کا منہ بند ہو گیا اب نجات کی صورت اس کے سوا نہ تھی کہ اپنے اعمال صالحہ کے واسطے سے خدا سے دعا کریں چنانچہ ہر ایک نے اسی طرح دعا کی اور ان اعمال کی برکت سے پتھر رفتہ رفتہ ہٹ گیا۔ اس میں ایک آدمی کی دعا یہ تھی۔

خداوندا! میری ایک چچازاد بہن تھی جس سے میں بہت محبت رکھتا تھا میں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا لیکن جب تک میں نے اسے سو دینار نہ دے دیئے وہ راضی نہ ہوئی۔ میں نے سو دینار کما کر جمع کیے اور اس کو

---

❶ بخاری کتاب الجنائز' باب (مایلی) ما قیل فی الاولاد المشرکین رقم الحدیث ۱۳۸۶

❷ بخاری' کتاب الاذان' باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دے کر اپنی نفسانی خواہش پوری کرنی چاہی۔ لیکن اس نے کہا خدا سے ڈرو۔ میں فوراً رک گیا۔ خداوندا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے صرف تیری مرضی اور چاہت حاصل کرنے کے لیے یہ کام کیا ہے تو اس پتھر کو ہٹا دے چنانچہ وہ پتھر سرک گیا اور یہ آدمی اس سے نجات پا گیا۔ ❶

اللہ ہم کو اور آپ کو منکر اور فحش باتوں اور کاموں سے محفوظ رکھے اور عفت و پاکدامنی کے نور سے ہمارے قلوب منور فرمائے (آمین)

﴿ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾

☆☆☆

❶ بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حیث للغار

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عدل وانصاف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَالْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَّکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِاللّٰہِ اِذَا عَاھَدْتُّمْ وَلَاتَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ وَلَاتَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَھَا مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ اَنْکَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَکُمْ دَخَلًابَیْنَکُمْ اَنْ تَکُوْنَ اُمَّۃٌ ھِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّۃٍ اِنَّمَا یَبْلُوْکُمُ اللّٰہُ بِہٖ وَلَیُبَیِّنَنَّ لَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَاکُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ﴾ (سورہ نحل: ۹۰- ۹۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(اللہ تعالیٰ عدل کا بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور اللہ کے اقرار کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول وقرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد نہ توڑو باوجودیکہ اللہ کو اس پر ضامن ٹھہرا چکے ہو۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے اور اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے سوت کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا تاکہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو آپس میں مکر کا باعث اس لیے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہو جائے اس سے اللہ تم کو آزما رہا ہے یقیناً اللہ تمہارے لئے قیامت کے دن ہر چیز کو کھول کر بیان کردے گا جس میں تم اختلاف کر رہے ہو۔)

یہ آیت کریمہ ہر قسم کے فضائل ورذائل کو محیط ہے قرآن مجید کی آیتوں میں یہ آیت خیر وشر کی سب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

زیادہ جامع آیت ہے حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں جاہلیت کے زمانے میں جن اخلاق حسنہ پر عمل کیا جاتا اور وہ پسند کئے جاتے تھے ان میں سے کوئی خلق ایسا نہیں ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم نہ دیا ہو اور کوئی بھی بداخلاقی ایسی نہیں ہے جس کی اس آیت میں مخالفت نہ ہو (ابن جریر)

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھلائی اور برائی کے سلسلہ کی سب سے زیادہ جامع آیت یہی ہے۔ (حاکم)

اس آیت کریمہ میں اوامر کے اعتبار سے عدل' احسان' اہل قرابت کے حقوق اور ایفائے عہد اور نواہی کے لحاظ سے فحشا' منکر' بغی اور نقض عہد کا بیان نہایت خصوصیت سے کیا گیا ہے منطقی اصطلاح میں اس آیت کو قضیہ مانعۃ الخلو کہا جاسکتا ہے یعنی ہر فضائل حمیدہ میں ان چاروں عدل احسان اور صلہ رحمی اور ایفائے عہد کا اجتماع ہوسکتا ہے لیکن کوئی حسن خلق ان چاروں سے خالی نہیں ہوسکتا بلکہ کوئی نہ کوئی اس میں ضرور ہوگا اسی طرح سے تمام خصائل رذیلہ اور قبائح ذمیمہ میں ان چاروں فحشاء منکر اور بغی اور نقض عہد کا اجتماع ممکن ہے مگر کوئی بداخلاق ان چاروں کے اجتماع سے خالی نہیں بلکہ ان چاروں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے ہم ان چاروں مامورات ومنہیات کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو ان خصائل حمیدہ سے مزین فرمائے اور ہر قسم کے قبائح اور رذائل سے بچائے آمین۔

ہر وہ خلق جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے وہ فضائل کہلاتے ہیں اور ہر وہ کام جس کو اللہ ناپسند کرتا ہے رذائل ہیں ان ہی فضائل ورذائل کو اوامر اور نواہی سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی وہ کام اچھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اس میں عقلی خوبیاں اور جمہوری فائدہ بھی ہے جیسا کہ آگے چل کر آپ کو معلوم ہوجائے گا اور جس کام کو اللہ ناپسند کرتا ہے وہ برا ہے عقلی برائیاں اور خلق خدا کا نقصان بھی ہوتا ہے اخلاق حسنہ کی جزئیات کا احاطہ بہت مشکل ہے اس آیت میں چار جزئیات کا اجمالی تذکرہ ہے جن پر دیگر جزئیات کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح خصائل قبیحہ کا شمار بھی ناممکن ہے لیکن نمونے کے طور پر اس آیت میں چار جزئیات بیان کئے گئے ہیں جن سے دوسرے خصائل ذمیمہ کو سمجھا جاسکتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک واقعہ منقول ہے کہ اللہ نے حضور اقدس ﷺ کو حکم دیا کہ قبائل عرب کے پاس جائیں ایک سفر میں حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ تھے۔ اس دفعہ مختلف قبائل کا دورہ کرتے ہوئے شیبان بن ثعلبہ کے قبیلہ کے پاس پہنچے حضور اقدس ﷺ نے پہلے کلمہ شہادت کی دعوت دی پھر بھی ابن ثعلبہ کے خطیب مفروق نے عرض کیا کہ کس بات پر آپ دعوت دیتے ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ﴾ تب بھی خطیب نے کہا کس بات کی دعوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دیتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ تب خطیب قبیلہ مفروق نے کہا اے قریشی بھائی تو نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی دعوت دی بے شک وہ قوم حق سے دور جا پڑی جس نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کے خلاف مظاہرہ کیا اس کے بعد اس کے سردار نے کہا کہ جلدی میں کوئی فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہمارا قبیلہ اس مسئلہ پر غور کرے گا۔ ❶

یہ آیت خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی المتوفی ۱۰۱ھ کے دور حکومت سے جب کہ ان کی حکومت ایشیا و افریقہ سے بڑھ کر یورپ میں اسپین تک پہنچ چکی تھی اور جملہ اقوام و مذاہب اسلامی دائرہ حکومت میں بستی تھیں اس وقت ساری دنیا میں جمعہ کے دوسرے خطبہ میں پڑھی جاتی تھی صاف ظاہر ہے یہ بین الاقوامی آیت دستور حکومت اور جملہ مذاہب اور اقوام کے حقوق کی ضامن ہے۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ جن تین چیزوں کا اس آیت میں ذکر ہے ان کے سبب ملک کی استقامت ہے اور جن تین چیزوں کی ممانعت ہے ان کے باعث اضطراب و پریشانی ہوتی ہے اور چھے چیزوں سے ہر ایک کا نتیجہ یہ ہے۔

۱۔عدل کا ثمرہ فتح و نصرت ہے ۲۔احسان کا ثمرہ ثنا و صفت ہے ۳۔صلہ رحمی کا ثمرہ انس و الفت ہے ۴۔فحشاء کا نتیجہ دین و دنیا کا فساد و تباہی ہے ۵۔منکر کا نتیجہ دشمنوں کو آمادہ کرنا ہے ۶۔بغی یعنی ظلم و سرکشی کا حاصل ان چیزوں سے محروم رہنا ہے جن کی تمنا ہے۔

محققین صوفیاء نے ان چھ چیزوں کو تصوف کی بنیاد بتلایا ہے اب ہم اس مختصر خطبہ میں ان باتوں کی طرف خاص توجہ دلاتے ہیں۔

عدل

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عدل کا تذکرہ فرمایا ہے عدل کے معنی انصاف کے ہیں۔ ہر چیز میں انصاف کی ضرورت ہے قول میں فعل میں یعنی جو کہیں یا جو کریں اس میں انصاف اور سچائی اور حق گوئی ہو ہر چیز سچائی کے ترازو میں ٹھیک اترے اور انصاف کی کسوٹی پر پوری اترے افراط و تفریط اور کمی بیشی ہرگز نہ ہو یہ عدل اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک عدل بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ حق فیصلہ کرتا ہے حق بات کہتا ہے اور حق کام کرتا ہے ارشاد فرمایا:

﴿وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ﴾ (احزاب: ٤)

❶ دلائل النبوة للبيهقي ٢/ ٤٢٢- دلائل النبوة لابی نعيم ١/ ٢٨٢ (٢١٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اللہ حق ہی بات کہتا ہے۔)

﴿وَاللّٰهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ.﴾ (مومن: ٢٠)

(اللہ حق ہی فیصلہ کرتا ہے۔)

پہلی آیت میں عدل قولی دوسری آیت میں عدل فعلی کا بیان ہے اور یہ دونوں باتیں عدل قولی اور عدل فعلی کا تذکرہ اس آیت میں ہے کہ

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا.﴾ (انعام: ١١٥)

(اور آپ کے رب کی بات سچائی اور انصاف کے ساتھ پوری ہوگئی۔)

سارا نظام عالم صرف اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف ہی پر قائم ہے اور وہ خود بھی پورے پورے انصاف کے ساتھ قائم ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ﴾ (ال عمران: ١٨)

(اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والوں نے بھی کہ وہی اللہ عدل وانصاف کے ساتھ قائم ہے۔)

یہ عدل اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے اسی کا اس نے حکم دیا ہے خواہ اپنے ہوں یا پرائے دوست ہوں یا دشمن سب کے ساتھ عدل وانصاف کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّاتَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ.﴾

(مائدہ: ٨)

(اے ایمان والو! تم للّٰہیت کے ساتھ حق پر قائم ہو جاؤ۔ انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے انصاف کرو یہی انصا پرہیز گاری سے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے واقف ہے۔)

اس آیت میں انصاف کو اقرب الی التقوی فرمایا گیا ہے اور تقوی کے درجے تک پہنچ کر انسان صحیح معنوں میں انسان کامل بن جاتا ہے متقی آدمی نہ کسی پر ظلم وتعدی کرتا ہے اور نہ عداوت ودشمنی پر آمادہ ہوتا ہے پس عدل کا تقاضا یہی ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرے اور انصاف کی راہ میں کسی کی دشمنی آڑے نہ آسکے۔" انصاف وعدل" دوستی اور دشمنی سے بالاتر ہے بلکہ انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ دشمن کے ساتھ سب سے پہلے انصاف کیا جائے تاکہ عدل وانصاف کرنے والے کا امتحان ہو جائے جیسا کہ ارشاد ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا. ﴾ (نساء: ۱۳۵)

(اے ایمان والو! تم انصاف کی حمایت میں کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے گواہ بن کر اگر چہ تمہارا اس میں نقصان ہی ہو یا ماں باپ یا رشتہ داروں اور عزیزوں کا اگر وہ دولت مند یا محتاج ہیں تو اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ ان کا ہمدرد اور خیر خواہ ہے لہذا تم عدل اور انصاف کرنے میں خواہشات نفسانی کی اتباع اور پیروی نہ کرو اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلوتہی کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے کام سے واقف ہے۔)

ان آیتوں میں عدل کے خلاف ایک ایک ریشہ کو جڑ سے نکال کر پھینک دیا گیا ہے کہا گیا کہ معاملات عدل وانصاف کی حمایت تمہارا مقصد ہو جو کچھ کہو یا کرو خدا لگتی کہو یا اللہ کے واسطے کہو۔ عدل وانصاف کے فیصلے اور گواہی میں نہ تو اپنے نفس کا خیال بیچ میں آئے نہ عزیزوں اور قرابت داروں کا نہ دولت مند کی طرف داری کا نہ محتاج پر رحم کا پھر اس فیصلہ اور گواہی میں دولت مند کی خاطر نہ کرو اور نہ محتاج پر ترس کھاؤ اور قرابت کو بھی نہ دیکھو جو حق ہو وہ کرو یا کہو۔ پھر کہنے میں کوئی توڑ موڑ نہ کرو کہ سننے والا شبہ میں پڑ جائے یا پوری بات نہ کہو کچھ چھپا لو تو یہ سب باتیں عدل اور انصاف کے خلاف ہیں کسی غریب کی غربت پر ترس کھا کر فیصلہ میں ردوبدل کر دینا بظاہر نیکی کا کام دکھائی دیتا ہے مگر حقیقت میں یہ ایک مقدس فریب ہے۔ فیصلہ میں ترس کھا کر بے ایمانی کرنا بھی ویسا ہی ہے جیسا کسی کی خاطر رکھ کر یا کسی کی بزرگی مان کر یا کسی کی بڑائی سے مرعوب ہو کر بے ایمانی کرنا ہے۔ غرض یہ کہ عدل وانصاف کی راہ میں کوئی اچھا یا برا جذبہ حاکم کے لئے ٹھوکر کا پتھر نہ بنے۔

اسی طرح آیت مذکورہ کا اشارہ ادھر بھی ہوا کہ جو گواہ کسی فریق کو نفع پہنچانے کی غرض سے جانب دارانہ گواہی دیتا ہے وہ غلطی میں مبتلا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اس کا نگران نہیں ہو سکتا اس لئے نہ گواہوں کو اس کی طرف داری کرنی اور نہ خود کسی فریق کو گواہ کی طرف داری کے ذریعہ سے اپنی منفعت کا خیال دل میں لانا چاہئے بلکہ دونوں کو اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا چاہئے کہ وہی ان کا سب سے بہتر اور سب سے بڑھ کر ولی اور حمایتی ہے۔

لوگ عدل وانصاف کے فیصلہ اور گواہی میں اس لئے غلط بیانی کرتے ہیں کہ جس فریق کی طرف داری مقصود ہے تو اس کو فائدہ پہنچ جائے تو ارشاد ہوا کہ اللہ اپنے امیر اور غریب دونوں بندوں کے حق میں تم سے زیادہ خیر خواہ ہے تمہاری کم بین نظر تو آس پاس تک جا کر رہ جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب کچھ ہے وہ سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کچھ دیکھ کر اور سب کچھ جان کر اپنے بندوں کے ساتھ وہ کرتا ہے جس میں ان کی بھلائی ہے۔ غور کیجئے ان لفظوں میں عدل وانصاف کا فلسفہ کس خوبی سے بیان کیا گیا ہے کم حوصلہ انسان اپنے فیصلہ اور گواہی میں کسی خاص انسان کی بھلائی کے لئے جھوٹ بولتا یا غلط فیصلہ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔ حالانکہ عالم الغیب کے سوا یہ کس کو معلوم ہوسکتا ہے کہ آگے چل کر اس کے لئے کیا چیز مفید ٹھہرے گی۔ پھر ایک اور حیثیت سے دیکھئے کہ بالفرض کسی ایک خاص آدمی کو اپنی طرف داری سے فائدہ پہنچا بھی دیا تو کیا یہ سچ نہیں کہ اس نے اس طرح حقیقت میں سچائی کا خون کر کے نظم عالم کو ابتر کرنے کی کوشش کی اور ظلم کی بنیاد رکھی جس سے عالم کے امن وامان کے درہم برہم ہو جانے کا خطرہ ہے غلط گو انسان کی محدود نگاہ میں ایک جزئی واقعہ کے نفع ونقصان کا خیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کے حکم میں سارے عالم کی خیر خواہی کا ایک بھید چھپا ہے جس کا ایک فرد وہ خاص انسان بھی ہے۔

انسان کے ہر فرد اور ہر جماعت بلکہ حکومت اور سلطنت میں عدل وانصاف کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس لئے معاشرتی زندگی کے عدل کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ﴾ (النساء: ٣)

(اگر تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ متعدد عورتوں کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو صرف ایک ہی بیوی پر یا ایک باندی پر اکتفا کرو۔)

جو عورتوں کے درمیان انصاف نہیں کرتے وہ سخت مجرم ہیں اور اپنے بچوں کے درمیان بھی انصاف ضروری ہے۔ جو ایک بچے کو دیا جائے وہی دوسرے بچے کو بھی دیا جائے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم نے میری خدمت کے لئے ایک غلام مجھے عطا فرمایا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر کر کے کہا۔

((إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا))

”میں نے اس بچے کو ایک غلام دیا ہے آپ شاہد بن جایئے۔“

آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے سب بچوں کو غلام دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا:

((فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ.)) ❶

”اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان میں انصاف سے کام لو۔“

❶ صحيح بخاری كتاب الهبة و فضلها و التحريض عليها- باب الاشهاد فى الهبة رقم الحديث ٢٥٨٧

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یتیم بچوں کے متولیوں اور سرپرستوں کے لئے بھی عدل وانصاف کی ضرورت ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ. ﴾ (نساء: ۱۲۷)

(اور یتیموں کے ساتھ انصاف کرو۔)

بچوں عورتوں اور یتیموں کے ساتھ عدل وانصاف کرنے سے پورے گھرانے اور خاندان کی اصلاح ہوسکتی ہے اسی طرح دو شخص یا دو گروہوں اور دو جماعتوں میں انصاف وعدل کرنے سے پورے ملک کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

﴿ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ. ﴾ (الحجرات: ۹)

(اوران دونوں میں برابری کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کو ملحوظ رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔)

عدل وانصاف حکومت وسلطنت کی عمارت کا ستون ہے اگر حکومت میں انصاف نہیں ہے تو اس کی عمارت بہت جلد منہدم ہو جاتی ہے۔

اَلْمُلْكُ يَبْقٰى مَعَ الْكُفْرِ وَلَا يَبْقٰى مَعَ الظُّلْمِ.

”کفر کے ساتھ تو سلطنت باقی رہ سکتی ہے لیکن ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی۔“

اسی لئے اسلام نے ہر قسم کے مذہبی اور عدالتی فیصلوں کے لئے انصاف کو لازمی اور ضروری قرار دیا ہے بغیر اس کے مظلوم کی دادرسی ممکن نہیں ہے۔ارشاد ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ. ﴾ (النساء: ۵۸)

(اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کو امانتیں دے دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ کرو۔)

اور یہ فیصلہ دوست دشمن موافق ومخالف سب کے لئے یکساں عدل وانصاف ہو چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو یہودیوں کے معاملات میں حکم ہوا کہ۔

﴿ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ. ﴾ (مائدہ: ۴۲)

(اور اگر آپ ان یہودیوں کے درمیان فیصلہ کریں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔)

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یہود ونصاریٰ اسلام کے کھلے دشمن تھے لیکن اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ:

﴿ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ وَّاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ . ﴾

(شوری: ۱۵)

(اور آپ فرما دیجئے کہ میں اس کتاب پر ایمان رکھتا ہوں جو اللہ نے اتاری ہے اور اللہ کی طرف سے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل وانصاف کروں اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے ہم کو ہمارے عملوں کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے عملوں کا بدلہ ملے گا ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے ہم سب کو اللہ کی طرف جانا ہے۔)

مطلب بالکل واضح ہے کہ گو ہمارے اور تمہارے درمیان دینی مذہبی مخالفت ضرور ہے مگر تمہارے ساتھ عدل وانصاف کیا جائے گا۔ امیر غریب مسلم غیر مسلم کی کوئی رعایت نہیں ہم سب اللہ کے بندے ہیں اور مرنے کے بعد اللہ ہی کے پاس جانا ہے جہاں انصاف اور ظلم کا بدلہ ملنا ہے ہم کو ہمارے عملوں کا بدلہ ملنا ہے اور تم کو تمہارے ظلم کا ملے گا رسول اللہ ﷺ سراسر عدل ہے تھے اس لئے لوگ نبوت سے پہلے بھی آپ کے پاس مقدمات لیجاتے اور آپ کے فیصلہ پر سب لوگ راضی ہو جاتے۔

حجر اسود کے نصب کرنے کا مشہور واقعہ ہے کہ سب قریش نے مل جل کر بیت اللہ بنا کر مکمل کر دیا مگر جب حجر اسود کے قائم کرنے کا موقعہ آیا تو سخت اختلاف ہوا کیونکہ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ یہ کام اسی کے ہاتھ سے سر انجام پائے چار دن تک برابر یہی جھگڑا ہوتا رہا آخر امیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے زیادہ عمر کا تھا یہ رائے دی کہ کسی کو حکم بنا کر اس کے فیصلے پر عمل کریں اس رائے کو مانا گیا اور قرار دیا گیا کہ جو کوئی اب سب سے پہلے حرم میں آئے گا وہی سب کا حکم سمجھا جائے گا۔ اتفاقاً آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے آنحضرت ﷺ کو دیکھنا تھا کہ ھٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَاہُ کے نعرے لگ گئے (امین آ گیا۔ ہم اس کے فیصلے پر رضا مند ہیں)

آنحضرت ﷺ نے اپنی زیرکی اور معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر کی کہ سب خوش ہو گئے آنحضرت ﷺ نے ایک چادر بچھائی اور اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو اس میں رکھ دیا پھر ہر ایک قبیلہ کے سردار کو کہا کہ چادر کو پکڑ کر اٹھائیں اس طرح اس پتھر کو وہاں تک لائے جہاں قائم کرنا تھا آنحضرت نے پھر اسے اٹھا کر کونے پر لگا دیا۔ ❶

---

❶ مستدرك حاكم كتاب المناسك باب وضع رسول الله ﷺ الحجر الاسود مكانه عند بناء البيت ٢/ ٤٥٨

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک عورت فاطمہ مخزومیہ نے چوری کی۔ قریش کی عزت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے کہ وہ سزا سے بچ جائے اور معاملہ دب جائے حضرت اسامہؓ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خاص خادم اور محبوب تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ سفارش کیجئے حضرت اسامہؓ اپنے بھولے پن میں اس عورت کے لئے معافی کی درخواست کرنے لگے آپ نے ناراض ہوکر فرمایا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ اللہ کی قسم اگر میری لختِ جگر فاطمہؓ چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔ ❶

آپ نے خود اسی عدل پر پوری زندگی گزاری اور آپ کے بعد خلفاء راشدین بھی عدل وانصاف کی ایک مثالی خلافت پر گامزن رہے اور ان کے عدل وانصاف کی داستانیں قیامت تک یادگار رہیں گی عادل بادشاہ کی تعریف اور فضیلت ہے دنیا میں اس کی بڑی قدر وعزت ہے اور قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں رہے گا جیسا کہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔ کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا قیامت کے دن سوائے عرش الٰہی کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا اس سایہ میں سات طرح کے لوگ ہوں گے۔ ایک عادل اور منصف بادشاہ بھی ہوگا۔ ❷

۲۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَاللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَمِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ.)) ❸

''انصاف کرنے والے اللہ کے نزدیک اس کے داہنی جانب نور کے منبروں پر ہوں گے۔''

۳۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((اِنَّ اَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ رَفِيْقٌ وَاِنَّ شَرَّالنَّاسِ عِنْدَاللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِمَامٌ جَابِرٌ خَرِقٌ.)) ❹

''قیامت کے روز بلحاظ قدر ومنزلت تمام لوگوں میں بزرگ ترین بندہ منصف نرم دل امام (امام سے مراد حاکم ہے) ہوگا اور قیامت کے دن بلحاظ قدر ومنزلت تمام لوگوں میں بدترین شخص ظالم

---

❶ صحیح بخاری کتاب الحدود- باب کراهية الشفاعة فی الحد اذا رفع الى السلطان رقم الحديث ٦٧٨٨' مسلم ٢/ ٦٤- كتاب الحدود- باب قطع السارق الشريف وغيره و النهى عن الشفاعة فى الحدود

❷ صحیح بخاری: کتاب الاذان- باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلوة و صحیح مسلم کتاب الزكوة باب فضل اخفاء الصدقة

❸ مسلم: کتاب الامارة باب فضيلة الامام العادل

❹ شعب الایمان للبیهقی ٦/ ١٦- رقم ٧٣٧١

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور احمق امام ہوگا۔"

۴۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلٰی ظِلِّ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالُوْا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ الَّذِیْنَ اِذَا اُعْطُوْا الْحَقَّ قَبِلُوْہُ وَاِذَا سُئِلُوْہُ بَذَلُوْہُ وَحَکَمُوْا لِلنَّاسِ کَحُکْمِھِمْ لِاَنْفُسِھِمْ.)) ❶

"کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن اللہ کے سائے کی طرف سبقت کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جب ان کو ان کا حق دیا جاتا ہے تو بے چون وچرا تسلیم کر لیتے ہیں اور حق تو ہے ان کا لیکن لوگ جب ان سے مانگتے ہیں تو بے دریغ خرچ کر دیتے ہیں اور لوگوں کے لئے ویسا ہی حکم کرتے ہیں جیسا کہ خود اپنے نفسوں کے لئے فیصلہ کرتے ہیں (یعنی جو کچھ اپنے لئے چاہتے ہیں وہی دوسروں کے لئے چاہتے ہیں)"

اور یہی معنی ہیں "آنچہ برخود مپسندی بر دیگرے مپسند" کے۔

اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے عادل بادشاہوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے عدل وانصاف کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے ان کے عدل کی وجہ سے اللہ کی مخلوق نہایت آرام سے اپنی زندگی گزارتی ہے کھانے میں بڑی برکت رہتی ہے پیداوار میں ترقی ہوتی ہے ہر چیز ارزاں وسستی رہتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں ایک حدیث کے ضمن میں بتایا ہے۔

وَجَدْتُ فِیْ خَزَائِنِ بَنِیْ اُمَیَّۃَ حِنْطَۃَ الْحَبَّۃِ بِقَدْرِ نَوَاۃِ التَّمْرِ وَھِیَ فِیْ صُرَّۃٍ مَکْتُوْبٍ عَلَیْھَا کَانَ ھٰذَا یَنْبُتُ فِیْ زَمَنِ الْعَدْلِ.

"میں نے بنی امیہ کے گودام میں ایک قسم کا گیہوں پایا ہے جس کا ایک ایک دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر تھا یہ گندم ایک تھیلے میں بند تھا جس کے اوپر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی یہ گیہوں عدل وانصاف کے زمانہ خیر کی پیداوار ہے۔"

یہ تو امام احمد بن حنبل کے زمانہ سے پہلے کی بات ہے۔ علامہ ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ نے اپنے زمانہ یعنی آٹھویں صدی ہجری کے متعلق "الجواب الکافی" میں امام صاحب کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

وَاَخْبَرَنِیْ جَمَاعَۃٌ مِنْ شُیُوْخِ الصَّحْرَآءِ اَنَّھُمْ کَانُوْ یَعْھَدُوْنَ الثِّمَارَ اَکْبَرَ مِمَّا ھِیَ

❶ مسند احمد: ٦/ ٦٧ عن عائشة رضي الله عنها

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْاٰنَ.

''بوڑھے شیوخ نے مجھے بتایا کہ خود ان لوگوں نے بھی آج کل کے دانوں سے بہت بڑے بڑے دانے اپنے پہلے وقتوں میں دیکھے ہیں۔''

علامہ مقدسی بشاری متوفی ۳۷۵ھ احسن التقاسم فی معرفۃ الاقالیم میں اقلیم مشرق کے علاقہ ہیطل کے بارے میں لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ اِنَّ هٰذَا الْجَانِبَ اَخْصَبُ بِلَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

''یعنی یہ علاقہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام روئے زمین سے زیادہ سرسبز وشاداب ہے۔''

پھر لکھتے ہیں کہ یہاں پر دنیا بھر سے زیادہ نیکی علم دین آبادی علمی رغبت دین میں استقامت شان وشوکت تنومندی جہاد فی سبیل اللہ میں دائمی دل کی صفائی اور سلامتی اور نماز باجماعت میں رغبت پائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ معاشی کشادگی پرہیزگاری اور صدقات وخیرات دعوت ومدارات اور اہل ودانش کی قدرافزائی بھی کافی پائی جاتی ہے۔

واضح رہے یہ مسلمانوں کی دینی زندگی اور اس کی برکتیں کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں تھیں بلکہ جوانب و اطراف ہیطل کے دور دراز علاقے بخارا وغیرہ تک سب ان کی برکات کا گہوارہ بنے ہوئے تھے علامہ ابواسحاق فارسی مسالک الممالک میں سمرقند کے قریب الغبر نامی مقام کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہاں کی زمین بہت زرخیز ہے وہاں پر ایک بوری بیج سے ایک سو بوری غلہ پیدا ہوتا ہے نیز وہاں پر چراگاہیں بھی بہت زیادہ ہیں۔

مورخ اصطخری نے بخارا کے متعلق یہ تصریح کی ہے کہ یہاں کی زرخیزی اور آبادی کا یہ حال ہے کہ بسا اوقات ایک آدمی ایک بیگھہ زمین میں کاشتکاری کر کے اپنی معاشی ضرورت پوری کر لیتا ہے مسلمانوں نے اپنے بابرکت زمانوں میں ترقی کے ہر میدان میں جو سبقت کی ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ درحقیقت مسلمان ایک زمانے میں اقوام عالم کے مسلم استاد تھے کیونکہ ان میں عدل وانصاف تھا اور اللہ کے اس فرمان ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ پر پورے پورے عامل تھے۔

حضرت امام ابوداودؒ اپنی مشہور کتاب کے باب صدقۃ الزرع کے ذیل میں یہ تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ اَبُوْ دَاوٗد شَبَّرْتُ قِثَّاءَ ةً بِمِصْرَ ثَلٰثَ عَشَرَ شِبْرًا وَرَاَيْتُ اُتْرُجَّةً عَلٰى بَعِيْرٍ قِطْعَتَيْنِ قُطِّعَتْ وَصُيِّرَتْ عَلٰى جَمَلٍ مِثْلَ عِدْلَيْنِ.

''یعنی میں نے مصر میں ایک ککڑی دیکھی جس کو میں نے تیرہ بالشت ناپا یعنی ساڑھے تین گز لمبی ککڑی دیکھی اور نیبو دیکھا جس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے تھے اور دونوں ٹکڑے ایک اونٹ پر اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

طرح لاد دیئے گئے تھے جیسے لادی کو اونٹ کے دونوں جانب لاد دیا جاتا ہے۔''
یعنی ایک نیبو پورے ایک اونٹ کا بوجھ تھا یہ زمانہ عدل کی پیداوار تھی۔
علامہ دمیری نے اپنی مشہور کتاب ''حیوۃ الحیوان'' میں ظالم بادشاہوں کی نحوست اور عادل بادشاہوں کی برکت کے سلسلے میں بہت سے دلچسپ واقعات لکھے ہیں جن میں یہ واقعہ عبرت کے لئے ذیل میں لکھا جا رہا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بادشاہ پوشیدہ طور پر اپنے شہر سے دوسری جگہ گیا۔ اور ایک آدمی کے یہاں ٹھہرا جس کے گائے پلی ہوئی تھی کہ ایک گائے سے تیس گائیوں کے دودھ کی مقدار سے زیادہ دودھ نکلا یہ دیکھ کر بادشاہ نے تعجب کیا اور اس نے اپنے دل میں اس گائے کو لے لینے کا خیال کیا دوسرے روز وہ گائے چراگاہ میں چرنے کے لئے گئی اور شام کو گھر واپس آئی تو اس روز کم دودھ نکلا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ آج اس کا دودھ کیوں کم نکلا۔ کیا اس چراگاہ میں چرنے نہیں گئی تھی جہاں پہلے چرنے جایا کرتی تھی۔ گھر والوں نے کہا گائے وہی ہے اور وہی چراگاہ ہے جہاں روزانہ چرنے کے لئے جایا کرتی تھی۔

وَلٰكِنَّ اَرَى الْمَلِكَ اَضْمَرَ لِبَعْضِ رَعِيَّتِهٖ سُوْءً فَنَقَصَ لَبَنُهَا فَاِنَّ الْمَلِكَ اِذَا ظَلَمَ اَوْهَمَّ بِظُلْمٍ ذَهَبَتِ الْبَرَكَةُ قَالَ فَعَاهَدَ الْمَلِكُ رَبَّهٗ اَنْ لَّا يَاْخُذَهَا وَلَا يَظْلِمَ اَحَدًا قَالَ فَغَدَتْ فَرَعَتْ ثُمَّ رَاحَتْ فَحَلَبَتْ حِلَابَهَا فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ فَاعْتَبَرَ الْمَلِكُ بِذٰلِكَ وَعَدَلَ وَقَالَ اِنَّ الْمَلِكَ اِذَا ظَلَمَ اَوْهَمَّ بِظُلْمٍ ذَهَبَتِ الْبَرَكَةُ لَا جَرَمَ لَاَ عْدِلَنَّ. (حیوۃ الحیوان ص ١٤٩)

''لیکن بادشاہ کی نیت خراب ہوگئی ہے اور اس نے اپنی بعض رعایا پر ظلم کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ جب بادشاہ رعایا پر ظلم کرتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے اور پیداوار میں کمی ہو جاتی ہے بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ آئندہ کسی پر ظلم نہیں کروں گا۔ اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے اس کا معاہدہ کیا۔ بادشاہ وہیں ٹھہرا رہا کہ تیسرے روز گائے چر کر شام کو واپس آئی تو پہلے دن کی طرح زیادہ دودھ نکلا اب بادشاہ کو یقین آ گیا انصاف کی نیت کی برکت ہے پھر اس دودھ میں اضافہ ہو گیا ہے اور اس نے اس سے عبرت حاصل کی اور عدل و انصاف کا پختہ ارادہ کیا اور کہا کہ سچ ہے کہ جب بادشاہ ظلم یا ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے آئندہ میں انصاف ہی انصاف کرتا رہوں گا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

احسان

اس آیت کریمہ میں دوسرا حکم احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو احسان اور نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے کہ تم نیکی اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو۔

احسان کے لغوی معنیٰ اچھا کام کرنے اور کسی کام کو اچھے طریقے سے کرنے کے ہیں اردو میں احسان جود و سخاوت اور کرم کو کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک اچھا اور نیک کام ہے احسان اور نیکی و بھلائی کے بہت سے افعال ہیں ان میں سے ایک اچھا کام سخاوت اور کرم بھی ہے۔ یہ احسان و بھلائی کرنا ایک اعلیٰ درجے کی صفت ہے جو تمام نیکیوں کو شامل ہے اور نیکی کا کوئی فرد احسان سے خالی اور خارج نہیں۔ احسان کرنے والے کو محسن کہتے ہیں اور محسن اللہ کا محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ .﴾ (البقرۃ: ۱۹۵)

(نیکی اور احسان کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔)

اور ان کے اچھے کام کو اکارت نہیں کرتا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ.﴾ (التوبہ: ۱۱۹)

(یقیناً اللہ نیک اور اچھے کام کرنے والوں کی مزدوری کو ضائع اور برباد نہیں کرتا۔)

احسان اور بھلائی یہ ہے کہ دوسرے کے ساتھ نیک اور اچھا سلوک کرنا جس سے اس کو آرام پہنچے اور دل خوش ہو جائے اور اس کی تکلیف دور ہو جائے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مصیبت دور کر کے ان کو قید خانہ سے نجات دلائی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے شکریہ کے طور پر فرمایا:

﴿وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْٓ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ.﴾ (یوسف: ۱۰۰)

(اور اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ احسان کیا کہ اس نے مجھے جیل خانہ سے نکالا اور آپ لوگوں کو گاؤں سے یہاں لے آیا۔)

قصوروار کے قصوروں کو معاف کر دینا اور درگزر کر دینا اور ان کے مقابلہ میں غصہ کو پی جانا ایک احسان ہے جو خدا کو بہت پسند ہے اور ایسے لوگ جنت کے مستحق لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ○ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ○﴾ (ال عمران: ۱۳۳- ۱۳۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اور اپنے پروردگار کی بخشش اور اس کی جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ اتنا بڑا ہے جیسے زمین و آسمان کا پھیلاؤ ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خوش حالی اور تنگ دستی میں اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے قصوروں کو معاف کردیتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔)

اس سے زیادہ اور کیا درجہ ہوسکتا ہے کہ احسان کرنے والا اللہ کا محبّ ہوتا ہے اور عفوو درگزر کردینا احسان کا ایک اونچا درجہ ہے۔ اس احسان اور درگزری کی تاکید ہے۔ فرمایا۔

﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٥﴾

(النور: ۲۲)

(اور چاہیئے کہ وہ معاف اور درگزر کردیں کیا تم اس بات کو نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمادے وہ بڑا ہی غفور رحیم ہے۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو عفو واحسان کی ترغیب دلائی ہے کہ جب دوسروں کے قصوروں کو معاف کردو گے تو اللہ بھی تمہارے قصوروں کو معاف کردے گا جب تم لوگوں کے ساتھ احسان کرو گے تو اللہ بھی تمہارے ساتھ احسان فرمائے گا۔

﴿ هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ. ﴾ (رحمن: ٦٠)

(احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔)

دراصل دوسروں کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنا گویا اپنے ساتھ بھلائی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا. ﴾ (جاثیہ: ۱۵)

(جس نے اچھا کام کیا اس نے اپنی بھلائی کی اور جس نے برائی کی اس نے اپنا برا کیا۔)

دوسروں کے ساتھ احسان کرنا اور اس کی تکلیفوں کو دور کرنا چاہیے۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيهِ .)) ❶

”جو مسلمان کسی مسلمان سے دنیا کی پریشانی دور کردے گا اور جو مسلمان کسی تنگ دست پر دنیا میں

❶ صحیح مسلم کتاب الذکر و الدعاء باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن و علی الذکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آسانی کردے گا اللہ تعالیٰ اس کی دونوں جہاں میں پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اعانت میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی خدمت میں مصروف رہتا ہے۔“

دوسروں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تنگ دست قرضدار کے قرض کو معاف کر کے اس کو اس بار گراں سے سبکدوش کر دیا جائے یہ احسان اللہ کو اس قدر پسند ہے کہ صرف اسی ایک احسان کی وجہ سے ایک آدمی کی مغفرت گئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص جو نیکی کا کام نہیں کرتا تھا صرف لوگوں قرض دیتا تھا اور جب اس کو کوئی مقروض تنگ دست نظر آتا تھا تو اپنے ملازموں سے کہتا اس سے درگزر کرو شاید اللہ ہم سے بھی درگزر کرے۔ چنانچہ اس کے صلہ میں اللہ نے اس سے درگزر کیا۔ ❶

دوسری حدیث میں ہے کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا موت کے بعد فرشتوں نے اس سے سوال کیا کہ تم نے نیکی کا کوئی کام کیا ہے؟ اس نے کہا کوئی نہیں۔ فرشتوں نے کہا ذرا یاد کرو اس نے کہا میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اگر مقروض فراخ دست ہوتا تھا تو قرض لینے میں آسانی کرتا تھا اور اگر تنگ دست ہوتا تھا تو اس کو مہلت دیتا تھا یا یہ کہ فراخ دست مقروض کو مہلت دیتا تھا اور تنگ دست کا قرض چھوڑ دیتا تھا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((اِنَّ رَجُلًا کَانَ فِیمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ اَتَاهُ الْمَلَكُ لِیَقْبِضَ رُوحَهُ فَقِیلَ لَهُ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَیْرٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ قِیلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ مَا اَعْلَمُ شَیْئًا غَیْرَ اَنِّی کُنْتُ اُبَایِعُ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا وَ اُجَازِیهِمْ فَاُنْظِرُ الْمُوسِرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ.)) ❷

اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ قیامت کی تکلیف سے اس کو نجات دے وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کرے۔ ❸

یہی روایت مسند احمد بن حنبل میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے جو شخص اپنے قرضدار کو مہلت دے گا تو قیامت کے دن وہ اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔ ❹

غرض یہ ہے کہ اسلام نے دوسروں کے ساتھ بھلائی اور احسان کرنے کو کسی خاص معنی میں محدود نہیں کیا ہے

---

❶ صحیح بخاری کتاب البیوع باب من انظر معسرا و مسلم کتاب المساقاۃ- باب فضل انظار المعسر-

❷ صحیح بخاری کتاب البیوع- باب انظر موسرا- و مسلم کتاب المساقاۃ- باب فضل انظار المعسر

❸ صحیح مسلم کتاب المساقاۃ- باب فضل انظار المعسر

❹ مسند احمد: ٥/ ٣٠٠‘ ٣٠٨ و سنن دارمی: ٢/ ٣٤٠- کتاب البیوع- باب فی من انظر معسرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بلکہ اس کو نیکی کی ہر راہ میں وسیع کر دیا ہے۔ زندگی تو زندگی موت میں بھی اس نے اصول کے دائرہ کو تنگ نہیں کیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

((اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُو الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَ لْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شُفْرَتَهٗ وَ لْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے ہر شے پر احسان کرنا فرض کیا ہے تو اگر تمہیں کسی کو (کسی شرعی حکم کے سبب سے) جان سے مارنا بھی پڑے تو اس کو بھی اچھائی کے ساتھ کرو۔ کسی جانور کو ذبح کرنا چاہو تو بھی خوبی کے ساتھ کرو۔ چھری کو خوب تیز کر لیا کرو اور اپنے ذبیحہ کو راحت دو۔''

پھر یہ اصول کہ جو میرے ساتھ احسان کرے اسی کے ساتھ احسان کرنا چاہئے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی تعلیم کے خلاف ہے ایک شخص نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ میں کسی شخص کے پاس سے گزرتا ہوں تو وہ میری مہمانی نہیں کرتا تو کیا جب اس کا گزر مجھ پر ہو تو میں اس کی کج خلقی کا بدلہ یہی دوں؟ فرمایا نہیں تم اس کی مہمانی کرو۔ ❷

لوگ احسان کو غلطی سے دولت و تمول یا دوسری بڑی بڑی باتوں کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غریب کیا احسان کا کام کر سکتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور نیکی کا کام کرنے کے لئے دولت کی نہیں بلکہ دل کی ضرورت ہے اور اس کی وسعت بہت دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت براء بن عازب صحابیؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بدوی نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ!

((عَلِّمْنِیْ عَمَلًا يُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ قَالَ لَئِنْ كُنْتَ اَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ اَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَةَ اَعْتِقِ النَّسَمَةَ وَفُكَّ الرَّقَبَةَ قَالَ اَوَلَيْسَا وَاحِدًا قَالَ لَا عِتْقُ النَّسَمَةِ اَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِهَا وَفَكُّ الرَّقَبَةِ اَنْ تُعِيْنَ فِیْ ثَمَنِهَا وَالْمِنْحَةُ الْوَكُوْفُ وَالْفَیْءُ عَلٰى ذِی الرَّحِمِ الظَّالِمِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَاَطْعِمِ الْجَائِعَ وَاسْقِ الظَّمْاٰنَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ.)) ❸

---

❶ مسلم كتاب الصيد و الذبائح- باب الامر باحسان الذبح و القتل

❷ ترمذی ٣/ ١٤٦ كتاب البر و الصلة- باب ماجاء فی الاحسان و العفو و مسند احمد: ٤/ ١٣٧

❸ مستدرك حاكم: ٢/ ٢١٧ كتاب المكاتب- باب العمل الذی يدخل الجنة- و مسند احمد: ٤/ ٢٩٩

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جس پر عمل کرنے سے مجھے بہشت نصیب ہو۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری تقریر تو مختصر ہے لیکن تمہارا سوال بہت بڑا ہے تم جانوں کو آزاد کرو۔ اور گردنوں کو چھڑاؤ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی نہیں ہیں؟ فرمایا نہیں۔ اکیلے اگر کسی کو آزاد کرتے ہو تو یہ جان کا آزاد کرنا ہے اور دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر کسی کی آزادی کی قیمت میں مالی مدد دینا گردن چھڑانا ہے اور دودھیلا جانور کسی کو دودھ پینے کے لئے دے دو اور ظالم رشتہ دار کے ساتھ نیکی کرو اگر تم یہ بھی نہ کر سکو تو بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور پیاسے کو پلاؤ اور نیکی کے کام کرنے کو کہو اور برائی سے باز رکھو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنے آپ کو بھلائی کے سوا اور کاموں سے روکو۔"

ایک مرتبہ حضرت ابوذرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتایئے فرمایا کہ جو روزی اللہ نے دی اس میں سے دوسروں کو دے عرض کیا اگر وہ اس سے معذور ہو فرمایا مغلوب کی مدد کرے عرض کی اگر وہ ضعیف ہو مدد کرنے کی قوت نہ ہو فرمایا جس کو کوئی کام کرنا نہ آتا ہو اس کا کام کر دے۔ عرض کی اگر خود ہی ایسا ناکارہ ہو؟ فرمایا اپنی ایذا رسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے۔ ❶

قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنا

پھر اس آیت کریمہ میں عدل واحسان کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف کرنے اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور احسان قریب اور بعید سب کے ساتھ کرنے کا حکم ہے لیکن بعض خصوصیت کی بنا پر قرابت داروں کے ساتھ مالی امداد کرنے کی زیادہ تاکید ہے جس کو ایتاء ذی القربیٰ سے بیان کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرو اور اپنے عزیزوں اور قرابت داروں کی مالی امداد کرو اور ان کی حاجت روائی کرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو۔ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی تائید آئی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی.﴾

(اور قرابت والے کو اس کا حق دو۔)

اگر کسی قرابت مند سے کوئی قصور ہو جائے تو اہل دولت کو زیبا نہیں کہ وہ اس کی سزا میں اپنی امداد کا ہاتھ اس سے روک لیں۔ ارشاد ہوا:

﴿وَلَا یَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ.﴾ (نور: ۲۲)

---

❶ مستدرك حاكم: ١. ٦٣ – كتاب الايمان – باب انى احرج عليكم حق الضعيفين اليتيم و المرأة

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اور جو لوگ تم میں سے بڑائی اور کشائش والے ہوں وہ قرابت داروں اور محتاجوں کو نہ دینے کے لئے قسم نہ کھا بیٹھیں۔)

اللہ کی خالص عبادت اور توحید اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کے بعد تیسری چیز اہل قرابت کے ساتھ نیکی ہے فرمایا:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى. ﴾

(النساء: ٣٦)

(اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا ساتھی نہ بناؤ۔ اور ماں باپ اور قرابت والے کے ساتھ نیکی کرنا۔)

قرابت کے حق کو اسلام میں وہ اہمیت حاصل ہے کہ داعی اسلام علیہ السلام اپنی ان تمام محنتوں زحمتوں تکلیفوں اور مصیبتوں کا جو تبلیغ اور دعوت حق میں ان کو پیش آئیں اور اپنے اس احسان وکرم کا جو ہدایت تعلیم اور اصلاح کے ذریعہ ہم پر فرمایا بدل معاوضہ اور مزدوری یہ طلب فرماتے ہیں اپنی امت سے کہ رشتہ داروں اور قرابتداروں کا حق ادا کرو اور ان سے لطف ومحبت سے پیش آؤ۔ فرمایا:

﴿ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى. ﴾ (شوریٰ: ٢٣)

(کہہ دے اے پیغمبرؐ! کہ میں تم سے اس پر بجز اس کے کوئی مزدوری نہیں مانگتا کہ ناطے رشتے میں محبت اور پیار کرو۔)

قرابت کا پورا بیان الگ خطبے میں گزر چکا ہے۔ اسی طرح ایفائے عہد فحشا منکر اور بغی کا بیان پچھلے خطبوں میں نہایت بسط وتفصیل کے ساتھ آچکا ہے۔ مگر یہاں پر چونکہ ہمیں مذکورہ دو آیتوں کی تشریح مقصود ہے اس لئے ان کا تھوڑا تھوڑا بیان یہاں پر بھی کیا جاتا ہے۔

ایفائے عہد

ان آیتوں میں پہلا حکم وعدہ کا پورا کرنا ہے۔ یعنی جب کسی معاملہ میں کسی سے کوئی عہد وقرار کیا جائے تو اس کا پورا کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنی الوہیت کا اقرار لیا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا "بَلٰى" یعنی اللہ کی الوہیت کا اقرار کیا اور وعدہ کیا اب جس نے اس وعدہ کو پورا کیا وہ اللہ کا فرمانبردار ہے جس نے نہیں پورا کیا وہ اللہ کا نافرمان ہے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے:

﴿ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴾ (النحل: ۹۱- ۹۲)

(اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و اقرار کرو۔ اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد توڑا نہ کرو۔ باوجودیکہ تم اللہ کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو جو کچھ تم کر رہے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا ہو کہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو آپس کے مکر کا باعث اس لئے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہو جائے بات صرف یہی ہے کہ اس زیادتی سے اللہ تمہیں آزما رہا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لئے قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کھول کر بیان کر دے گا جس کے بارے میں تم اختلاف کر رہے ہو۔)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو تاکیدی حکم دے رہا ہے کہ عہد و پیمان اور قول و قرار پورا کرو۔ نقض عہد کر کے اپنی نیکیوں اور عملوں کو برباد نہ کرو اور قسموں کو بھی پورا کرو خلاف ورزی کی صورت میں مجرم ثابت ہو گے۔ کتاب و سنت میں ایفائے عہد کی بڑی تاکید اور نقض عہد کی بڑی مذمت آئی ہے۔

فحشاء

خصائل حمیدہ (عدل احسان صلہ رحمی اور ایفاء عہد) کے بیان کرنے کے بعد ان منہیات اور خصائل رذیلہ کا آیت کریمہ میں تذکرہ ہے یعنی

﴿ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ﴾ (النحل: ۹۰)

(اللہ تعالیٰ تم کو فحشاء منکر بغی سے منع کرتا ہے۔)

مامورات کی ان منہیات پر کسی قدر روشنی ڈالی جاتی ہے تاکہ ان کو سمجھ کر ان سے احتراز اور اجتناب کیا جائے۔

فحشاء کے اصل معنی حد سے آگے بڑھ جانے کے ہیں اور اس کے لازمی معنی گناہ زنا بدکاری وغیرہ کے بھی آتے ہیں اس سلسلے میں نمونے کے طور پر قرآن مجید کی چند آیتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ.﴾

(البقرة: ١٦٨- ١٦٩)

(اے لوگو! زمین میں جتنی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطان کی راہ مت چلو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے وہ تمہیں برائی فحش اور بے حیائی اور بے شرمی کا اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ برائی اور فحش و بدکاری شیطانی فعل ہے جس کا حکم یہی شیطان دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی پیروی کرنے سے منع فرمایا ہے فحشاء سے کسی جگہ بخل بھی مراد لیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نہ خرچ کیا جائے جو نہایت ہی بے حیائی کی بات ہے اور یہ شیطانی فعل ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ٥﴾ (البقرة: ٢٦٨)

(شیطان تمہیں (اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے) محتاجگی سے دھمکاتا ہے اور فحشاء و بے حیائی کی بات کا حکم دیتا ہے اور اللہ (اس کے راستے میں خرچ کرنے سے) اپنی بخشش و فضل کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ وسعت اور علم والا ہے۔)

بعض جگہ فحشاء سے برہنہ اور ننگا ہونا مراد ہے۔ یعنی لوگوں کے سامنے کپڑے اتار کر بالکل برہنہ ہونا۔ جو بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ.﴾ (اعراف: ٢٨)

(اور جب لوگ فحشاء اور بے حیائی کا کام کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں اسی طریقے پر ہم نے اپنی باپ دادوں کو پایا ہے اور اللہ نے ہم کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اے نبی! آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحشاء اور بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا تم لوگ اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کا علم تمہیں نہیں ہے۔)

جاہلیت کے زمانے میں بعض لوگ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے جب ان کو اس سے منع کیا جاتا تو جواب میں کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو برہنہ اور ننگا ہو کر طواف کرنے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں نبی ﷺ سے فرمایا آپ اس کا جواب دے دیجئے کہ برہنہ ہو کر طواف فحشاء اور بے حیائی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا یہ محض تمہاری من گھڑت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فاحشہ کا اطلاق لواطت پر بھی آیا ہے قرآن حکیم میں ہے:

﴿ وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ○ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ○﴾

(الاعراف: ۸۰- ۸۱)

(اور ہم نے لوط کو نبی بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ تم لوگ ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔ کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو تم حد سے آگے بڑھنے والے ہو۔)

فحشاء کا اطلاق زنا پر بھی کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ حد سے آگے بڑھا ہوا فعل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا.﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲)

(اور زنا بدکاری کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔)

اسلام میں جہاں اور بے شمار خوبیاں ہیں ان میں بڑی خوبی ایک یہ بھی ہے کہ وہ ہر قسم کی ناشائستہ حرکت اور برے کام اور بدکاری و زنا کاری سے روکتا ہے۔ زنا ایک ایسا جرم عظیم ہے جس کے جراثیم نہایت خطرناک و مہلک ہیں اور اس کا مرتکب بڑی سزاؤں کا مستحق ہے رسول اللہ ﷺ نے ان بدکاروں کو دوزخ کے تنور میں جلتے ہوئے دیکھا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَاَتَيْنَا عَلَى التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ فِيْهِ لَغَطٌ وَاَصْوَاتٌ فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَاِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَاِذَا هُمْ يَاْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ فَاِذَا اَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَاجِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ.)) ❶

''ہم ایک تنور پر آئے جس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا کشادہ تھا اس میں سے شور و غل ہوا جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں نظر آئیں ان کے نیچے سے آگ کا شعلہ بھڑکتا ہے تو شور مچانے لگتے ہیں میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل نے فرمایا یہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں۔''

اس فحش اور بدکاری کی وجہ سے جہنم میں جل رہے ہیں۔

❶ صحیح بخاری: کتاب التعبیر باب تعبیر الرؤیا بعد صلوۃ الصبح و مسلم کتاب الرؤیا ۲/۲۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

منکر کے معنی

اس آیت کریمہ میں دوسرا لفظ منکر ہے جس سے منع کیا گیا ہے اس کے لغوی معنی ناشناسا اور نہ پہچانے کے ہیں۔ جس کو عام طور پر پسند نہیں کرتے ہیں اور پسندیدہ کام کو معروف کہا جاتا ہے۔ امر بالمعروف نیکی اور بھلائی کا حکم دینا اور نہی عن المنکر برے کام سے روکنا انسانی ہمدردی ہے ہر ممکن طریقے سے برائی سے روکنا ضروری ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے جو کسی کی کوئی ناپسندیدہ حرکت دیکھے تو اس کو ہاتھ سے دور کر دینا چاہئے اور اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کی برائی بیان کرے اور اگر اس کی بھی ہمت نہیں ہے تو اس برے کام کو اپنے دل میں برا سمجھے اور یہ آخری صورت ایمان کا نہایت ہی کمزور درجہ ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ منکر اور ہر ناپسندیدہ بات سے تو روکتا ہی ہے اس نے ہر ایماندار کو بھی اس منکر کو مٹانے اور بھلائی کے پھیلانے کا حکم دیا ہے جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہا جاتا ہے۔ یہ بقدر استطاعت فرض ہے۔ جب تک اس پر عمل کرنے والے ہیں دونوں جہانوں کی تکلیفوں سے محفوظ رہیں گے اور چھوڑ دینے کی وجہ سے سزاؤں کے مستحق ہونگے۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں خدا کی قسم تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضرور کرتے رہو (اگر تم اس کو چھوڑ دو گے) تو اللہ تم پر عذاب نازل فرمائے گا پھر تم اس کے دور ہونے کے لئے دعا کرو گے مگر وہ تمہاری دعا قبول نہیں فرمائے گا۔ ❷

ملکوں، ملتوں، قوموں اور حکومتوں کا عروج وزوال ہمیشہ اچھی بات کا حکم اور بری بات سے روکنے کا فریضہ انجام دینے اور نہ دینے سے وابستہ رہا ہے۔

بغی

آیت کریمہ میں منہیات کے سلسلہ میں تیسرا لفظ بغی ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم کو فحشاء اور منکر اور بغی سے منع کرتا ہے۔ فحشاء اور منکر کی قدرے تفصیل بیان ہو چکی ہے اب بغی کے معنی کو سمجھئے۔ اس کے لفظی معنی دست درازی اور زیادتی اور ظلم کے ہیں یعنی کسی پر نہ زیادتی کرو اور نہ ظلم وستم کرو۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾

(اعراف: ۳۳)

---

❶ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النهی عن المنکر

❷ ترمذی: ۳/ ۲۰۹ کتاب الفتن باب ماجاء فی الامر بالمعروف و النهی عن المنکر و مسند احمد: ۵/ ۳۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(فرما دیجئے کہ میرے رب نے بے شرمی کے کاموں کو جو کھلے ہوں یا چھپے ہوں اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی اور سرکشی کو حرام کر دیا ہے۔)

یہ ظلم اور بغاوت ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ .)) ❶

''ظلم قیامت کے دن ظلمات ہو جائے گا۔''

ظلمات ظلمۃ کی جمع ہے اور ظلمۃ عربی میں اندھیرے کو کہتے ہیں۔ ظلم اور ظلمات کا مادہ عربی میں ایک ہی ہے ہماری زبان میں اس لفظی رعایت کے ساتھ اس کا ترجمہ یوں ہو سکتا ہے کہ ''اندھیر نہ کیا کرو کہ قیامت کے دن اندھیرا بن جائے گا۔'' یہ ایک مثالی سزا ہوگی۔ انسان اپنی غرض یا غصہ یا غرور سے اندھا ہو کر دوسروں پر ظلم کر بیٹھتا ہے۔ یہ اندھاپن قیامت کے دن ہولناک اندھیرا بن کر نمودار ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے چاہئے کہ وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑے۔ ❷

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا۔ اور سات باتوں سے روکا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ مظلوم کی مدد کی جائے۔ ❸

خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی جامع و مانع آیت ہے جس میں خیر اور شر کی تمام چیزیں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس لئے تمام عالم اسلام میں ہر خطیب منبر پر اس آیت کریمہ کو تلاوت کرتا ہے کیونکہ اس میں تمام مامورات و منہیات کی جامع نصیحت ہے۔

یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون کے اسلام لانے کا سبب بنی۔ وہ کہتے ہیں:

مَا كُنْتُ اَسْلَمْتُ اِلَّا حَيَاءً مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكَثْرَةِ مَا يَعْرِضُ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ وَلَمْ يَسْتَقِرَّ الْاِيْمَانُ فِیْ قَلْبِیْ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ.

''میں شروع میں شرما شرمی اسلام لے آیا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ بار بار مجھے اسلام کی دعوت دیتے

---

❶' ❷ صحیح بخاری- کتاب الظلم- باب الظلم ظلمات و مسلم باب البر والصلة- باب تحریم الظلم

❸ صحیح بخاری کتاب الظلم- باب نصر المظلوم- و مسلم کتاب اللباس- باب تحریم استعمال إناء الذهب والفضة

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تھے۔لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو واقعی میرے دل میں ایمان راسخ ہوگیا۔''

اس کے بعد میں نے یہی آیت ولید بن مغیرہ کو پڑھ کر سنائی۔وہ حیرت زدہ ہوکر بولا۔

وَ اللّٰهِ اِنَّ لَهٗ لَحَلَاوَةٌ وَ اِنَّ عَلَيْهِ لَطَلَاوَةٌ وَ اِنَّ اَعْلَاهُ لَمُثْمِرٌ وَ اِنَّ اَسْفَلَهٗ لَمُغْدِقٌ وَمَا هُوَ قَوْلُ الْبَشَرِ.

''اللہ کی قسم اس کلام میں بڑی مٹھاس ہے اور اس کلام پر بڑی چمک دمک ہے اس کلام کی شاخیں بڑی پھل دار ہیں اور اس کی جڑ نہایت شیریں چشموں سے سیراب ہے واقعی یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہوسکتا۔''

اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو تمام مامورات وترک ومنہیات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

﴿ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تَوَكُّلُ عَلَى اللهِ (اللہ پر بھروسہ)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ﴾ (الطلاق: ۳)

یعنی (اللہ پر جو بھروسہ کرے گا اللہ اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔)

''توکل'' کے معنی ہیں کہ انسان کوششوں کے نتائج اور واقعات کے فیصلہ کو خدا کے سپُرد کر دے۔ اسباب وعلل کے پردے اس کے سامنے سے اٹھ جائیں۔ اور براہِ راست ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہءِ قدرت میں نظر آئے۔ بظاہر اسباب وعلل گو ناموافق ہوں۔ مگر یہ غیر متزلزل یقین پیدا ہو کہ یہ ناموافق حالات ہمارے کام میں ذرّہ بھر مؤثر نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اصلی قوّت وقدرتِ عالم اسباب سے ماوراہستی کے ہاتھ میں ہے۔ انسان کا استقلال عزم' جرأت وبیباکی یہ تمام باتیں ایک اصل کے پرتو ہیں۔ اسی کی بدولت مشکل سے مشکل اوقات میں بھی زمام صبر اس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتی۔ پُرخطر سے پُرخطر راستوں میں بھی جبن اور ضعف ہمت اس کے قلب میں راہ نہیں پاتا۔ شدید سے شدید حالات میں بھی اُس کے دِل پر مایوسی کا بادل نہیں چھا سکتا۔

توکل مسلمانوں کی کامیابی کا اہم راز ہے۔ حکم ہوتا ہے کہ جب لڑائی یا کوئی اور مشکل کام پیش آئے' تو سب سے پہلے اس کے متعلق مشورہ کر لو۔ اور اس عزم کے بعد کام کو پوری مستعدی اور تندہی کے ساتھ کرنا شروع کرو۔ اور خدا پر توکل اور بھروسہ رکھو۔ وہ تمہارے کام کا حسبِ خواہ نتیجہ پیدا کر دے گا۔ اگر نتیجہ اچھا نہ نکلے تو اس میں خدا کی حکمت ومصلحت اور مشیت سمجھو۔ اور اس سے مایوس نہ بنو۔ اور جب نتیجہ خاطر خواہ نکلے تو یہ غرور نہ ہو کہ یہ تمہاری تدبیر اور جدوجہد کا نتیجہ اور اثر ہے بلکہ یہ سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا تم پر فضل وکرم ہُوا۔ اور اسی نے تم کو کامیاب اور بامراد کیا۔ سورۃ آلِ عمران میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴾ (ال عمران: ١٥٩)

(اور کام یا لڑائی میں اُن سے مشورہ لے لو۔ پھر جب پکا ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ رکھو بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنیوالوں سے پیار کرتا ہے۔ اگر اللہ تمہارا مددگار ہو تو کوئی تم پر غالب نہ آسکے گا۔ اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اسکے بعد تمھاری مدد کر سکے۔ اور اللہ ہی پر چاہئے کہ ایمان والے بھروسہ رکھیں۔)

اِن آیات نے توکل کی پوری اہمیت وحقیقت ظاہر کر دی کہ توکل بے دست و پائی اور ترکِ عمل کا نہیں بلکہ اس کا نام ہے کہ پورے عزم وارادہ اور مستعدی سے کام کو انجام دینے کے ساتھ اثر اور نتیجہ کو خدا کے بھروسے پر چھوڑ دیا جائے اور یہ سمجھا جائے کہ خدا مددگار ہے تو کوئی ہم کو ناکام نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہی نہ چاہے تو کسی کی کوشش اور مدد کارآمد نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے کام میں خدا پر بھروسہ رکھے کفار سے مسلسل لڑائیوں کے بعد یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر اب بھی یہ لوگ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور مصالحت کر لو اور یہ خیال نہ کرو کہ بدعہد کہیں دھوکہ نہ دے جائیں۔ خدا پر بھروسہ رکھو تو اُن کے فریب کا داؤ کامیاب نہ ہوگا۔

﴿ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴾

(الانفال: ٦١-٦٢)

(اور اگر وہ صلح کے لئے جھکیں تو تو بھی جھک اور خدا پر بھروسہ رکھ۔ بیشک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ تجھے دھوکہ دینا چاہیں تو کچھ پروا نہیں کہ تجھے اللہ کافی ہے۔ اسی نے اپنی اور مسلمانوں کی نصرت سے تیری تائید کی۔)

اسلام کی تبلیغ اور دعوت کی مشکلوں میں بھی خدا ہی کے اعتماد اور بھروسہ پر کام کرنے کی ہدایت کی ہے کہ وہ ایسی طاقت ہے جس کو زوال نہیں۔ اور ایسی ہستی ہے جس کو فنا نہیں فرمایا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا قُلْ مَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ ﴾ (فرقان: ٥٦-٥٨)

(اور میں نے تو (اے رسول ﷺ) تجھے خوشخبری سنانے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہہ دے کہ میں تم سے اس کے سوا (اپنے کام کی) مزدوری نہیں مانگتا' جو چاہے اپنے پروردگار کا راستہ قبول کرے۔اور اس زندہ رہنے والے پر بھروسہ کر جس کو موت نہیں۔)

جس طرح ہمارے رسول ﷺ کو اور عام مسلمانوں کو ہر قسم کی مصیبتوں مخالفتوں اور مشکلوں میں خدا پر توکل رکھنے کی ہدایت بار بار ہوئی ہے۔آپ سے پہلے پیغمبروں کو بھی اس قسم کے موقعوں پر اس کی تعلیم دی گئی ہے۔اور خود اولوالعزم رسولوں کی زبانوں سے عملاً اس تعلیم کا اعلان ہوتا رہا ہے۔حضرت نوح علیہ السلام جب تن تنہا سالہا سال تک کافروں کے نرغہ میں پھنسے رہے تو انہوں نے پوری بلند آہنگی کے ساتھ اپنے دشمنوں کے درمیان یہ اعلان فرمایا:

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴾ (یونس: ۷۱)

(اے پیغمبر ﷺ! ان کو نوح کا حال سُنا' جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو! اگر میرا رہنا اور اللہ کی آیتوں کے ساتھ میرا نصیحت کرنا تم پر شاق گذرتا ہے تو اللہ پر میں نے بھروسہ کر لیا ہے' تو تم اپنی تدبیر کو اور اپنے شریکوں کو خوب مضبوط کر لو۔پھر تم پر تمھاری تدبیر چھپی نہ رہے' پھر اس کو مجھ پر پورا کر لو اور مجھے مہلت نہ دو۔)

غور کیجئے کہ حضرت نوح علیہ السلام دشمنوں کے ہر قسم کے مکروفریب' سازش اور لڑائی جھگڑے کے مقابلہ میں استقلال اور عزیمت کے ساتھ خدا پر توکل اور اعتماد کا اظہار کس پیغمبرانہ شان سے فرما رہے ہیں۔حضرت ہود علیہ السلام کو جب اُن کی قوم اپنے دیوتاؤں کے قہر وغضب سے ڈراتی ہے تو وہ جواب میں فرماتے ہیں:

﴿ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ۔ ﴾ (هود: ٥٤- ٥٥)

(میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ اُن سے بیزار ہوں جن کو تم خدا کے سوا شریک ٹھہراتے ہو' پھر تم سب مل کر میرے ساتھ داؤ کر لو۔پھر مجھے مہلت نہ دو۔میں نے اللہ پر جو میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہے بھروسہ کر لیا ہے۔)

حدیثوں میں توکل کے متعلق بہت سی مثالیں ورق گردانی سے مل سکتی ہیں۔لیکن ذیل میں رسول اللہ ﷺ کے چند واقعات توکل علی اللہ کے بارے میں لکھے جا رہے ہیں:

۱۔ ہجرت کرتے وقت جب مکہ سے نکل کر آپ نے مع حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور میں پناہ لی۔قریش

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں خون آشامی کے ساتھ اب اپنی ناکامی کا غصہ بھی تھا۔ اور اس لئے اس وقت ان کے انتقام کے جذبات میں غیر معمولی تلاطم ہو گیا۔ وہ آپ کے تعاقب میں نشانِ قدم کو دیکھتے ہوئے ٹھیک اس غار کے پاس پہنچ گئے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس پُر خطر حالت میں کسی کے حواس بجا رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گھبرا کر عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن اس قدر قریب ہیں کہ اگر ذرا نیچے جھک کر اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں گے تو ہم پر نظر پڑ جائے گی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُوحانیت کی پُر سکون آواز میں فرمایا' اُن دو کو کیا غم ہے جس کے ساتھ تیسرا خدا ہو۔ (بخاری ومسلم)

پھر جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ لَا تَحْزَنْ اِنَّ االلّٰہَ مَعَنَا ﴾ (توبۃ: ٤٠) (غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔)

سینۂ نبوت کے سوا اس روحانی سکون کا جلوہ اور کہاں نظر آسکتا ہے۔ قریش کے اس اعلان کے بعد جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ یا اُن کا سر کاٹ کر لائے گا اُس کو سو اُونٹ ملیں گا۔ سُراقہ بن جعشم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا اور اس قدر قریب پہنچ گیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پا سکتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار گھبرا کر ادھر دیکھ رہے تھے۔ لیکن ایک دفعہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُڑ کر نہیں دیکھا کہ سراقہ کس ارادہ سے آ رہا ہے۔ یہاں دل پر وہی سکینتِ ربانی طاری تھی اور لب ہائے مبارک تلاوتِ قرآن میں مصروف تھے۔ ❶

غزوۂ نجد سے واپسی میں آپ نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ یہاں بہت سے درختوں کے جھنڈ تھے۔ دوپہر کا وقت تھا' صحابہ رضی اللہ عنہم درختوں کے سائے میں اِدھر اُدھر سو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک درخت کے نیچے تنہا استراحت فرما رہے تے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی کہ ناگاہ ایک بدو جو شاید اس موقع کی تاک میں تھا۔ چپکے سے آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار نیام سے باہر کی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا کہ دفعتًا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار ہوئے۔ دیکھا کہ ایک بدّو تیغ بکف کھڑا ہے۔ بدّو نے پوچھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اب مجھ سے تم کو کون بچا سکتا ہے؟ ایک پُر اطمینان صدا آئی کہ "اللہ"۔ ❷

خیبر میں جس یہودیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا تھا اُس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی۔ اس نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تم کو یہ طاقت نہیں دے گا۔ ❸

---

❶ بخاری کتاب مناقب الانصار' باب هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابه الی المدینة (٣٩٠٦)

❷ بخاری کتاب الجهاد' باب من علق سیفه بالشجرة فی السفر عند القائلة ١/ ٤٠٧

❸ بخاری کتاب الطب' باب ما یذکر فی سم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ٥٧٧٧

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اُحد اور حنین کے معرکوں میں جب میدانِ جنگ تھوڑی دیر کیلئے جاں نثاروں سے خالی ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ کا استقلال توکل علی اللہ وسکینت کی معجزانہ مثال ہے۔ (ترمذی) آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم خدا پر توکل کرتے جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو خدا تم کو ویسے روزی پہنچاتا جیسے پرندوں کو پہنچاتا ہے کہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہے۔ ❶

اس حدیث سے بھی مقصود ترک عمل اور ترک تدبیر نہیں۔ کیونکہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں بٹھا کر یہ روزی نہیں پہنچائی بلکہ اُن کو بھی اُڑ کر کھیتوں اور باغوں میں جانے اور رزق تلاش کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ جو لوگ خدا پر توکل اور اعتماد سے محروم ہیں۔ وہ روزی کے لئے دل تنگ اور کبیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ اور اس کے حصول کے لئے ہر قسم کی بدی اور برائی کا ارتکاب کرتے ہیں حالانکہ اگر یہ انہیں یقین ہو کہ

﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔﴾ (هود: ٦)

(اور زمین میں کوئی رینگنے والا نہیں۔ لیکن اس کی روزی خدا کے ذمہ ہے۔)

تو اس کے لئے چوری، ڈاکہ، قتل، بے ایمانی اور خیانت وغیرہ کے مرتکب نہ ہوتے۔ اور نہ اُن کو دلی تنگی اور مایوسی ہوا کرتی بلکہ صحیح طور سے وہ کوشش کرتے اور روزی پاتے۔ اِن حدیثوں کا یہی مفہوم ہے جو قرآنِ پاک کی اس آیت میں ادا ہوا ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ (الطلاق: ٢)

(اور جو کوئی اللہ سے ڈرے، وہ اس کیلئے مشکل سے نکلنے کا راستہ کر دے گا۔ اور اُس کو وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کو گمان تک نہ ہو گا۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے گا تو وہ اس کو بس ہے۔ بیشک اللہ اپنے ارادے کو پہنچ کر رہتا ہے۔ اس نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔)

ایک بدوی اُونٹ پر سوار ہو کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اُونٹ کو یُوں ہی چھوڑ کر خدا پر توکل کروں تو میرا اُونٹ مجھ کو مل جائے گا یا اس کو باندھ کر، ارشاد ہُوا کہ اس کو باندھ کر خدا پر توکل کرو۔ (ترمذی)

توکل کی تعلیم مسلمانوں کو اسلیئے دی گئی کہ وہ بے جا پریشان نہ ہوں۔ انہیں اضطراب لاحق نہ ہو، کیونکہ

❶ ترمذی، کتاب الزهد، باب الزهاد فی الدنیا ٣/ ٢٦٨، مستدرك حاكم ٤/ ٣١٨

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بندے کی زندگی میں ایسے بہت سے مقامات آتے ہیں جہاں وہ مجبور ہوتا ہے۔ لہٰذا مجبوری کی حالت میں وہ بے چین نہ ہو بلکہ خدا کی طرف وہ اپنے معاملہ کو سپرد کر دے۔

یا بہت سے ایسے خطرات زندگی میں ٹوٹ پڑتے ہیں جن کے احتیاط کرنے اور بچنے پر بھی بندہ بچ نہیں پاتا تو ایسے خطرات میں پڑ کر بے کار اپنی جان نہیں گھلانا چاہیے بلکہ مرضیٔ الٰہی پر راضی رہ کر خدا ہی کو اپنا وکیل اور دستگیر جاننا چاہیے۔ مصیبت کے ماروں کو سکون دینے والا' غم نصیبوں کو راحت بخشنے والا' فریادیوں کی پکار سننے والا وہی ہے۔ وہی پروردگار ہے' اور اُسی پر ہمارا توکل ہونا چاہیے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ.

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ اُعْظِمُ شُكْرَكَ وَاُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعُ نُصْحَكَ وَاَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَآءَ بِالْقَدْرِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِىْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِىْ مِنَ الرِّيَآءِ وَلِسَانِىْ مِنَ الْكِذْبِ وَعَيْنِىْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِىْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِىْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِىْ صَالِحَةً اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَّا تُؤْتِى النَّاسَ مِنَ الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّآلِّ وَلَا الْمُضِلِّ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔))

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خشیتِ الٰہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

(سورة سجده: ۱۵ تا ۱۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جنھیں جب کبھی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور اپنے رب کی حمد کے بعد اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور تکبّر نہیں کرتے۔ اُن کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ اپنے ربّ کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے رہتے ہیں' جو کچھ ہم نے دے رکھا اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اُن کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے۔ جو کچھ وہ کرتے تھے یہ اُس کا بدلہ ہے۔)

خدا سے ڈرنے والوں کی مغفرت ہوگی۔ حدیثِ قدسی میں ہے:

((اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِيْ يَوْمًا اَوْ خَافَنِيْ فِيْ مَقَامٍ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اس کو دوزخ سے نکال لاؤ جس نے مجھے کسی دن یاد کیا تھا یا کسی دن مجھ سے ڈرا ہو۔''

[1] ترمذی' کتاب صفة جهنم باب ان للنار نفسين ۳/ ۳۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((وَعِزَّتِي لَا اَجْمَعُ عَلٰى عَبْدِي خَوْفَيْنِ وَاَمْنَيْنِ اِذَا خَافَنِي فِي الدُّنْيَا اَمَنْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِذَا اَمِنَنِي فِي الدُّنْيَا اَخَفْتُهُ فِي الْآخِرَةِ.)) ❶

''اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندوں پر دوخوف اور دوامن جمع نہیں کروں گا۔ جب دُنیا میں مجھ سے ڈرا' آخرت میں امن دوں گا۔ اور جب دُنیا میں نڈر رہا تو آخرت میں ڈراؤں گا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک شخص تھا' گناہ کرکے اپنے نفس پر ظلم کر رکھا تھا۔ مرتے وقت اپنے بیٹوں سے کہا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا۔ اور میری راکھ کو پیس کر ہوا میں اُڑا دینا۔ خدا کی قسم! اس نے مجھ پر گرفت کی تو سخت سزا دے گا کہ ایسی سزا کسی کو نہیں دے گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹوں نے اُس کی وصیت کے مطابق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ جو کچھ تجھ میں ہے جمع کر دے اُس نے جمع کر دیا۔ وہ شخص زندہ تیار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے کس چیز نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے کہا تیرے خوف نے اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیا۔ ❷

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ خدا سے ڈرنے والے کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ اور خدا سے ڈرنے والے قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سایہ تلے ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّي اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.)) ❸

''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا اس کے سایہ کے علاوہ اس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) انصاف کرنے والا بادشاہ (۲) اس جوان کو جو شروع جوانی سے خدا کی عبادت میں رہا (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو۔ کہ ایک نماز پڑھ کر مسجد سے آیا اور دوسری نماز کے لئے مسجد میں جاتا ہے اور اس کا دل مسجد میں لٹکا ہوا ہے (۴) وہ آدمی جنھوں نے اللہ کیلئے دوستی

❶ صحیح ابن حبان (٦٤٠)

❷ بخاری کتاب احادیث الانبیاء' باب ما ذکر عن بنی اسرائیل (٣٤٥٢)

❸ بخاری کتاب الاذان' باب من جلس فی المسجد' ینتظر الصلوٰة فضل المساجد (٦٦٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رکھی' زندگی بھر دوست رہے۔ اور اس دوستی پر جدا ہوئے یعنی مر گئے (۵) وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی خوبصورت عورت نے بُرے کام کے لئے بُلایا' اُس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ جس نے اکیلے تنہائی میں چُھپا کر صدقہ کیا کہ داہنے ہاتھ سے جو کچھ دیا بائیں ہاتھ تک کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ (۷) وہ شخص جس نے اکیلے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اُس کی دونوں آنکھیں بہ پڑیں۔''

دراصل خدا کا خوف بڑی عبادت و اخلاص کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصِيْبَ الْاَرْضَ مِنْ دُمُوْعِهٖ لَمْ يُعَذَّبْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.)) ❶

''جو اللہ کو یاد کرے' اللہ کے خوف سے اتنا روئے کہ اس کے آنسو زمین پر گریں تو قیامت کے دن اس پر عذاب نہیں ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اپنے گناہوں کو یاد کر کے بہت روتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی غلطی کی وجہ سے ایک زمانہ تک روتے رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا نام نوح اس وجہ سے پڑا کہ کثرت سے نوحہ کرتے تھے اور روتے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام روتے روتے بیہوش ہو جاتے تھے۔ حضرت داوُد علیہ السلام چالیس روز تک سجدہ میں گڑگڑاتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہے جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اس آیت کو نازل فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ (تحريم: ٦)

(اے ایمان والو! تم خود اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔)

اور آپ ﷺ نے اسے تلاوت فرمایا تو ایک نوجوان بیہوش ہو کر گر پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو وہ بہت ہل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے نوجوان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو اس نے کہا۔ آپ ﷺ نے اُس کو جنت کی بشارت دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ بشارت ہم سب کو نہیں صرف اسی کے لئے مخصوص ہے؟ فرمایا تم نے اللہ کے اس فرمان کو نہیں سُنا:

﴿ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴾ ❷

(یہ اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور حشر کے عذاب سے ڈرتا

---

❶ مستدرك حاكم' كتاب التوبة و الانابة باب لا يلج النار احد بكى من خشية الله ٤/ ٢٦٠

❷ مستدرك حاكم [illegible] وفاة فتى [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رہے۔)

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں رونے کی وجہ سے چکی چلنے یا ہانڈی پکنے کی طرح آواز آرہی تھی۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو قطرے اور دو نشان خدا کو بہت محبوب ہیں۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلے' دُوسرے خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں گرے۔ اور دو نشانیوں میں سے ایک وہ نشان جو اللہ کے راستے میں جہاد وغیرہ سے' اور دُوسرے نماز وغیرہ کی ادائیگی کی وجہ سے پیشانی وغیرہ میں نشان گٹا پڑ جائے۔ ❷

انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام اور اسلاف عظام خدا سے ڈرتے تھے۔ ساری چیزیں اُن سے ڈرتی تھیں۔

اس لئے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ اِيَّایَ فَارْهَبُوْنِ — اِيَّایَ فَاتَّقُوْنِ — فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِیْ ﴾

(خاص مجھ سے ہی ڈرو لوگوں سے مت ڈرو صرف مجھ سے ہی ڈرو۔)

اور فرمایا:

﴿ يٰٓـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

(آل عمران: ۱۰۲)

(اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً ﴾ (اعراف: ۲۰۵)

(تم اپنے ربّ کو گڑگڑا کر اور ڈر ڈر کر یاد کیا کرو۔)

اللہ تعالیٰ نے اپنے ڈرنے والوں کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

---

❶ ابو داوٗد کتاب الصلوٰۃ' باب البکاء فی الصلوٰۃ ۱/ ۳۴۰ رقم الحدیث (۹۰۲)

❷ ترمذی کتاب الجہاد' باب فی فضل المرابط ۳/ ۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْحِسَابِ﴾ (آل عمران: ۱۹۹)

(اور اہل کتاب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں' اور جو کتاب تم پر اور ان پر اتری ہے۔ سب پر ایمان رکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور اس کی آیتوں کے بدلے میں کوئی دنیا کی چیز نہیں خریدتے۔ انہی لوگوں کا اجر و ثواب انکے رب کے پاس ہے' اللہ تعالیٰ جلد حساب کرنیوالا ہے۔)

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴾

(انبیآء: ۹۰)

(یہ نبی سب نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے۔ اور ہماری مہربانیوں کی امید اور عذابوں کے خوف سے ہم کو پکارتے رہتے تھے' ہمارے لئے عاجزی کرتے رہتے تھے۔)

اور بہت سی قرآنی آئتیں ہیں۔ جن میں خشوع و خضوع کرنے والوں کو بڑی بشارت دی گئی ہے۔ اس لئے صحابہ کرام اور اسلافِ عظامِ خدا سے بہت ڈرتے تھے۔ ذیل میں اُن کی خشیت اور خوفِ الٰہی کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھتے تو بے اختیار دیر تک روتے رہتے:

﴿ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ط﴾ (الحدید: ۱۶)

(کیا مومنوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا ہے کہ خدا کے ذکر سے اُن کے دل ڈر جائیں۔)

(اسد الغابہ)

جب آیت يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (الحج: ۱) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا' جانتے ہو یہ کونسا دن ہے یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا جہنم میں جانے والی فوج کو بھیجو۔ وہ کہیں گے خداوندا دوزخ کی فوج کون ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم میں داخل کئے جائیں گا' صرف ایک جنت میں جائے گا۔ یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے اختیار رو پڑے۔ ❶

بہر حال اس قسم کے واقعات بیشمار ہیں۔ خدا کا خوف بڑی چیز ہے۔ جسے یہ دولت حاصل ہوگی وہ بہت بڑا خوش نصیب ہے۔ جس کے دل میں خوفِ الٰہی ہوگا وہ گناہوں سے دُور رہے گا۔ اور اس کے لئے بڑے

❶ ترمذی کتاب التفسیر' باب سورۃ الحج ٤/ ۱٥۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بڑے درجات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴾ (سورۃ رحمٰن: ٤٦)

(اس شخص کے لئے جو اپنے ربّ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے دو جنتیں ہیں۔)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر اپنے دل میں رکھتا ہے' اور اپنے تئیں نفس کی خواہشوں سے بچاتا ہے اور سرکشی نہیں کرتا ہے۔ زندگانی کے پیچھے پڑ کر آخرت سے غفلت نہیں کرتا' بلکہ آخرت کی فکر زیادہ کرتا ہے اور اُسے بہتر اور پائیدار سمجھتا ہے۔ فرائض بجا لاتا ہے۔ محرمات سے رکتا ہے' قیامت کے دن اُسے ایک چھوڑ دو جنتیں ملیں گی۔ دُوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴾

(النّٰزعٰتِ: ٤٠ تا ٤١)

(جو شخص اپنے ربّ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا' اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکتا رہا ہوگا' اُس کا ہی ٹھکانہ جنت ہے۔)

((وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ))

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مومن کے اوصاف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ○ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ○ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾

(الفرقان: ٦٣ تا ٧٧)

(رحمان کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ جہالت کی باتیں کرنے لگتے ہیں کہ وہ کہہ دیتے ہیں سلام ہے، اور جو اپنے رب کے سامنے رات میں سجدہ کرتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب! ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بیشک اس کا عذاب چمٹنے والا ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی اور بری جگہ ہے رہنے کی اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بے جا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ہے انکے درمیان ایک سیدھی گذران۔ اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔ اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے وہ بغیر حق کے قتل نہیں کرتے اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو ایسا کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔ اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو وہ درحقیقت خدا کی طرف سچا رجوع کرتا ہے اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغویت پر ان کا گذر ہوتا ہے۔ تو وہ بزرگانہ طور پر گذر جاتے ہیں۔ اور جب انہیں ان کے رب کے کلام کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر ان پر نہیں گر پڑتے۔ اور وہ لوگ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو ہمیں ہماری بیویوں اور ہمارے بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا ۔یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بلند بالا خانے دیئے جائیں گے جہاں انہیں دعا وسلام پہنچایا جائے گا۔ اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت ہی اچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے۔ کہہ دیجئے! اگر تمہاری التجا نہ ہوتی تو میرا رب تمہاری مطلق پرواہ نہ کرتا، تم تو جھٹلا چکے، اب عنقریب ان کی سزا انہیں چمٹنے والی ہے۔)

اس پورے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے اوصاف اور ان کی بڑی بڑی نشانیوں کو بیان فرمایا ہے جن کا مختصر بیان یہ ہے

(۱) زمین پر آہستگی سے چلنا، یعنی تواضع اور انکساری سے رہنا۔ (۲) جاہلوں کا مقابلہ سلام سے کرنا۔ (۳) شب بیداری کرنا یعنی رات کو عبادت الٰہی میں مصروف رہنا۔ (۴) خدا کے حضور میں دوزخ سے رہائی کی دعا مانگنا۔ (۵) اسراف سے بچنا اور میانہ روی اختیار کرنا۔ (۶) خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارنا۔ (۷) کسی کو ناحق قتل نہ کرنا۔ (۸) زنا نہ کرنا۔ (۹) غلط کام سرزد ہو جانے پر توبہ کر لینا۔ (۱۰) جھوٹی گواہی نہ دینا۔ (۱۱) بیہودہ مشاغل سے بچتے رہنا۔ (۱۲) خدا کی آیتوں کو سوچ سمجھ کر عقیدت مندانہ سننا۔ (۱۳) اپنے اور اپنی بیوی اور بچوں کے واسطے دینداری اور امانت کی دعا کرنا۔

اب ہر ایک صفت کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۱) تواضع اور خاکساری کو اپنے لئے ہمیشہ لازم سمجھتے رہیے' تواضع کے معنی عاجزی وانکساری وخاکساری و فروتنی کے ہیں یعنی اپنے کو دوسروں سے چھوٹا سمجھنا اور لوگوں سے نرمی کے ساتھ پیش آنا تکبر' غرور' فخر اور گھمنڈ نہ کرنا۔ تواضع وخاکساری انسان کی بڑی خوبی ہے۔ اس صفت سے اللہ تعالیٰ بھی بہت خوش ہوتا ہے اور لوگ بھی خوش ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں بتلایا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اسی کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَّلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ آپس میں تواضع اور خاکساری سے پیش آؤ تاکہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم وتعدی کرے۔''

غرض خاکساری، عاجزی، فروتنی اور رحم وانکساری خدا کو بہت پسند ہے۔ اور اس کے مد مقابل تکبر اور عجب وگھمنڈ خدا کے نزدیک ناپسند اور عندالناس بھی معیوب ہیں۔ یہ مذموم صفتیں سب سے پہلے شیطان نے اختیار کی تھیں جن کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے ذلیل وخوار ہوا۔ اس نے آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بالاتر سمجھا اور کہا کہ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں، وہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے بنا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس تکبر کی وجہ سے اس کو مردود قرار دیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴾ (النساء: ۳۶)

(اللہ تعالیٰ مغرور اور گھمنڈی کو پسند نہیں فرماتا ہے۔)

اس لئے ایسے لوگوں کو دوزخ کی سزا ہے۔ اور فرمایا:

﴿ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴾ (الزمر: ۶۰)

(کیا جہنم مغرور لوگوں کا ٹھکانا نہیں ہے؟ ضرور ہے۔)

اور فرمایا:

﴿ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۔ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۸)

(زمین پر اکڑ کر نہ چلا کرو کیونکہ تکبر کے ساتھ چلنے سے تو زمین کو نہیں پھاڑ سکے گا۔ اور نہ پہاڑوں

---

❶ صحیح مسلم' کتاب الجنة و نعیمها' باب الصفات التي یعرف بها في الدنیا اهل الجنة و اهل النار (۷۲۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی اونچائی تک پہنچ سکے گا۔ان تمام باتوں میں سے جو بھی بری ہیں وہ تمہارے رب کے نزدیک ناپسند ہیں۔)

لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا:

﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴾ (لقمان: ۱۸ تا ۱۹)

(اورلوگوں سے بے رخی نہ کرو اور زمین پر اترا کر نہ چلو کیونکہ اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو اور کسی سے بات کرو تو آہستہ بولو کیونکہ آوازوں میں سب سے بُری ناگوار آواز گدھوں کی ہے تو آدمی ہو کر گدھے کی طرح چیخنا چلانا مناسب نہیں ہے۔)

ان دونوں آیتوں سے غرور کی مذمت ثابت ہوتی ہے اور غرور و تکبر کرنے والے دوزخی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔غرور و تکبر کرنے والا جنت میں نہیں جائیگا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ.))❶

''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں داخل ہوگا۔''

ایک دوسرے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حُشِرَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسُ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ وَيُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ.))❷

''قیامت کے دن متکبروں کو میدان حشر میں اس طرح لایا جائے گا جیسے چیونٹیاں ہوتی ہیں آدمیوں کی صورت میں اور ہر طرف سے ان پر ذلت چھارہی ہوگی اور دوزخ کے جیل خانہ بولس میں ہانک کرڈالے جائیں گے۔ان پر زبردست جہنم کی آگ غالب ہوگی ان متکبروں کو دوزخیوں کا دھون، پیپ، لہو وغیرہ پینے کو دیا جائے گا۔'' (العیاذ باللہ)

تکبر کرنے سے دنیا میں بھی سزا ملتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گذشتہ لوگوں میں ایک شخص ایک

---

❶ مسلم' کتاب الایمان' باب تحریم الکبر و بیانه ۲٦٥' ۲٦٦' ۲٦٧

❷ ترمذی کتاب صفة القیامة' باب ماجاء فی شدة الوعید للمتکبرین (۲٤۹۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جوڑا پہن کر اتراتا ہوا نکلا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا، زمین نے اس کو پکڑ لیا۔ اور اب وہ قیامت تک دھنستا چلا جا رہا ہے۔ ❶

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ جَرَّثَوْ بَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.)) ❷

''جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے کو گھسیٹے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔''

عام طور پر تکبر کرنے والے حسب ونسب، حسن و جمال اور دولت وثروت پر تکبر کرتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک چیز زوال پذیر ہے۔ اور ذاتی خوبی کسی میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ﴾ (الحجرات: ١٣)

(لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا فرمایا اور تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا معزز وہی ہے جو پرہیزگار ہو۔)

رسول اللہ ﷺ نے اس کی تشریح میں فرمایا:

((لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَآئِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ جَهَنَّمَ اَوْلَيَكُوْنُنَّ۔ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعْلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخُرْءَ بِاَنْفِهِ اِنَّ اللّٰهَ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَاهُوَمُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَ اٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ.)) ❸

''جو لوگ اپنے مرے ہوئے باپ دادا پر فخر کرتے ہیں انہیں اس سے باز رہنا چاہیے وہ دوزخ میں جل بھن کر کوئلہ ہو گئے ہیں تو ان پر فخر کرنا حماقت ہے اگر یہ لوگ باز نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک گبریلے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو اپنی ناک سے پاخانہ دھکیلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے زمانہ کی نخوت وریا اور اجداد پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے۔ آدمی دو حال سے خالی نہیں۔

❶ بخاری کتاب اللباس' باب من جرثوبهٗ من الخیلاء (٥٧٩٠)

❷ بخاری کتاب اللباس' باب من جر ازارهٗ من غیر خیلا (٥٧٨٤)

❸ ترمذی کتاب المناقب' باب (فی نسخة) فضل الشام' مسند احمد: ٢/ ٣٦١' ٥٢٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مومن پرہیزگار، یا بدکار و بدبخت، سب کے سب ایک آدم کی اولاد سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے۔ مٹی میں تواضع و خاکساری ہے ترفع و تکبر نہیں ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ﴾ (الفرقان: ٦٣)

(رحمٰن کے بندے وہی ہیں جو زمین پر فروتنی اور عاجزی سے چلتے ہیں۔)

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ مومنوں کی آنکھیں، ان کے کان اور ان کے اعضاء جھکے اور رکے ہوئے ہیں یہاں تک کہ بیوقوف انہیں بیمار سمجھ لیتے ہیں حالانکہ وہ بیمار نہیں ہوتے۔ بلکہ خوفِ خدا سے جھکے رہتے ہیں۔ آخرت کا علم دنیا طلبی سے اور یہاں کے ٹھاٹھ سے انہیں روکے ہوئے ہے۔ یہ قیامت کے دن کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ انہیں دنیا میں کھانے پینے وغیرہ کا غم لگا رہتا ہے۔ نہیں، خدا کی قسم دنیا کا کوئی غم ان کے پاس بھی نہیں پھٹکتا تھا۔ ہاں انہیں آخرت کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا تھا جنت کے کسی کام کو بھاری نہیں جانتے تھے۔ ہاں جہنم کا خوف انہیں رلاتا رہتا ہے۔ جو شخص خدا کے خوف دلانے سے بھی خوف نہ کھائے اس کا نفس حسرتوں کا مالک ہے جو شخص کھانے پینے کو ہی خدا کی نعمت سمجھے وہ کم علم ہے اور عذابوں میں پھنسا ہوا ہے۔

(۲) دوسری صفت یہ بتائی گئی ہے کہ رحمٰن کے بندے نادان کو مخاطب کرتے وقت امن و سلامتی کی دعوت دیتے ہیں جب کوئی جہالت کی بات کرے تو نرم بات اور صاحب سلامت کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں یعنی بدخلقی کا جواب بدخلقی سے نہیں دیتے بلکہ گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے سے کنارہ کش ہو کر امن و سلامتی کا پیغام دیتے ہیں کیونکہ اسلام امن و سلامتی کی دعوت دیتا ہے اور مسلمان اسی کی اشاعت کرتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾ (آل عمران: ١٩)

(اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا مذہب اسلام ہی ہے۔)

اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ﴾ (البقرة: ٢٠٨)

(تم خدا کی اطاعت و فرمانبرداری میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔)

یہی مذہب توحید الٰہی اور محاسن انسانی کی طرف دعوت دیتا ہے اور یہی مذہب خدا کے تمام نبیوں اور رسولوں کا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سارے نبی خدا رسول کی اطاعت کی طرف بلاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رہے۔ اور امن وسلامتی کی دعوت دیتے رہے۔ تو صحیح امن اور کامل سلامتی کا داعی صرف اسلام ہی ہے، اسلام کے دائرہ میں داخل ہونے کے بعد انسان ہر قسم کے شر وفساد اور جنگ وجدال وغیرہ سے امن میں ہو جاتا ہے اور نڈر ہو کر قوم وملت کی خدمت کرتا ہے۔ اسلام سے پہلے دنیا میں جنگ وجدال، قتل وغارت گری اور بدامنی ہر جگہ عام تھی خاص طور پر ریگستان عرب میں انسانی خون کے جو طوفان برپا ہوئے اور ان میں باہمی جنگ وجدال کی جو تلاطم خیز لہریں اٹھی تھیں انہوں نے اہل عرب کے جذبات واحساسات میں ایک عام ہیجان پیدا کر دیا تھا اور اس کا اثر عموماً رہزنی اور غارت گری کی صورت میں ظاہر ہوتا رہتا تھا۔ جس سے عرب کا امن وسکون غارت ہو کر رہ گیا تھا۔ اور جان ومال کا تحفظ ختم ہو گیا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام اقوام عالم، عرب وعجم کے ساتھ اسلام ہی نے ہمدردی کی جس نے ان کو قعر مذلت سے نکال کر حسن معاشرت اور امن عامہ کے تخت پر جلوہ افروز کیا۔ سچ ہے۔

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

(تمام دنیا والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔)

دراصل اسلام اور امن ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ اسلام کے امن کا دروازہ ہر شخص کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ جو اسلام میں داخل ہوا وہ ہر اعتبار سے امن میں آ گیا۔ اس کی تائید حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

میں آنحضرت ﷺ کے پاس تھا اتنے میں دو آدمی آئے۔ ایک تو محتاجی کا شکوہ کر رہا تھا، دوسرا راستہ کی بدامنی کی شکایت کر رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ راستہ کی بدامنی تو تھوڑے دنوں کی ہے جب مکہ تک قافلہ روانہ ہوگا۔ اور کوئی ضمانت کے طور پر ساتھ نہ ہوگا۔ رہی محتاجی! تو قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی۔ جب تک تم میں سے کوئی اپنی خیرات لئے نہ گھومتا رہے گا۔ اور کوئی ایسا نہ ملے گا۔ جو وہ خیرات قبول کرلے۔ پھر قیامت کے دن تم میں سے ہر شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اس میں اور اللہ کے بیچ میں کوئی پردہ نہ ہوگا۔ اور نہ کوئی درمیانی ترجمان ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا میں نے تجھ کو دنیا میں مال نہیں دیا تھا؟ عرض کرے گا کیوں نہیں، بے شک دیا تھا پھر فرمائے گا کیا میں نے دنیا میں رسول نہیں بھیجے تھے وہ عرض کرے گا۔ کیوں نہیں تو نے رسول بھیجے تھے پھر اپنے داہنے طرف دیکھے گا تو آگ اور بائیں طرف بھی آگ۔ تم میں سے ہر شخص کو آگ سے بچنا چاہئے۔ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی خیرات میں دے۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی کہے اس کے بعد حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت آتی ہے اور بلا خوف خانہ کعبہ کا طواف کر کے چلی جاتی ہے۔ کسریٰ بن ہرمز کا خزانہ کھولا گیا۔ اور میں اس کے کھولنے میں شریک تھا۔ آنحضرت ﷺ کی دوسری بشارت یعنی اللہ تعالیٰ اس قدر دولت عطا فرمائے گا۔ کہ صدقہ لینے والے مسکین نہ ملیں گے تو عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو لوگ زندہ رہیں گے وہ اس بات کو بھی دیکھ لیں گے۔ چنانچہ اس دور کے بعد جو لوگ آئے انہوں نے اس چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ❶ یہ بشارت تھی جو اسلام نے اس قوم کو دی تھی جو ریگستان کے صحرائی خیموں میں سوتی، خشک کھجوریں کھاتی اور اونٹوں کو چراتی تھی لیکن اس نے یقین کر لیا اور اس کا پھل پایا۔ لیکن آہ! موجودعہد کے وہ مسلمان جو محلوں میں رہ کر ریشمی بستروں پر سو کر آج اسلام کے وعدے پر یقین نہیں لاتے۔ اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے بدامنی اور خوف وہراس کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں امن اسی لئے ہوا کہ اسلام کی نظر میں سب انسان بھائی بھائی ہیں اور کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے بجز مکارم اخلاق حسنِ معاملات اور تقویٰ کے۔ اس کا اعلان آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اس طرح فرمایا تھا:

اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے اور تم سب کا ایک ہی باپ ہے کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں ہے اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر بزرگی ہے اور نہ کسی سرخ کو کالے پر فوقیت ہے اور نہ کسی کالے کو سرخ پر برتری ہے مگر تقویٰ کے ساتھ۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ ❷

حسب ونسب کوئی چیز نہیں ہے اور نہ باعث فخر ہے کیونکہ سب کی اصلیت خاک اور مٹی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

جو لوگ اپنے مرے ہوئے باپ داداوں پر فخر وشیخی کرتے ہیں اس سے باز آجانا چاہئے۔ کیونکہ وہ دوزخ میں جل بھن کر کوئلہ ہو گئے ہیں تو اب ان پر فخر کی کون سی بات ہے اگر یہ فخر وشیخی سے باز نہیں آئے تو اللہ کے نزدیک اس کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک سے پلیدیوں کو الٹ پھیر کرتا ہے یعنی اس گوبروڑے کیڑے سے جو اپنے منہ سے پاخانہ کی گولی بنا کر اپنی ناک سے لڑھکاتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادوں پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے آدمی تو دو ہی طرح کے ہیں۔ مومن پرہیزگار،

❶ بخاری کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ (۳۵۹۴)

❷ مسند احمد: ۵/ ۴۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یا بدبخت و بدکار۔ ورنہ انسان کے لحاظ سے سبھی برابر ہیں سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے۔ ❶

آپ ﷺ نے صرف زبان سے ہی یہ اعلان نہیں کیا بلکہ ان الفاظ کو اسلامی زندگی کا دستور العمل بنا دیا۔ خود بھی اس پر ساری زندگی عمل کیا اور اپنے پیروکاروں کو عمل کرنے کی تاکید کی۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے اپنے عمل کا ایک ایسا نمونہ پیش کیا کہ انسانیت کی وحدت کا تصور کبھی ان کے دل سے نہ نکل سکا۔ اس طرح آپ ﷺ نے عداوت و دشمنی اور افتراق و انتشار کی سب سے بڑی بنیاد ڈال دی۔ آپ نے یہ حقیقت بھی لوگوں کے دلوں میں جمانے کی اچھی طرح کوشش کی کیونکہ انسانی وحدت کا تصور اس وقت تک پورے طور پر ذہن نشین نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ وحدتِ معبود کا عقیدہ ذہن نشین نہ ہو جائے۔ جب تک کہ ہر قبیلہ کا خدا الگ اور ہر قوم کا خالق جدا سمجھا جائے گا اس وقت تک ناممکن ہے۔ کہ سب انسان کسی ایک مرکز پر جمع ہوسکیں نفسیات اجتماعی کے علاوہ مشاہدہ فطرت اور مطالعہ کائنات بھی اس نتیجہ تک پہنچاتے ہیں اور خلاق عالم کی یکتائی کا یقین دلاتے ہیں ایک خدا نے تمام انسانوں کو بنایا ہے اور سب انسان ایک ہی اصل کی شاخیں اور ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ انہیں بنیادی حقیقتوں پر انسانیت کی تعمیر ہوسکتی ہے۔ اور اختلافات اور تفرقوں کی جڑ کٹ جاتی ہے اس لئے آپ ﷺ نے ان دونوں اصولوں پر زیادہ زور دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جو تعلیم ہم کو دی ہے۔ اس کا اصل منشا یہ ہے کہ ہم دنیا میں امن سے رہیں اور لوگوں کو بھی امن سے رہنے دیں اور دنیا ہی میں امن و اطمینان سے جنت کی زندگی بسر کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَّلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ.)) ❷

”نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ حسد کرو۔ اللہ کے بندے بن کر آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔“

ان بنیادی باتوں کے بعد تفرقہ کی چند باتیں اور بھی ہیں۔ لوگ ذاتوں اور پیشوں کی بنا پر بھی تقسیم ہو جاتے ہیں اس لئے اسلام نے نہ کسی پیشہ کو خاندانی قرار دیا ہے۔ اور نہ انہیں عزت و ذلت کا معیار تسلیم کیا، بلکہ ہر شخص کو پوری آزادی دی ہے وہ اپنے حالات و ضروریات، طبعی مناسبت کی بنا پر اپنے لئے جو ہمیشہ مناسب سمجھے اختیار کرلے۔ کسی پیشہ کی بنا پر کوئی شریف یا رذیل نہیں سمجھا جائے گا۔ بلکہ اپنے اعمال کی بنیاد

---

❶ ابو داوٗد کتاب الادب، باب فی التفاخر بالاحساب ٤/ ٤٩٢

❷ بخاری کتاب الادب، باب ما ینھی عن التحاسد و التدابر (٦٠٦٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پر عزت یا ذلت کا مستحق ہوگا۔ اگر دانش مندی اور ایمان داری سے کام کرے گا تو عزت کی نظر سے دیکھا جائے گا اور اگر فریب و بد دیانتی سے کام کرے گا تو وہ برا ہی سمجھا جائے گا خواہ کتنا ہی اہم پیشہ کیوں نہ اختیار کرے۔

اسلام دراصل دنیا میں امن و سلامتی کی اشاعت ہی کے لئے آیا ہے جتنی زیادہ سلامتی ہوگی اتنا ہی زیادہ امن ہوگا اور اتنا ہی زیادہ ایمان کامل ہوگا یہ رسول اللہ ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے سنئے۔ فرمایا:

((لَا تَدْخُلُو الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ.)) ❶

''تم لوگ جنت میں اس وقت تک داخل نہ ہوسکو گے جب تک کہ ایمان نہ لاؤ گے اور اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے اور میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو گے تو آپس میں محبت پیدا ہوجائے گی اور وہ یہ ہے کہ تم باہمی سلام و سلامتی پھیلاؤ اور اس کی اشاعت کرو۔''

سلام پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کو سلام کیا جائے کسی چھوٹے بڑے، امیر غریب کی کوئی تخصیص نہ ہو مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جو سب سے پہلے خطبہ دیا وہ اسی افشاء سلام کے بارے میں تھا وہ یہ ہے کہ۔

((يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.)) ❷

''اے لوگو! تم آپس میں سلام پھیلاؤ اور غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور جب سب لوگ سو رہے ہوں تو اس وقت تم نماز پڑھو جب یہ کام کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔''

اس حدیث نے روٹی کپڑے کا مسئلہ حل کر دیا ہے کیونکہ اس حدیث پر اگر عمل کرلیا جائے تو کوئی غریب ننگا اور بھوکا نہیں رہ سکتا اور سلام و امن کی اشاعت سے دنیا کی خونریزی بند ہوجائے گی۔ موجودہ زمانے میں یہی دو چیزیں موجب فساد بنی ہوئی ہیں اور دوسرے ممالک والے انہی دونوں چیزوں کو لے کر اچھالتے ہیں اور لوگوں کو روٹی کپڑا حاصل کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ اسلام نے زکوۃ، صدقات وغیرہ کے ذریعہ غرباء پروری کو بڑی اہمیت دی ہے بہرحال ﴿وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ میں بہت خوبیاں مضمر ہیں جو غور و فکر سے ظاہر ہوسکتی ہیں۔ دنیا میں زیادہ فسادات جہالت و نادانی اور ناعاقبت اندیشی سے ہوتے

❶ مسلم' كتاب الايمان' باب بيان انهٔ لا يدخل الجنة الا المومنون (١٩٤)

❷ مسند احمد: ٥/ ٤٥١' مستدرك حاكم' كتاب البر والصلة ٤/ ١٦٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہیں ان کا انسداد اسلام ہی سے کیا جا سکتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور پیارے بندوں کی یہی شان بتائی ہے کہ وہ۔

جواب جاہلاں باشد سلامی سے دیتے ہیں نہ کہ جہالت سے۔ جیسا کہ کسی جاہلی شاعر نے کہا ہے:

اَلَا لَا یَجْهَلَنْ اَحَدٌ عَلَیْنَا فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِیْنَا

مگر رحمٰن کے محبوب بندے ایسا نہیں کرتے بلکہ درگذر کر جاتے ہیں وہ گندی باتوں سے اپنی زبان آلودہ نہیں کرتے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جوں جوں کوئی آپ پر گرم اور تیز ہوتا۔ آپ اتنا ہی نرم اور ٹھنڈے ہو جاتے۔ یہی سلامتی کی بات ہے۔ قرآن مجید میں متعدد آیتوں میں مومن کی شان یہی بتائی گئی ہے۔

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴾ (مومنون: ۱ تا ۳)

(یقیناً ایمان داروں نے نجات حاصل کر لی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں جو لغو سے منہ موڑ لیتے ہیں۔)

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ ﴾ (قصص: ۵۵)

(مومن لوگ بے ہودہ باتیں سن کر منہ پھیر لیتے ہیں۔)

پس فرمان ہے کہ یہ اپنی زبان کو گندا نہیں کرتے، برا کہنے والوں کو برا نہیں کہتے، سوائے بھلے کلمے کے زبان سے اور کوئی لفظ نہیں نکالتے یہ رحمٰن کے ان مخصوص اور محبوب بندوں کا مشغلہ تھا۔ اب آگے شب بیداری اور عبادت گذاری کی کیفیت ان بندوں کی بیان کی جا رہی ہے۔

﴿ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴾ (الفرقان: ٦٤)

(یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں تو یہ خدا کے سامنے کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے رات گزارتے ہیں نہ دن ان کا بے کار رہتا ہے اور نہ رات۔)

انہیں لوگوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ○ جَزَآءً بِمَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

كَانُوا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (السجدة: ١٥ تا ١٧)

(ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جنہیں جب کبھی نصیحت کی جاتی ہے وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور تکبر سے الگ تھلگ رہتے ہیں ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں وہ جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے۔ وہ خرچ کرتے ہیں کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے پوشیدہ کر رکھا ہے جو کچھ وہ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔)

یعنی سچے ایمان داروں کی نشانی یہ کہ ہے وہ دل کے کانوں سے ہماری آوازوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں دل وزبان سے برحق جانتے ہیں سجدے کرتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں۔ اتباع حق سے جی نہیں چراتے اور نہ اکڑتے اور غرور کرتے ہیں یہ بری عادت تو کافروں کی ہے۔

جیسا کہ فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْ خُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ﴾ (مؤمن: ٦٠)

(یعنی میری عبادت سے تکبر کرنے والے ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں جائیں گے۔)

ان سچے ایمانداروں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ راتوں کو نیند چھوڑ کر اپنے بستروں سے الگ ہو کر نمازیں ادا کرتے ہیں۔ تہجد پڑھتے ہیں بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد مغرب وعشاء کے درمیان کی نماز ہے۔ کوئی کہتا ہے مراد اس سے عشاء کی نماز کا انتظار ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد عشاء اور صبح کی نماز باجماعت ہے وہ خدا سے دعا کرتے ہیں اور اس کے عذابوں سے نجات پانے کے لئے ساتھ ساتھ صدقہ وخیرات کیا کرتے ہیں وہ نیکیاں بھی کرتے رہتے ہیں جنکا تعلق انہیں کی ذات سے ہے ان بہترین نیکیوں میں سب سے بڑھے ہوئے وہ ہیں جو درجات میں بھی سب سے آگے ہیں یعنی سید اولادِ آدم، فخر دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جیسے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے شعروں میں ہے:

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ ۔۔۔ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الصُّبْحِ سَاطِعٌ

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبُهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ ۔۔۔ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

یعنی ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو صبح ہوتے ہی خدا کی پاک کتاب کی تلاوت کرتے ہیں راتوں کو جب مشرکین گہری نیند سوتے ہیں تو آنحضور ﷺ کی کروٹ بستر سے الگ ہوتی ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ دو قسم کے لوگوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ ایک تو وہ جو رات کو میٹھی نیند سوئے ہوتے ہیں لیکن دفعۃً اپنے رب کی نعمتیں اور اس کی سزائیں یاد کر کے اٹھ بیٹھتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اپنے نرم وگداز بستر کو چھوڑ کر میرے سامنے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دیتے ہیں دوسرا وہ شخص جو ایک غزوہ میں ہے۔ کافروں سے لڑتے لڑتے مسلمانوں کا پانسہ کمزور ہو جاتا ہے۔لیکن یہ شخص یہ سمجھ کر کہ بھاگنے میں خدا کی ناراضگی ہے اور آگے بڑھنے میں رب کی رضامندی ہے میدان کی طرف لوٹتا ہے اور کافروں سے جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ اپنا سر اس کے نام پر قربان کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ فخر سے اپنے فرشتوں کو دکھاتا ہے اور انکے سامنے اسکی تعریف کرتا ہے۔ ❶

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ صبح کے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہی چل رہا تھا۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت میں پہنچادے اور جہنم سے الگ کر دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو نے سوال تو بڑے کام کا کیا ہے لیکن اللہ جس پر آسان کر دے اس پر بہت سہل ہے سن! تو اللہ کی عبادت کرتا رہ۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر نمازوں کی پابندی کر' رمضان کے روزے رکھ' بیت اللہ کا حج کر' زکوۃ ادا کرتا رہے۔ اب میں تجھے بھلائیوں کے دروازے بتلادوں روزہ ڈھال ہے' صدقہ گناہوں کو معاف کرا دیتا ہے اور انسان کی آدھی رات کی نماز۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ''تَتَجَا فٰى کی تلاوت یَعْمَلُوْنَ'' تک فرمائی پھر فرمایا۔ اب میں تجھے اس امر کے سر' اس کے ستون اور اس کی کوہان کی بلندی کو بتلاؤں۔ اس تمام کام کا سر تو اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اس کے کوہان کی بلندی اللہ کی راہ کا جہاد ہے فرمایا۔ اب میں تجھے ان تمام کاموں کے سردار کی خبر دوں۔ پھر اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اسے روک رکھ۔ میں نے کہا ہم اپنی بات چیت پر بھی پکڑے جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! افسوس تجھے معلوم ہی نہیں کہ انسان کو اوندھے منہ جہنم میں ڈالنے والی چیز اس کی زبان ہی ہے۔ ❷

(۴) اور اللہ تعالیٰ کے محبوب و مخلص بندے باوجود شب بیداری اور محنت کے خدا کے خوف و عذاب جہنم سے بے خوف و بے فکر اور نڈر نہیں ہوتے بلکہ یہ دعائیں کرتے ہیں کہ خدایا ہمیں عذاب جہنم سے بچا کیونکہ اس کا عذاب بہت دکھ درد پہنچانے والا ہے۔ اور نافرمانوں کو چمٹ جانے والا ہے۔

غرام۔ دائمی عذاب کو کہا جاتا ہے جیسا کہ شاعر نے شان خدائی بتائی ہے۔

اِنْ يُّعَذِّبْ يَكُنْ غَرَامًا ۔۔۔ وَاِنْ يُّعْطِ جَزِيْلًا فَاِنَّهٗ لَا يُبَالِىْ

یعنی اس کے عذاب بھی سخت، لازمی اور ابدی اور اس کی عطا اور انعام بھی بے حد ان گنت اور بے

---

❶ مسند احمد: ١/ ٤١٦

❷ ترمذی' کتاب الایمان باب ما جاء في حرمة الصلوة ٣/ ٣٥٨' مسند احمد: ٥/ ٢٣١

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حساب ہے جو چیز آئے اور ہٹ جائے وہ غرام نہیں غرام وہ ہے جو آنے کے بعد ہٹنے اور دور ہونے کا نام بھی نہ لے یہ معنی بھی لئے گئے ہیں کہ عذاب جہنم تاوان ہے جو کفرانِ نعمت سے لیا جائے گا۔ انہوں نے خدا کے دیئے کو اس کی راہ میں نہیں لگایا۔ لہٰذا آج اس کا تاوان یہ بھرنا پڑے گا، کہ جہنم کو پُر کر دیں۔ وہ بری جگہ ہے بدمنظر ہے تکلیف دہ ہے۔

مالک بن حارث کا بیان ہے کہ دوزخی کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو خدا ہی جانتا ہے کہ کتنی مدت تک وہ نیچے ہی نیچے چلا جائے گا اس کے بعد جہنم کے ایک دروازہ پر اُسے روک دیا جائے گا اور کہا جائیگا آپ بہت پیاسے ہو رہے ہوں گے۔ لو ایک جام نوش کر لو۔ یہ کہہ کر انہیں کالے ناگ اور بچھوؤں کے زہر کا ایک پیالہ پلایا جائے گا۔ جس کے پیتے ہی ان کی کھالیں الگ جھڑ جائیں گی بال الگ ہو جائیں گے رگیں الگ جا پڑیں گی اور ہڈیاں جدا جدا ہو جائیں گی۔ حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہنم میں کنوئیں جیسے گڑھے ہیں ان میں سانپ ہیں جیسے بختی اونٹ اور بچھو ہیں جیسے خچر۔ جب کسی جہنمی کو جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ تو وہاں سے نکل کر آتے اور انہیں لپٹ جاتے ہیں ہونٹوں پر، سروں پر، اور جسم کے دوسرے حصوں پر ڈستے اور ڈنگ مارتے ہیں جس سے ان کے سارے جسم میں زہر پھیل جاتا ہے اور پھکنے لگتے ہیں سارے جسم کی کھال جھلس کر گر پڑتی ہے پھر وہ سانپ چلے جاتے ہیں۔

(۵) پھر رحمان کے بندوں کی اس صفت کا بیان ہے کہ وہ نہ تو مسرف اور فضول خرچ ہیں اور نہ بخیل، نہ بے جا خرچ کرتے ہیں نہ ضروری اخراجات میں کوتاہی کرتے ہیں بلکہ میانہ روی سے کام لیتے ہیں نہ ایسا کرتے ہیں کہ اپنے اہل واعیال کو تنگ رکھیں۔ اور نہ ایسا کرتے ہیں کہ جو ہو لٹا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کی تعلیم دی ہے۔

﴿ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا۝ وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۝ اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ۝ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا۝﴾ (بنی اسرائیل: ۲۶ تا ۳۰)

(رشتے داروں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اسراف اور بے جا خرچ سے بچو کیونکہ بیجا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت ہی ناشکرا ہے اور اگر تجھے ان سے منہ پھیر لینا پڑے اپنے رب کی اس رحمت کی جستجو میں جس کی تو امید رکھتا ہے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بھی تجھے چاہئے کہ نرمی سے سمجھا دے اپنے ہاتھ کو اپنی گردن سے بندھا ہوا مت رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھول دو کہ ملامت کئے ہوئے اور پچھتائے ہوئے بیٹھ جاؤ گے۔ یقیناً تمہارا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔)

ان آیتوں میں صلہ رحمی اور غریبوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور فضول خرچی سے روکا گیا ہے اور حد سے زیادہ بخل اور حد سے زیادہ فیاضی سے بھی روکا گیا ہے۔ کیونکہ حد اعتدال سے بڑھ جانے کیوجہ سے انسان ملامت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ کھانے پینے اور شادی بیاہ کے موقع پر اعتدال سے خرچ کرنا چاہئے۔ حد اعتدال سے بڑھنا اسراف ہے جو شیطانی کام ہے اس سے بچنا ضروری ہے ہر کام میں میانہ روی اختیار کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ اسی افراط وتفریط سے بچنے کو صراطِ مستقیم اور اعتدال کہتے ہیں معاملات میں تعلقات میں عبادات میں اعتدال کی ضرورت ہے جو میانہ روی اختیار کر لیتے ہیں وہ اچھے سمجھے جاتے ہیں اسی لئے ہر کام میں اعتدال کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں میں ہے:

﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ.﴾ (اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو۔)

قصد اور اقتصاد اعتدال کا نام ہے۔ "قَصْدُ السَّبِيلِ" سیدھی راہ (مستقیم) جو حق تک پہنچا دے "كَانَ أَبْيَضَ مُقَصَّدًا" ❶

آنحضرت رسول اللہ ﷺ سفید رنگ میانہ قامت تھے (نہ لمبے نہ پست نہ بہت موٹے نہ دبلے)

"اَلْقَصْدَ، اَلْقَصْدَ، تَبْلُغُوا"۔ ❷ میانہ روی (اعتدال) اختیار کرو تم اپنی مراد کو پہنچو گے۔

یہ حدیث تمام علم اخلاق کو جامع ہے، بڑی چھوٹی کتابوں کا خلاصہ ہے ہر ایک امر میں اعتدال یعنی بیچوں بیچ میں چلنا۔ افراط وتفریط نہ کرنا۔ یہی کمال ہے جو انسان کو اپنے مقاصد تک پہنچا دیتا ہے۔

بہت دوڑ کر چلنے والا تھک کر گر پڑتا ہے۔ کھانا پینا، سونا جاگنا، حرکت وسکون کلام وخاموشی محنت وریاضت سب میں اعتدال کی ضرورت ہے اور افراط وتفریط دونوں مضر ہیں۔ حدیث میں ہے:

((كَانَتْ صَلوٰتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا.)) ❸

---

❶ مسلم، کتاب الفضائل، باب کان النبی ﷺ ابیض ملیح الوجه (٦٠٧٢)

❷ بخاری کتاب الرقاق، باب القصد و المداومة علی العمل (٦٤٦٣)

❸ مسلم کتاب الجمعه باب تخفیف الصلوة و الخطبة رقم ٢٠٠٣

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''آنحضرت کی نماز متوسط ہوتی اور آپ ﷺ کا خطبہ بھی متوسط ہوتا۔''

نہ بہت لمبا نہ بہت مختصر اور نماز نسبتاً لمبی ہوتی۔ اب احمق و نادان اور کم علم لوگ خطبہ تو لمبا سناتے ہیں اور نماز مختصر۔

صرف وخرچ میں اسراف وتبذیر معیشت فاسدہ کی علامات ہیں اس لئے اقتصاد ومیانہ روی اختیار کرنا ضروری ہے مثلاً عام حالات میں یہ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ خرچ آمدنی سے بڑھ جائے اور پھر حاجت کے وقت دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے بلکہ حتی الامکان اس کی سعی کرنی چاہیئے کہ ان تمام اجتماعی حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ جو غنی ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ان پر عائد کئے ہیں اپنے اہل وعیال کی حاجات وضروریات کے لئے کچھ پس انداز ہو اور یہ بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ بخل کو کام میں لایا جائے اور خود اپنے اہل وعیال کے لئے کچھ عطائے الٰہی کے باوجود معیشت کو تنگ کرے۔

بلکہ یہ اقتصاد، اعتدال اور میانہ روی نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْهَدْىَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَ الاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسٍ وَّ عِشْرِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.)) ❶

''اچھی سیرت اور اچھا طریقہ اعتدال نبوت کے پچیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

اس حدیث سے اعتدال اور میانہ روی کی بہت بڑی اہمیت ثابت ہوتی ہے ہر چیز میں اعتدال پسندیدہ ہے۔ مسند بزار میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابی کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((مَااَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْغِنٰى مَااَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ مَااَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْعِبَادَةِ.)) ❷

''دولت مندی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے۔ محتاجگی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے اور عبادت میں میانہ روی کتنی اچھی ہے۔''

غرض یہ ہے کہ نہ اتنا دولت مند ہو کہ انسان قارونِ وقت بن کر حق سے غافل ہو جائے۔ نہ اتنا محتاج ہو کہ پریشان خاطر ہو کر حق سے محروم رہ جائے۔ لوگ دولت مند ہو کر اس قدر شان وشکوہ عز وجاہ اور عیش وتنعم کی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں کہ اعتدال سے خارج ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ محتاج ہو کر اس قدر کمزور مبتذل ہو جاتے ہیں کہ صبر، خودداری، اور تمام شریفانہ اوصاف کھو دیتے ہیں۔

---

❶ مسند احمد ١/ ٢٩٦ ابوداوٗد كتاب الادب باب في الوقار رقم الحديث ٤٧٦٨

❷ مسند بزار بحواله مجمع الزوائد ١٠/ ٢٥٥

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دعا اور عبادت میں بھی اعتدال کا حکم ہے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۱۰)

(اور نہ نماز میں چلا چلا کر نماز پڑھو اور نہ چلا چلا کر دعا ہی کرو اور نہ بالکل چپکے چپکے پڑھو بلکہ اس کے درمیان کی راہ اختیار کرو۔)

قرآن مجید میں نیک بندوں کی یہ علامت بتائی گئی ہے۔

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا﴾ (الفرقان: ۶۷)

(اور خرچ کرنے لگیں تو فضول خرچی نہ کریں اور نہ بہت تنگی کریں بلکہ ان کا خرچ افراط وتفریط کے درمیان کا ہو۔)

(۶) اور رحمان کے محبوب بندے وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو معبود نہیں ٹھہراتے اور نہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ وہ صرف ایک وحدہ لاشریک کو جانتے ہیں اور اسی کی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔ یعنی خدا پرست موحد اور متبع سنت ہیں اور جس نفس کو اللہ تعالیٰ نے قتل کرنا حرام کیا ہے۔ اس کو قتل نہیں کرتے مگر جسے اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ قتل کرنے کی رخصت دی ہے اور نہ زنا کاری و بدکاری کرتے ہیں اور نہ فحاشی و بے حیائی پر آمادہ ہوتے ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے:

﴿لَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲)

(خبردار! زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔)

شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہی گناہ ہے۔ ابن ابی الدنیا میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شرک کے بعد کوئی گناہ زنا سے بڑھ کر نہیں ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ''لَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ'' کے تحت میں مسند احمد کے حوالہ سے یہ حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

ایک نوجوان نے زنا کاری کی اجازت آپ ﷺ سے چاہی۔ لوگ اس پر جھک پڑے کہ چپ رہ کیا کہہ رہا ہے؟ کیا کہہ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے قریب بلا کر فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس کام کو اپنی ماں کے لئے پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا، خدا کی قسم نہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ ﷺ پر اللہ فدا کرے ہرگز نہیں' فرمایا، پھر سوچ لے کہ کوئی اور کیسے پسند کرے گا آپ ﷺ نے فرمایا، اچھا تو اسے اپنی بیٹی کے لئے پسند کرتا ہے؟ اس نے اسی طرح تاکید سے انکار کیا۔ آپ ﷺ فرمایا ٹھیک اسی طرح کوئی بھی اپنی بیٹیوں کے لئے یہ پسند

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نہیں کرتا۔ اچھا اپنی بہن کیلئے پسند کرتا ہے؟ اس نے اسی طرح انکار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح اپنی بہن کیلئے دوسرے لوگ بھی اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔ بتا کیا تو چاہے گا کہ کوئی تیری پھوپھی سے ایسا کرے؟ اس نے اسی سختی سے انکار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اسی طرح کوئی اور بھی اسے اپنی پھوپھی کیلئے نہ چاہے گا۔ اچھا اپنی خالہ کے لئے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں، فرمایا اسی طرح اور سب لوگ بھی۔ پھر اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ کر دعا کی کہ الٰہی! اس کے گناہ بخش دے۔ اس کے دل کو پاک کر۔ اسے عصمت والا بنا۔ پھر تو یہ حالت تھی کہ یہ نوجوان کسی کی طرف نظر بھی نہ اٹھاتا تھا۔ ❶

آپ ﷺ کی یہ حکیمانہ نصیحت ہر ایسے شخص کے لئے مفید ہے جو اپنے لئے اپنی ماں و بہن کے لئے اس فعل کو پسند نہیں کرتا تو دوسرے کی ماں بہن کے لئے کیسے پسند کر سکتا ہے۔ لامحالہ بدکاری سے باز آئے گا۔ بدکار لوگوں کی سزا دُنیا میں سنگسار اور سو کوڑے کی مار ہے اور آخرت میں دوزخ کی آگ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تنور جیسا کنواں دیکھا جس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا کشادہ تھا اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور شور و غل کی آواز آ رہی ہے اس میں مرد اور عورتیں ہیں جو آگ کے شعلوں کے ساتھ اوپر کو آ جاتے ہیں اور جب شعلہ دب جاتا ہے تو نیچے چلے جاتے ہیں یہ زناکار مرد اور عورتیں ہیں جو اس آگ میں جل رہے ہیں۔ ❷

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا زَنَی الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِیْمَانُ.)) ❸

''جب انسان زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان اس سے نکل جاتا ہے۔''

اگر اسی حالت میں مر گیا تو بے ایمان ہو کر مرا اور زنا و بدکاری سے خدا کی طرف سے بلائیں مسلط ہو جاتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا ظَهَرَ الزِّنٰی فِیْ قَرْيَةٍ فَقَدْ حَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ.)) ❹

''جس بستی میں زناکاری و سود خوری کھلم کھلا کرنے لگیں تو اس بستی پر خدا کا عذاب آئے گا۔''

غرض زناکاری کی سزا دنیا و آخرت دونوں جگہوں میں ہے جیسا کہ فرمایا:

---

❶ مسند احمد: ٥/ ٢٥٦، ٢٥٧، طبرانی کبیر ٨/ ١٦٢ (٧٦٧٩)

❷ بخاری کتاب الجنائز (١٣٨٦)

❸ ابو داوٗد، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه.

❹ مستدرک حاکم، کتاب البیوع، باب اذا ظهر الزنا و الربافی قریة. ٢/ ٣٧

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴾ (الفرقان: ٦٨)

(جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔)

قیامت کے دن دوھرا عذاب دیا جائے گا۔ اور ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ البتہ جن لوگوں نے توبہ کرلی۔ اور ایمان لا کر نیک کام کیا۔ تو ایسے لوگوں کے گناہ کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جس نے توبہ کرلی۔ اور نیک کام کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کو سچا معبود مان لیا۔

(۷) توبہ کے معنی خفت، ندامت وشرمندگی کے ہیں اور سچی توبہ سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے اور توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام لا کر نیک بن جائیں پھر اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا (یعنی نیکی کرنے کی توفیق دے گا) یعنی اسلام لانے کے بعد تمام گناہ ملیامیٹ ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچائی میرے دل میں ڈال دی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم داہنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کروں گا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھا دیا لیکن میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا؟ میں نے کہا! میں ایک شرط کرنا چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ میں اس شرط پر اسلام لاتا ہوں کہ میرے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام ان تمام گناہوں کو ملیامیٹ کر دیتا ہے جو اسلام سے پہلے سرزد ہوئے تھے اور ہجرت بھی سب گناہوں کو ساقط کر دیتی ہے جو ہجرت سے پہلے سرزد ہوئے تھے۔ اور حج ان خطاؤں کو معاف کرا دیتا ہے جو حج سے پہلے ہوئی ہوں۔ ❶

یہ اسلام کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ اسلام لانے سے سارے قصور معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس اعرابی کی حدیث میں آیا ہے کہ:

((جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ يُدَعِّمُ عَلٰى عَصَاهُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ غَدَرَاتٍ وَفَجَرَاتٍ فَهَلْ يُغْفَرُلِيْ قَالَ اَلَسْتَ تَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ قَالَ بَلٰى وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ قَدْغُفِرَلَكَ غَدَرَاتُكَ وَفَجَرَاتُكَ.)) ❷

❶ مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یهدم ما قبله و کذا الهجرة و الحج (۳۲۱)

❷ مسند احمد: ٤/ ٣٥٨

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''ایک بوڑھا لکڑی کا سہارہ لگائے ہوئے۔رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں کفر کے زمانے میں بے وفائیاں اور بے ہودگیاں کر چکا ہوں تو کیا وہ سب معاف ہوجائیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو ایک اکیلے خدا ہونے کی گواہی نہیں دیتا ہے اس نے عرض کیا کیوں نہیں، اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ فرمایا۔ تیری ساری خیانتیں اور بے ہودگیاں معاف کر دی گئی ہیں۔''

مذہب بدلنے والا ضرور اس کا خواہش مند ہوتا ہے کہ پہلے مذہب میں رہ کر جو بدعنوانیاں سرزد ہوئی ہیں دوسرے مذہب میں داخل ہونے کے سبب سے معاف ہوجائیں۔اس چیز کی گارنٹی صرف اسلام میں ہے کہ اس میں داخل ہوتے ہی ماقبل اسلام سب کوتاہیاں بخش دی جاتی ہیں اور اسلام کے سوا دنیا کے کسی مذہب میں یہ خوبی نہیں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((اِذَا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَّفَهَا وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا اِلَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا.)) ❶

''جب بندہ اسلام لے آتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہوجاتا ہے تو جتنی برائیاں وہ پہلے کر چکا ہے ان سب کو اللہ تعالیٰ درگذر فرما دیتے ہیں اس کے بعد یہ صورت ہوتی ہے کہ اگر نیکی کرتا ہے تو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک نیکی کے بدلے میں سات سو نیکیاں ملتی ہیں اور برائی کے بدلے میں صرف ایک برائی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی معاف فرمادے۔''

اسلام کے اچھے ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والا ظاہری اور باطنی ہر حیثیت سے اسلام میں داخل ہوجائے۔ جب وہ کوئی کام کرے تو یہ یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔اور اسکی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے برائیوں سے اجتناب کرتا رہے۔نیکیوں کے بجالانے کی کوشش کرتا رہے تو ایسی صورت میں اس کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُ اَوْاُسْلِمُ قَالَ اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيْلًا وَّاُجِرَ كَثِيْرًا.)) ❷

---

❶ بخاری، کتاب الایمان، باب حسن اسلام المرء (٤١)

❷ بخاری کتاب الجہاد، باب عمل صالح قبل القتال (٢٨٠٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص زرہ پوش سر سے پاؤں تک لوہے سے ڈھکا ہوا آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں جہاد میں شریک ہوں یا پہلے اسلام لاؤں اور پھر جہاد میں شریک ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا پہلے تم اسلام لے آؤ۔ بعد میں جہاد میں شریک ہو جانا چنانچہ وہ پہلے اسلام لاتا ہے اور پھر جہاد کرتا ہے۔ خدا کی شان وہ جہاد میں جاتے ہی شہید ہو جاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس نے کام تھوڑا کیا اور ثواب بہت لے گیا۔''

ایمان لانا بہت معمولی کام ہے لیکن اس سے زندگی بھر کے گناہ معاف ہوئے اور ہمیشہ کا جنتی ہو گیا۔ صحیح اسلام قیامت کے دن نجات کا ذریعہ بنے گا اگر اسلام صحیح ہے تو دیگر اعمال صالحہ کا بھی اعتبار ہوگا اور اگر اسلام درست نہیں تو دوسری نیکیوں کا بھی اعتبار نہ ہوگا۔

یہ اسلام ہی کی خوبی ہے کہ کلمہ شہادتین کو سچے دل سے کہنے کے بعد انسان کے سارے گناہ ملیا میٹ ہو جاتے ہیں اور وہ نوزائیدہ بچے کی طرح معصوم ہو جاتا ہے ایسے پاکیزہ دین اسلام کو چھوڑ کر کسی جانور کے پاخانہ پیشاب کو کھا پی کر کوئی دوسرا دین اختیار کرے تو وہ ہرگز فلاح دارین کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ﴾

(الفرقان: ۷۰)

(مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لا کر نیک عمل کیا اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا یعنی سارے گناہ نیک ہی نیک ہو جائیں گے۔)

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر میں لکھا ہے کہ سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ بتوں کی پرستش کے بدلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی توفیق انہیں ملی۔ مومنوں سے لڑنے کے بجائے کافروں سے جہاد کرنے لگے مشرکہ عورتوں سے نکاح کے بجائے مومنہ عورتوں سے نکاح کئے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہ کے بدلے ثواب کے عمل کرنے لگے شرک کے بدلے توحید خالص ملی' بدکاری کے بدلے پاک دامنی حاصل ہوئی' کفر کے بدلے اسلام ملا۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ خلوص کے ساتھ جو ان کی توبہ تھی اس سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ یہ اس لئے کہ توبہ کے بعد جب کبھی انہیں اپنے گذشتہ گناہ یاد آتے ہیں تو انہیں ندامت ہوتی تھی۔ یہ غمگین ہو جاتے تھے' شرمانے لگتے تھے اور استغفار کرتے تھے اس لئے ان کے گناہ اطاعت سے بدل گئے گو وہ ان کے نامہ اعمال میں گناہ کے طور پر لکھے ہوئے تھے لیکن قیامت کے دن سب نیکیاں بن جائیں گے جیسا کہ احادیث و آثار میں ثابت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ میں اس شخص کو پہچانتا ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جوسب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ یہ وہ شخص ہوگا جسے خدا کے سامنے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اس کے بڑے بڑے گناہوں کو چھوڑ کر چھوٹے گناہوں کی نسبت اس سے باز پرس کرو چنانچہ اس سے سوال ہوگا کہ فلاں دن تو نے فلاں کام کیا تھا فلاں دن فلاں گناہ کیا تھا یہ کسی ایک کا بھی انکار نہیں کر سکے گا۔ اقرار کرے گا آخر میں کہا جائے گا۔ کہ تجھے ہم نے ہر گناہ کے بدلے نیکی دی اب تو اس کی باچھیں کھل جائیں گی۔ اور کہے گا۔ اے میرے پروردگار! میں نے اور بھی بہت سے اعمال کئے تھے جنہیں میں یہاں نہیں پا رہا ہوں؟ یہ فرما کر حضور ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کے مسوڑھے دیکھے جانے لگے۔ ❶

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انسان کو قیامت کے دن نامہ اعمال دیا جائے گا۔ وہ پڑھنا شروع کرے گا تو اوپر اس کی برائیاں درج ہوں گی جنہیں پڑھ کر یہ کچھ ناامید سا ہونے لگے گا اسی وقت اس کی نظر نیچے کی طرف پڑے گی تو اپنی نیکیاں لکھی ہوئی پائے گا۔ جس سے کچھ ڈھارس بندھے گی۔ اب دوبارہ اوپر کی طرف دیکھے گا تو وہاں کی برائیوں کو بھی بھلائیوں سے بدلا ہوا پائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بہت سے لوگ خدا کے سامنے آئیں گے جن کے پاس بہت کچھ گناہ ہوں گے، پوچھا گیا وہ کون سے لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ لوگ جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چار قسم کے جنتی جنت میں جائیں گے متقین یعنی پرہیزگار پھر شاکرین یعنی شکر گذار، پھر خائفین، یعنی خوف خدا رکھنے والے پھر اصحاب یمین یعنی جن کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے ہوں گے پوچھا گیا کہ انہیں اصحاب یمین کیوں کہا جاتا ہے؟ جواب ملے گا اس لئے کہ انہوں نے نیکیاں بدیاں سب کی تھیں۔ ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں ملے، اپنی بدیوں کا ایک ایک حرف پڑھ کر یہ کہنے لگے کہ خدایا ہماری نیکیاں کہاں ہیں؟ یہاں تو سب بدیاں لکھی ہوئی ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ ان بدیوں کو مٹا دے گا۔ اور ان کے بدلے نیکیاں لکھ دے گا۔ انہیں پڑھ کے خوش ہو کر اب تو یہ دوسروں سے کہیں گے کہ آؤ ہمارے اعمالنامے دیکھو۔ جنتیوں کے اعمال اکثر اس قسم کے ہوں گے۔

حضرت علی بن حسین زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ برائیوں کو بھلائیوں سے بدلنا آخرت میں ہوگا۔ حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخشے گا اور انہیں نیکیاں کر دے گا۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر کسی شخص نے سارے ہی

---

❶ مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزلة فيها (٤٦٧)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گناہ کیے ہوں اور جو جی میں آیا وہ کیا ہو تو کیا ایسے شخص کی توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم مسلمان ہوگئے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا، اب نیکیاں کرو برائیوں سے بچو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بھی نیکیاں کردے گا اس نے کہا میری غداریاں اور بدکاریاں بھی؟ آپ ﷺ فرمایا: ہاں، اب وہ اللہ اکبر کہتا ہوا واپس چلا گیا۔ ❶

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْيَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِاللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. ﴾ (النساء: ۱۱۰)

(جو برا عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرلے تو وہ اللہ تعالیٰ کو غفور اور رحیم پائے گا۔)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ ﴾ (التوبة: ۱۰۴)

(کیا انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ﴾ (الزمر: ۵۳)

(میرے ان بندوں سے جو گنہگار ہیں کہہ دیجئے کہ وہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں یعنی توبہ کرنے والا محروم نہیں ہوتا۔)

خلاصہ یہ ہے کہ اس میں اپنی غلطی سے جتنے بھی گناہ کیے ہوئے ہوگا سچی توبہ کرلینے کے بعد اس کے سارے گناہ معاف ہوکر نیکی ہوجائیں گے۔

(۸) ﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ﴾ (الفرقان: ۷۲)

(رحمٰن کے نیک بندوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ جھوٹی شہادت نہیں دیتے۔)

یعنی شرک نہیں کرتے، بت پرستی سے بچتے ہیں، جھوٹ نہیں بولتے، فسق و فجور نہیں کرتے۔ کفر سے الگ رہتے ہیں لغو اور باطل کاموں سے پرہیز کرتے ہیں گانا نہیں سنتے، مشرکوں کی عیدیں نہیں مناتے، خیانت نہیں کرتے، بری مجلسوں میں نشست نہیں رکھتے' شرابیں نہیں پیتے' شراب خانوں میں نہیں جاتے، اس کی رغبت نہیں کرتے۔

حدیث میں بھی ہے کہ سچے مومن کو چاہئے کہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر دورِ شراب چل رہا ہو۔ ❷

❶ طبرانی کبیر ۷/ ۳۱۴ (۷۲۳۵)

❷ ترمذی' کتاب الاستئذان' باب ماجاء فی دخول الحمام ۴/ ۲۰ (۲۸۰۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور یہ بھی مطلب ہے کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ صحیحین میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ بتاؤں؟ تین دفعہ یہی فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ ہاں' یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ اس وقت آپ ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے اب اس سے الگ ہو کر فرمانے لگے۔ اور جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹی بات کہنا۔ اسے بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم اپنے دل میں کہنے لگے کہ کاش رسول اللہ ﷺ اب خاموش ہو جاتے۔ زیادہ ظاہر لفظوں سے تو یہ ہے کہ وہ جھوٹ کے پاس نہیں جاتے اسی لئے آگے بیان ہوا کہ اگر اتفاقاً گذر ہو جائے تو وہ اس سے کوئی دلچسپی نہیں لیتے تھے۔

زور اور لغو میں سینما، بائیسکوپ اور دیگر لہو ولعب داخل ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں مخرب اخلاق ہیں۔

سینما یورپ کی ایک عالم فریب مخرب اخلاق ایجاد ہے۔

یہ ایجاد بھی اپنے اندر بہت سی تباہیوں اور بربادیوں کا سامان رکھتی ہے۔ جہاں یورپ وامریکہ سے بہت سی وبائیں برصغیر میں آئیں' سینما بھی آیا' یورپ وامریکہ کی خوشحالی، فارغ البالی اور دولت مندی کی انتہا نہیں ہے وہاں مال ودولت کی بارش ہوتی ہے' اس کے برعکس برصغیر کے عوام مفلس وقلاش ہیں۔ نوے فیصد آدمیوں کو بھی دونوں وقت پیٹ بھر کر روٹی نہیں ملتی' لیکن سینما کی دلچسپیوں کا یہ حال ہے کہ دن بھر مزدوری کر کے معمولی آمدنی کرنے والا سینما دیکھے بغیر نہیں رہتا خواہ اس کے اہل واعیال رات کو بھوکے سو جایا کرتے ہوں۔

سینما نے جہاں مسلمانوں کو مالی تباہی وبربادی کے گڑھے میں ڈالا ہے وہاں مسلمانوں کی شرافت وتہذیب کا جنازہ بھی نکال دیا ہے' بداخلاقی وبے حیائی عام کر دی ہے اور اب اس کی تباہ کاریاں مردوں سے گذر کر عورتوں تک پہنچ چکی ہیں۔ ہزاروں شریف گھرانوں کی بہو بیٹیاں سینما میں جاتی ہیں اور نہایت دیدہ دلیری وڈھٹائی سے اس کے حیا سوز ومخرب اخلاق مناظر دیکھتی ہیں اور صد نفریں ہے ان کے شوہروں پر کہ وہ انہیں روکتے تو کیا بلکہ خود لے جاتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

سینما کی ترویج سے پہلے عصمت فروش وآبرو باختہ عورتوں کی مجلس میں کوئی وقعت وحیثیت نہ تھی۔ لیکن سینما کی برکتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے آبرو باختہ عورتوں کو ایک خاص پوزیشن دیدی ہے اب لوگ اعلانیہ رنڈیوں کی شان میں قصیدے لکھ رہے ہیں اور مدیران اخباران کی تصویریں اپنے پرچوں میں شائع کر رہے ہیں جن گھروں میں ان ذلیل اور فاحشہ عورتوں کا نام لینا بھی گناہ اور موجب شرم سمجھا جاتا تھا۔ اب ان گھروں میں ان کی تصویریں آویزاں ہیں اور جن مجلسوں میں ان کا تذکرہ مکروہ خیال کیا جاتا تھا انہیں مجلسوں میں اب فخریہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ان کے تذکرے کیئے جاتے ہیں۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سینما نے ہمارے ملک کی اخلاقی حالت کو کس طرح تباہ و برباد کر دیا ہے۔ سینما سے ملک کے نوجوان کس طرح برباد ہو رہے ہیں یہ ایک ناقابل برداشت مصیبت ہے۔ وہ سینما میں ایکٹروں کو دیکھتے ہیں اور اپنی زندگی کو انہیں کی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے بے تاب و بے قرار ہو جاتے ہیں پھر ان کو اس بات کا خیال مطلق نہیں رہتا کہ ان کا گھر برباد ہو گا تجارت ملیامیٹ ہو گی تعلیم ادھوری رہ جائے گی وہ ان تمام باتوں سے بے پرواہ ہو کر نگار خانوں کا طواف شروع کر دیتے ہیں۔

تو آیت کریمہ نے مومن کی شان بتائی کہ مومن کامل کی نشانی یہ بھی ہے کہ ایسی بری جگہوں پر نہیں جاتے۔ کیونکہ یہ سب لعنتی مقام ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا:

((فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ وَّقَذْفٌ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰی ذٰلِكَ قَالَ اِذَا ظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ.)) ❶

”میرے ان امتیوں کو زمین میں دھنسایا جائے گا اور ان کی صورتیں بدل جائیں گی اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے ایک مسلمان نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب گانے والیاں اور باجے بہت ہو جائیں گے اور شراب خوری ہونے لگے۔“

مسلمانو! خواب سے بیدار ہو جاؤ اور آج ہی سے سچی توبہ کرلو، ورنہ بہت ممکن ہے کہ تمہاری صورتیں بھی اس حدیث کی رو سے مسخ کر کے سور و بندر کی صورتیں بنادی جائیں جیسے کہ پہلی امتوں کو ”کُوْنُوْا قِرَدَةً“ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ اور اگر یہاں کسی وجہ سے بچ بھی گئے تو وہاں سے بچنا بہت ہی مشکل ہے ((اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا.))

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا گذر ایسی ناجائز جگہوں سے ہو جاتا ہے۔ تو منہ پھیر لیتے ہیں تو جہ نہیں کرتے دیکھتے نہیں سنتے نہیں اور دلچسپی نہیں لیتے۔

تلبیس ابلیس میں ایک حکایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راستہ میں کہیں جا رہے تھے جو باجے کی آواز کان میں پڑتی ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں۔ دور نکل کے ایک طرف ہٹ کر دریافت فرماتے ہیں کہ اب تو باجے کی آواز نہیں آ رہی ہے؟ جب کہا جاتا ہے نہیں تو اپنی انگلیاں اپنے

---

❶ ترمذی، کتاب الفتن ۳/ ۲۲۵ (۲۲۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کانوں سے ہٹا لیتے اور فرماتے ہیں سنت طریقہ یہی ہے آنحضرت ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ❶

﴿ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا. ﴾

(جب لغو مقام سے گذرتے ہیں تو نہایت عجز واحترام سے گذر جاتے ہیں۔)

اسی حکم میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے مخصوص بندے جب گلی کوچوں اور بازاروں میں گذرتے ہیں تو اِدھر اُدھر تاک جھانک نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی بے باک و بے حیا عورت بے پردہ جا رہی ہے تو نیچی نگاہ کر کے گذر جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ (نور: ۳۰ تا ۳۱)

(اے نبی! مومن مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے یقیناً اللہ ان کے عملوں سے خوب واقف ہے اور اے نبی ﷺ! مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھا کریں اور اپنی زینت وسنگار کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے حصے کے جو خود بخود عموماً کھلا رہتا ہے۔)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو ناجائز نظر بازی سے منع فرمایا ہے کیونکہ نظر بازی لغو ہے۔

(۹) اور رحمٰن کے محبوب بندوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی آیتیں سن کر انکے دل دہل جاتے ہیں۔ ان کا ایمان اور توکل بڑھ جاتا ہے بخلاف کفار کے کہ ان پر کلام الٰہی کا اثر نہیں ہوتا۔ وہ اپنی بداعمالیوں سے باز نہیں رہتے، نہ اپنا کفر چھوڑتے، نہ سرکشی، طغیانی، جہالت وضلالت سے باز آتے ہیں ایمان والوں کے ایمان بڑھ جاتے ہیں اور بیمار دل والوں کی گندگی بھر آتی ہے۔ پس کافر ان آیتوں سے بہرے اور اندھے ہو جاتے ہیں ان مومنوں کی حالت اس کے برعکس ہے نہ یہ حق سے بہرے ہیں نہ حق سے اندھے۔ سنتے ہیں سمجھتے ہیں نفع حاصل کرتے ہیں اپنی اصلاح کرتے ہیں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو پڑھتے تو ہیں لیکن اندھا پن نہیں چھوڑتے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبیوں کا ذکر خیر کرنے کے بعد ان کی خاص صفت یہ بتائی ہے۔

﴿ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ﴾

---

❶ ابوداؤد کتاب الادب، باب کراهیة الغناء و الزمر (٤٩١٦)، مسند احمد: ۲/ ۳۸، ۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر جاتے ہیں۔)

اور مومنین کاملین کی یہ بھی پہچان بتائی گئی ہے:

﴿ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴾ (مائدہ: ۸۳)

(اور جب وہ سنتے ہیں جو کہ رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں کو آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے رب ہم مسلمان ہو گئے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھیئے جو تصدیق کرتے ہیں۔)

دوسری آیت میں فرمایا:

﴿ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا ﴾ (انفال: ۲)

(جب انکے سامنے آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں۔)

حقیقت یہی ہے کہ مومنین کاملین قرآن مجید کی آیتیں سن کر ان کی اطاعت وفرمانبرداری میں لگ جاتے ہیں۔ نافرمان گونگے بہرے کی طرح نہیں ہوتے ہیں۔ اور ان کی ایک خاص صفت یہ بھی ہے کہ اپنے اہل وعیال کے لئے نیک دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیک ایمان اور نیک عمل کی توفیق دے جس سے ہم خوش ہوں چونکہ ایسے پاکباز مخلص لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ عبادت کی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ بھی ان کو اسی طرح پوشیدہ نعمتیں عطا فرمائے گا۔ جو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصّٰلِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میں نے اپنے بندوں کے لئے جنت میں وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے نہ تو دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی دل کا گمان ہوا ہے۔ کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے جو کچھ وہ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔''

[1] بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة و انها مخلوقة. (۳۲۴۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ بیان کر کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی تائید میں یہ آیت پڑھ لو:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (السجدة: ١٧)

(کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے جو کچھ وہ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔)

آیت میں جو لفظ "قُرَّةَ اَعْيُنٍ" آیا ہوا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ خدایا ہمارے بیوی بچوں اور دیگر خویش و اقارب کو ایسے نیک اعمال کی توفیق دے جن کے باعث ہم کو خوشی نصیب ہو۔ مومن آدمی جب اپنے بیوی بچوں کو نماز پڑھتے ہوئے اور دیگر نیک کام کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کے بڑی خوشی ہوتی ہے' اور دنیاوی خوشی سے بہت زیادہ خوشی جنت میں ہوگی جب کہ وہ اپنے اہل و عیال و ازواج کو جنت میں دیکھے گا' تو بہت خوش ہوگا' یہی "قُرَّةُ اَعْيُنٍ" ہے۔

اور ایک روایت میں فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جنت کی نعمتیں جسے ملیں وہ کبھی بھی بے نعمت نہیں ہوگا ان کے کپڑے پرانے نہ ہوں گے ان کی جوانی ڈھلے گی نہیں۔ ان کے لئے جنت میں وہ ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا وہم و گمان ہوا۔ ❶

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا ایک وصف بیان کرتے ہوئے آخر میں یہی فرمایا اور پھر آیت تتجا فی سے یعملون تک تلاوت فرمائی۔ ❷

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العالمین سے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ! ادنیٰ جنتی کا کیا درجہ ہے؟ جواب ملا کہ ادنیٰ جنتی وہ ہے جو اس وقت میں آئے گا جب کہ تمام جنتی اپنے مقام پر پہنچ چکے ہوں گے اس سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ وہ کہے گا خدایا کہاں جاؤں؟ ہر ایک نے اپنی جگہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اپنی چیزوں کو سنبھال لیا ہیں اس سے کہا جائے گا کیا تو اس پر خوش ہے کہ تیرے لئے اتنا ہو جتنا دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس تھا۔ وہ کہے گا پروردگار میں اس پر خوش ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے اتنا ہے، اتنا ہی اور، اتنا ہی اور، اور اتنا ہی اور اتنا ہی پانچ گنا۔ یہ کہے گا بس اے رب! اب میں راضی ہو گیا ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ سب ہم نے تجھے دیا اور دس گنا اور بھی دیا اور جس چیز کو تیرا دل چاہے اور جس چیز سے تیری آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ یہ کہے گا میرے پروردگار! میری تو باچھیں کھل گئیں جی خوش ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا خدا پھر اعلیٰ درجے کے جنتی کی کیا کیفیت ہے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن

---

❶ مسلم کتاب الجنة' باب فی دوام نعیم هل الجنة

❷ مسلم کتاب الجنة' باب فی دوام نعیم اهل الجنة (٧١٣٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی کرامت میں نے اپنے ہاتھ سے بوئی اور اس پر اپنی مہر لگا دی۔ ❶
پھر وہ نہ تو کسی کے دیکھنے میں آئی نہ کسی کے سننے میں اور نہ کسی کے خیال میں، اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیت ''فَلَا تَعْلَمُ'' سے آخر تک ہے اور جنت کی حوروں سے دل بستگی کرنا بھی قرۃ اعین ہے۔
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ عباد الرحمٰن دعا کرتے رہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا کہ نیکی اور بھلائی میں ہماری اقتدا کریں ہماری اولاد ہماری راہ پر چلے تاکہ ثواب بڑھ جائے اور نیکیوں کا باعث بھی ہم بن جائیں۔
رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ انسان کے مرتے ہی اسکے اعمال ختم ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے۔ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے یا علم جس سے اس کے بعد نفع اٹھایا جائے یا صدقہ جاریہ۔ ❷
اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی پھر ان لوگوں کے لئے ان کے صبر کے بدلے میں جنت کے بلند بالا خانے دیئے جائیں گے، دعا و سلام پہنچایا جائے گا یعنی وہاں ان کی عزت و تکریم ہوگی، ادب و تعظیم ہوگی اور احترام و توقیر ہوگی ان کے لئے سلامتی ہے ہر ہر دروازۂ جنت سے فرشتے حاضر خدمت ہوتے ہیں اور سلام کر کے کہتے ہیں کہ تمہارا انجام بہتر ہو گیا کیونکہ تم صبر کرنے والے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴾

(الزمر: ۷۳ تا ۷٤)

(جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں وہ گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آ جائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہو تم خوش حال رہو۔ تم ہمیشہ کے لئے اس میں چلے جاؤ یہ کہیں گے خدا کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا اور جنت میں جہاں چاہیں قیام کریں پس عمل کرنے والوں کا بہت ہی اچھا بدلہ ہے۔)
ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ بعض لوگ نہایت عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی

❶ مسلم کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنة، منزلة فيها (٤٦٥)
❷ مسلم، کتاب الوصية، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد و فاته. (٤٢٢٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سواریوں پر سوار ہو کر جنت کی طرف پہنچائے جائیں گے کچھ مقربین کی جماعتیں ہوں گی اور صلحاء وابرار کی جماعتیں ہوں گی۔ ان سے کم درجہ والوں کی جماعت' پھر ان سے کم درجہ والوں کی' غرض حسب مراتب و اعمال ہر جماعت اپنے مناسب لوگوں کے ساتھ ہو گی۔

انبیاء انبیاء کے ہمراہ' علماء عالموں کے ساتھ، غرض ہر جنس اپنے میل کے لوگوں کے ساتھ ہو گی۔ جب یہ جنت کے پاس پہنچیں گے، پُل صراط سے پار ہو چکے ہوں گے تو وہاں ایک پل پر ٹھہرائے جائیں گے اور ان میں آپس میں جو مظالم ہوں گے ان کا قصاص اور بدلہ ہو جائے گا جب پاک وصاف ہو جائیں گے تب جنت میں جانے کی اجازت پائیں گے۔

حدیث میں ہے کہ میں پہلا سفارشی ہوں جنت میں۔ اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا۔ کہ میں پہلا وہ شخص ہوں کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ مسند احمد میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کا دروازہ کھلوانا چاہوں گا تو وہاں کا داروغہ مجھ سے پوچھے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا محمد ﷺ۔ وہ کہے گا مجھے یہی حکم تھا کہ آپ کے تشریف لانے سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لئے نہ کھولوں۔ ❶

مسند احمد میں ہے کہ پہلی جماعت جو جنت میں جائے گی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے ہوں گے۔ تھوک، رینٹ، پیشاب، پاخانہ وہاں کچھ نہ ہو گا۔ ان کے برتن اور سامان آسائش سونے چاندی کے ہوں گے۔ ان کی انگیٹھیوں میں بہترین اگر خوشبو دے رہا ہو گا' ان کا پسینہ مشک ہو گا' ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہونگی جن کی پنڈلی کا گودا بوجہ حسن ونزاکت، صفائی اور نفاست کے گوشت کے نیچے سے نظر آرہا ہو گا۔ کسی دو میں کوئی اختلاف اور حسد وبغض نہ ہو گا۔ سب مل کر ایسے ہوں گے جیسے ایک شخص کا دل۔ صبح وشام اللہ کی تسبیح میں گزرے گا۔ ❷ پہلی جماعت جو جنت میں جائے گی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے ان کی بعد والی جماعت کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے بہترین چمکتا ہوا ستارہ۔ پھر قریب قریب اوپر والی حدیث کے بیان کے مطابق ہے اور یہ بھی ہے کہ ان کے قد ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے جتنا حضرت آدم علیہ السلام کا قد تھا۔ ❸

اور ایک حدیث میں ہے کہ میری امت کی ایک جماعت جو ستر ہزار کی تعداد میں ہو گی پہلے پہل جنت میں داخل ہو گی۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے درخواست کی۔ یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان ہی میں

---

❶ مسلم كتاب الايمان' باب قول النبى ﷺ انا اول الناس يشفع فى الجنة. (٤٨٣)

❷ بخارى كتاب بدء الخلق' باب ماجاء فى صفة الجنة و انها مخلوقة (٣٢٤٥)

❸ بخارى كتاب احاديث الانبياء' باب خلق ادم و ذريته (٣٣٢٧)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے کردے۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! انہیں بھی ان ہی میں سے کردے پھر ایک انصاری نے بھی یہی عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا۔ ❶

بخاری و مسلم میں ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار یا سات سو شخص ایک ساتھ جنت میں جائیں گے اور ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے ہوئے ہوں گے سب ایک ساتھ ہی جنت میں قدم رکھیں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے ہوں گے۔ ❷

ابن ابی شیبہ میں ہے کہ۔ مجھ سے میرے رب کا وعدہ ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار شخص جنت میں جائیں گے۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے۔ ان سے نہ تو حساب لیا جائے گا اور نہ انہیں عذاب ہوگا۔ ان کے علاوہ اور تین لپیں بھر کر اللہ اپنے ہاتھوں سے جنت میں لے جائے گا۔ ❸

اس روایت میں ہے کہ پھر ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے۔ اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں۔ جب یہ سعید بخت و بزرگ جنت کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے لئے دروازے کھل جائیں گے، ان کی وہاں عزت و تعظیم ہوگی وہاں کے محافظ فرشتے انہیں بشارت سنائیں گے ان کی تعریفیں کریں گے انہیں سلام کریں گے۔ اس کے جواب کا جواب قرآن میں محذوف رکھا گیا ہے تاکہ عمومیت باقی رہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس وقت یہ پورے خوش و خرم ہو جائیں گے' بے اندازہ راحت و سرور آسائش و آرام انہیں ملے گا۔ ہر طرح کی آس اور بھلائی کی امید بندھ جائے گی' چاروں طرف سے سلامتی سلامتی کی آوازیں سنائی دیں گی جیسا کہ فرمایا:

﴿ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ﴾ (الانعام: ٥٤)

(تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے رب نے رحمت کو اپنے ذمہ لازم ٹھہرا لیا ہے۔)

یہ سلامتی ان کے لئے وہاں ہمیشہ رہے گی نہ کسی قسم کا خوف ہوگا' نہ ڈر نہ بیمار ہوں گے نہ کسی قسم کے فتنہ کا اندیشہ ہوگا اور نہ مرنے کا خوف ہوگا' ہمیشہ جیتے جاگتے' تندرست رہیں گے ان کے رہنے سہنے راحت و آرام کرنے کی جگہ بڑی پاک وصاف اور خوش منظر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو یہ درجہ عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

((فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ .))

❶ بخاری کتاب الرقاق' باب یدخل الجنة سبعون الفا بغیر حساب (٦٥٤٢)
❷ بخاری کتاب الرقاق' باب صفة الجنة و النار (٦٥٥٤)
❸ ترمذی' کتاب صفة القيمة' باب منه ما جاء فی الشفاعة

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بیمار پرسی اور احکام میت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَّكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (البقرة: ١٨٥)

(تم میں جو شخص اس مہینے میں مقیم ہو اُسے روزہ رکھنا چاہیے۔ ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو۔ اُسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اُس کا شکر کرو۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیمار اور مسافر کی آسانی کے لئے یہ فرمایا ہے اگر رمضان شریف میں روزہ رکھنے کی ہمت نہ ہو تو دُوسرے مہینوں میں روزے رکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے، سختی نہیں کرنا چاہتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بیمار کی خاص رعایت رکھی ہے۔ اور اس کی دلجوئی فرمائی ہے۔ اسی طرح سے کمزوروں کی بھی ہمدردی کی ہے۔ دُنیا میں ہر کمزور انسان بلکہ ہر جاندار جو اپنی خدمت آسانی سے نہیں کرسکتا، وہ ہماری ہمدردیوں کا زیادہ محتاج ہے، بیماروں کی دیکھ بھال ان کی غم خواری، تیمارداری اور خدمت گذاری کو عیادت و بیمار پُرسی کہتے ہیں۔ یہ عیادت بقدر ہمت ہر تندرست انسان پر فرض ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بیماروں کی عیادت کی خاص تاکید فرمائی ہے۔ اس کے آداب اور دُعائیں سکھائی ہیں اور اُس کا ثواب بھی بتایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۔ ((اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَ فُكُّوا الْعَانِيَ.)) ❶

''بھوکے کو کھانا کھلاؤ' اور بیمار کی عیادت اور خدمت کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔''

اور فرمایا:

۲۔ ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَ اتِّبَاعُ الْجَنَآئِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ.)) ❷

''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں' سلام کا جواب دینا۔ بیمار کی بیمار پرسی کرنا۔ جنازے کے پیچھے جانا دعوت قبول کرنا' چھینکنے کا جواب دینا۔''

۳۔ ((مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ.)) ❸

''جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لئے صبح کو جائے تو شام تک ستّر ہزار فرشتے اُس کے حق میں دُعائے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور جب وہ شام کو بیمار پرسی کے لئے جاتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کرتے ہے اور اسے پختہ میووں والا جنت کا ایک باغ ملے گا۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

۴۔ ((وَمَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰى مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا.)) ❹

''جو شخص کسی بیمار کی خدمت کو جائے' اس کی تیمارداری کرے تو آسمان سے فرشتہ اس کو پکارتا ہے کہ تم نے بہت اچھا کام کیا ہے' تمہارا چلنا پھرنا تمہیں مبارک ہو تم نے اپنا ٹھکانہ جنت میں بنالیا۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا' جب کسی کی عیادت کے لئے جاؤ تو اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر تسلی دو۔ اور اُس کے شفا پانے کی دُعا کرو۔ ❺

---

❶ بخاری کتاب المرضیٰ' باب وجوب عیادۃ المریض (۵٦٤۹)

❷ بخاری کتاب الجنائز' باب الامر باتباع الجنائز (۱۲٤۰)

❸ ابوداؤد کتاب الجنائز' باب فضل العیادۃ ۳/ ۱۵۲

❹ ابن ماجه کتاب الجنائز' باب ماجاء فی ثواب من عاد مریضا (۱٤٤۳)

❺ بخاری کتاب المرضیٰ' باب وضع الید علی المریض (۵٦۵۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آنحضرت ﷺ خود بھی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے بلکہ غیر مسلموں، مشرکوں، یہودیوں اور منافقوں کی بیمار پُرسی کے لئے بھی جایا کرتے تھے۔ ❶

حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ جب جنگِ خندق ۵ ھ میں زخمی ہو گئے تھے تو آپ ﷺ نے اُن کا خیمہ مسجد میں نصب فرمایا تھا تاکہ سب نمازی آسانی سے اُن کی عیادت کر سکیں۔ ❷

حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا صحابیہ جو ثواب کی خاطر زخمیوں کا علاج اور اُن کی خدمت کیا کرتی تھیں، اُن کا خیمہ بھی اسی مسجد میں رہا کرتا تھا تاکہ لڑائیوں کے زخمی مسلمانوں کی تیمارداری اور مرہم پٹی کریں۔ سیرت ابنِ ہشام میں اُن کا حال بہت تفصیل سے لکھا ہے، چونکہ زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کی تیمارداری عورتیں ہی اچھی طرح کر سکتی ہیں۔ اس لئے غزوات اور لڑائیوں میں بھی بعض ایسی بیبیاں ساتھ رہتی تھیں جو بیماروں کی خدمت اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ ❸

بیماری کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَاابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْعُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّنِيْ عِنْدَهٗ ۔)) ❹

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا، اے ابنِ آدم علیہ السلام! میں بیمار پڑا تُو نے عیادت نہیں کی۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار! تُو تو سارے جہان کا پروردگار ہے میں تیری عیادت کیونکر کرتا۔؟ فرمائے گا کیا تجھے خبر نہ ہوئی کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہُوا مگر تُو نے اس کی عیادت نہ کی، اگر کرتا تو مجھے اُس کے پاس پاتا۔''

بیمار اور قریب الموت کے پاس جانا

کسی بیمار کے پاس بیٹھنا اس کی تسلی و تشفی کے لئے موجب خیر و برکت ہے اور بیٹھنے والا رحمتِ خداوندی میں داخل ہوتا ہے۔ ❺

---

❶ بخاری کتاب المرضی، باب عیادة المشرك (٥٦٥٧)

❷ بخاری کتاب الصلوٰة، باب الخيمة في المسجد للمرضى وغيرهم (٤٦٣)

❸ بخاری کتاب الجهاد و السير، باب مداواة النساء الجرحى في الغزو (٢٨٨٢، ٢٨٨٣)

❹ مسلم، کتاب البر و الصلة، باب فضل عيادة المريض

❺ مسند احمد: ٣/ ٤٦٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ.)) ❶

''یعنی تم مریض کے پاس یا قریب الموت کے پاس جاؤ تو وہاں نیک اور اچھی باتیں کہو' کیونکہ تمہاری نیک باتوں پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔''

اور یہ بھی فرمایا کہ ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) کی تلقین کرو۔ ❷

تلقین کا مطلب یہ ہے کہ اسکے سامنے کثرت سے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھتے رہا کرو' تاکہ سُن کر وہ بھی اس کلمہ کو پڑھنے لگے۔

سکراتِ موت کے وقت دُعاء

نزع کی حالت میں مرنے والے کے سامنے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھیں' تاکہ مرنے والا بھی سن کر پڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھتا ہوا مرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ❸

اور جو اپنی زندگی سے مایوس ہو اور نزع کی سی حالت ہوگئی ہو اور اُس کو ابھی ہوش ہو تو اُسے ان دعاؤں کو پڑھتے رہنا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکرات کے وقت اِن دُعاؤں کو پڑھا ہے:

۱۔ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى.)) ❹

''اے اللہ مجھے معاف کر دے' میری حالت پر رحم فرما۔ اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔''

میت کی آنکھیں بند کرنا

جب جان نکل جائے تو میت کی آنکھیں بند کر دی جائیں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر کے تمام بدن کپڑے سے ڈھک دیا جائے۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی نظر کو اوپر چڑھی ہوئی دیکھ کر فرمایا۔ جب رُوح جسم سے جدا ہو جاتی ہے تو نظر اُس کا پیچھا کرتی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں کو اپنے دستِ مبارک سے

---

❶ مسلم کتاب الجنائز' باب مایقال عند المریض

❷ مسلم' کتاب الجنائز' باب تلقین الموتی لا الہ الا اللہ

❸ مسند احمد: ۵/ ۲۴۷' ابو داؤد کتاب الجنائز' باب التلقین ۳/ ۱۵۹

❹ بخاری کتاب المغازی' باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و وفاتہ (۴۴۴۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بند کر دیا۔ ❶

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب قریب المرگ آدمی کے پاس تم جاؤ تو اُس کی آنکھیں بند کر دو۔ کیونکہ رُوح کی مفارقت کے وقت نظر اس کے پیچھے جاتی ہے اور نیک باتیں کیا کرو۔ کیونکہ تمہاری گفتگو پر فرشتے آمین کہتے ہے۔ ❷

ازراہِ شفقت و محبت میت کی پیشانی کا بوسہ لینا بھی جائز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی میت کو روتے ہوئے بوسہ دیا تھا اور اشک مبارک ان کے چہرے پر جاری تھے۔ ❸

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میّت مبارک کو بوسہ دیا تھا۔ ❹

نوحہ (رونا پیٹنا)

مرجانے کے بعد میّت پر زور زور سے رونا پیٹنا' سر نوچنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ❺

اور فرمایا کہ میّت پر رونے سے میّت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ ❻

اور رونے والے بھی سخت مجرم ہیں۔ ہاں بلا آواز کے آنسو بہانا جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنسوؤں سے آہستہ رونا خدا کی رحمت ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہُوا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رو کر زبان مبارک سے فرمایا کہ اے ابراہیم! ہم تیری مفارقت سے سخت غمگین ہیں۔ ❼

جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ اتفاق سے اُسی وقت اُن کی رُوح نے جسم سے علیحدگی کی تھی' اُن کی آنکھیں کُھلی ہوئی تھیں اور ہنوز جسم گرم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا کہ جب آدمی کی رُوح نکلتی ہے تو اس کی آنکھیں پیچھے لگی رہتی ہیں۔ پھر گھر والوں

❶ مسلم کتاب الجنائز باب فی اغماض المیت و الدعاء له اذا حضر

❷ ابن ماجه کتاب الجنائز' باب ماجاء فی تغمیض المیت (١٤٥٥)

❸ ابن ماجه کتاب الجنائز' باب ماجاء فی تقبیل المیت (١٤٥٦)

❹ بخاری کتاب الجنائز' باب الدخول علی المیت بعد الموت (١٢٤١)

❺ بخاری کتاب الجنائز' باب لیس منا من شق الجیوب' (١٢٩٤)

❻ بخاری کتاب الجنائز' باب البکاء عند المریض (١٣٠٤)

❼ بخاری کتاب الجنائز' باب قول النبی ﷺ انا بك لمحزونون (١٣٠٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے چلا چلا کر رونا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِن کے لئے نیک دُعاء کرو' کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں''۔ ❶

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ رونے والے اس بات کا ضرور خیال رکھا کریں کہ بے جا رونا' مرنے کے دوران میں کوئی ناشائستہ کلمہ زبان سے نہ نکلنے پائے۔ ہاں اگر بے اختیار رونے کی آواز نکل جائے تو مضائقہ نہیں۔ اور اگر قصداً چلا کر روئے تو یہ درست نہیں۔

تعزیّت و تسلی

میّت کے گھر والوں کو تعزیّت اور تسلّی اور صبر کی تلقین دینا باعث اجر و ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَامِنْ مُؤْمِنٍ يُّعَزِّىْ اَخَاهُ بِمُصِيْبَةٍ اِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.)) ❷

''جو شخص کسی مسلمان بھائی کی مصیبت پر اس کی تعزیت کرتا ہے اور تسلّی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں قیامت کے دن اس کو عزت اور کرامت کا لباس پہنائے گا۔''

بہر حال مصیبت کے وقت میں مصیبت زدہ کو تسلی دینا اسلامی اور انسانی ہمدردی کا ثبوت دینا ہے۔ ہاں رسمی طور پر تعزیتی جلسہ کرنا اور مرثیہ خوانی کرنا جائز نہیں ہے۔

میّت کے گھر کھانا بھیجنا

رشتہ داروں اور ملنے جلنے والوں کو بھی مناسب ہے کہ میّت کے گھر کھانا پکوا کر بھیج دیں۔ کیونکہ مصیبت کے وقت اُن کو کھانے پکانے کا موقع نہیں ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرَ طَعَامًا فَقَدْ اَتٰهُمْ مَايُشْغِلُهُمْ.)) ❸

''حضرت جعفر کی شہادت کی خبر جب آپ کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ جعفر کے گھر والے اُن کی موت کے صدمہ میں گرفتار ہیں' تم اُن کیلئے کھانا تیار کرو۔''

چنانچہ کھانا تیار کر کے اُن کے گھر بھیجا گیا' لہٰذا یہ طریقہ مسنون ہے۔ میت کے گھر جمع ہو کر میّت کے گھر کا

---

❶ مسلم کتاب الجنائز' باب فی اغماض المیت و الدعاء له اذا حضر

❷ ابن ماجه کتاب الجنائز' باب ماجاء فی ثواب من عزی مصابا (١٦٠١)

❸ ابن ماجه کتاب الجنائز' باب ماجاء فی الطعام یبعث الی اهل المیت (١٦١٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کھانا تیجہ چالیسواں کے طور پر نا جائز ہے۔

میّت کی خدمت:

انتقال ہو جانے کے بعد میت کی آنکھیں بند کر دی جائیں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر کے تمام بدن کو کپڑے سے ڈھانک دیا جائے۔ اور میّت کی تجہیز و تکفین کے لئے جلدی کی جائے۔ بلاوجہ دیر کرنا مناسب نہیں ہے۔

سنّت کے مطابق میّت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی تخت یا چارپائی پر میّت کو لٹا دیں۔ اور ستر کو ننگا کئے بغیر اس کے کپڑے اتار دیں۔ ❶

پھر ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر استنجا کرائیں۔ ❷

پھر کلی اور ناک میں پانی دینے کے علاوہ تمام وضو ایسا ہی کرائیں' جیسا کہ نماز کا وضو ہوتا ہے۔ لیکن وضو کا آغاز داہنی طرف ہو۔ ❸

اور سیدھی کروٹ پر لٹا کر سارا جسم نرمی سے دھوئیں اور جب اس طرف سے فارغ ہوں تو دوسری کروٹ پر لٹا کر اس طرف کا جسم پاک کریں۔ تمام جسم پر ہاتھ پہنچائیں۔

اور ایک ایک جوڑ کو تین یا پانچ پانچ بار دھوئیں اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ بار بھی دھوئیں۔ لیکن طاق عدد کا خیال رہے۔ پانی گرم کرتے وقت بیری کے پتے ڈال دیں۔ اور سب سے آخر میں وہ پانی بہائیں جس میں کافور کی ملونی ہو۔ عورت کے بالوں کے تین حصے کریں اور چوٹیاں گوندھ کر نیچے ڈال دیں۔ ❹

جو لوگ معرکۂ جہاد میں شہید ہوں اُنہیں غُسل نہیں دینا چاہئے۔ بلکہ جس حالت میں وہ شہید ہوں اُسی حالت میں اُنہیں کپڑوں کے ساتھ دفن کرنا چاہئے۔ ❺

ان کے علاوہ تمام شہیدوں کو غسل بھی دینا کفن بھی دینا اور نمازِ جنازہ بھی پڑھنی چاہیے۔ اگر کوئی مردہ بغیر غسل دیئے دفن کیا گیا' اور گمان ہے کہ ابھی نعش گلی سڑی نہ ہوگی' تو قبر سے نکال کر اُسے غسل دے کر پھر دفن کریں۔

---

❶ مسند احمد: ١/ ١٤٦

❷ مستدرك حاكم كتاب المغازى' باب غسل النبى ﷺ و عليه ثيابه

❸ بخارى كتاب الجنائز' باب يبدا بميامن الميت (١٢٥٥)

❹ بخارى كتاب الجنائز' باب يلقى شعر المراة خلفها

❺ بخارى كتاب الجنائز' باب من لم يرغسل الشهداء

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میّت کے نہلانے والے کو غسل کرنا اور جنازہ اٹھانے والوں کو وضو کرنا مستحب ہے' فرض واجب نہیں۔
جو لوگ میّت کو نہلاتے وقت کچھ پڑھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے کچھ ثابت نہیں۔

مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے مرد کو غسل دے سکتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تھا۔ ہم لوگ حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کو تین یا پانچ بار نہلاؤ۔ اور اگر اس سے زیادہ مناسب سمجھو تو زیادہ بھی کر سکتی ہو۔ بیری کے پتوں میں جوش دے کر اس پانی سے نہلانا' اور آخر میں کافور یا خوشبودار چیز مل دینا۔ اور داہنی طرف سے وضو کی جگہوں سے شروع کرو۔ اور نہلانے کے بعد مجھے خبر دو۔ چنانچہ ہم لوگوں نے آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق نہلایا۔ اور فراغت کے بعد آپ ﷺ کو خبر دی۔ تو آپ ﷺ نے اپنی تہہ بند دے کر فرمایا کہ اس تہہ بند کو جسم کے ساتھ لپیٹ دو۔ (تبرک کے طور پر) اس کے اوپر دُوسرے کفن کے کپڑے پہناؤ۔ یعنی سب سے نیچے تہہ بند رہے۔ ❶

نہلاتے وقت نہلانے والے کو پردہ پوشی اور عیب پوشی بھی نہایت ضروری ہے اس کے عیبوں کو کسی کے سامنے نہیں ظاہر کرنا چاہیے۔ رسُول اللہ ﷺ نے فرمایا

((مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ اَرْبَعِيْنَ كَبِيْرَةً.)) ❷

''جس نے میّت کو نہلایا اور اس کے عیبوں کو چھپایا تو اس کے بڑے بڑے چالیس گناہوں کو خدا معاف کر دیگا۔''

کفنِ میّت

میّت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ اور کفن کے تین درجے ہیں:

(۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت۔ مرد کیلئے تین کپڑے سنت ہیں' اور عورت کیلئے پانچ ہیں۔ کفن کفایت مرد کیلئے دو کپڑے ہیں۔ لفافہ' ازار۔ اور عورت کے لئے تین ہیں۔ لفافہ' ازار' اوڑھنی یا لفافہ' قمیص۔ اور کفن ضرورت مرد عورت کے لئے یہ کہ جو میسر آجائے۔ اور کم سے کم اتنا ہو کہ تمام بدن پوشیدہ ہو جائے۔ اور لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اتنی بڑی ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔ اور ازار یعنی تہہ بند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لئے زیادہ سے زیادہ ہو۔ اور قمیص جس کو کفنی کہتے

❶ بخاری کتاب الجنائز' باب یلقی شعر المرأة خلفها

❷ مستدرك حاكم' كتاب الجنائز' باب فضيلة تغسيل الميت ١/ ٣٥٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے۔ وہ گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور آگے پیچھے دونوں طرف برابر ہو۔

کفن کا کپڑا نہ زیادہ قیمتی ہو اور نہ زیادہ خراب ہو۔ ہاں درمیانی درجہ کا اچھا سفید رنگ کا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ.)) ❶

''جب اپنے بھائی کو کفن دو تو اچھا کفن دو۔''

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے:

((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ.)) ❷

''سفید کپڑے پہنو' کیونکہ سب کپڑوں سے سفید کپڑے اچھے ہوتے ہیں۔ اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو دفن کرو۔''

اور حاجی محرم میّت کو احرام ہی کے دو کپڑوں میں کفن دینا چاہیے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

((وَكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَاتَمِسُّوْهُ طِيْبًا وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ.)) ❸

''یعنی اس محرم کو اس کے دونوں کپڑوں (یعنی چادر اور تہہ بند) میں کفن دو۔ نہ سر ڈھانکو اور نہ خوشبو لگاؤ۔''

رسول اللہ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا' جس میں کُرتہ اور پگڑی نہیں تھی۔ ❹

کفنانے کا طریقہ

کفناتے وقت پہلے سر' ڈاڑھی اور کفن میں خوشبو عطر وغیرہ مل دیں۔ اور پیشانی' ناک' دونوں ہتھیلیوں' دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے اگلے حصوں یعنی سجدے کی جگہوں پر کافور ملیں۔ پھر تینوں چادروں کو ایک دوسرے پر بچھائیں' اور میت کو اُن پر چت لٹا کر اوپر کی چادر داہنی طرف سے لپیٹنا شروع کریں۔ تینوں چادروں کو لپیٹ کر سر اور پاؤں کی طرف کفن کو باندھ دیں۔ اگر کرتا' ازار اور لفافہ میں کفنانا ہو تو پہلے کُرتا پہنا کر ازار لپیٹیں۔ پھر اُوپر سے لفافہ لپیٹ دیں۔ اور عورت میّت کے کفن کے لئے پانچ کپڑے ہونے

---

❶ مسلم کتاب الجنائز' باب فی تحسین کفن المیت

❷ ابو داوٗد کتاب اللباس' باب فی البیاض (٤٠٥٤)

❸ بخاری کتاب الجنائز' باب کیف یکفن المحرم (١٢٦٧)

❹ بخاری کتاب الجنائز' باب الثیاب البیض للکفن (١٢٦٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چاہئیں۔ تہہ بند' کُرتا' خمار یعنی اوڑھنی' سر بند اور دو لفافہ۔ مرد کی طرح عورت میّت کو کفنانے سے پہلے عطر اور کافور لگا دیں۔ اور اُس کے بالوں کی تین چوٹیاں بنا کر پیچھے ڈال دیں۔ پھر پہلے تہہ بند میں بغل سے رانوں کے نیچے تک لپیٹ دیں۔ پھر کرتا پہنائیں۔ اور خمار سے سر اور بالوں کو چھپائیں' پھر دونوں لفافوں میں لپیٹ کر سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں۔ بخاری شریف میں ہے:

((وَقَالَ الْحَسَنُ الْخِرْقَةُ الْخَامِسَةُ يَشُدُّ بِهَا الْفَخِذَيْنِ وَالْوَرِكَيْنِ تَحْتَ الدِّرْعِ.)) ❶

''اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عورت کیلئے ایک پانچواں کپڑا چاہیے قمیض کے تلے رانوں اور کمر کو لپیٹ دیا جائے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یمن کے تین سفید سُوتی اور دھوئے ہوئے کپڑوں میں کفنائے گئے۔ نہ اُن میں قمیص تھی نہ عمامہ۔ ❷

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں ایک ازار تھی۔ ایک چادر ایک لفافہ۔ بس سنّت کے یہی تین کپڑے ہیں۔

جنازہ اٹھانے اور لے چلنے کا بیان

جب جنازہ بالکل تیار ہو جائے تو مسلمان اسے کندھوں پر جلد اٹھالیں اور معمولی چال سے ذرا تیز چلیں۔ ❸

اور قبرستان میں لے جا کر دفن کر دیں۔ کیونکہ مرنے والا اگر نیک ہے' تو اپنی مراد پر جلد کامیاب ہوگا۔ اور اگر وہ بد ہے تو تمہاری گردنیں اس کے بوجھ سے جلد ہلکی ہوں گی۔ جنازے کے ساتھ بغیر کسی ضرورت و عذر کے سوار ہو کر نہیں چلنا چاہیے۔ اور اگر عذر سے سوار ہو کر چلے تو جنازے سے پیچھے رہے۔ پیدل آدمی جس طرح چاہیں داہنے بائیں یا آگے پیچھے چلیں مگر جنازے سے قریب رہیں۔ ❹

جنازہ کسی کا بھی ہو اُسے دیکھ کر کھڑا ہو جانا مستحب ہے۔ ❺

جو شخص صِرف نمازِ جنازہ پڑھنے تک میّت کے ساتھ رہے گا' وہ نیکیوں کے دو ڈھیر کمائے گا۔ ❻

---

❶ بخاری کتاب الجنائز' باب کیف الاشعار للمیت

❷ بخاری کتاب الجنائز' باب الثیاب البیض للکفن ١٢٦٤

❸ بخاری کتاب الجنائز' باب السرعة بالجنازة ١٣١٥

❹ ابو داؤد کتاب الجنائز' باب الراکب یسیر خلف الجنازة ٣/ ١٧٩

❺ بخاری کتاب الجنائز' باب من تبع جنازه فلا یقعد حتی توضع

❻ بخاری کتاب الجنائز' باب من انتظر حتی تدفن (١٣٢٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا درست نہیں ہے۔ ❶ مرے ہوئے کی تعریف کرنا مستحب ہے' اُس کو بُرا کہنا منع ہے۔ ❷

موحد مسلمان جس میّت کے حق میں کہیں گے کہ یہ شخص اچھا تھا تو وہ شخص جنتی ہوگا' انشاء اللہ۔ اور جس شخص کے حق میں موحد مسلمان بُرا گمان کریں گے اُس پر دوزخ واجب ہوگی۔ اگر اللہ نے چاہا تو ایسا ہی ہو گا۔ ❸

کیونکہ حضرت رسول مقبول ﷺ کا فرمانا خلاف نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس موحد مسلمان کے حق میں چار یا تین یا دو ہی موحد بھلائی کی گواہی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ ❹

جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جائے بیٹھنا منع ہے۔ ❺

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس جنازے کی نماز چالیس موحد مسلمان پڑھیں گا' اللہ تعالیٰ اس میّت کے گناہوں کو بخش دے گا۔ ❻

جنازے کی نماز مُسلمانوں پر واجب ہے۔ ❼

جنہوں نے جنازہ کی نماز نہ پڑھی تھی سو وہ بھی اگر پڑھنا چاہیں تو پڑھ لیں۔ ❽

اگر مردہ دفن ہو چکا ہو تو جنازے کی نماز قبر پر پڑھنا جائز ہے۔ ❾

جنازہ اگر مرد کا ہے تو امام میّت کے سر کے سامنے کھڑا ہو۔ ❿

اگر عورت کا ہے تو ناف کے سامنے کھڑا ہو۔ ⓫

---

❶ بخاری کتاب الجنائز' باب اتباع النساء الجنازة

❷ بخاری کتاب الجنائز' باب ما ینهی من سب الاموات ١٣٩٣

❸'❹ بخاری کتاب الجنائز' باب ثناء الناس علی المیت ١٣٦٧

❺ بخاری کتاب الجنائز' باب من تبع جنازه فلا یقعد حتی توضع

❻ مسلم کتاب الجنائز' باب من صلی علیه اربعون شفعوا له

❼ بخاری کتاب الجنائز' باب الامر باتباع الجنائز

❽'❾ بخاری کتاب الجنائز' باب الاذن بالجنازه (١٢٤٧)

❿ ابن ماجه' کتاب الجنائز (١٤٩٤)

⓫ بخاری کتاب الجنائز' باب این یقوم من المرأة و الرجل (١٣٣٢)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آنحضرت ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں پر نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔ ❶

پس نمازِ جنازہ چاہیں مسجدوں میں پڑھیں‘ جنگل میں‘ جہاں بھی پڑھیں درست ہے۔ عورتیں بھی جنازے کی نماز مسجد میں پڑھیں تو درست ہے۔ دوسری جگہوں سے کسی مسلمان کے مرنے کی خبر پہنچے اور مسلمان اس کی نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھیں تو جائز ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے نجاشی کی نمازِ جنازہ غائبانہ ادا کی تھی۔ ❷ جو شخص خودکشی کر کے مر جائے تو آنحضرت ﷺ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔ ❸

نہ آپ قرضدار کے جنازے کی نماز پڑھتے تھے۔ جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جاتا تھا۔ یا اس کے قرض کا کوئی ضامن نہ ہو جاتا تھا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کی رُوح اس کے قرض کے سبب لٹکی رہتی ہے‘ جب تک اُس کا قرض ادا نہیں کیا جاتا ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے حکم سے ایسے لوگوں کی نماز پڑھتے تھے۔ اور جب بیت المال قائم ہو گیا تو آپ ﷺ نے بیت المال سے قرض ادا کر کے میّت کے جنازہ کی نماز پڑھی ہے۔ ❹

اور سوائے شہید فی سبیل اللہ کے سب کا جنازہ پڑھنا چاہیے۔ مگر کافر اور منافق اور مرتد اور مشرک اور منکرِ حدیث کی نمازِ جنازہ درست نہیں ہے۔ اور نہ اُن پر جنازہ پڑھنا ثابت ہے۔ اور اگر کئی میّتیں جمع ہو جائیں تو سب کی نماز ایک جگہ پڑھیں‘ ایک نماز کافی ہو سکتی ہے۔ ❺

اور سقط یعنی جو بچہ ناقص (جس میں روح نہ پڑی ہو اور ویسے ہی مرا پیدا ہو) اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری نہیں۔ زندگی شرط ہے جنازہ کی نماز میں۔ ❻

جنازے کی نماز

جنازے کی نماز بھی ایک نماز ہے‘ جس میں رکوع سجدہ نہیں ہے صرف قیام قرأت اور دُعاء ہے۔ اور یہ نماز فرض کفایہ ہے۔ کچھ لوگوں کے ادا کرنے سے سب سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے‘ اس کے لئے بھی طہارت اور استقبال قبلہ ضروری ہے۔ میّت کو سب سے آگے مناسب جگہ پر اس طرح رکھیں کہ اُس کا سرہانا

❶ مسلم کتاب الجنائز‘ باب الصلوٰۃ علی الجنازۃ فی المسجد

❷ بخاری کتاب الجنائز‘ باب الصفوف علی الجنازہ

❸ مسلم کتاب الجنائز‘ باب ترك الصلوٰۃ علی القائل (۲۲۶۲)

❹ بخاری کتاب الکفالۃ‘ باب الدین (۲۲۹۸)

❺ ابو داوٗد کتاب الجنائز‘ باب اذا حضر جنائز رجال و نساء من یقدم ۳۱۸۷

❻ ابو داوٗد کتاب الجنائز‘ باب المشی امام الجنازہ (۳۱۷۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شمال کی جانب ہو' اور جنوب کی جانب پیر ہوں اور قبلہ کی جانب منہ ہو۔ مسلمان باوضو تمام شرائط کا لحاظ رکھ کر قبلے کی طرف تین' پانچ' سات یعنی طاق صفیں باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ امام مرد میّت کے سرہانے اور عورت میّت کے ناف کے مقابل میں کھڑا ہو۔ جنازہ کی نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔

الغرض سب قبلہ کی طرف مُنہ کر کے صفیں خوب درست کر کے کھڑے ہو جائیں۔ اور اپنے دل میں جنازہ کی نماز کی اس طرح نیّت کریں کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے نماز اس میّت کی بخشش کے لئے ادا کرتا ہوں۔ پھر امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھا کر سینے کے اوپر باندھ لیں۔ پھر وہی دُعاء آہستہ سے پڑھیں جو ہر نماز کی تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھتے ہیں۔ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر امام سورۂ فاتحہ آواز سے پڑھے۔ اور مقتدی آہستہ پڑھیں۔

سورۂ فاتحہ ختم ہو جانے کے بعد امام قل ھو اللہ وغیرہ آواز سے پڑھے۔ مقتدی الحمد کے سوا دوسری سورت نہ پڑھیں۔ جب اس قرأت سے فارغ ہو جائیں تو امام آواز سے اور مقتدی آہستہ سے وہی دُرود شریف پڑھیں جو اور نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ پھر تیسری تکبیر کہہ کر رفع یدین کر کے ہاتھوں کو سینے پر باندھ لیں۔ امام آواز سے اور مقتدی آہستہ آہستہ ان دُعاؤں کو جو نیچے لکھی ہیں پڑھیں:

۱۔ ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَ عَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ.)) ❶

"اے اللہ تو اس کے گناہوں کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور بلاؤں سے سلامتی عطا کر اور معاف فرما' اور جنت میں اسکی اچھی مہمانی کر اور اسکی قبر کشادہ کر۔ اور اس کو پانی' برف اور اولے سے دھو دے۔ اور اُسے گناہوں سے ایسا پاک وصاف کر دے جس طرح تُو نے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا ہے۔ اور اس کو دنیا کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔ اور دنیا کے اہل سے بہتر اہل عنایت فرما۔ اور دُنیا کے جوڑے سے اچھا جوڑا عطا فرما۔ اور اسے جنت میں داخل فرما اور قبر و دوزخ کے عذاب سے اسے بچا لے۔"

۲۔ ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَشَاھِدِ نَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِ نَا وَ کَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا

---

❶ مسلم کتاب الجنائز' باب الدعاء للمیت فی الصلوٰۃ (۲۲۳۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ.)) ❶

''اے اللہ! تو ہمارے زندوں اور مردوں' اور حاضروں اور غائبوں اور چھوٹوں اور بڑوں مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ الٰہی ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے تو اُسے اسلام پر زندہ رکھیو۔ اور جسے وفات دے تو اس کو ایمان پر ماریو۔ اے اللہ اس کے ثواب سے محروم نہ رکھیو' اور اس کے پیچھے ہم کو فتنہ میں نہ ڈالیو۔''

اگر جنازہ نابالغ لڑکے یا نابالغ لڑکی کا ہے تو ان دعاؤں کے ساتھ اس دُعاء کو بھی پڑھے

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّسَلَفًا وَّ اَجْرًا.)) ❷

''اے اللہ! اس بچّے کو ہماری نجات کے لئے آگے جانے والا اور اس کی جُدائی کی مصیبت کو ہمارے لئے اجر و ذخیرہ اور شافع و مشفع بنا۔''

اس کے بعد امام آواز سے اور مقتدی آہستہ سے چوتھی تکبیر کہیں۔ پھر امام آواز سے اور مقتدی آہستہ سے داہنی جانب پھر بائیں جانب سلام پھیر دیں۔ اس طرح کرنے سے جنازے کی نماز ہو جائے گی۔

قبر اور دفن کا طریقہ

تجہیز و تکفین اور نماز کے بعد مُردے کو قبر میں دفن کرنا ضروری ہے۔ میّت کے قد و قامت سے کچھ لمبی قبر کھودی جائے۔ اور نصف قد گہری ہو' قبر کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ لَحد کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میّت کے لٹانے کے لئے جگہ کھودی جائے' جس کو بغلی کہتے ہیں۔ اور یہی سنت اور افضل ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ لَحد میں دفن کئے گئے ہیں۔ ❸

۲۔ صندوق کی طرح جس کا عام طور پر رواج ہے۔

مُردے کو قبر میں اتارنے کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کی پائنتی کی جانب سے پہلے میّت کا سر داخل کریں۔ پھر سر کا کر قبر کے سرہانے کی طرف لے جائیں۔ ❹

سنّت طریقہ یہی ہے۔ اچھے اور نیک لوگ میّت کو قبر میں اتاریں۔ اور میّت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعاء

---

❶ ابو داؤد کتاب الجنائز' باب الدعا للمیت (۳۱۹۵) ۳/ ۱۸۸

❷ بخاری کتاب الجنائز' باب قراء ۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ تعلیقا

❸ مسلم کتاب الجنائز' باب فی اللحد و نصب اللبن علی المیت (۲۲۴۰)

❹ ابو داوٗد' کتاب الجنائز' باب کیف یدخل المیت قبرہ (۳۲۰۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پڑھیں۔بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ ❶۔

اور میّت کو داہنی کروٹ لٹائیں۔اور منہ قبلہ کی طرف پھیر دیں۔اور کفن کے بندھنوں کو کھول دیں۔لحد کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں۔ ❷ یا پتھر یا لکڑی کے تختوں سے قبر بند کرنے کے بعد سب لوگ مٹی ڈالیں۔ سرہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین تین بار مٹی ڈالیں۔ ❸ باقی مٹی کدال یا پھاوڑے وغیرہ سے ڈال کر قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح بنائیں۔اور پھر اوپر سے پانی چھڑک دیں۔اس کے بعد سب مسلمان مل کر میت کے واسطے دعاء مغفرت کریں کہ یا اللہ اس وقت اس کے اوپر آسانی کر۔اور اسے ثابت قدم رکھ۔ اور اس بے چارے کی مدد کر۔اور اس پر رحم فرما تاکہ اس پر منکر نکیر کے سوال کا جواب آسان ہو۔اس طرح سے بہت دیر تک ہمدردی سے اس کے حق میں دعائے خیر کرنا چاہئے' اور بہت دیر تک تسبیح وتہلیل اور تکبیر کہتے رہیں۔ ❹ قبر کو پختہ بنانا درست نہیں ہے۔ ❺

قبروں پر چلنا پھرنا' اور پیشاب کرنا حرام ہے۔ ❻

قبر پر قرآن مجید وغیرہ کا لکھنا ناجائز ہے۔اور اس پر چراغ جلانا' چادر چڑھانا' پھول چڑھانا اور ناچ گانا اور عرس وغیرہ کرنا سب ناجائز ہے۔قبر کی طرف نماز پڑھنا بھی منع ہے۔اور قبر سے مشکل کشائی' حاجت روائی کرنا بھی حرام ہے۔

زیارت قبور

قبر کی زیارت کرنا سنّت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا۔)) ❼

''میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا' اب اجازت دیتا ہوں۔تم زیارت کیلئے جایا کرو۔''

اس سے موت یاد آتی ہے' اور دُنیا سے بے رغبتی ہوتی ہے۔قبرستان میں جا کر اس دُعاء کو پڑھنا

---

❶ ترمذی' کتاب الجنائز' باب ما یقول اذا ادخل المیت القبر

❷ مسلم' کتاب الجنائز' باب فی اللحد و نصب اللبن علی المیت

❸ ابن ماجه کتاب الجنائز ماجاء فی حثو التراب فی القبر ١٥٦٥

❹ ابو داؤد کتاب الجنائز' باب الاستغفار عند القبر عند الانصراف

❺ مسلم' کتاب الجنائز' باب النهی تجصیص القبر و البناء علیه (٢٢٤٥)

❻ مسلم' کتاب الجنائز' باب النهی عن الجلوس علی القبر و الصلوة علیه (٢٢٥٠)

❼ مسلم کتاب الاضاحی باب بیان ما کان من النهی عن اکل لحوم الاضاحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سنت ہے:

((اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَاأَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا وَاِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ.)) ❶

''سلام ہے تم پر اے ایماندار اور مسلمان گھر والو! انشاءاللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔''

دُور دراز سے قبروں کی زیارت کو جانا درست نہیں ہے۔ اور عورتوں کو میلے اور تماشے کے طور پر قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے۔ اور قبر سے حاجت مانگنا اور بوسہ دینا اور طواف کرنا حرام ہے۔ اسی طرح سے مروجہ تیجہ اور چالیسواں کرنا جائز نہیں ہے۔

ایصالِ ثواب

یعنی میّت کو ثواب پہنچانے کی خاطر بغیر ریا نمود کے کارِ خیر کرنا یعنی اس کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا' کنواں بنوا دینا' مسافر خانہ تیار کرا دینا جائز ہے۔ لیکن موجودہ زمانے کا جو تیجہ' دسواں' بیسواں' چالیسواں کیا جاتا ہے' اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور قرض لے کر ان رسموں کو کرنا اور یتیموں' رانڈوں کی حق تلفی کرنا سخت گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال موقوف ہو جاتے ہیں۔ مگر تین چیزیں مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچاتی رہتی ہیں: (۱) صدقۂ جاریہ (۲) وہ صالح اولاد جو اس کے حق میں دعاء کرتی رہے (۳) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ یعنی مذہبی کتابیں وغیرہ تصنیف کرنا جن سے اس کے مرنے کے بعد بھی لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہے۔ ❷

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم میں جو زندہ ہیں انہیں صراطِ مستقیم پر گامزن کرے' اور ان کا خاتمہ بالخیر کرے۔ اور ہم میں جو موت یافتہ ہیں ان کے گناہوں کو معاف فرما کر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

((رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ))

---

❶ مسلم' كتاب الجنائز' باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لا هلها (۲۲۵۷)

❷ مسلم' كتاب الوصية' باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته. (۴۲۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

امن وسلامتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾

(البقرة: ۲۰۷ تا ۲۰۹)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے اگر تم باوجود تمہارے پاس دلیلیں آ جانے کے بھی پھسل جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔)

اسلام سلم سے مشتق ہے جس کے معنی صلح سلامتی اور امن کے ہیں۔ یعنی اسلام قبول کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امن وسلامتی میں داخل ہو جاتا ہے اور اسلام لانے والا دوسروں کو بھی اسی صلح اور امن کی طرف دعوت دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لفظ اسلام ایک ایسا لفظ ہے جس کے اندر ہر قسم کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ گویا ایک سایہ دار اور پھل دار درخت ہے جس کے امن کے سائے تلے تمام دنیا نہایت امن وعافیت کی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ یہی اسلام صراط مستقیم ہے انسانی نجات اور فلاح و بہبودی کا اگر کوئی مذہب سچا ضامن ہے تو یہی اسلام ہے اخلاقِ حسنہ اور راستبازی کے لحاظ سے اگر کوئی اکمل ترین مذہب ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ تہذیب اور سیاست مدنیہ اور تدبیر منزل وغیرہ کی حقیقی برکات اگر کسی مذہب میں ہیں تو وہ صرف اسلام ہی میں ہیں۔ لطافت وطہارت اور پاکیزگی صرف مذہب اسلام ہی میں ہے۔ دوسرے مذاہب اسلامی محاسن کا مقابلہ نہیں کر سکتے کامل توحید اور خداشناسی صرف اسی میں ہے۔

غرض اسلام تمام محاسن کا مجموعہ ہے اس لئے یہ مذہب خالق کائنات کو سب سے زیادہ محبوب اور پیارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ ﴾ (آل عمران: ۱۹)

(اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا مذہب امن وسلامتی والا اسلام ہی ہے۔)

اور سب سے زیادہ برگزیدہ اور خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت تک پہنچانیوالا صرف اسلام ہی ہے۔

اسی لیے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ﴾

(تم خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔)

یہی مذہب توحید الٰہی اور محاسن انسانی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور یہی مذہب خدا کے تمام نبیوں اور رسولوں کا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تک سارے نبی خدا اور رسول کی اطاعت کی طرف بلاتے رہے۔ اور امن وسلامتی وصلح کی طرف دعوت دیتے رہے۔ تو صحیح امن اور کامل سلامتی کا داعی صرف اسلام ہی ہے۔ اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کے بعد ہر داخل ہونے والا ہر قسم کے شر و فساد' جنگ اور جدال وغیرہ سے امن میں ہو جاتا ہے۔ اور نڈر ہو کر قوم وملت کی خدمت کرتا ہے۔ اسلام کے ہر ہر رکن اور حکم میں امن وسکون' صلح اور اطمینان مضمر ہے۔

اسلام سے پہلے دنیا میں جنگ وجدال' قتل وغارت گری' شر وفساد اور بدامنی ہر جگہ تھی دنیا کا کوئی خطہ صحیح طور پر امن واطمینان سے نہیں تھا اور عرب کا حصہ تمام دنیا سے خصوصاً مخرب اخلاق کاموں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اور ہر قسم کی سیاسی' اقتصادی' تمدنی برائیاں تھیں۔

ریگستان عرب میں انسانی خون کے جو طوفان برپا ہوئے اور اس میں باہمی جنگ وجدال کی جو تلاطم خیز لہریں اٹھی تھیں۔ انہوں نے اہل عرب کے جذبات واحساسات میں ایک عام ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ اور اس کا اثر عموماً رہزنی اور غارت گری کی صورت میں ظاہر ہوتا رہتا تھا۔ جس سے عرب کا امن وسکون غارت ہو کر رہ گیا تھا۔ جان ومال کا تحفظ ختم ہو گیا تھا۔

ان حالات میں کہ تمام اقوام عالم' عرب اور عجم کے ساتھ اسلام ہی نے ہمدردی کی جس نے ان کو قعر مذلت سے نکال کر حسن معاشرت اور امن عامہ کے تخت پر جلوہ افروز کیا۔ سچ ہے۔

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

(تمام دنیا والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا تھا۔)

جو اس سایہ رحمت کے تلے آ گیا وہ امن میں آ گیا' اور جو اس سے الگ رہا وہ زحمت ہی زحمت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ظلمت کدہ میں بھٹکتا رہا۔ دراصل اسلام اور امن ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ اسلام کے امن کا دروازہ ہر شخص کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اس نے بتایا جو اسلام میں داخل ہوا وہ ہر اعتبار سے امن میں آ گیا۔ اور

((مَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ.)) ❶

''جو جنگ وجدال سے الگ ہو کر ہتھیار پھینک دے وہ امن میں ہے۔''

جو ظلم وتعدی نہ کرے اس کے لئے امن ہے جو زنا وبدکاری نہ کرے اس کے لئے امن ہے اس کی صدا صرف یہ ہے کہ

﴿ اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ﴾

(یعنی صلح وامن میں سب کے سب داخل ہو جاؤ۔)

اسلام ہی نے دنیا میں امن قائم کیا ہے۔ اس کی تائید حضرت عدی بن حاتم کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

((كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهُ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعَيْلَةَ وَالْاٰخَرُ يَشْكُو قَطْعَ السَّبِيْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَاِنَّهُ لَا يَاْتِي عَلَيْكَ اِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ اِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ وَ اِمَّا الْعَيْلَةُ فَاِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى يَطُوْفَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَيَقِفَنَّ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَلَا تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهُ اَلَمْ اُوْتِكَ مَالًا ؟ فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ اللّٰهُ اَلَمْ اُرْسِلْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ ثُمَّ يَنْظُرُ اِلٰى شِمَالِهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ اَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.)) ❷

''میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا' اتنے میں دو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ایک تو محتاجی کا شکوہ کرتا تھا' دوسرا راستہ کی بے امنی کا شکوہ کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستہ کی بے امنی تو تھوڑے ہی دنوں کی ہے جبکہ مکہ تک قافلہ روانہ ہوگا' اور کوئی ضمانت کے طور پر ساتھ نہ ہوگا۔ رہی محتاجی تو قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی کہ تم میں سے کوئی اپنی خیرات لئے ہوئے گھومتا

❶ مسلم' كتاب الجهاد' باب فتح مكة ٢/ ١٠٤

❷ بخاري' كتاب الزكاة' باب الصدقة قبل الرد (١٤١٣) و كتاب المناقب' باب علامات النبوة في الاسلام (٣٥٩٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رہے گا اور کوئی ایسا نہ ملے گا جو وہ خیرات قبول کرے پھر قیامت کے دن تم میں کوئی اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اس میں اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہ ہوگا۔ اور نہ کوئی درمیانی ترجمان ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا میں نے دنیا میں تجھ کو مال نہ دیا تھا وہ عرض کرے گا کیوں نہیں بیشک تو نے دیا تھا پھر فرمائے گا کیا میں نے دنیا میں رسول نہیں بھیجے تھے؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں تو نے رسول بھیجے تھے۔ پھر اپنے داہنے طرف دیکھے گا تو آگ اور بائیں طرف دیکھے گا تو آگ تم میں سے ہر شخص کو آگ سے بچنا چاہیے۔ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی خیرات میں دے اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی کہے۔"

اس کے بعد حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَاقَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْأَ كَفِّهِ.)) ❶

"میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حیرہ سے ایک پردہ نشیں عورت بلاخوف آتی ہے اور خانہ کعبہ کا طواف کر کے چلی جاتی ہے۔ کسری بن ہرمز کا خزانہ کھولا گیا اور اس کے کھولنے والوں میں بھی شریک تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بشارت یعنی اللہ تعالیٰ اس قدر دولت عطا فرمائے گا کہ صدقہ لینے والے مسکین نہ ملیں گے۔ تو عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو لوگ زندہ رہیں گے وہ اس بات کو بھی دیکھ لیں گے۔"

چنانچہ اس دور کے بعد جو لوگ آئے انھوں نے اس چیز کو بھی اپنی آنکھوں میں دیکھ لیا یہ بشارت تھی جو اسلام نے اس قوم کو دی تھی جو ریگستان کے صحرائی خیموں میں سوتی' خشک کھجوریں کھاتی اور اونٹوں کو چراتی تھی مگر اس نے یقین کیا اور اس کا پھل پایا۔ پھر آہ موجودہ عہد کے وہ مسلمان جو محلوں میں رہ کر ریشمی بستروں پر سو کر آج اسلام کے وعدہ پر یقین نہیں لاتے اور اس کے لیے اپنے اندر کوئی یقین نہیں رکھتے اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے بدامنی اور خوف اس کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں امن اسی لئے ہوا کہ اسلام کی نظر میں سب انسان بھائی بھائی ہیں' اور کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے' بجز مکارم اخلاق' حسن اخلاق اور تقویٰ کے۔

---

❶ صحیح بخاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حسب ونسب کوئی چیز نہیں ہے اور نہ باعث فخر ہے۔ کیونکہ سب کی اصلیت خاک اور مٹی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو لوگ اپنے مرے ہوئے باپ دادوں پر فخر وشیخی کرتے ہیں' انہیں اس سے باز آ جانا چاہئے کیونکہ وہ دوزخ میں جل بھن کر کوئلے ہو گئے ہیں تو اب ان پر فخر کی کونسی بات ہے! اگر یہ فخر اور شیخی سے باز نہیں آئے تو اللہ کے نزدیک اس کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ٹھہریں گے جو اپنی ناک سے پلیدی کو الٹ پلٹ کرتا ہے یعنی اس گوبر کے کیڑے سے جو اپنے منہ سے گوبر کی گولی بنا کر اپنی ناک سے لڑھکا تا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادوں کے ساتھ فخر کرنے کو دور کر دیا ہے۔ آدمی تو دو ہی طرح کے ہیں۔ مومن پرہیز گار یا بدبخت بدکار ورنہ انسانیت کے لحاظ سے سبھی برابر ہیں سب اولاد آدم علیہ السلام ہیں۔ اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ ❶

اور مٹی میں غرور' نخوت اور شیخی نہیں ہے تو تم لوگوں میں بھی غرور' شیخی اور نخوت نہیں ہونا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! خدائے تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تم تواضع اور فروتنی اختیار کرو' حتیٰ کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی نہ کرے۔ ❷

آپ ﷺ نے صرف زبان ہی سے یہ اعلان نہیں کیا بلکہ ان الفاظ کو اسلام زندگی کا دستور العمل بنا دیا۔ خود بھی اس پر ساری زندگی عمل کیا اور اپنے پیروؤں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تاکید کی آپ ﷺ نے ان کے سامنے اپنے عمل کا ایک ایسا واضح نمونہ قائم کیا کہ انسانیت کی وحدت کا تصور کبھی ان کے دل سے نہ نکل سکا۔ اس طرح آپ ﷺ نے عداوت ودشمنی اور افتراق وانتشار کی سب سے بڑی بنیاد ڈھا دی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کے دلوں میں توحید کا عقیدہ پختہ کرنے کے لئے انتہائی محنت کی' کیونکہ انسانی وحدت کا تصور اس وقت تک پورے طور پر ذہن نشین نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وحدت معبود کا عقیدہ دل نشین نہ ہو جائے۔ جب تک کہ ہر قبیلہ کا خدا الگ اور ہر قوم کا خالق جدا سمجھا جائے گا اس وقت تک ناممکن ہے کہ سب انسان کسی ایک مرکز پر جمع ہو سکیں۔ نفسیات اجتماعی کے علاوہ مشاہدہ فطرت اور مطالعہ کائنات بھی اسی نتیجے تک پہنچاتے ہیں اور خلاق عالم کی یکتائی کا یقین دلاتے ہیں۔ ایک خدا نے تمام انسانوں کو بنایا ہے اور سب آدمی ایک ہی اصل کی شاخیں اور ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں ان ہی بنیادی حقیقتوں پر انسانیت کی تعمیر ہو سکتی ہے۔ اور نزاعوں

❶ ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل الشام ٤ / ٣٨٢

❷ مسلم' کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها' باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی جڑ کٹ جاتی ہے۔اس لیے آپ نے ان دو اصولوں پر بہت زور دیا۔رسول اللہ ﷺ نے ہم کو جو تعلیم دی ہے اس کا اصل منشا یہ ہے کہ ہم دنیا میں امن سے رہیں اور لوگوں کو بھی امن سے رہنے دیں اور دنیا ہی میں امن واطمینان سے جنت کی زندگی بسر کر سکیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَّلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ.)) ❶

''آپس میں مقاطعہ مت کرو اور نہ ملاقات کے وقت منہ موڑو نہ کینہ بغض رکھو اور نہ حسد کرو۔اللہ کے بندے بن کر آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔''

ان بنیادی باتوں کے بعد تفرقہ کی چند اور باتیں بھی ہیں۔لوگ ذاتوں اور پیشوں کی بناء پر بھی الگ الگ خاندانوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔اسی لئے اسلام نے کسی پیشہ کو نہ خاندانی قرار دیا اور نہ انہیں عزت و ذلت اور معیار تسلیم کیا۔بلکہ ہر شخص کو پوری آزادی دی کہ وہ اپنے حالات ضروریات' مزاجی مناسبت اور طبعی مناسبت کی بناء پر اپنے لئے جو پیشہ مناسب سمجھے اختیار کر لے۔کسی پیشے کی بناء پر کوئی شریف یا رذیل نہیں سمجھا جائے گا بلکہ اپنے اعمال کی بنیاد پر عزت یا ذلت کا مستحق ہوگا' اگر سلیقہ' دانشمندی اور ایمان داری کے ساتھ کام کرے گا تو عزت کی نظر سے دیکھا جائے گا لیکن بدسلیقگی' فریب اور بددیانتی سے کام کرنے والا برا سمجھا جائے گا۔خواہ کتنا ہی اہم پیشہ کیوں نہ اختیار کرے۔

اسلام دراصل دنیا میں امن وسلامتی کی اشاعت ہی کے لئے ہے۔جتنی زیادہ سلامتی ہوگی اتنا ہی زیادہ امن ہوگا اور اتنا ہی زیادہ ایمان کامل ہوگا۔یہ رسول اللہ ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے سنئے کہ فرمایا۔

((لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ.)) ❷

''تم لوگ جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور تم اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے۔جب تک آپس میں محبت نہ کرو اور میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو گے تو آپس میں محبت پیدا ہو جائیگی۔وہ یہ ہے کہ تم باہمی سلام اور سلامتی پھیلاؤ اور اس کی اشاعت کرو۔''

---

❶ بخاری' کتاب الادب' باب ما ینھی عن التفاسد و التدابر

❷ مسلم' کتاب الایمان' باب بیان انهٗ لا یدخل الجنة الا المؤمنون

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سلام پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر آشنا اور غیر آشنا کو سلام کیا جائے کسی چھوٹے بڑے امیر وغریب کی کوئی تخصیص نہ ہو۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جو سب سے پہلے خطبہ دیا وہ اسی افشاء سلام اور سلامتی کے بارے میں تھا' وہ یہ ہے:

((یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.)) ❶

''اے لوگو! تم آپس میں سلام پھیلاؤ اور غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور جب سب لوگ سو رہے ہوں تو اس وقت تم نماز پڑھو جب یہ کام کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

اخروی جنت تو آخرت ہی میں ملے گی لیکن دنیاوی جنت امن وسلامتی سے ملتی ہے۔ موجودہ زمانے میں امن امن کی پکار ہے کہ امن قائم کرو لیکن اصل امن کے صحیح اصولوں پر عمل کرنے کی کوشش نہیں ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح امن اور سکون عطا فرمائے اور سچے ایمان کی توفیق دے۔ آمین!

﴿ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَجَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَعِبَادَ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ﴾

☆☆☆

❶ ترمذی' کتاب صفة القیامة ۳/۳۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اتفاق واتحاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ. ﴾ (آل عمران: ١٠٢ - ١٠٣)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جیسا کہ چاہیے اس سے ڈرنا اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور متفرق نہ ہو جاؤ اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب آپس میں تم سب دشمن تھے پھر الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں پس ہو گئے اس کے فضل سے بھائی بھائی اور تم ایک آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ پھر تم کو اس سے نجات دی اسی طرح بیان کرتا اللہ تعالیٰ تم پر آیتیں تا کہ تم ہدایت پاؤ۔)

یعنی ہر مسلمان کے دل میں یہ عزم ہونا چاہیے کہ وہ حتی المقدور تقویٰ اور پرہیزگاری کی راہ سے نہ ہٹے اور ہمیشہ اللہ سے استقامت کا طالب رہے۔ شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستے سے ڈگمگا دیں تمہیں چاہیے کہ انہیں مایوس کر دو اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمانی کے خلاف نہ کرو تمہارا مرنا اور جینا اسلام پر ہونا چاہیے یعنی سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رکھو یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے یہ رسی ٹوٹ تو نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہو گے تو کوئی شیطان شر انگیزی میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل ہو جائے گی۔ قرآن کریم کو تھام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لینا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مردہ قوم حیات تازہ حاصل کرتی ہے' لیکن قرآن کو تھام لینے کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کو اپنی آراء واہواء کا تختہ مشق بنالیا جائے بلکہ اس کا وہی مطلب معتبر ہوگا جو احادیث صحیح اور سلف صالحین کی متفقہ تصریحات کے خلاف نہ ہو۔ یعنی صدیوں کی عداوتیں اور کینے نکال کر خدا نے نبی کریم ﷺ کی برکت سے تم کو بھائی بھائی بنادیا جس سے تمہارے دین و دنیا درست ہوئے اور ایسی شاخ قائم ہوگئی جسے دیکھ کر تمہارے دشمن مرعوب ہوتے ہیں یہ برادرانہ اتحاد خدا کی اتنی بڑی نعمت ہے جو روئے زمین کا خزانہ خرچ کر کے بھی میسر نہ آسکتی تھی۔

اور اختلاف وتنازع عداوت کا ذریعہ ہے جس قوم میں اتفاق اور اتحاد اور اخوت نہیں ہے وہ ہر ایک اعتبار سے ذلیل اور خوار ہے قرآن مجید اور حدیث میں اس اتفاق واتحاد پر بڑا زور دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

(سورة آل عمران: ١٥٢)

(اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر کے دکھایا تم اس کے حکم سے انہیں اپنے ہاتھوں سے کاٹنے لگے یہاں تک کہ تم بزدل ہوگئے اور ہر کام میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کرنے لگے اس کے بعد کہ اس نے تمہاری چاہت کی چیز تمہیں دکھادی تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے اور بعض کا ارادہ آخرت کا تھا پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تا کہ تمہیں آزمالے اور یقیناً اس نے تمہاری لغزش سے درگزر فرمادیا۔ ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔)

یعنی جنگ احد میں اتفاق اور اتحاد کی برکت سے شروع شروع میں تم کو فتح عطا فرمائی اور تم دشمن پر غالب آگئے لیکن جب تم میں تنازع اور اختلاف پیدا ہوگیا تو خدا اور رسول کے نافرمان ہوگئے اور دنیا کے طالب بن گئے تمہاری فتح شکست سے بدل دی گئی اور تمہاری ہوا اکھڑ گئی اور تم میں سے بہت سے لوگ مارے گئے۔ یہ شکست' تنازع' اختلاف' شقاق کی نحوست سے ہوئی اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ (سورة انفال: ٤٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اے ایمان والو! جب بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم مراد پاؤ اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا اور صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔)

جو سختیاں اور شدائد جہاد کے وقت پیش آئیں' ان کو صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کرو ہمت نہ ہارو۔ مثل ہے' ہمت کا حامی خدا ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو بتلا دیا گیا کہ کامیابی کی کنجی کیا ہے' معلوم ہوا کہ دولت' لشکر اور اسلحہ وغیرہ سے فتح و نصرت حاصل نہیں ہوتی' ثابت قدمی' صبر و استقلال' قوت' طمانیت قلب' یاد الٰہی' خدا اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری و باہمی اتفاق و اتحاد سے حاصل ہوتی ہے اسی اتحاد باہمی کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴾

(الصف:٤)

(اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا کہ وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی۔)

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ان لوگوں سے محبت ہے جو اس کی راہ میں اس کے دشمنوں کے مقابلے پر ایک آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں اور میدان جنگ میں اس شان سے صف آرائی کرتے ہیں کہ گویا وہ سب مل کر ایک دیوار ہیں جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے اور جس میں کسی جگہ رخنہ نہیں پڑ سکتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَ تَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى.)) ❶

''اے مخاطب تو دیکھتا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور ایک دوسرے کو دوست رکھنے اور باہم شفقت کرنے میں تنِ واحد کی طرح ہیں کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو جسم کے باقی اعضاء بیداری اور تپ میں موافقت کرتے ہیں۔''

سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا کیا اچھا ترجمہ فرمایا ہے

بنی آدم اعضائے یک دیگر ند   کہ در آفرینش زیک جوہراند

مومن کی شان اور نشانی قرآن مجید میں یہی بتائی گئی ہے۔

---

❶ بخاری' کتاب الادب' باب رحمة الناس (٦٠١١)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ﴾ (مائده: ٥٤)

(مومنوں کے معاملے میں پرنہایت عاجز ونرم مگر کافروں کے مقابلے میں نہایت معزز سخت۔)

ہمارے اسلاف کرام کی یہ تعریف کی گئی تھی کہ

﴿ هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰاةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (سوره فتح: ٢٨ - ٢٩)

(وہی ہے جس نے اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر بھیجا تا کہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں' جو دیکھے ان کو رکوع اور سجدے میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی۔ نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ شان ہے ان کی تورات میں اور مثال ان کی انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا۔ پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تا کہ جلائے ان سے جی کافروں کا وعدہ کیا اللہ نے ان سے جو یقین لائے اور کیئے ہیں بھلے عمل' معافی کا اور بڑے ثواب کا۔)

ہم نے اپنی ساری خوبیاں گنوا دیں اور دنیا کی تمام برائیاں سیکھ لیں۔ ہم اپنوں کے آگے سرکش ہو گئے اور غیروں کے آگے ذلت سے جھکنے لگے ہم نے اپنے پروردگار کے آگے دست سوال نہیں بڑھایا' لیکن بندوں کے دسترخوان کے گرے ہوئے ٹکڑے چننے لگے۔ ہم نے شہنشاہ ارض وسماء کی خداوندی سے تو نافرمانی کی مگر زمین کے چند جزیروں کے مالکوں کو اپنا خداوند سمجھ لیا ہم پورے دن ایک بار بھی خدا کا نام ہیبت اور خوف کے ساتھ نہیں لیتے۔ پر سینکڑوں مرتبہ اپنے غیر مسلم حاکموں کے تصور سے لرزتے اور کانپتے رہتے ہیں۔ آج ہم پر اغیار چاروں طرف سے چھائے ہوئے ہیں اور ہر طرف سے ہم پر ظلم وتشدد کرتے ہیں۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں ہر سال ناحق قتل کیے جاتے ہیں۔ بہتیرے بچے یتیم اور ان کی مائیں بیوہ ہو جاتی ہیں۔ نہ جان و مال کی حفاظت اور نہ عزت وآبرو سلامت رہی۔ یہ سب کچھ خدا کی نافرمانی اور آپس کے جنگ وجدال' قتل و قتال اور نفاق وشقاق کی وجہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((يُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَّ مِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَّ لٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ.)) ❶

''ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جب کہ کفار ایک دوسرے کو ممالک اسلامیہ پر قابض ہونے کے لیے اس طرح بلائیں گے جیسے کہ دستر خوان پر ایک دوسرے کو کھانے کے لیے بلاتے ہیں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہماری تعداد اس وقت کم ہو گی فرمایا اس وقت تم بہت ہو گے لیکن ایسے بے بنیاد جیسے پانی کی رو کے سامنے خس و خاشاک (کوڑا کرکٹ) اور تمہارا رعب و داب دشمنوں کے دل سے اٹھ جائے گا اور تمہارے دلوں میں سستی پڑ جائے گی۔ ایک صحابی نے عرض کیا حضور سستی کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے خوف کرو گے۔''

موجودہ دور کے مسلمانوں کے تشتت و تفرق اور آپس کے نزاع و اختلاف کی وجہ سے اغیار بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مسلمانوں کو کچلنے بلکہ ان کو ختم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں پس مسلمانوں کو اپنی عزت جان و مال کی حفاظت کے لیے متحد اور متفق ہو کر ﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ﴾ پر عمل پیرا ہونا چاہیے کیونکہ اسلام ہر کام میں اور تمام احکام میں اتحاد و اتفاق اخوت و بھائی چارہ کی دعوت لیے ہوئے ہے کلمہ توحید جسے کلمہ وحدت کہا جاتا ہے اس کے قائل ہونے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ہو جاتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ.)) ❷

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ جاری رکھوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کریں اور زکوۃ دیں جب وہ یہ سب کچھ کرنے لگیں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنے جان و مال کو بچا لیا۔ اسلامی حق کے علاوہ اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔''

---

❶ ابو داوٗد، کتاب الملاحم، باب فی تداعی الامم علی الاسلام ٤/ ١٨٤

❷ بخاری، کتاب الایمان، باب فان تابوا و اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکاۃ فخلوا سبیلھم (٢٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نماز تنہا بھی ادا کی جا سکتی ہے لیکن جماعت سے پڑھنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً.)) ❶

''جماعت کی نماز تنہا نماز سے ستائیس درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔''

یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ایک نماز پر ستائیس نمازوں کا ثواب ملے گا اور جماعت سے نماز پڑھنے کے بہت سے فائدے ہیں۔

(۱) پانچوں وقت مسلمان آپس میں ملیں گے (۲) ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوں گے (۳) میل ومحبت پیدا ہوگی (۴) اتفاق واتحاد ہوگا (۵) دوسروں کو دیکھ کر اور شوق پیدا ہوگا (۶) عبادت میں طبیعت لگے گی (۷) بزرگوں کی برکت سے نماز قبول ہوگی (۸) اسلامی شوکت نمایاں ہوگی۔

روزہ: ہر امیر وغریب' شاہ وگدا پر فرض ہے اس میں بھی وحدت امت کا اظہار ہے۔

حج: تو اتفاق واتحاد کا مرکز بلکہ منبع ہے۔ اسلام کا ایک اصول مساوات بھی ہے حج سے یہ مقصد بھی بخوبی حاصل ہو جاتا ہے سب لوگ شاہ ہوں یا گدا ایک ہی لباس میں ایک حالت میں ایک ہی جگہ پر خدائے واحد کی درگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور اس طرح سب امتیازی تفرقے مٹ جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایک جگہ جمع ہو کر امور سیاست وتجارت وغیرہ سب کاموں میں مشورہ کرنے کا موقع ملتا ہے اور اس طرح باہم تعاون و تناصر کا مقصد حاصل ہوتا ہے اسی وجہ سے غیر مسلم ہوشیار قومیں اجتماع حج سے بہت خوفزدہ رہتی ہیں اور اپنے مقبوضات کے لوگوں کو حج سے روکنے کی مسلسل کوشش کرتی ہیں۔

اسی طرح سے جمعہ وعیدین کی نمازیں بھی اسلامی اتحاد واخوت کی مظہر ہیں۔ غرض آپ نظر غائر سے دیکھیں گے اسلامی اتحاد کا مسئلہ ہر جگہ پائیں گے۔

آپ دور کیوں جائیں ﴿وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ اپنی ہستی کے وجود میں غور کرو تین سو ساٹھ اجزا اور اعضاء سے مرکب ہے اگر ایک ایک عضو الگ ہو جائے تو انسانی وجود ختم ہو جائے۔ غرض جتنا بھی زیادہ غور وفکر کرو گے ہر ایک چیز میں اتفاق واتحاد کی جلوہ گری نظر آئے گی۔

﴿اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى عَدُوِّنَا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

---

❶ بخاری' کتاب الاذان' باب فضل صلاۃ الجماعۃ (٦٤٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عبادت الٰہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْجِبَالَ طُوْلًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝﴾

(اسراء:۲۳-۴۰)

(پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اُف تک نہ کہنا نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا اور محبت وعاجزی کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے پروردگار! ان پر ویسے ہی رحم کرنا جیسے انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو تمہارا رب بخوبی جانتا ہے اگر تو نیک ہے تو وہ رجوع کرنے والے کو بخشنے والا ہے رشتہ داروں کا، مسکینوں کا، مسافروں کا حق ادا کرو، اسراف وبے جا خرچ سے بچو۔ بے جا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے اور اگر تجھے ان میں سے منہ پھیر لینا پڑے اپنے رب کی اس رحمت کی جستجو میں جس کی تو امید رکھتا ہے تب بھی تجھے چاہیے کہ عمدگی اور نرمی سے انہیں سمجھا دے اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا مت رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دیا کر کہ پھر ملامت کیا ہوا اور پچھتایا ہوا بیٹھ جائے گا یقیناً تیرا رب جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے مفلسی کے خوف سے تم اپنی اولاد کو نہ مار ڈالا کرو ان کو اور تم کو ہم ہی روزیاں دیتے ہیں۔ یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے خبردار! زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔ اور کسی جان کا' جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ہرگز ناحق قتل نہ کرنا اور جو قتل کر دیا جائے مظلوم ہونے کی صورت میں'۔ ہم نے ان کے وارثوں کو طاقت دے رکھی ہے پس اسے چاہئے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے بے شک اس کی مدد کی جائے گی یتیم کے مال کے قریب تک نہ جاؤ۔ بجز اس طریقہ کے جو بہت ہی بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائیں اور وعدے پورے کیا کرو کیونکہ قول وقرار کی بازپرس ہونے والی ہے اور جب ناپنے لگو بھر پور پیمانے سے ناپو اور سیدھی ترازو سے تولا کرو یہی بہتر ہے اور انجام میں بھی بہت اچھا ہے جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو کیونکہ کان، آنکھ اور دل ان میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہر ایک کے بارے میں پوچھ گچھ کی جانے والی ہے زمین میں اکڑ کر نہ چلا کرو نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ ہی پہاڑوں تک پہنچ سکتا ہے ان سب کی برائی تیرے رب کے نزدیک سخت ناپسند ہے یہ بھی منجملہ اس وحی کے ہے جو تیری جانب تیرے رب نے حکمت سے اتاری ہے تو خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بنانا۔ کہ ملامت خوردہ اور راندۂ درگاہ ہو کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا کیا بیٹوں کے لئے تو اللہ نے تمہیں چھانٹا اور خود اپنے لئے فرشتوں کو لڑکیاں بنایا؟ بے شک تم بہت بڑا بول بول رہے ہو۔)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے عبادت الٰہی اور حقوق انسانی کی تعلیم دی ہے۔ اور یہ تاکیدی حکم دیا ہے کہ۔

(۱) اپنے رب کی عبادت کرتے رہنا۔
(۲) والدین کی خدمت کرتے رہنا۔
(۳) صلہ رحمی کرتے رہنا۔
(۴) غرباء نوازی کرتے رہنا۔
(۵) فضول خرچی سے ہمیشہ بچتے رہنا۔
(۶) نہ بخل کرو نہ حد سے زیادہ سخاوت کرو۔
(۷) بچوں کو قتل نہ کرو۔
(۸) زنا و بدکاری ہرگز نہ کرو۔
(۹) کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔
(۱۰) یتیم کا مال ناجائز طریقہ سے نہ لو۔
(۱۱) عہد اور قول و قرار کو پورا کرو۔
(۱۲) ناپ تول کو صحیح اور پورا تولا کرو۔
(۱۳) بغیر علم کے کوئی بات نہ کہو۔
(۱۴) تکبر اور غرور سے مت چلو۔
(۱۵) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کرو۔
(۱۶) اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تسلیم نہ کرو۔

ان سولہ باتوں کی یہ ایک اجمالی فہرست ہے اب ہر ایک کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ یہ سب باتیں مکارم اخلاق میں سے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۔اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے۔قرآن مجید میں جگہ جگہ اس کی عبادت پر زور دیا گیا ہے۔

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينَ ﴾ (الفاتحه: ٤)

(یعنی اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔)

لغت میں عبادت، ذلت اور پستی کو کہتے ہیں طریق معبد اس راستے کو کہتے ہیں جو ذلیل ہو یعنی چلتے چلتے گھس گیا ہو اسی طرح ''بعیر معبد'' اس اونٹ کو کہتے ہیں جو مطیع و فرمانبردار ہو۔شریعت میں عبادت، محبت، خشوع، خضوع اور خوف کے مجموعے کو کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی مخصوص عبادت اور فرمانبرداری کی جائے۔یعنی اے خدا ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی قوانین وضوابط کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجھ ہی سے عبادت وغیر عبادت میں مدد چاہتے ہیں۔

بعض سلف کا فرمان ہے کہ۔

سارے قرآن کا راز سورہ فاتحہ ہے اور پوری سورہ فاتحہ کا راز اسی آیت ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينَ'' میں ہے اس آیت کے پہلے حصے میں شرک سے بیزاری کا اعلان ہے اور توحید کا اقرار ہے یعنی ''لا الـــه الا اللّٰـه'' کا مضمون ہے اور دوسرے جملے میں اپنی طاقتوں اور قوتوں کا انکار ہے اور اپنی بے بسی کا اظہار ہے جو۔''لاحول ولا قــوة الا باللّٰه'' کا مطلب ہے۔یعنی اے خدا! بغیر تیری توفیق کے ہم میں کوئی طاقت وقوت نہیں ہے صرف تیری ہی امداد سے اور طاقت وقوت سے دین ودنیا کے کاموں کو انجام دے سکتے ہیں۔ اور اپنے تمام کاموں کو تیرے سپرد کرتے ہیں۔

اس مضمون کی بہت سی آیتیں ہیں۔ہم چند آیتوں کو بیان کرتے ہیں آپ غور وتوجہ سے سنئے اور عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَارَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (هود: ١٢٣)

(یعنی تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو تمہارے عملوں سے اللہ غافل نہیں ہے۔)

اور فرمایا:

﴿ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴾ (المزمل: ٩)

(یعنی مشرق ومغرب کا رب اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تم اسی کو اپنا کارساز سمجھو۔)

یہی مضمون اس آیت ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ﴾ (الفاتحه: ٤) میں ہے۔سورہ فاتحہ کی اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آیت سے پہلی آیتوں میں خطاب نہیں تھا لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ سے خطاب کیا گیا ہے کہ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں جو نہایت لطیف مناسبت رکھتا ہے کیونکہ جب بندے نے اللہ کی تعریف اور ثناء بیان کی تو گویا قرب خداوندی میں حاضر ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ گیا اب اس مالک کو مخاطب کر کے اپنی ذلت و مسکینی کا اظہار کرنے لگا کہ خدایا ہم تیرے ذلیل غلام ہیں اور اپنے تمام کاموں میں تیرے ہی محتاج ہیں۔

اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے پہلے تمام جملوں میں خبر تھی اللہ تعالیٰ نے اپنی بہترین صفات پر اپنی ثناء آپ کی تھی اور بندوں کو اپنی ثناء ان ہی کے الفاظ کے ساتھ بیان کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اسی لئے اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو اس سورت کو نماز میں نہیں پڑھتا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ہے اس شخص کی نماز جو سورۂ فاتحہ کو نہ پڑھے۔ ❶

اور مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے نماز کو یعنی سورۃ فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا بانٹ لیا ہے۔ اس کا آدھا حصہ میرا ہے اور آدھا حصہ میرے بندوں کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ طلب کرے۔''

جب بندہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد اور تعریف بیان کی ہے جب بندہ ''الرحمن الرحيم'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی ہے جب وہ کہتا ہے۔ ''ملك يوم الدين''۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے۔ جب وہ ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو مانگے جب وہ آخر سورت تک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے کہ یہ بندے کے لئے ہے اور میرا بندہ جو کچھ مانگے وہ اس کے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ایاک نعبد کے یہ معنی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم خاص تیری ہی توحید مانتے ہیں تجھ ہی سے ڈرتے ہیں اور تیری ہی ذ ن سے امید رکھتے ہیں تیرے سوا کسی اور کی نہ ہی تو ہم عبادت کریں، نہ ڈریں اور نہ امید رکھیں اور ''اياك نستعين'' سے یہ مراد ہے کہ ہم تیری تمام اطاعت پر اور اپنے تمام کاموں میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ❷

---

❶ بخاری كتاب الاذان' باب وجوب القراءة للامام و الماموم فى الصلوٰة كلها. الحديث (٧٥٦)

❷ مسلم كتاب الصلوٰة' باب وجوب قراءة الفاتحة فى كل ركعة (٨٧٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے کہ تم خالص اسی کی عبادت کرو اور اپنے تمام کاموں میں اسی سے مدد مانگو۔ ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ'' پہلے اس لئے لایا گیا ہے کہ اصل مقصود اللہ کی عبادت ہی ہے اور مدد طلب کرنا یہ عبادت کا وسیلہ اہتمام اور اس پر پختگی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ زیادہ اہمیت والی چیز کو پہلے لایا جاتا ہے اور اس سے کم اہمیت والی چیز کو اس کے بعد لایا جاتا ہے۔

علامہ ابراہیم میر سیالکوٹی نے واضح البیان میں لکھا ہے۔

عبادت، عبادت کنندہ کے لحاظ سے تو نہایت درجے کی عاجزی ہوتی ہے لیکن اس میں معبود کی نہایت درجے کی تعظیم بھی ہوتی ہے۔ پس ہر امر اور ہر حالت جس سے یہ مفہوم ظاہر ہو کہ اس میں عابد کی نہایت درجے کی ذلت اور معبود کی نہایت درجے کی عزت و تعظیم پائی جائے وہ عبادت ہے اور یہ تین طرح پر ادا ہو سکتی ہے۔

اول: زبان سے' جیسے حمد و ثناء، درود وظیفہ اور دعاء وغیرہ۔

دوم: بدن سے' جیسے سجدہ، نماز، روزہ، حج، طواف وغیرہ۔

سوم: مال سے' جیسے زکوۃ، صدقہ وخیرات، قربانی، نذر و نیاز وغیرہ۔

یہ سب اقسام صرف اللہ تعالیٰ کے لئے یعنی اس کی رضاء اور قربت حاصل کرنے کے لئے ادا کرنی چاہیے ان میں کسی غیر کی شرکت جائز نہیں۔ ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ'' میں حصر کا مفاد یہی ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے یہ معنیٰ منقول ہیں ''نَعْبُدُكَ وَلَا نَعْبُدُ غَيْرَكَ'' یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے۔

تشہد نماز میں جو وظیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے اس میں یہ سب اقسام خدائے تعالیٰ نے مخصوص کر دیئے ہیں، ''اَلتَّحِيَّاتُ'' یعنی جملہ تحیات یعنی زبان کی حمد و ثنا اور ورد و وظائف ''للہ'' خاص خدا کے لئے ہیں ''وَالصَّلَوٰتُ'' اور تمام بدنی عبادت بھی مثلاً نماز، حج اور سفر زیارت وغیرہ۔ ''وَالطَّيِّبَاتُ'' اور سب مالی صدقات وخیرات نذر و نیاز قربانی اور چڑھاوے بھی جو پاک مال سے دیئے جائیں اور سب خاص اللہ ہی کے لئے ہیں۔ ''وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اس میں بھی ایاک کو مقدم ذکر کیا کہ عبادت کی طرح استعانت بھی ذات باری سے مختص ثابت ہو اور ایاک کو اس لئے ذکر کیا کہ عبادت واستعانت ہر دو مقصود بالذات ظاہر ہوں نیز اس لئے کہ یہ وقت خدا کے سامنے حاضری اور مناجات وخطاب کا ہے اور مقام حضور و مناجات صیغہ خطاب کو مکرر لانے میں متکلم کو لذت حاصل ہوتی ہے اور شوق و ذوق

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بڑھتا ہے حاصل یہ کہ نہ خدا کے سوا کسی کی عبادت جائز۔ ہے اور نہ ان امور میں جو اس سے مخصوص ہیں کسی اور سے استعانت واستمداد ہی جائز ہے۔

اور عبادت کے بعد استعانت کے ذکر کی دو وجہیں ہیں اول یہ کہ مقام عبادت وعبودیت میں قائم ہونا اور اسے کما حقہ انجام دینا اللہ تعالیٰ کی مدد وتوفیق کے سوا نہیں ہوسکتا اس لئے نعبد کے بعد اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کے لئے '' نَسْتَعِيْنُ'' کہا۔

دوم۔ یہ کہ طلب مدد اور دعاء بھی عبادت کی ایک قسم ہے اور امر عبادت میں نہایت مہتم بالشان ہے اس لئے اسے خصوصیت سے ذکر کیا چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔ ''اَلدُّعَاءُ هُوَالْعِبَادَةُ ''یعنی دعاء ہی عبادت ہے۔ ❶

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ﴾ (مومن: ٦٠)

(تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو قبول کروں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب نہایت ذلت کی حالت میں جہنم میں پڑیں گے۔)

اس آیت میں دعا کو عبادت کہا گیا ہے۔ دعاء کے عبادت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بندے کا تعلق قلبی خدا کے ساتھ اسی وقت درست ومضبوط ہوتا ہے جب وہ اپنی حاجات ومشکلات میں صرف اسی کی طرف رجوع کرے اور ہر نبی کی دعوت تھی۔

﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ (ھود: ٦١)

(یعنی میرے بھائیو! تم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی سچا معبود نہیں۔)

نیز تصریحاً فرمایا:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾

(الانبیاء: ٢٥)

(یعنی اے پیغمبر! تجھ سے پیشتر ہم نے جو بھی پیغمبر بھیجا تھا ہم اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے ہیں کہ میرے سوا کوئی بھی معبود برحق نہیں پس تم میری ہی عبادت کرو۔)

❶ مسند احمد: ٦/ ٢٧٦' ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء (١٤٧٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ کا حکم اسی رابطہ کو قائم کرنے کے لئے ہے یعنی اپنے پروردگار کے اسم کا ذکر کرا اور سب سے رشتہ توڑ کر اسی سے جوڑ۔ اور ﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ کی حقیقت یہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا کرو خالص کرتے ہوئے واسطے اس کے دین۔ اسی اختصاص حصر کے لئے کلمۂ توحید میں تمام غیر اللہ کی نفی کر کے الوہیت کو صرف خدا کے لئے ثابت رکھا ہے چنانچہ فرمایا۔

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

(یعنی اے پیغمبر! تو یقین کر کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔)

پس جب تک انسان تمام غیر اللہ سے رشتہ توڑ کر مقام الوہیت کو ذات حق سے مخصوص نہ کر دے اور تمام ان امور میں جو مختص بذات باری ہیں استمداد و استعانت اور استغاثہ و فریاد خاص خدا تعالیٰ سے نہ کرے وہ خدا کی منشاء کے مطابق خاص اس کا پرستار نہیں کہلا سکتا۔ اور آیت ''اياك نعبد و اياك نستعين۔'' کے دعوے میں سچا نہیں اتر سکتا۔

بعض لوگوں نے فرمایا کہ ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ'' میں تواضع اور عاجزی ہے اور اپنی غلامیت کا اظہار ہے اور عبدیت و غلامیت کا بڑا اونچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو عبدیت کے لقب سے یاد فرمایا ہے جیسے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ﴾ (تعریف اس اللہ کی جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی۔ ''وَسُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ'' پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی وغیرہ) اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳)

(تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔)

اور دوسری آیت میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○﴾ (البقرة: ۲۱ - ۲۲)

(اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا یہی تمہارا بچاؤ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت، اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی خبردار! باوجود جاننے کے خدا کے شریک مقرر نہ کرو۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید اور الوہیت کا بیان فرمایا ہے اور اپنے وجود کو بھی مدلل طریقے سے بندوں کے سمجھانے کے لئے ذکر فرمایا ہے کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو عدم سے عالم وجود تک پہنچایا۔ اور تم سے پہلے بھی سب لوگوں کو پیدا کیا۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا۔ آسمان سے پانی برسا کر ہر قسم کے پھل فروٹ اور کھانے پینے کی چیزیں عطا فرمائیں لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو صرف اسی کی عبادت کرو۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت عقلی و نقلی ہر حیثیت سے نہایت ضروری ہے کیونکہ ہم سب خدا کے غلام ہیں اور غلام پر فرض ہے کہ اپنے آقا کی خوشنودی کے مطابق اس کا کہا مانے۔ خدا کی عبادت اس لئے ضروری ہے کہ انسان مہد سے لحد تک ہر چیز میں محتاج ہے اور خدا کسی وقت کسی کا کسی چیز میں محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور ہر ضرورت کی چیز بھی پیدا کی کھانے پینے کی بھی، پہننے اوڑھنے کی بھی اور مرنے جینے کی بھی چیز پیدا کی۔ جسم بنایا جان ڈالی اور شکم مادر ہی سے پرورش شروع کی، پیٹ میں مناسب غذا دیتا رہا۔ پیدائش کے بعد خالص دودھ سے پرورش کرتا رہا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کیا ہی خوب توجہ دلائی ہے۔

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴾ (المومنون: ۱۲ تا ۱۶)

(یقیناً ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا پھر اسے قطرہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دیدیا۔ پھر ہم نے قطرے کو جما ہوا خون بنا دیا۔ پھر اسے ہم نے گوشت کا ایک لوتھڑا کر دیا پھر اس کو ہم نے ہڈیاں پیدا کر دیں پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا پھر ایک دوسری خلقت میں پیدا کر دیا برکتوں والا ہے وہ خدا جو سب سے اچھی پیدائش کرنے والا ہے اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مرجانے والے ہو پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤ گے۔)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو اس طرح سے ادا فرمایا ہے:

﴿ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۔ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّ عِنَبًا وَّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قَضۡبًا وَّ زَيۡتُوۡنًا وَّ نَخۡلًا وَحَدَآئِقَ غُلۡبًا وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمۡ وَلِاَنۡعَامِكُمۡ ﴾

(عبس: ۱۷ تا ۳۲)

(خدا کی مار، انسان بھی کیسا ناشکرا ہے اسے خدا نے کس چیز سے پیدا کیا؟ ایک قطرے سے پیدا کیا پھر اس کی تقدیر مقرر کی۔ پھر اس کے لئے راستہ آسان کر دیا۔ پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں دفن کیا۔ پھر جب چاہے گا اسے زندہ کر دے گا ہرگز نہیں۔ اس نے اب تک خدا کے حکم کی بجا آوری نہیں کی۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے کھانے کی طرف دیکھ لے کہ ہم نے بارش برسائی پھر زمین کو پھاڑ دیا پھر اس میں سے اناج اگایا۔ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغات اور میوے اور گھاس چارہ بھی اگایا تمہارے استعمال وفائدے کے لئے اور تمہارے چوپاؤں کے لئے۔)

یعنی انسان بڑا ہی ناشکرا ہے وہ اپنی حقیقت پر غور نہیں کرتا کہ وہ کس چیز سے بنا ہے اور نہ اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھتا ہے کہ کس طرح سے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو مہیا کیا ہے۔ آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین سے بے شمار چیزیں پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور ہر چیز سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔

غذا ہر متنفس کے لئے حیات کا ذریعہ ہے غذا کے حاصل ہونے کے بعد انسان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ غذا کو حلق سے اتارلیں۔ مگر صرف اتنے سے غذا کا مقصد حاصل نہیں ہوتا اس کا ہضم کرنا، اس کا خون بنانا خون کو گوشت پوست ہڈی پٹھے، بال، ناخن وغیرہ میں تبدیل کرنا اور ہر ایک عضو کو قوت پہنچانا۔ ان میں سے کوئی بھی آدمی کے ارادے سے نہیں ہوتا اور ان کاموں کے بغیر جسم کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ ارادہ تو ارادہ۔ آدمی کو تو خبر نہیں ہوتی اور اندرونی قوتیں خدا کے حکم سے اپنی اپنی خدمتوں کی بجا آوری کرتی رہتی ہیں یہ تو ایک غذا کا حال ہے کہ قدرتی خدمتگاروں کے کام ہیں زمین میں بیج ڈالنے سے لے کر پینے تک کتنے آدمی اور کتنے جانور اس کو سرانجام دیتے ہیں تب کہیں جا کر لقمہ آدمی کے حلق تک پہنچتا ہے پھر غذا کے علاوہ اور کتنی ضرورتیں ہیں جو آدمی کے پیچھے لگی ہیں یا اس نے خود تکلف وآرائش کے لئے اپنے پیچھے لگا رکھی ہیں۔ سو فضول اور لایعنی چیزوں کے لئے تو آدمی کو تھوڑے بہت ہاتھ پاؤں ہلانے بھی پڑتے ہیں نہایت ضروری چیزیں خدا نے اپنی قدرت سے مہیا کر دی ہیں۔ مثلاً زندگی کی ضرورتوں میں سب سے ضروری چیز ہوا ہے کہ کوئی جاندار دومنٹ بھی سانس لئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ آدمی گھر میں ہو یا بازار میں، کھلے میدان میں ہو یا پہاڑ پر سانس لینے کے لئے ہوا ہر جگہ موجود ہے۔ دوسرے درجہ میں پانی ہے۔ اس لئے دریا اور نہریں ہیں آسمان سے بھی بارش ہوتی ہے اور کہیں بھی زمین کو کھودو تو پانی نکل آتا ہے۔ کھانے کے لئے جنگل میں خود

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رو پھل فروٹ کی افراط ہے ہاں پانی کی جگہ شربت کیوڑہ پیو اور پلاؤ زردے کھانا چاہو تو خدا سے یہ توقع نہ رکھو کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بنی اسرائیل پر من وسلویٰ اترا کرتا تھا بنا بنایا شربت اور پکا پکایا پلاؤ آسمان سے برسے گا۔ خدا تعالیٰ نے ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ سے تمہاری روزی کا ذمہ لے لیا ہے۔ ان تکلفات کا یعنی ضرورت کے لئے نہیں بلکہ تکلف کے لئے کچھ نہ کچھ تکلیف کرنی ہی پڑے گی۔

اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو ایک خاص طرح کا حاجت مند مخلوق پیدا کیا ہے تو اس کی ضرورتوں کا سامان بھی مہیا کر دیا ہے بہت کچھ اپنی قدرت سے اور کچھ یوں ہی سا برائے نام آدمی کے ابنائے جنس کے ذریعہ سے اسی لئے تو آدمی اپنی طرح کے آدمیوں میں مل کر رہتا ہے کہ لوگ ضرورتوں کو بہم پہنچانے میں اس کی مدد کریں۔ بڑے شہروں میں ہزاروں لاکھوں آدمی بستے ہیں ان میں سے بہتیرے ایسے ہیں کہ بظاہر ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہیں مگر حقیقتاً وہ سب ایک دوسرے کا کام کر رہے ہیں۔ وہ بھی خدا ہی ان سے کراتا ہے اور وہی اس کی توفیق دیتا ہے ان کو اس قابل بنایا ہے ان کے دل میں یہ بات ڈالی ہے آدمی ان باتوں کو سوچے سمجھے تو وہ ضرور محسوس کرے گا کہ آدمی کے تعلقات تو بہت ہیں مگر کوئی تعلق اس تعلق کو نہیں پاتا جو آدمی کو خدا کے ساتھ ہے۔

آدمی کے دوسرے تعلقات عارضی اور چند روزہ ہیں مگر اس کا تعلق خدا کے ساتھ ہر وقت کا ہے اور ابدی ہے۔ ہر ایک تعلق کے دو پہلو ہوتے ہیں حق کا اور ذمہ داری کا۔ بندوں کا کوئی دعویٰ اور کوئی حق خدا پر نہیں۔ ہاں اس نے از خود روزی کا ذمہ لیا ہے۔ ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (هود: ٦) اور مہربانی کا ﴿كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ خدا اپنی ذمہ داریوں کو جو اس نے اپنے اوپر لازم کر لی ہیں بے طلب بے تقاضا بحسن وخوبی پورا کر رہا ہے رزق کے اعتبار سے وہ ''خیر الرازقین'' ہے اور مہربانی کے لحاظ سے ''ارحم الراحمین'' ہے۔

رہے اس کے احسان بندوں پر تو بندوں کو تو اس بات کی طاقت ہی نہیں کہ ان کو گن سکیں۔ ﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا.﴾ (النحل: ١٨) تو جیسے اس کے احسانات بے شمار ہیں ویسے ہی اس کے بے شمار حقوق بھی ہیں اور اس کی نعمتوں کے حقوق کے مقابلہ میں بندوں کے فرائض ہیں ﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے جس کی بندگی اور اطاعت اس کی نزدیکی کا سبب ہے اور اس کا شکر ادا کرنے میں نعمت کی زیادتی ہے۔ جو سانس اندر کو جاتا ہے وہ زندگی بڑھانے والا ہوتا ہے اور جب باہر آتا ہے تو خوشی پیدا کرنے والا ہوتا ہے لہٰذا ہر سانس میں دو نعمتیں موجود ہیں اور ہر سانس پر ایک شکر ضروری ہے سچ ہے کس ہاتھ اور زبان سے اس کے شکر کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں کیونکہ شکریہ کی توفیق بھی ایک نعمت ہے تو اس نعمت کی بھی شکر گزاری ہے اور یہ انسان کے بس کی بات نہیں لیکن اس کے باوجود اس نے حکم دیا ہے کہ تم شکر کیا کرو میرے شکر گزار بندے بہت کم ہیں۔ وہی بندہ سب سے اچھا ہے جو اپنے قصوروں اور کوتاہیوں کا عذر اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے ورنہ کوئی اس لائق نہیں ہے جو اللہ کی کما حقہ شکر گزاری کر سکے اس کی رحمت کی بارش بے حساب ہے جو سب کو پہنچ رہی ہے اور اس کی نعمت کا دستر خوان سب جگہ بچھا ہوا ہے کوئی بندہ اس سے محروم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی عزت کا پردہ بڑے بڑے گناہوں سے نہیں پھاڑتا ہے اور نہ کسی بڑی سے بڑی غلطی پر مقررہ روزی کے وظیفے بند کرتا ہے بخشنے والا کریم و داتا اپنے غیب کے خزانہ سے آگ پوجنے والوں، تین خدا ماننے والوں، عیسائیوں کو بھی روزی دیتا ہے۔ تو جب اپنے دشمنوں کو روزی کھلاتا ہے۔ تو دوستوں کو کب محروم کرے گا۔ غرض دوست دشمن سبھی کو کھلا پلا رہا ہے اور سب چیزوں کو ان کا خادم بنا رکھا ہے۔

ابر و باد و مہ و خور شید و فلک درکارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو گشتہ و فرماں بردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

ہوا، بادل، چاند، سورج، آسمان سب تمہارے کام میں لگے ہوئے تاکہ تم روزی کما سکو۔ اور اس کو غفلت کے ساتھ نہ کھاؤ سب تمہارے فرماں بردار ہیں تم خدا کے فرماں بردار بن جاؤ یہی انصاف ہے۔

اس سلسلہ کی ایک حدیث اس کی تائید میں سن لیجئے جس کو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ چیزوں کا حکم دیا کہ ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دو قریب تھا کہ وہ اس میں ڈھیل کریں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں یاد دلایا کہ آپ کو پروردگار عالم کا حکم تھا کہ ان پانچ چیزوں پر خود کاربند ہو اور دوسروں کو بھی حکم دو پس یا تو آپ خود کہہ دیجئے یا میں پہنچا دوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر آپ سبقت کر گئے تو کہیں مجھے عذاب نہ کیا جائے یا زمین میں دھنسا نہ دیا جائے۔ پس حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی مسجد میں جمع کیا۔ جب مسجد پُر ہو گئی تو اونچی جگہ پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کر کے کہا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم کیا ہے کہ خود عمل کر کے تم سے بھی ان پر عمل کراؤں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص خاص اپنے مال سے کسی غلام کو خریدے' غلام کام کاج کرے اور جو کچھ کمائے اسے کسی اور کو دیدے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو؟ ٹھیک اسی طرح تمہارا پیدا کرنے والا، تمہاری روزیاں دینے والا، تمہارا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہی ہے پس تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

۲۔ دوسرے یہ کہ نماز کو ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا منہ بندے کے منہ کی طرف ہوتا ہے جب تک وہ نماز میں ادھر ادھر التفات نہ کرے جب تم نماز میں ہو تو خبردار ادھر ادھر التفات نہ کرنا۔

۳۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ روزے رکھا کرو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص کے پاس مشک کی تھیلی بھری ہوئی ہو جس سے اس کے تمام ساتھیوں کے دماغ معطر رہیں یاد رکھو روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔

۴۔ چوتھا حکم یہ ہے کہ صدقہ دیتے رہا کرو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کسی شخص کو دشمنوں نے قید کر لیا اور گردن کے ساتھ اس کے ہاتھ باندھ دیئے اور قتل کرنے کے لئے لے چلے۔ تو وہ کہنے لگا کہ تم مجھ سے فدیہ لے لو اور مجھے چھوڑ دو۔ چنانچہ جو کچھ تھا کم زیادہ دے دلا کر اپنی جان چھڑا لی۔

۵۔ پانچواں حکم اس کا یہ ہے کہ بکثرت اس کے نام کا ورد کرو اس کا ذکر کیا کرو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے پیچھے تیزی کے ساتھ دشمن دوڑا آتا ہے اور وہ ایک مضبوط قلعہ میں گھس جاتا ہے اور وہاں امن وامان پالیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت آدمی شیطان سے بچا ہوا ہوتا ہے یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اب میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم کرتا ہوں جس کا حکم جناب باری نے مجھے دیا ہے مسلمانوں جماعت کو لازم پکڑے رہنا (اللہ اور اس کے رسول اور حاکم وقت کے احکام) سننا اور ماننا ہجرت کرنا اور جہاد کرنا۔

جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی نکل گیا اس نے اسلام کا پٹا گلے سے اتار پھینکا ہاں یہ اور بات ہے کہ رجوع کر لے۔ جو شخص جاہلیت کی پکار پکارے وہ جہنم کا کوڑا کرکٹ ہے لوگوں نے کہا حضور ﷺ اگر چہ وہ روزے دار اور نمازی ہو؟ فرمایا اگر چہ نماز پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو مسلمانوں کو ان کے ناموں سے پکارو جو خود خدا تعالیٰ نے رکھے ہیں مسلمانو، مومنو، اور اللہ کے بندو یہ تمام نام خدا کو بہت پیارے ہیں۔ ❶

---

❶ ترمذی کتاب الامثال' باب ماجاء مثل الصلوة و الصیام و الصدقة (٢٨٦٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حقیقت یہی ہے کہ اللہ کی بندگی سب عبادتوں کا لب لباب اور مغز ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عبادت کرنے کا حکم دیا ہے اور سب سے بڑی عبادت اللہ کی توحید ہے یعنی صرف ایک خدا کی عبادت کرنی چاہیے

مولانا حالی نے کیا خوب فرمایا ہے:

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق   زباں اوردل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرمان طاعت کے لائق   اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم   اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈروگر ڈروتم   اسی کی طلب میں مرو گر مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی
خرد اور ادراک رنجو ر ہیں واں   مہ ومہرادنی سے مزدور ہیں واں
جہاں دار مغلوب ومقہور ہیں واں   نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرستش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پرواہے ابرار و احرار کی واں

یہ آیت جامع آیتوں میں سے ہے کہ اس میں عبادت وتوحید کا بیان تو ہے ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل بھی مذکور ہے زمین آسمان کی مختلف شکل وصورت، مختلف رنگ وروپ، مختلف خاصیت ومزاج اور مختلف نفع ونقصان کی موجودات میں سے ہر ایک کا نفع ونقصان والا ہونا اور خاص حکمت سے پیدا ہونا، اللہ تعالیٰ کے وجود کی بین دلیل اور اس کی عظیم الشان قدرت وحکمت اور زبردست سطوت و سلطنت کا پورا پورا اذکر ہے۔ یوں تو ہر چیز خدا کی ہستی کو ثابت کر رہی ہے عقلمندوں کے لئے مصنوعات سے صانع کے وجود پر استدلال کرنا کافی شافی ہے لیکن گنوار اور جاہل بھی خدا کی ہستی کو سمجھتا ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ کسی دیہاتی آدمی سے یہ دریافت کیا گیا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچانا؟ اور اس کے وجود کی کیا دلیل ہے تو اس نے فی الفور کہا۔

يَاسُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْبَعْرَ لَيَدُلُّ عَلَى الْبَعِيْرِ وَاِنَّ اَثَرَ الْاَقْدَامِ لَتَدُلُّ عَلَى الْمَسِيْرِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فَسَمَآءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَاَرْضٌ ذَاتِ فِجَاجٍ وَبِحَارٌ ذَاتُ اَمْوَاجٍ اَلَا يَدُلُّ ذٰلِكَ عَلٰى وُجُوْدِ اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ.

"یعنی مینگنی سے اونٹ معلوم ہو سکے اور پاؤں کے نشان سے یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی آدمی گیا ہے تو کیا یہ برجوں والا آسمان یہ راستوں والی زمین اور موجیں مارنے والے سمندر اللہ تعالیٰ باریک بین اور خبردار کے وجود پر دلیل نہیں بن سکتے؟ ضرور بن سکتے ہیں۔"

امام مالک سے ہارون الرشید نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا زبانوں کا مختلف ہونا۔ آوازوں کا جداگانہ ہونا اور بات کرنے کے لہجوں کا الگ الگ ہونا ثابت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال ہوتا ہے تو آپ جواب دیتے ہیں کہ۔

چھوڑ دیں ابھی میں کسی اور سوچ میں ہوں، لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ ایک بہت بڑی کشتی ہے جس میں طرح طرح کی تجارتی چیزیں ہیں نہ اس کا کوئی نگہبان ہے نہ چلانے والا ہے باوجود اس کے وہ برابر آ جا رہی ہے اور بڑی بڑی موجوں کو خود بخود چیرتی پھاڑتی گزر جاتی ہے ٹھہرنے کی جگہ ٹھہر جاتی ہے۔ چلنے کی جگہ چلتی رہتی ہے اور نہ کوئی ملاح ہے نہ منتظم۔ سوال کرنے والے دہریوں نے کہا آپ کس سوچ میں پڑ گئے؟ کوئی عاقل ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ اتنی بڑی کشتی تلاطم والے سمندر میں آئے جائے اور کوئی اس کا چلانے والا نہ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس تمہاری عقلوں پر ایک کشتی تو بغیر چلانے والے کے نہ چل سکے لیکن یہ ساری دنیا یہ آسمان وزمین کی سب چیزیں ٹھیک اپنے کام پر لگی رہیں اور ان کا مالک حاکم اور خالق کوئی نہ ہو یہ جواب سن کر لوگ ہکے بکے رہ گئے اور حق معلوم کر کے مسلمان ہو گئے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ توت کے پتے ایک ہی ہیں۔ ایک ہی ذائقہ کے ہیں کیڑے، شہد کی مکھی اور گائیں بکریاں ہرن وغیرہ سب اس کو کھاتے اور چرتے چگتے ہیں اسی کو کھا کر کیڑے میں سے ریشم نکلتا ہے مکھی شہد دیتی ہے ہرن میں مشک پیدا ہوتا ہے اور گائے بکریاں مینگنیاں دیتی ہیں کیا یہ اس امر کی صاف دلیل نہیں کہ ایک پتے میں یہ مختلف خواص پیدا کرنے والی کوئی ہستی ہے؟ اور اسی کو ہم اللہ تعالیٰ مانتے ہیں وہی موجد اور صانع ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک مرتبہ وجود باری تعالیٰ پر دلیل طلب کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ سنو! یہاں ایک نہایت مضبوط قلعہ ہے جس میں کوئی دروازہ نہیں نہ کوئی راستہ ہے بلکہ سوراخ تک نہیں باہر سے چاندی کی طرح چمک رہا ہے اور اندر سے سونے کی طرح دمک رہا ہے اور اوپر نیچے دائیں بائیں چاروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

طرف سے بالکل بند ہے۔اس میں ہوا تک نہیں جا سکتی۔اچانک اس کی ایک دیوار گرتی ہے اور ایک جاندار آنکھوں کانوں والا بولتا چالتا خوب صورت شکل اور پیاری بولی والا چلتا پھرتا نکل آتا ہے کہو اس بند اور محفوظ مکان میں اسے پیدا کرنے والا کوئی ہے یا نہیں؟ اور روہ ہستی انسانی ہستیوں سے بالاتر اور اس کی قدرت غیر محدود ہے یا نہیں؟ آپ کا مطلب یہ تھا کہ انڈے کو دیکھو جو چاروں طرف سے بند ہے پھر اس سے پروردگار خالق یکتا جاندار بچہ پیدا کر دیتا ہے جو چوزے کی شکل میں نمودار ہوتا ہے یہی دلیل ہے خدا کے وجود پر اور اس کی توحید پر۔ابونواس سے جب یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔

آسمان سے بارش کا برسنا اور اس سے درختوں کا پیدا ہونا اور ان ہری بھری شاخوں پر خوش ذائقہ میووں کا لگنا ہی اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت کی کافی دلیل ہے ابن المعتز رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے افسوس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی ذات کے جھٹلانے پر لوگ کیسی دلیری کر جاتے ہیں حالانکہ ہر ہر چیز اس پروردگار کی ہستی اور لاشریک ہونے پر گواہ ہے۔اور بزرگوں کا مقولہ ہے آسمان کو دیکھو ان کی بلندی، ان کی وسعت، ان کے چھوٹے بڑے چمکیلے اور روشن ستاروں پر نظر ڈالو ان کے چمکنے دمکنے، ان کے چلنے ٹھہرنے ظاہر ہونے اور چھپ جانے کا مطالعہ کرو پھر سمندروں کو دیکھو جو موجیں مارتے ہوئے زمین کو گھیرے رہتے ہیں پھر مضبوط پہاڑوں کے نشیب وفراز کو دیکھو جو زمین میں گڑے ہوئے آسمان سے باتیں کر رہے ہیں جو زمین کو ہلنے نہیں دیتے۔جن کے رنگ جن کی صورتیں مختلف ہیں پھر قسم قسم کی اور مخلوقات پر نظر ڈالو پھر ادھر سے ادھر جانے والی کھیتوں، اور باغوں کو شاداب کرنے والی خوشنما نہروں کو دیکھو کھیتیوں اور باغوں کی سبزیوں اور ان کے طرح طرح کے پھل پھول، مزے مزے کے میووں پر غور کرو زمین ایک پانی ایک، لیکن شکلیں صورتیں اور خوشبوئیں رنگت، ذائقہ اور فوائد الگ الگ ہیں۔کیا یہ تمام مصنوعات تمہیں نہیں بتاتیں کہ ان کا صانع کوئی ہے؟ کیا یہ تمام موجودات بآواز بلند نہیں کہہ رہی ہیں کہ ان کا موجد کوئی ہے۔کیا یہ ساری مخلوق اپنے رب کی ہستی، اس کی ذات اس کی توحید پر دلالت نہیں کرتی؟

یہ ہیں روزگار دلائل جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو منوانے کے لئے ہر نگاہ کے سامنے کر رکھے ہیں جو اس کی زبردست قدرتوں، اس کی پرزور حکمتوں اس کی لاثانی رحمتوں، اس کے بے نظیر انعاموں اور اس کے لازوال احسانوں پر دلالت کرنے کے لئے کیا کافی وافی نہیں ہیں۔

ہمارا اقرار ہے کہ اس کے سوا پالنے والا نہ اس کے سوا کوئی پیدا کرنے والا اور حفاظت کرنے والا، نہ اس کے سوا کوئی معبود برحق، نہ اس کے سوا کوئی مسجود لاشک ہے ہاں دنیا کے لوگو! سن رکھو، میرا توکل اور بھروسہ اسی پر ہے میری انابت اور التجا اسی کی طرف ہے میرا جھکنا اور پست ہونا اسی کے سامنے ہے میری تمناؤں کا مرکز،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میری امیدوں آسرا میرا ماویٰ میرا ملجاوہی ایک ہے اسی کے دستِ رحمت کو تکتا ہوں اور اسی کا نام جپتا ہوں۔

﴿ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ﴾ (فاتحه: ٤)

(اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔)

اسی کا قول وقرار، عہد و میثاق روز ازل میں لیا گیا تھا اور اسی کی یاددہانی کے لئے تمام رسولوں اور نبیوں کو دنیا میں بھیجا گیا اور ہر نبی اور ہر رسول نے اپنی امت کو یہی بات بتائی سکھائی اور تاکید کی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا ﴾ (اعراف: ١٧٢)

(اور جب کہ آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشتوں سے ان کی نسلوں کو نکالا اور ان سے خود ان ہی ذاتوں پر اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا ہاں کیوں نہیں ہم اس کے گواہ ہیں۔)

مسند احمد میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ کی تفسیر میں اس طرح مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو قیامت تک پیدا ہونے والی روحیں نکل آئیں تو ان کی الگ الگ جماعتیں مقرر فرمادیں نبیوں کی الگ ولیوں کی الگ، مسلمانوں کی الگ' کافروں کی الگ نیکوں کی الگ اور بدوں کی الگ الگ جماعتیں مقرر کر کے ہر ایک کی ویسی ہی صورتیں بنائیں۔جیسی کہ دنیا میں بنانی منظور تھیں۔پھر ہر ایک کو بولنے کی قوت اور طاقت دی تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ﴾

(کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔)

سب نے کہا۔ہاں آپ ہمارے رب و مالک مختار کل ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ساتوں آسمانوں زمینوں اور تمہارے باپ آدم کو تم پر گواہ بناتا ہوں کہ تم نے میری ربوبیت کا اقرار کرلیا ہے ایسا نہ ہو کہ تم کہنے لگو ہمیں خبر نہیں تھی کہ ہم اس سے ناواقف تھے۔

﴿ اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ غَیْرِیْ ﴾

(یقیناً تم جان لو کہ میرے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور نہ میرے علاوہ کوئی رب ہے۔)

اس قول وقرار کو یاد دلانے کے لئے میں نبیوں رسولوں کو بھیجوں گا اور کتابیں بھی اتاروں گا سب نے اس کا اقرار کیا اور کہا۔''لَآ اِلٰهَ لَنَا غَیْرُكَ۔'' آپ کے سوا ہماری عبادت کا مستحق کوئی معبود نہیں۔اسی کلمہ طیبہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یاددہانی کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں بھیجا۔ ❶

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۔ ﴾

(انبیاء: ۲۵)

(اور آپ (ﷺ) سے پہلے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس کے پاس۔"لاالہ الاانا" کی وحی بھیجتے رہے کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اس لئے میری ہی عبادت کرو۔)

ہرایک نبی اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کو خدا کی عبادت کے لئے بلاتا رہا۔حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجتے وقت فرمایا کہ تم دنیا میں جاؤ اور لوگوں کو میری وحدانیت کی دعوت دو جیسا کہ خود فرماتا ہے:

﴿ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾

(البقرہ: ۳۸)

(اگر ہماری طرف سے کوئی رسول ہدایت کرنے والا تمہارے پاس پہنچے تو تم اس کی پیروی کرنا جو ہماری راہ پر چلے گا تو ان پر کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غم اٹھائیں گے۔)

حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴾ (اعراف: ۵۹)

(بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا تو انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے (اور اگر اس کے خلاف کرو گے تو یقیناً میں تم پر ایک بہت بڑی مصیبت والے دن کے آجانے کا خوف کرتا ہوں۔)

حضرت ھود علیہ السلام کی نسبت ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾

(اعراف: ٦٥)

(قوم عاد کے پاس ان کے بھائی ہود کو رسول بنا کر بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ کی عبادت کرو اور یقین کرلو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم (شرک سے) نہ بچو گے)

---

❶ ابن کثیر ۲/ ۲٦۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضرت صالح علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ﴾

(اعراف: ۷۳)

(اور قوم ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔)

حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

﴿ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ﴾

(اعراف: ۸۵)

(اور اہل مدین میں ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ تو انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿ وَاِبْرٰھِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

(اور ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا۔ تب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تم اللہ ہی کی عبادت کرو اسی سے ڈرو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔)

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾

(یوسف: ۳۹ تا ۴۰)

(اے جیل کے ساتھیو کیا جدا جدا معبود اچھے ہیں یا ایک زبردست معبود اچھا ہے اور اسکے علاوہ جن کو پوجتے ہو وہ نرے نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں اللہ نے تو ان کی پوجا کرنے کی کوئی دلیل نہیں اتاری صرف اللہ کا حکم واجب العمل ہے اس نے تو صرف یہی حکم دے رکھا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿ وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبَّکُمْ ﴾ (مائدۃ: ۷۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(اور عیسیٰ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا اور تمہارا رب ہے۔)

ہمارے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ ﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰی اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾ (کہف: ۱۱۰)

(اے نبی ﷺ! آپ فرما دیجئے میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں (صرف اتنا فرق ہے) کہ میرے اوپر خدا کا حکم اترتا ہے کہ تمہارا ایک ہی معبود ہے۔)

۲۔ ﴿ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴾ (انعام: ۱۹)

(کہہ دیجئے کہ بس وہ اکیلا ہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں تمہارے شریکوں سے بیزار ہوں۔)

۳۔ ﴿ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (ھود: ۱۲۳)

(زمین وآسمانوں کا علم غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ہر قسم کے تمام کام اسی کی جانب لوٹائے جاتے ہیں ۔تو تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔تمہارا رب تمہارے عملوں سے غافل نہیں ہے۔)

سورہ رعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔فرمایا۔

﴿ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْ وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴾ (الرعد: ۳۶)

(تو اعلان کر دے کہ مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ شریک نہ کروں میں اسی کی طرف بلا رہا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔)

یہ عبادت مرتے دم تک کرتے رہو۔ ایسا نہیں کہ مہینہ دو مہینہ کی اور پھر چھوڑ دی ۔خدا کی بندگی رات میں،دن میں،سونے میں جاگنے میں کرتے رہنا چاہئے ۔نہ کسی کی ملامت کا خیال رکھو نہ تنگ دل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلجمعی اور اطمینان خاطر کے لئے تہلیلات' تسبیحات اور عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔

سورہ حجر میں فرمایا۔

﴿ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴾ (الحجر: ۹۷' ۹۹)

(اور ہم یقیناً جانتے ہیں کہ لوگوں کی باتوں سے تم تنگ دل ہو جایا کرتے ہو۔ اسے دور کرنے کے لئے تم اپنے رب کی تسبیح وتحمید بیان کرتے رہو اور سجدے کرتے رہو اور اپنے رب کی عبادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کرتے رہو یہاں تک کہ یقین آ جائے۔)

اس آیت میں یقین سے مراد موت ہے یعنی مرتے دم تک عبادت کرتے رہو۔ اور اس سے نہ غافل ہو نہ سستی کرو۔ اور یہ حکم صرف آپ ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ سبھی کے لئے ہے۔

جیسا کہ سورہ حج میں فرمایا۔

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ (الحج: ۷۷ تا ۷۸)

(اے ایمان والو! رکوع سجدے کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو۔ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور راہ خدا میں ویسا ہی جہاد کرو جیسے جہاد کرنے کا حق ہے' اسی نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی تمہارے باپ ابراھیم کا دین' اسی خدا نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔)

اور اسی عبادت کا حکم خصوصیت سے دیا گیا ہے جیسا کہ سورہ نمل کے آخر میں فرمایا:

﴿ اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَنْ اَتْلُوَ الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (النمل: ۹۱ تا ۹۳)

(مجھے بس یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے پروردگار کی عبادت کرتا رہوں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے۔ جس کی ملکیت ہر چیز پر ہے اور مجھے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں ہو جاؤں۔ اور میں قرآن کی تلاوت کرتا رہوں جو راہ راست پر آ جائے وہ اپنے نفع کے لئے راہ راست پر آئے گا اور جو بہک جائے تو آپ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں وہ عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے گا' جنہیں تم خود پہچان لو گے' جو کچھ تم کرتے ہو اس سے تمہارا رب غافل نہیں ہے۔)

اللہ تعالیٰ اپنے نبی محترم رسول اللہ ﷺ سے فرماتا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ میں اس شہر مکہ کے رب کی عبادت اور اس کی فرمانبرداری کا مامور ہوں۔ جیسے ارشاد ہے کہ اے لوگو! اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے تو ہوا کرے میں تو ان کی عبادت ہرگز نہیں کروں گا جن کی عبادت تم کرتے ہو' میں اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خدا کا عابد ہوں جو تمہاری موت اور زندگی کا مالک ہے۔

یہاں مکہ شریف کی طرف ربوبیت کی اضافت صرف بزرگی اور شرافت کے اظہار کے لئے ہے جیسے فرمایا۔ ﴿فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ.﴾ (قریش: ۳) انہیں چاہئے کہ اس شہر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں اوروں کی بھوک کے وقت آسودہ اور دوسروں کے خوف کے وقت بے خوف کر رکھا ہے۔ یہاں فرمایا کہ اس شہر کو حرمت و عزت والا اس نے بنایا ہے جیسے صحیحین میں ہے کہ حضور ﷺ نے فتح مکہ والے دن فرمایا کہ یہ شہر اسی وقت سے باحرمت ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے یہ خدا کی حرمت دینے سے حرمت والا ہی رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ نہ اس کے کانٹے کاٹے جائیں۔ نہ اس کا شکار خوفزدہ کیا جائے نہ اس میں کسی کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے ہاں جو مالک کے پاس پہنچانے کے خیال سے اٹھائے اس کے لئے جائز ہے اور اس کی گھاس بھی نہ کاٹی جائے۔ ❶

یہ حدیث بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں سے مروی ہے جیسے کہ احکام کی کتابوں میں تفصیل موجود ہے۔ پھر اس خاص چیز کی ملکیت ثابت کر کے اپنی عام ملکیت کا ذکر فرماتا ہے کہ ہر چیز کا رب اور مالک وہی ہے اس کے سوا نہ کوئی مالک نہ معبود۔ اور مجھے یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں موحد، مخلص، مطیع اور فرمانبردار ہو کر رہوں۔ مجھے یہ بھی حکم فرمایا گیا ہے کہ میں لوگوں کو خدا کا کلام پڑھ کر سناؤں جیسے فرمان ہے کہ ہم یہ آیتیں اور یہ حکمت والا ذکر تیرے سامنے تلاوت کرتے ہیں۔ اور آیت میں ہے ہم تجھے موسیٰ اور فرعون کا صحیح واقعہ سناتے ہیں' مطلب یہ ہے کہ میں خدائی مبلغ ہوں میں تمہیں جگا رہا ہوں اور تمہیں ڈرا رہا ہوں اگر میری بات مان کر راہ راست پر آ ؤ گے تو اپنا ہی بھلا کرو گے اور اگر میری بات نہ مانی تو میں اپنے فرض تبلیغ کو ادا کر کے سبکدوش ہو گیا ہوں۔ اگلے رسولوں نے بس یہی کیا تھا' خدا کا کلام پہنچا کر اپنا دامن پاک کر لیا' جیسے فرمان ہے تجھ پر صرف پہنچا دینا ہے' حساب ہمارے ذمہ ہے اور فرمایا تو صرف ڈرانے والا ہے اور ہر چیز پر وکیل اللہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تعریف ہے جو بندہ کی بے خبری میں انہیں عذاب نہیں دیتا بلکہ پہلے اپنا پیغام پہنچاتا ہے اپنی حجت ختم کرتا ہے بھلا برا سمجھا دیتا ہے ہم تمہیں ایسی آیتیں دکھائیں گے کہ تم خود قائل ہو جاؤ گے جیسے فرمایا:

﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا.﴾ ہم انہیں خود ان کے نفسوں میں اور ان کے اردگرد ایسی نشانیاں دکھائیں گے کہ جن سے ان پر حق ظاہر ہو جائے۔ اللہ تمہارے کرتوت سے غافل نہیں بلکہ اس کا علم ہر چھوٹی بڑی چیز کا احاطہ

❶ بخاری' کتاب جزاء الصید' باب لا یحل القتال بمکة (۱۸۳٤)
مسلم' کتاب الحج' باب تحریم مکة و تحریم صیدها (۳۳۰۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کیے ہوئے ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اکثر ان دو شعروں کو پڑھتے رہا کرتے تھے جو یا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں یا کسی اور کے۔

إِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ يَوْمًا فَلَا تَقُلْ
خَلَوْتُ وَلٰكِنْ قُلْ عَلَيَّ رَقِيْبٌ
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ يَغْفَلُ سَاعَةً
وَلَوْ أَنَّ مَا يَخْفِيْ عَلَيْهِ يَغِيْبُ

یعنی جب تو کسی وقت بھی خلوت اور تنہائی میں ہو تو اپنے تئیں تنہا اور اکیلا نہ سمجھنا بلکہ اپنے خدا کو وہاں بھی حاضر ناظر جاننا۔ وہ ایک ساعت بھی کسی سے غافل نہیں نہ کوئی مخفی اور پوشیدہ چیز اس کے علم سے باہر ہے۔ عبادت ہی کے لئے انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو اس بات کی تعلیم دی ہے اور نصیحت فرمائی ہے جیسا کہ سورہ ذاریات کے آخری رکوع میں فرمایا:

﴿ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَا أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَمَا أُرِيْدُ أَنْ يُّطْعِمُوْنِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴾

(الذاریات: ۵۵ تا ۵۸)

(یعنی آپ ان کو نصیحت کرتے رہئے کیونکہ آپ کی نصیحت یقیناً ایمان والوں کو فائدہ پہنچائے گی۔ اور میں نے تو جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے وہ میری عبادت کرتے رہیں نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ اللہ تعالیٰ تو سب ہی کو روزی پہنچانے والا' توانائی اور مضبوط قوت والا ہے۔)

وہ سب مخلوق سے بے نیاز ہے نہ اس کو اپنی عبادت کے لئے حاجت ہے اور نہ اس کا وہ محتاج ہی ہے بلکہ اس نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کرنے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ ان کو نفع پہنچے۔ اور اس کی بندگی نہایت عاجزی اور اخلاص سے کرتے رہیں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

سورۃ البینہ میں فرمایا:

﴿ وَمَآ أُمِرُوْٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾ (البينة: ٥)

(اور سب کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اسی کے لئے دین اور اطاعت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خالص رکھیں۔ یکطرفہ ہوکر اور نماز پڑھتے رہیں زکوٰۃ دیتے رہیں یہی درست اور مضبوط دین ہے۔)

سب رسولوں اور نبیوں کو اس بات کی وحی کی گئی تھی کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو جیسا کہ فرمایا۔

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ﴾ (النحل: ٣٦)

(ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور خدا کے سوا دوسروں کی عبادت سے بچو۔ پس ان سے وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور جن پر گمراہی لازم ہوگئی۔)

اور اسی عبادت کی قسموں میں سے ایک قسم یہ بھی ہے کہ ہمیشہ نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

اللہ تعالیٰ عبادت کا مستحق اسی لئے ہے کہ وہ سب کو پالتا پوستا اور کھلاتا پلاتا ہے اور جس کا کھائے اسی کا گائے۔ اللہ تعالیٰ نے قریش مکہ پر اسی احسان کا ذکر کیا ہے جیسا کہ فرمایا۔

﴿ لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ﴾ (القریش)

قریشیوں کو الفت دلانے اور انہیں اجتماع کے ساتھ اس باامن شہر میں رہنے کے لئے تھا اور یہ مراد بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ قریش جاڑوں اور گرمیوں میں دور دراز کے سفر امن امان سے طے کر سکتے تھے کیونکہ مکہ جیسے محترم شہر میں رہنے کی وجہ سے ان کی ہر جگہ عزت ہوتی تھی بلکہ ان کے ساتھ جو بھی ہوتا تھا امن وامان سے سفر طے کر لیتا تھا اس طرح سے وطن میں ہر طرح کا امن انہیں حاصل تھا۔

اسی عبادت کا حکم اس آیت کریمہ ''وقضی ربك۔'' میں ہے یہ عبادت وفرمانبرداری خدا کے ہر حکم اور قانون کو شامل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ہر ہر حکم اور قانون کو تسلیم کرنے کے مطابق اسی عمل کرنے کا نام عبادت ہے۔ ہر قسم کی عبادت کے لائق صرف اللہ ہی ہے اور وہی معبود حقیقی ہے اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ ﴾

(اخلاص)

(کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہم سر ہے۔)

((فَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْمُرْسَلِينَ))

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فضائل ذکرِ الٰہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴾ (العنکبوت: ۴۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (جو کتاب آپ پر اتاری گئی ہے اُس کی تلاوت کرتے رہیے' اور نماز کو پابندی سے ادا کرتے رہیے' یقیناً یہ نماز بے شرمی اور بُرائی سے روکتی ہے' اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے' اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔)

خدا کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے' کیونکہ ذِکرِ الٰہی کرنے والے کو خدا بھی یاد کرتا ہے' اور اس سے بڑی چیز اور کیا ہوگی۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴾ (البقرۃ: ۱۵۲)

(تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا' میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔)

قرآن مجید میں جگہ جگہ اپنے ذکر پر مخلوق کو توجہ دلائی ہے۔ اس معنی کی چند آیتیں بیان کی جا رہی ہیں۔ سُنئے اور عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ ﴿ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴾ (البقرۃ: ۱۹۸)

(جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام کے پاس ذکرِ خدا کرو' اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے۔)

۲۔ پھر آگے چل کر اسی سُورت میں اور اسی رکوع میں یہ فرما رہا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا﴾

(البقرۃ: ۲۰۰)

(پھر جب تم ارکانِ حج کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔)

﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ٥ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥﴾ (آل عمران: ۱۹۱)

(آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، کھڑے اور بیٹھے اپنی کروٹوں پر لیٹے، اور آسمان و زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے۔ پس ہمیں عذابِ آگ سے بچالے۔)

اس آیتِ کریمہ میں ذکر اور فکر کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں یعنی ذکر کرنے والوں اور فکر کرنے والوں کی بڑی تعریف بیان فرمائی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول لکھا ہے کہ ایک گھڑی غور وفکر کرنا رات بھر کے قیام سے افضل ہے۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ غور وفکر اور مراقبہ ایک ایسا آئینہ ہے جو تیرے سامنے تیری بُرائیاں بھلائیاں سب پیش کر دیتا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عینیہ فرماتے ہیں۔ غور وفکر ایک نور ہے، جو تیرے دِل پر اپنا پرتو ڈالے گا، اور بسا اوقات یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

اِذَ الْمَرْءُ كَانَتْ لَهٗ فِكْرَةٌ
فَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَّهٗ عِبْرَةٌ

یعنی "جس انسان کو باریک بینی کی اور سوچ سمجھ کی عادت پڑھ گئی، اسے ہر چیز میں ایک عبرت اور آیت نظر آتی ہے"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں خوش نصیب ہے وہ شخص جس کا بولنا ذکر اللہ اور نصیحت ہو، اور اُس کا چپ رہنا غور وفکر ہو، اور اس کا دیکھنا عبرت اور تنبیہ ہو۔ لقمان حکیم علیہ السلام کا یہ حکمت آموز مقولہ بھی یاد رہے کہ تنہائی کی گوشہ نشینی جس قدر زیادہ ہو اُسی قدر غور وفکر اور انجام بینی زیادہ ہوتی ہے۔ اور جس قدر یہ بڑھ جائے اُسی قدر وہ راستے انسان پر کھل جاتے ہیں جو اُسے جنت میں پہنچا دیں۔ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جس قدر مراقبہ زیادہ ہوگا اسی قدر سمجھ بوجھ تیز ہوگی۔ اور جتنی سمجھ زیادہ ہوگی اتنا علم نصیب ہوگا' اور جس قدر علم زیادہ ہوگا نیک اعمال بھی بڑھیں گے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اللہ عزّ وجلّ کے ذکر میں زبان کا چلانا بہت اچھا ہے۔ اور خدا کی نعمتوں میں غور و فکر کرنا افضل عبادت ہے۔ حضرت مغیث اسود رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں بیٹھے ہُوئے فرماتے تھے کہ لوگو! قبرستان ہر روز جایا کرو تا کہ تمہیں انجام کا خیال پیدا ہو۔ پھر اپنے دِل میں اس منظر کو حاضر کرو کہ تم خدا کے سامنے کھڑے ہو۔ پھر ایک جماعت کو جہنم میں لے جانے کا حکم ہوتا ہے اور ایک جماعت جنت میں جاتی ہے اپنے دلوں کو اس پر متوجہ کرو اور اپنے بدن کو بھی وہیں حاضر جان لو۔ جہنم کو اپنے سامنے دیکھو' اس کے ہتھوڑوں کو اس کی آگ کے قید خانوں کو اپنے سامنے لاؤ۔ اتنا فرماتے ہی دھاڑیں مار مار کر رونے لگتے یہاں تک کہ بیہوش ہو جاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھنڈرات پر جاتے اور کسی ٹوٹے پھوٹے دروازہ پر کھڑے ہو کر نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ آواز دیتے اور فرماتے اے اجڑے ہوئے گھرو! تمہارے رہنے والے کہاں گئے' پھر خود ہی فرماتے: سب زیر زمین چلے گئے۔ سب فنا کا جام پی چکے' صرف ذات خدا کو ہمیشگی والی بقاء ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے دو رکعتیں جو دل بستگی کے ساتھ ادا کی جائیں اس تمام نماز سے افضل ہیں جس میں ساری رات گزار دی لیکن دلچسپی نہ تھی۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے ابنِ آدم! اپنے پیٹ کے تیسرے حصے میں کھا' تیسرے حصے میں پانی پی۔ تیسرا حصہ ان سانسوں کیلئے چھوڑ جس میں تو آخرت کی باتوں پر' اپنے انجام پر' اور اپنے اعمال پر غور و فکر کر سکے۔ بعض حکیموں کا قول ہے جو شخص دُنیا کی چیزوں پر بغیر عبرت حاصل کئے نظر ڈالتا ہے۔ اس غفلت کے اندازے سے اس کی دلی آنکھ کمزور پڑ جاتی ہے۔

حضرت بشیر بن حارث حالی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ اگر لوگ خدائے تعالیٰ کی عظمت کا خیال کرتے تو ہرگز اُن سے نافرمانیاں نہ ہوتیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اے ابنِ آدم علیہ السلام! اے ضعیف النّاس! جہاں کہیں تو ہو' اللہ سے ڈرتا رہ۔ دُنیا میں عاجزی اور مسکینی کے ساتھ رہ' اپنا گھر مسجدوں کو بنا لے۔ اپنی آنکھوں کو رونا سکھا' اپنے جسم کو صبر کی عادت سکھا۔ اپنے دل کو غور و فکر کرنے والا بنا۔ کل کی روزی کی فکر آج نہ کر' امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مجلس میں بیٹھ کر رونے لگے' لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ دنیا میں اور اُس کی لذّتوں میں' اور اس کی خواہشوں میں غور و فکر کیا اور عبرت حاصل کی۔ جب نتیجہ پر پہنچا تو میری امنگیں ختم ہوگئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص کے لئے اس میں عبرت و نصیحت ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وعظ و پند ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف بیان کی جو مخلوقات اور کائنات سے عبرت حاصل کریں اور نصیحت لیں' اور ان لوگوں کی مذمت بیان کی جو قدرت کی نشانیوں پر غور نہ کریں۔ مومنوں کی مدح میں بیان فرمایا ہے کہ یہ لوگ اٹھتے بیٹھتے' لیٹے' خدا کا ذکر کرتے ہیں' زمین و آسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ کہ خدایا تُو نے اس خلق کو عبث اور بیکار نہیں پیدا کیا بلکہ حق کے ساتھ پیدا کیا ہے' تاکہ بروں کو برائی کا بدلہ اور نیکوں کو نیکیوں کا بدلہ عطا فرمائے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴾ (رعد: ۲۸ – ۲۹)

(جو لوگ ایمان لائے اُن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں' یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے' جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام بھی کیے اُن کے لئے خوشخبری ہے اور بہترین ٹھکانہ ہے۔)

یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر انسان کو فطری طور پر ایک ایسی ٹھنڈی چھاؤں کی تلاش ہوتی ہے' جس کے نیچے اطمینان کی زندگی بسر کر سکے' اس کے حاصل کرنے کے لئے اُسے بڑی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ رہنے سہنے کے لئے مکان تعمیر کرتا ہے' اور اپنے جسم کو آرام پہنچانے کے لئے غلام رکھتا ہے' اور عمدہ سے عمدہ کپڑا بنواتا ہے' اور تفریح گاہوں میں جا کر دل کو سکون پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور تجارت و زراعت بلکہ ملک گیری وغیرہ اسی لئے کرتا ہے کہ آرام کی زندگی حاصل کر سکے۔ اسی آرام کا نام سکُون قلب اور اطمینان قلب ہے۔ لیکن ظاہری ان تمام عیش و عشرت کے سامان ہونے کے باوجود صحیح اطمینان اور سکونِ قلب حاصل نہیں ہوتا اور نہ دل کو خوشی اور راحت ملتی ہے۔ شاہی محلّوں میں رہنے اور عمدہ عمدہ غذاؤں کے کھانے کے باوجود اور بیوی بچوں کے ساتھ رہنے کے باوجود اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ دُنیا کی ہر چیز سے قلق' اضطراب اور بے چینی بڑھتی رہتی ہے۔ صحیح سکُون اور اطمینانِ قلب تو ذکرِ الٰہی سے ہوتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ ﴾

(کہ صرف ذکرِ الٰہی سے دلوں میں اطمینان پیدا ہوتا ہے۔)

کیونکہ ذکرِ الٰہی کرنے والے دراصل زندہ ہیں' اور جو خدا کو نہیں یاد کرتے وہ مردے ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ.)) ❶
''جو شخص اپنے رب کو یاد کرتا ہے اس کی مثال زندے کی سی ہے' اور جو شخص اپنے رب کو یاد نہیں کرتا ہے اسکی مثال مردے کی سی ہے۔''

آپ ﷺ نے اس شخص کو زندہ فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ اس زندہ سے مراد زندہ دل ہے' جسے حقیقی اور دائمی زندگی سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ پس ابدی حیات ذکرِ الٰہی اور یادِ خدا ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ جس شخص کا دل ذکرِ الٰہی سے یکسر خالی ہوگا وہ زندہ تو ہے لیکن اُس کا دل مردہ ہے' اس لئے کہ اس کے اندر اس چیز کا بالکل فقدان ہے جو دلوں کو زندگی بخشتی ہے۔

درحقیقت انسان کی تمام مخلوقات پر افضلیت اور اشرفیت محض اس اعتبار سے ہے کہ اس کے اندر معرفتِ الٰہی کی استعداد اور قابلیت بدرجۂ اتم موجود ہے۔ یہ امتیاز اُسے اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب وہ اپنی اس استعداد اور صلاحیت کو کام میں لائے' اس کے بغیر اس کی رُوح بہیمیت کی آلائشوں میں پھنس کر بالکل مردہ ہو جائے گی' جس کے نتیجے میں وہ مقامِ بلند سے گر کر جانوروں کی طرح زوال اور انحطاط کی آخری حد کو پہنچنے والوں میں سے ہو جائے گا۔ ذکرِ الٰہی سے دلوں کے اندر زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اسی سے اطمینانِ خاطر اور سکونِ قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ذکرِ الٰہی کرنے والے مجاہدوں اور دیگر عبادت گذاروں سے افضل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا:

((اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکٰهَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللهِ.)) ❷
''کیا میں تمہیں تمہارے ان عملوں کو نہ بتاؤں جو تمہارے سب عملوں سے بہتر ہیں' اور تمہارے مالک خدا کے نزدیک سب سے پاکیزہ تر ہیں' اور تمہارے عملوں کے درجوں میں سب عملوں سے بلند درجے والے ہیں۔ اور سونا چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہیں۔ اور اس سے بھی بہتر ہیں کہ تم اپنے دشمن سے ملو اور تم ان کی گردنوں کو مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ یعنی جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بہتر ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں فرمائیے۔ آپ نے فرمایا یادِ الٰہی یعنی ذکرِ الٰہی سب عملوں سے حتی کہ جہاد سے بھی افضل ہے۔''

---

❶ بخاری' کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجل (٦٤٠٧)
❷ مسند احمد: ٦/ ٤٤٧' ترمذی' کتاب الدعوات' باب ماجاء فی القوم یجلسون فیذکرون ٤/ ٢٢٥

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

غور کیجئے جب انسان چاروں طرف پھیلے ہوئے آثارِقدرت اور خود اپنے اندر خدا کی رحمت ونعمت اس کی کرم فرمائیوں کرشمہ سازیوں اور نوازشوں کا بنظر غائر مشاہدہ کرتا ہے تو اس وقت اس کا دل جذبات شکر سے لبریز ہو جاتا ہے۔ وجد وکیفیت میں آ کر خدا کی حمد ثناء کا دلفریب ترانہ گانا چاہتا ہے۔ چہچہاتی ہوئی ننھی چڑیوں کے سامنے تقدیس الٰہی کے نغمے میں ڈوب جانا چاہتا ہے۔ خدا ہی کے راگ اور اسی کے نغمے الاپنا چاہتا ہے۔ کائناتِ عالم کے پتے پتے' بُوٹے بُوٹے اور ذرے ذرے کے ساتھ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی تحمید اور تمجید اور تسبیح سے معمور ہونا چاہتا ہے۔ انسان کی اس زبردست فطری خواہش (جس کی تکمیل اُسے دُنیا وآخرت میں مقام بلند سے سرفراز کرتی ہے) کو محسوس کرتے ہُوئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی اپنی زبان میں کلماتِ شکر ادا کرنے اور خدا کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس میں نغمہ ریز ہونے کے لئے نغمۂ جاں فزا یعنی سورۂ فاتحہ نازل فرمائی' تاکہ انسان اپنی اس فطری تڑپ کو اس نغمہ کے ذریعے پورا کر سکے جو اس کے اندر سے امنڈتی ہے' اور ایک سکون اور اطمینانِ قلب حاصل کرے۔

مذکورہ بالا تمہید سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ ساری کائنات کی بنیاد شکر پر ہے دوسری یہ کہ انسان کو شکر ادا کرنے کے لئے سورۂ فاتحہ مرحمت فرمائی گئی' یہ سورہ ہر نماز کی ہر رکعت کے اندر ایک دفعہ پڑھی جاتی ہے۔ اس لئے یہ نماز کی اصل اور اس کی رُوح ہوئی۔ اور یہ معلوم ہے کہ سورۂ فاتحہ سراپا شکر ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِی وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ وَ لِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنَ قَالَ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَ اِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ وَ لِعَبْدِیْ مَاسَاَلَ فَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِیْ وَ لِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے سُورۂ فاتحہ کو آدھا آدھا اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ جب بندہ یہ کہتا ہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ '' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ اور جب یہ کہتا ہے ''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ '' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے

❶ مسلم' كتاب الصلوٰة' باب وجوب قراءة الفاتحة فی كل ركعة ١/ ٢٧٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بندے نے میری ثناء اور خوبی بیان کی۔ اور جب "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری عظمت بیان کی۔ اور جب "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو مجھ سے مانگے اور طلب کرے۔ اور جب "اِهْدِ نَا الصِّرَاطَ" سے اخیر تک پڑھتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ میرے بندے کیلئے ہے۔ اور میرے بندے کیلئے ہے جو وہ مانگے۔"

فضائل قرآنِ مجید کے خطبہ میں ہم نے فضائل قرآن کو بیان کر دیا ہے' قرآن مجید کی تلاوت سب ذکروں سے بہترین ذکرِ الٰہی ہے۔ اس کے بعد نماز اور جملہ ارکان واذکار اسکے افضل ذکر ہیں' اس کی پوری تفصیل نماز کے خطبہ میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّنِيْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ. ﴾ (سورة طٰه: ١٤)

(بے شک میں ہی اللہ ہوں لائقِ عبادت' میرے سوا اور کوئی معبود نہیں' تم میری عبادت کرتے رہو اور میری یاد کے لئے نماز پڑھتے رہو۔)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ.)) ❶

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں۔ یعنی میرا بندہ جیسا میرے ساتھ گمان کرے گا میں ان کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کروں گا' جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر اس نے مجھے اپنے دل میں یاد کیا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد رکھتا ہوں۔ اور اگر اس نے مجھے کسی جماعت میں یاد کیا ہے تو میں اُس کو ایسی جماعت میں یاد رکھتا ہوں جو اُن سے بہتر ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ اگر میرا بندہ میرے ساتھ مغفرت اور بخشش کی امید رکھتا ہے تو اس کے خیال کے مطابق معاملہ کروں گا اور اُسے بخش دُوں گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ حُسنِ ظن رکھنا چاہئے۔ اور یہ حُسنِ ظن حُسنِ عمل کی وجہ سے ہے۔ خدا کی رحمتوں کی امید ہو اور اُس کے عذابوں سے ڈرتے رہنا چاہئے' نہ اس کی رحمتوں سے مایوس ہو' نہ عذابوں سے نڈر رہو' ایمان کے لئے خوف ورجاَ دونوں ضروری ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کے کچھ

❶ بخاري' كتاب التوحيد' باب قول الله تعالى و يحذركم الله في نفسه (٧٤٠٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایسے فرشتے ہیں جو رات دِن راستوں اور گلی کوچوں میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں' تو جہاں کہیں ذکرِ الٰہی کی مجلس کو پاتے ہیں کہ وہاں کے لوگ اللہ کو یاد کر رہے ہیں تو وہ فرشتے دُوسرے فرشتوں کو آواز دے کر بلاتے ہیں کہ تم اپنے مقصد اور حاجت کی طرف آ جاؤ' تمہارا مطلب یہاں حاصل ہو گیا کہ اللہ کو یاد کرنے والے لوگ یہاں موجود ہیں۔ تم بھی ذکرِ الٰہی سُننے کے لئے آ جاؤ فرشتے وہاں جمع ہو کر دنیا سے آسمان تک اُن کے گرد منڈلاتے ہیں اور ان کو گھیرے رہتے ہیں (جب یہ فرشتے اللہ کے پاس جاتے ہیں) تو ان کا پروردگار ان سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ اُن سے زیادہ جانتا ہے کہ میرے بندے دُنیا میں کیا کر رہے ہیں۔ تو یہ فرشتے عرض کرتے ہیں خدایا وہ تیری تعریف تسبیح' تکبیر' تحمید' تمجید بیان کر رہے تھے' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان بندوں نے مجھے دیکھا ہے؟ تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ تیری ذات کی قسم! اب تک انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتا ہے کہ اگر وہ بندے مجھے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا۔ تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو اُس سے بھی کہیں زیادہ تیری عبادت کرتے' اور بہت زیادہ تیری بڑائی بیان کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت فرماتا ہے' اچھا تم یہ بتاؤ کہ وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ تو فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ جنت کا سوال کرتے ہیں کہ اے خدایا! تو ہمیں جنت دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے جنت دیکھی ہے؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ خدایا! تیری قسم' اب تک انہوں نے جنت نہیں دیکھی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو کیا کہیں گے' تو فرشتے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تب تو اس کو حاصل کرنے کے لئے اس سے بھی زیادہ حرص کرتے اور اسکے طلب کرنے کی کوشش کرتے اور رات دن اسی کی رغبت اور شوق میں مصروف رہتے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ بتاؤ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہے؟ فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ وہ جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے جہنم دیکھی ہے؟ تو یہ فرشتے جواب میں کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! نہیں دیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتا ہے اگر وہ جہنّم کو دیکھ لیتے' تو اُن کی کیا کیفیت ہوتی تو یہ فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اگر یہ لوگ جہنّم کو دیکھ لیتے' تو بہت زیادہ اس سے بھاگتے' اور بہت زیادہ اس سے ڈرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ سُن کر ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان ذکر کرنے والوں کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ اُن میں سے عرض کرتا ہے' اے پروردگار! ان ذکر کرنے والے بندوں میں سے ایک بندہ کسی کام کے لئے جا رہا تھا کہ وہاں آ کر شامل ہو گیا' لیکن اُن لوگوں میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بھی ان کے پاس بیٹھنے والوں میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے۔اور قوم کے ساتھ بیٹھنے والا بدنصیب اور محروم نہیں رہتا ہے' میں نے اس کو بھی بخش دیا ہے۔ ❶

اس حدیث سے ذکرِ الٰہی کرنے والوں کی اور مجالسِ ذکر کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور ؎

بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم!

کا مصداق ہے۔ کہ نیکوں کی برکت سے اور اُن کی صحبت سے گنہگار بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اُٹھنے بیٹھنے والے تھے' یقیناً وہ سب بخشے گئے۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت اٹھانے والے بھی اور دیگر صُلحاء اور اولیاء کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے لوگ اور اُن کے نقش قدم پر چلنے والے بھی بخشے جائیں گے' جو اُن سے محبت رکھے گا اُنہی لوگوں میں شمار ہوگا۔

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ   لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ.)) ❷

''جو لوگ ذکرِ الٰہی کے لئے جہاں کہیں بیٹھ جاتے ہیں تو فرشتے اُن کو گھیر لیتے ہیں' اور رحمتِ خداوندی ان پر چھا جاتی ہے' اور سکون اور اطمینان اُن پر نازل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُن کا ذکر اپنے پاس والے فرشتوں سے کرتا ہے۔''

اور فرمایا جو لوگ مجلس سے بلا ذکرِ الٰہی کئے چلے جاتے ہیں۔ وہ قیامت کے روز ندامت اٹھائیں گے۔ ❸

اور فرمایا جو صبح کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک ذکرِ الٰہی کرتا ہے اس کو بنی اسماعیل کے چار غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے' اور جو عصر کی نماز پڑھ کر غروبِ آفتاب تک یادِ الٰہی میں مصروف رہے گا اس کو بھی چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ ❹

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ذکرِ الٰہی کرنے والا اپنے کو محفوظ قلعہ میں داخل کر لیتا ہے۔ شیطان اس کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ ❺

---

❶ بخاری' کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ (٦٤٠٨)

❷ مسلم' کتاب الذکر' باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن

❸ مسند احمد ٢/ ٥١٥' ابوداوٗد' کتاب الادب' باب کراھیة ان یقوم الرجل من مجلسه ولا یذکر اللہ ٤/ ٤١٤ ❹ ابوداوٗد' کتاب العلم باب فی القصص (٣٦٦١) -

❺ ترمذی' کتاب الامثال باب ماجاء فی مثل الصلوۃ و الصیام و الصدقة ٤/ ٣٨

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عبداللہ بن بسر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! اسلام کے بہت سے احکام مجھ پر غالب ہو گئے ہیں جن کے کرنے سے میں عاجز ہوں۔ آپ کوئی ایسا حکم آسان بتا دیجئے کہ میں اس کو کر سکوں۔ اور میرے لئے کافی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تم ہمیشہ اپنی زبان کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھو۔ یعنی ذکرِ الٰہی کرتے رہو۔ ❶

حضرت عبداللہ بن بسر بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے سوال کیا:

((فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ خَیْر" فَقَالَ طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَ لِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ.)) ❷

"سب سے اچھا کون ہے' آپ نے فرمایا جس کی عمر لمبی ہوگئی' اور اس کا عمل اچھا رہا تو اس کے لئے خوشخبری اور بہتری ہے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سب عملوں میں سے کون سا عمل بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تُو دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ تیری زبان ذکرِ الٰہی سے تر ہو۔"

یعنی مرتے دم تک ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو' اور کبھی زبان اس ذکر سے خشک نہ ہونے پائے' تو یہ ذکرِ الٰہی سب سے بہتر عمل ہے۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا﴾

(سورۃ احزاب: ۴۱ - ۴۲)

(مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرتے رہو۔ اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَاتَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴾ (اعراف: ۲۰۵)

(اے نبی ﷺ! تم اپنے ربّ کو یاد کرو صبح وشام تضرع وزاری' اور پوشیدہ طور سے' اور غفلت کرنے والوں میں سے مت ہو۔)

صبح وشام کی خصوصیت اس لئے کی گئی ہے کہ اس وقت عموماً زیادہ غفلت ہوتی ہے اسلئے اس وقت یاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ ذکر اللہ کے چار درجے ہیں۔

❶' ❷ ترمذی' کتاب الدعوات' باب ماجاء فی فضل الذکر ۴/ ۲۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۔ صرف زبان سے ذکر ہو دل سے غافل ہو اس کا بہت ہی کم اثر ہوتا ہے، مگر بیہودہ گوئی سے تو لاکھ درجہ بہتر ہے۔

۲۔ ذکر قلبی ہو مگر یہ ذکر دل میں قرار نہ پکڑے، بہت مشکلوں سے وہ ذکر پر آمادہ ہوتا ہے۔

۳۔ ذکر دل میں جم گیا اور کاموں کی طرف اس کا دل نہیں لگتا۔

۴۔ ذکر کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی محبت و خیال میں بس گیا۔ اور ذکر قلبی کے ساتھ تمام اعضاء بلکہ اس کے ذکر کی وجہ سے تمام چیزیں ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو جاتی ہیں۔

یہ ذکر کا آخری درجہ ہے، یہاں پہنچ کر مشاہدہ اور مکاشفہ ہوتا ہے۔ دل صاف ہو کر سورج کی طرح چمکنے لگتا ہے۔

﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ﴾ (الشمس: ۹)

(جس نے نفس کو صاف کر لیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔)

ذکرِ الٰہی کے دینی و دنیاوی بہت سے فائدے ہیں۔ حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الوابل الصیب'' میں ان کو نہایت تفصیل سے بیان فرمایا ہے جو قابل علم و عمل ہے۔ مضمون کی طوالت کے خوف سے یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

جو لوگ ذکرِ الٰہی نہیں کرتے وہ خدا کو بھولے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۞ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۞ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴾ (سورہ طٰہٰ: ۱۷۴ - ۱۷۶)

(ہاں جو میری یاد سے رُوگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی۔ اور ہم اُسے بروزِ قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا خدایا تُو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ جواب ملے گا، اسی طرح سے ہونا چاہیے تھا۔ تُو نے میری آئی ہوئی آیتوں سے غفلت برتی، آج تیری بھی مطلقاً خبر نہ لی جائے گی۔)

جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دُنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے۔ اس کی گذران مکدّر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال اور دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آتے ہیں۔ مگر اس کا دل قناعت اور توکل سے خالی ہونے کی بناء پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص، ترقی کی فکر اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا۔ موت کا یقین اور زوالِ دولت کے خطرات الگ سوہانِ رُوح رہتے ہیں۔ اکثر دیکھ لیجئے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو چار پانچ گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہے۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دُنیا کے مخمصوں میں آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس قسم کی خودکشی کی بہت سی مثالیں پائی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دُنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بغیر یادِ الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ".

بعض مفسرین نے "معیشۃ ضنکا" کا مطلب یہ بیان کیا۔ وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے۔ گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دُنیا کے نشہ میں بدمست ہے۔ اُس کا سارا مال و دولت اور سامانِ عیش و تنعم آخر کار اسی کے حق میں وبال بننے والا ہے۔ جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو اُسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔ بعض مفسرین نے "معیشۃ ضنکا" سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے' یعنی قبر تنگ اور تاریک ہے۔ وہاں اس طرح دبوچا جائے گا کہ دائیں کی پسلیاں بائیں اور بائیں طرف کی دائیں میں گھس جائیں گی۔

اس آیت کے شانِ نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے ذکر سے پھرنے والوں کی معیشت تنگ ہے اس سے مراد کافر کے لئے قبر میں اس پر عذاب ہے اس پر اژدھے مقرر کئے جاتے ہیں۔ جو اسے قیامت تک ڈستے رہتے ہیں۔

ایک عمدہ سند سے بھی مروی ہے کہ اس سے مراد عذابِ قبر ہے۔ یہ قیامت کے دِن اندھا بنا کر اٹھایا جائے گا۔ سوائے جہنم کے اُسے کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔ نابینا ہو گا اور میدانِ حشر کی طرف چلایا جائے گا' اور جہنم کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا' جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ﴾

(بنی اسرائیل: ۹۷)

(یعنی ہم انہیں قیامت کے دِن اوندھے مُنہ اندھے' گونگے' بہرے بنا کر حشر میں لے جائیں گے۔ اُن کا اصلی ٹھکانہ دوزخ ہے۔)

یہ کہے گا کہ میں دُنیا میں آنکھوں والا تھا۔ خوب دیکھتا بھالتا تھا۔ پھر مجھے اندھا کیوں کر دیا گیا؟ جواب ملے گا یہ بدلہ ہے خدا کی آیتوں سے مُنہ موڑ لینے کا۔ تو ایسے ہو گیا تھا گویا خبر ہی نہیں۔ بس آج ہم بھی تیرے ساتھ ایسا ہی معاملہ کریں گے جیسے کہ تُو ہماری یاد سے اتر گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ﴾ (اعراف: ۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(آج ہم انہیں ٹھیک اسی طرح بھلا دیں گے جیسے کہ انہوں نے آج کے دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔)

بس یہ برابر کا عمل کی طرح بدلہ ہے۔ سورۂ زُخرف میں اللہ تعالیٰ نے ذکرِ الٰہی سے غفلت کرنے والوں کے بارے میں یہ فرمایا ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴾ (زخرف: ٣٦)

(اور جو شخص خدا کی یاد سے غفلت کرے‘ ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں‘ وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت اور بے رغبتی کرے اُس پر شیطان قابو پا لیتا ہے‘ اور اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ حضرت سعید جریری رحمہ اللہ فرماتے ہیں‘ کافر کے اپنی قبر سے اٹھتے ہی شیطان اُس کے ہاتھ سے ہاتھ ملا لیتا ہے‘ پھر جُدا نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ جہنم میں بھی دونوں کو ساتھ ڈالا جاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے‘ جہنم میں تم سب کا جمع ہونا اور وہاں کے عذابوں میں سب کا شریک ہونا تمہارے لئے نفع دینے والا نہیں۔ ذکرِ الٰہی کرنے والے قیامت کے روز موتیوں کے منبر پر ہوں گے۔ اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکرِ الٰہی کی مجلسوں میں شریک ہونے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ ﴾ (الکھف: ٢٨)

(آپ ان لوگوں کے پاس تشریف لے جایا کیجئے۔ اور اُن کے پاس اُٹھتے بیٹھتے رہئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں۔ اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔)

ذکرِ الٰہی کے بہت سے الفاظ اور طریقے ہیں۔ بعض دعاؤں اور کلمات کو ذکر کر کے آپ حضرات کے سامنے بیان کر رہا ہوں‘ سنئے اور عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

١۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب ذکروں سے بہتر ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ ❶

آپ نے فرمایا جو ((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) کہے گا اس پر دوزخ حرام ہو جائے گی۔ ❷

❶ ترمذی کتاب الدعوات‘ باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة ٤ / ٢٢٧

❷ بخاری‘ کتاب العلم‘ باب من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية ان لا يفهموا (١٢٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اورفرمایاجو((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ)) کہے گا' اللہ اس کوضرور جنت میں داخل کرے گا' اور جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ ❶

اورکلمہ کی فضیلت ہم نے کلمۂ طیبہ کے خطبہ میں نہایت تفصیل سے بیان کردی ہے۔

تسبیحات کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہرروز سوبار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہنے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ❷

اوررسول اللہ ﷺ نے خصوصیت سے عورتوں کے واسطے فرمایا' تم اُنگلیوں پر سُبْحَانَ اللّٰهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کثرت سے پڑھا کرو' کیونکہ قیامت کے روز یہ کلمات گواہی دیں گے۔ ❸

اورآپ ﷺ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ)) کوکثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ ❹

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جوشخص وضوکرکے یہ دعاء پڑھا کرے اُس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل وہ جائے۔ ❺

دُعاء یہ ہے:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.))

تسبیحات اورتہلیلات وتکبیرات اوردیگر ذکرِ الٰہی کے بہت سے فضائل ہیں جن کو ہم نے اسلامی وظائف میں نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔اس کتاب میں تقریباً قرآن مجید کی سب دُعائیں اورحدیثوں کی اکثر

❶ بخاری' کتاب الانبیاء' باب قوله یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینکم.... (۳٤۳٥)

❷ بخاری' کتاب الدعوات' باب فضل التسبيح (٦٤٠٥)

❸ ابوداؤد' کتاب الصلوة- باب التسبيح بالحصى ١/ ٥٥٦

❹ مسلم' کتاب الذکر' باب التسبيح اول النهار و عند النوم.

❺ مسلم' کتاب الطهارة' باب الذکر المستحب عقب الوضوء

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دُعائیں لکھی گئی ہیں۔ اس کے مطالعہ کی سخت ضرورت ہے۔ اگر ان تمام وظائف کو بیان کیا جائے تو خطبہ بہت لمبا ہو جاتا ہے۔ مختصر یہی ہے کہ بندہ ہر وقت ذکرِ الٰہی میں لگا رہے۔ پنج وقتہ نمازوں کے بعد بھی جو مخصوص دُعائیں ہیں، جنکے پڑھنے سے بہت ثواب ہے۔ اور صبح و شام اور رات و دن کی بھی مخصوص دُعائیں ہیں، جنکے پڑھنے سے بہت نیکیاں ملتی ہیں۔ خدا خوش ہو جاتا ہے، اور جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

مختصر دعائیں بیان کی جاتی ہیں ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ)) پڑھنے سے بڑا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ ﴿قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ﴾ یعنی آپ ﷺ ((رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ.)) پڑھا کیجئے۔

فجر کی نماز کے بعد وظیفہ اور ذکرِ الٰہی کے لئے اچھا وقت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی، پھر بیٹھ کر یادِ الٰہی کرتا رہا، یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا، پھر دو رکعت نماز پڑھی، تو اس کو پورے حج و عُمرہ کا ثواب ملے گا۔ ❶

اور فرمایا فجر کی نماز سے سورج نکلنے تک بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرنا بہتر ہے چار اسماعیلی غلام آزاد کرنے سے۔ ❷

اور فرمایا جس نے سو دفعہ ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ)) پڑھ لیا تو اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ معاف ہوں گے۔ اور اس دن شام تک شیطان کے شر و فساد سے بچا لیا جائے گا۔ اس سے زیادہ ثواب صرف اس شخص کا ہو گا جس نے اس سے زیادہ پڑھا۔ ❸

دُعاءِ اسمِ اعظم

حدیثوں میں اسمِ اعظم کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو اسمِ اعظم کے ساتھ دُعاء کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعاء قبول فرمائے گا۔ ❹

ایک شخص کو "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ" پڑھتے ہوئے سُنا تو فرمایا اس نے اسمِ اعظم کو پڑھا ہے، اسمِ اعظم کے تعین میں اختلاف ہے مگر ان دعاؤں میں اسمِ اعظم بتایا گیا ہے، اس لئے ان کو پڑھنا چاہئے:

❶ جامع ترمذی: کتاب الصلوٰۃ باب ما ذکر مما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلوۃ الصبح ۱/ ۴۰۵

❷ ابو داؤد کتاب العلم، باب فی القصص ۳۶۶۱

❸ صحیح بخاری

❹ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء، ۱/ ۵۵۴ (۱۴۸۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ.)) ❶

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْئَلُكَ ❷ وَاِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ.)) ❸

((لَآاِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ.)) ❹

ذکرِ الٰہی کے اس مضمون کو ان دونوں کلموں پر ختم کرتا ہوں جن پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبارک کتاب صحیح بخاری ختم فرمائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ.)) ❺

”دو ایسے کلمے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند اور پیارے ہیں زبان پر ہلکے پھلکے ہیں۔ قیامت کے روز عمل کے ترازو میں بھاری اور وزنی ہوں گے۔ وہ دو کلمے یہ ہیں“۔((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ.))

سبحان اللہ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی واحسان وکرم ہے کہ معمولی معمولی نیکیوں کا بہت زیادہ ثواب دیتا ہے۔ اسلام لانے سے سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ اور کم از کم ہر نیکی کا دس حصہ سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب دیتا ہے' اور بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ بے حساب ثواب دے دیتا ہے۔ کلمۂ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا وزن بہت بھاری ہے۔ اس کے الفاظ بہت آسان ہیں اور ثواب بے شمار یہی حال ان دونوں کلموں کا ہے جو بہت آسان ہیں۔ بلا محنت ومشقت کے زبان سے ادا ہو جاتے ہیں۔ اور ثواب کے لحاظ

---

❶ مسند احمد: ٥/ ٣٥٠

❷ [illegible] ٣/ [illegible] کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء [illegible] ١٤٩٥

❸ [illegible] کتاب الصلوٰۃ باب [illegible] ١٤٩٦

❹ مسند احمد ١/ ١٧٠ ترمذی کتاب الدعوات ٤/ ٢٦٠

❺ صحیح بخاری کتاب الایمان و النذور– باب اذا قال واللہ لا اتکلم ٦٦٨٢

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے نیکیوں کے ترازو کے پلے میں سب سے زیادہ وزنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائے اور ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وسُبْحَانَ اللّٰهِ)) پرسب کا خاتمہ کرے۔ آمین۔

((رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَصَلَّى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ))

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دُعا کی اہمیت وفضیلت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَالْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھُدٰی ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَّکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ﴿ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ٥﴾ (النمل: ٦٢)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (بے کس کی پکار کو جبکہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دُور کرتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا نائب بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ اور معبود ہیں؟ تم بہت کم عبرت ونصیحت حاصل کرتے ہو۔)

سختیوں اور مصیبتوں کے وقت پکارے جانے کے قابل اسی کی ذات ہے۔ بے کس بے بس لوگوں کا سہارا وہی ہے۔ گرے پڑے، بھولے بھٹکے، مصیبت زدہ اسی کو پکارتے ہیں۔ اسی کی طرف لو لگاتے ہیں۔ جیسے فرمایا:

﴿ وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاہُ ﴾ (بنی اسرائیل: ٦٧)

(کہ جب تمہیں سمندر کے طوفان زندگی سے مایوس کر دیتے ہیں تو تم اسی کو پکارتے ہو۔ اسی کی طرف گریہ وزاری کرتے ہو اور سب کو بھول جاتے ہو۔)

اُسی کی ذات ایسی ہے کہ ہر ایک بیقرار وہاں پناہ پا سکتا ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ حضور ﷺ! آپ ﷺ ہمیں کس چیز کی طرف بُلا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی طرف، جو اکیلا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، جو اُس وقت تیرے کام آتا ہے جب تو کسی پھنساوڑے میں پھنسا ہُوا ہو۔ وہی ہے کہ جب تُو جنگلوں میں راہ بھول کر اُسے پکارے تو وہ تیری رہنمائی کر دے۔ تیرا کچھ کھو گیا ہو اور تو اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

التجا کرے تو وہ اسے تجھ کو ملا دے قحط سالی ہو گئی ہو۔ اور تو اس سے دُعائیں کرے تو وہ موسلا دھار مینہ تجھ پر برسا دے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو برا نہ کہہ۔ نیکی کے کسی کام کو ہلکا اور بے وقعت نہ سمجھ' گو اپنے مسلمان بھائی سے بہ کشادہ پیشانی سے ملنا ہی ہو۔ گو اپنے ڈول سے کسی پیاسے کو ایک گھونٹ پانی کا دینا ہی ہو۔ اور اپنے تہمد کو آدھی پنڈلی تک رکھ نہ مانے تو زیادہ سے زیادہ ٹخنے تک' اُسے نیچے لٹکانے سے بچتا رہ۔ اس لئے کہ یہ فخر وغرور ہے' جسے خدا ناپسند کرتا ہے۔ ❶

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کسی بیمار کی بیمار پُرسی کو گئے۔ بیمار نے کہا میرے لئے خدا سے دُعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا تم خود اپنے لئے دُعا کرو' بے قراری کی بے قراری کے وقت دُعا کو خدا قبول فرماتا ہے۔ حضرت وہب فرماتے ہیں' میں نے اگلی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھے میری عزت کی قسم جو مجھ پر اعتماد کرے اور مجھے تھام لے تو میں اسے اس کے مخالفین سے بچالوں گا اور ضرور بچالوں گا۔ گو آسمان وزمین اور کل مخلوق اسکی مخالفت پر اور ایذا دہی پر تل جائیں۔ اور جو مجھ پر اعتماد نہ کرے' میری پناہ میں نہ آئے تو میں اسے امن وامان سے چلتا پھرتا ہی اگر چاہوں گا تو زمین میں دھنسا دوں گا' اور اس کی کوئی مدد نہ کروں گا۔

اسی طرح کا واقعہ حضرت عبداللہ بن تامر کا ہے رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ جب ان کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اور بادشاہ نے اُن سے دِین اسلام چھوڑنے کو کہا تو انہوں نے اس سے انکار کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے سپاہی اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جائیں۔ پھر اس سے اس کے دین چھوڑنے کو کہیں اگر یہ مان لے تو اچھا ہے ورنہ اس پہاڑ سے اسے لڑھکا دیں۔ چنانچہ اس کے سپاہی پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے۔ جب وہاں سے دھکا دینا چاہا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ.))

''خدا جس طرح چاہے مجھے ان سے نجات دے۔''

اس دعا کے ساتھ ہی پہاڑ ہلا' اور وہ سب سپاہی لڑھک کر گر گئے۔ صرف یہی حضرت عبداللہ بن تامر بچے رہے۔ جب وہاں سے اترے تو ہنسی خوشی اس ظالم بادشاہ کے پاس گئے تو بادشاہ نے کہا کیا ہوا میرے سپاہی کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میرے خدا نے مجھے بچا لیا ہے اور ان سب کو گرا دیا۔ اور وہ سب مر گئے۔ پھر اس نے اور سپاہیوں کو بلوایا اور ان سے یہ کہا کہ اسے کشتی میں بٹھا کر لے جاؤ۔ اور بیچوں بیچ سمندر میں ڈبو کر چلے آؤ۔ یہ اسے لے کر چلے' اور بیچوں بیچ سمندر میں پھینکنا چاہا تو انہوں نے وہی دُعا پڑھی:

---

❶ مسند احمد: ٥/ ٦٤' (٢٠١١٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

((اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ.))

''خدایا جس طرح تو چاہے مجھے ان سے بچالے۔''

وہ سب کے سب سمندر میں ڈوب گئے۔ صرف تنہا یہی زندہ سلامت باقی رہے۔ ❶

سچ ہے اللہ تعالیٰ اپنے مضطر بندوں کی دعا یقیناً قبول فرماتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا:

﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ.﴾

دنیا میں ہر قسم کے لوگوں کو حتی کہ نبیوں اور ولیوں کو بھی تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچی ہیں۔ ان نیک بندوں نے دعاؤں سے اپنی مشکل کشائی کرائی ہے۔ حاجت روائی کے لئے دعا سلاح اور ہتھیار ہے۔

خالص دعاؤں میں یہ اثر ہے کہ تقدیر کو بھی پھیر سکتی ہیں۔ فرمایا:

((لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ.)) ❷

''یعنی تقدیر کو دعا ہی پھیر سکتی ہے۔''

اور فرمایا:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ﴾ (اعراف: ۵۵)

(لوگو! اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اَلدُّعَآءُ ھُوَ الْعِبَادَةُ.)) ❸

''دعا ہی عبادت ہے۔''

اور فرمایا جو اللہ سے نہیں مانگتا ہے' اللہ اس سے ناخوش ہوتا ہے۔ ❹

یعنی دنیا کے لوگ مانگنے سے ناخوش ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ مانگنے سے خوش اور نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے۔ کیا ہی خوب کہا ہے:

لَا تَسْئَلَنَّ بَنِیْ اٰدَمَ حَاجَتَهٗ — وَاسْئَلِ الَّذِیْ اَبْوَابُهٗ لَا تُحْجَبُ

اَللّٰهُ یَغْضَبُ اِنْ تَرَکْتَ سُؤَالَهٗ — وَابْنُ اٰدَمَ حِیْنَ یُسْئَلُ یَغْضَبُ

---

❶ مسلم' کتاب الزھد' باب قصة اصحاب الاخدود و الساحر و الراھب و الغلام ۲/ ۴۱۵

❷ ترمذی کتاب القدر' باب ماجاء لا یرد القدر الا الدعا ۳/ ۱۹۸

❸ مسند احمد ۶/ ۲۷۶' ابوداؤد کتاب الصلوٰة باب الدعاء ۱/ ۵۵۱

❹ ترمذی باب فضل الدعاء ۴/ ۲۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''یعنی کسی انسان سے اپنی حاجت مت مانگو'اس سے مانگو جس کے کرم وسخاوت کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہے۔ بند نہیں ہوتے۔ انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان یہی تو فرق ہے' اگر اللہ سے مانگنا چھوڑ دو گے تو اللہ ناخوش ہو جائے گا۔''

اور فرمایا تمہارا رب بڑا ہی حیا و کرم والا ہے۔ جب کوئی بندہ دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتا ہے اور مانگتا ہے تو اس کو خالی ہاتھ واپس کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ❶

اور فرماتے ہیں جو اللہ سے سوال کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ان تین چیزوں میں سے ایک ضرور دیتا ہے۔ (۱) یا تو اس چیز کو عطا فرماتا ہے جس کو وہ مانگتا ہے (۲) مزید اس کے لئے آخرت میں ذخیرہ کر لیتا ہے۔ (۳) یا اس کے ذریعہ سے کوئی آنے والی مصیبت دور کر دیتا ہے۔ ❷

دُعاء کے آداب وشرائط

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ دُعاء کرنے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اور جو مانگتا ہے اس کو دیتا ہے' مگر یہ سب اسی وقت ہوگا جبکہ وہ دعاء کے آداب وشرائط کو مدنظر رکھ کر اس کی پوری پوری پابندی کرے' ورنہ قبولیت کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ دعا کرنے والا بیمار کی طرح ہوتا ہے' بیمار اگر تندرستی چاہتا ہے تو اُس کے لے دواؤں کے ساتھ پرہیز کرنا اور نقصان دینے والی چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ اور دوا کرتا رہا اور پرہیز نہ کیا تو صحت یابی مشکل ہو جائے گی۔ اور بقول شخصے:

''مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی''

کا مصداق ٹھہرے گا اسی طرح دُعاء کرنے والا اگر چاہتا ہے کہ میری دُعاء مقبول ہو تو اس کے لئے دُعاؤں کی شرائط کی پابندی ضروری ہے۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بیمار مصیبت زدہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اس نے بہتیرا علاج کیا اور بہت سی دُعائیں کیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اس کی دنیا و آخرت تباہ ہو رہی ہے۔ کوئی ایسا نسخہ تجویز فرمایئے جس سے اس کو شفا کُلی حاصل ہو تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے شفاء نازل فرمائی ہے۔ قرآن مجید وحدیث شریف سے یہ بخوبی واضح ہو چکا ہے کہ قرآن مجید تمام جسمانی وروحانی بیماریوں کے لئے باعثِ شفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

❶ ابو داوٗد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء (۱۴۸۴)

❷ مسند احمد: ۳/ ۱۸' مستدرك حاكم' كتاب الدعاء باب الدعاء ينفع مما نزل ولما لم ينزل ۱/ ۴۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (بنی اسرائیل: ۸۲)
(قرآنِ مجید کو مومنوں کے لئے رحمت وشفاء بنا کر اتارا ہے۔)

اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سانپ بچھو کے کاٹے ہوئے آدمی پر بھی قرآن مجید پڑھ کر دم کرتے تو اسکو شفاء کلی ہو جاتی۔ اس دوا یعنی (دعاء سورۂ فاتحہ) کی شفا دینے میں عجیب وغریب تاثیر ہے۔ اگر بندہ اس سورۂ فاتحہ سے دوا کرے تو اس کی نہایت ہی عجیب تاثیر دیکھے گا۔ میں مکہ معظمہ میں ایک عرصہ مقیم تھا اور بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہو گیا' نہ کوئی دوا ہی پاتا تھا نہ کوئی حکیم ہی تھا۔ خود ہی سورۂ فاتحہ پڑھ پڑھ کر اپنا علاج کرنے لگا' تو اس کی عجیب تاثیر دیکھی۔ جو شخص بھی بیماری کی شکایت کرتا اس کو صرف یہی سورۂ فاتحہ بتا دیتا۔ بہت سے لوگ بہت جلد شفایاب ہو گئے۔

بہر کیف قرآن وحدیث کی دعائیں شفاء دینے والی ہیں' لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب کہ محلِ قبولیت کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اور فاعل میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی قوی مانع اور عدم صلاحیت کی وجہ سے اس کا پورا پورا اثر ظاہر نہیں ہوتا جیسے دواؤں کے استعمال میں عدم احتیاطی یا اور کسی مانع قوی کی وجہ سے اثر اچھی طرح ظاہر نہیں ہوتا۔ اور جب طبیعت کے موافق دوا ہوتی ہے تو وہ فوراً فائدہ پہنچا دیتی ہے۔ اسی طرح دل ہے کہ جب اس کے موافق دعائیں ہوں تو ان دعاؤں کا اثر ضرور پڑے گا۔

لیکن اگر دعاؤں کا اثر بعض اوقات نہیں ظاہر ہوتا تو اس کے لئے دُعاء کرنے والا دُعا کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف پورے طریق پر متوجہ نہیں ہوتا۔ اور حرام چیزوں کے کھانے پینے سے پرہیز نہیں کرتا' گناہ اور ظلم کے کاموں سے کنارہ کشی نہیں کرتا۔ اس لئے اس کی دعاؤں کا اثر نہیں ہوتا۔ اس کی مثال کمان کی طرح ہے۔ اگر نرم وکمزور ہے تو تیر بھی کمزوری ہی سے لگے گا۔ اور اگر کمان مضبوط ہے تو تیر تیزی سے نکل کر پوری طاقت سے جا لگے گا۔ اسی طرح دعاء کرنے والا جیسا ہوگا ویسا ہی اس کی دعا' کا اثر ہوگا' اگر مومن مخلص ہے اور تمام شرائط کی پابندی کرتا ہے تو اس کی دعاء قبول ہوگی۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غافل دل کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اور نہ حرام خور کی دعاً قبول ہوتی ہے۔

مزید تفصیل علامہ ابن القیم کی کتاب ''الجواب الکافی لمن سأل عن دواء الشافی'' سے معلوم ہوسکتی ہے۔ ہمیں صرف یہاں یہ بتانا ہے کہ دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ جب کہ ان تمام شرطوں کی پوری پابندی کی جائے۔ اس جگہ دُعاء کے چند آداب وشرائط کو بیان کیا جاتا ہے۔ دُعاء کرنیوالا پہلے اُن پر ضرور عمل کرے تاکہ اس کی کوششیں کامیاب ہوں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ایمانِ کامل کے ساتھ ہی ساتھ اخلاص بھی ضروری ہے۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خیال دل ودماغ اور زبان پر ہو' غیر کا خیال بالکل نہ ہو۔ کیونکہ بلا اخلاص کے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْ مُهَا وَلَا دِمَآئُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ۔﴾ (حج: ۳۷)

(یعنی اللہ تعالیٰ کو اس قربانی کا گوشت وخون نہیں پہنچتا لیکن تمھارا تقویٰ واخلاص اس کو پہنچتا ہے۔)

اور فرمایا:

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾ (بينة: ٥)

(اطاعت الٰہی میں اخلاص کا حکم دیا گیا ہے۔)

اور فرمایا: ﴿فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (اللہ تعالیٰ کو اخلاص سے پکارو اور دُعا کرو)

((وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ.)) ❶

''سب کاموں کا دارومدار نیت پر ہے۔''

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ کھانا پہننا وغیرہ حلال وپاکیزہ کمائی کا ہو' اگر حرام کی آمیزش ہوئی تو دُعا قبول نہیں ہوگی۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يَارَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّ مَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَّ مَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَّ غُذِىَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ.)) ❷

''پراگندہ سر اور گردآلود آدمی لمبا سفر کرتا ہے' دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر اے میرے رب اے میرے رب کہہ کر دعا کرتا ہے حالانکہ اس کا کھانا پینا پہننا حرام طریقوں سے ہے' اور حرام ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہے' تو اس کی دعا کس طرح قبول نہ ہوگی۔''

یعنی اس کی دُعاء قبول نہیں ہوتی۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو کسب حلال کا حکم دیا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ (المؤمنون: ٥١)

(اے رسولو! حلال روزی کھاؤ اور نیک عمل کرو۔)

اور امتیوں کو بھی یہی حکم دیا:

---

❶ بخاری كتاب الوحى' باب كيف كان بدء الوحى الى رسول الله ﷺ

❷ مسلم كتاب الزكاة' باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف ١/ ٣٢٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ۔﴾ (البقرۃ: ۱۷۲)

(اے مومنو! ہماری پاکیزہ دی ہوئی روزی میں سے کھاؤ۔)

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ دُعاء کرنے والا جھوٹ بولنے، مکروفریب دینے، قمار بازی شراب نوشی، حسد وتکبر، کینہ غیبت وچغلی وغیرہ گناہ کرنے سے بچے۔ کیونکہ یہ سب گناہ کبیرہ ہیں۔ قرآن وحدیث میں اُن کی بڑی بُرائی بیان کی گئی ہے۔

آداب دعا

آدابِ دُعا میں سے یہ ہے کہ:

۱۔ تضرّع وانکساری، خشوع وخضوع سے دُعاء کرے۔ اللہ تعالیٰ ان آداب کو خود سکھاتا ہے کہ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا۔ اپنے ربّ کو گڑگڑا کر پکارو۔ اور یہ سمجھو کہ میرا رب میری بات کو سنتا اور میری تمام حرکات وسکنات کو دیکھتا ہے۔ وہ میرے سامنے موجود ہے، وہ اپنے بھکاریوں کو ضرور دیتا ہے، محروم نہیں کرتا، اور اپنی حاجت کو رغبت سے طلب کرے، ایسے لوگوں کی اللہ تعریف کرتا ہے۔

﴿ اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا۔﴾ (الانبیاء: ۹۰)

(وہ لوگ بھلائیوں کی طرف دوڑتے تھے۔ اور ہم کو شوق سے اور ڈر سے پکارتے تھے۔)

۲۔ دُعاؤں میں اپنے گناہوں کا اقرار اور اس بات سے توبہ کیجئے کہ آئندہ ہرگز ایسا کام نہیں کریں گے، آگے چل کر دعاؤں میں پڑھو گے:

((ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ.)) ❶

''میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔''

۳۔ اپنے نیک کاموں کا واسطہ دے کر سوال کرو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین آدمیوں کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ تین آدمی دورانِ سفر میں بارش کی وجہ سے پہاڑ کے ایک غار میں پناہ کے لئے گئے۔ ایک چٹان گرنے کی وجہ سے غار کا مُنہ بند ہوگیا۔ ہر ایک نے اپنے نیک اعمال کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کی پروردگار نے اُن کو اس مصیبت سے نجات دی۔ ❷

۴۔ دُعاء سے پہلے وضو کرلیں۔

---

❶ مسلم کتاب صلوۃ المسافرین، باب صلوۃ النبی ﷺ و دعائه باللیل ۱/ ۲۶۳

❷ بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار ۳۴۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور آپ ﷺ نے ابی عامر کے لئے وضو کر کے دُعاء کی تھی۔ ❶

۵۔ دُعاء کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کیجئے۔ کیونکہ شریعت نے نماز کا رُخ اسی کو بنایا ہے' اور رسول اللہ ﷺ دُعاء کرتے وقت قبلہ کی طرف مُنہ کرتے تھے جیسا کہ جنگ بدر اور استسقاء میں کیا تھا۔ ❷

۶۔ دُعاء کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کیجئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ پر دُرود بھیجئے۔ پھر دُعاء کر کے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی ﷺ پر دُرود بھیج کر ختم کیجئے۔ یعنی دُعاء سے پہلے اور دُعاء کے بعد حمد وصلوٰۃ ہونا چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((اِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ رَبِّهٖ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ۔))

''جب کوئی نماز پڑھے تو دعا کرتے وقت پہلے اللہ کی حمد وثنا کرے پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے پھر جو چاہے دعا مانگے۔''

۷۔ دونوں ہاتھ کشادہ کر کے چہرے اور دونوں کندھوں کے برابر اٹھائے۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح اٹھاتے اور فرماتے تھے:

((اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَيْهِ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ۔)) ❸

''اللہ تعالیٰ کے سامنے جب کوئی دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے تو خالی ہاتھ واپس کرتے ہوئے اس کو شرم آتی ہے۔''

لہٰذا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعاء مانگے۔ چاہے فرض کے بعد ہو یا سنت کے بعد۔

۸۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی چہرے کے سامنے کر کے دعاء مانگے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اِذَا سَئَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْئَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا۔)) ❹

''جب اللہ سے سوال کرو تو اپنی باطنی ہتھیلیوں سے مانگو اور ہتھیلی کی پشت سے مت مانگو۔''

۹۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے الحسنیٰ کے ساتھ دُعاء کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔﴾

---

❶ بخاری کتاب الدعوات' باب الدعاء عند الوضوء

❷ بخاری کتاب الدعوات' باب الدعاء مستقبل القبلة (٦٣٤٣)

❸ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء (١٤٨٤)

❹ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ' باب الدعاء (١٤٨٢)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۰۔ دعا کے الفاظ کو دو دو تین تین بار پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ تین بار دعاء فرماتے تھے:

۱۱۔ دُعاء میں جلدی نہیں کرنی چاہئے' جب تک قبول نہ ہو دُعا کرتے جاؤ۔ اور یہ نہ کہو کہ اتنے دنوں سے دُعاء کر رہا ہوں قبول نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يُعَجِّلْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ.)) ❶

''تمہاری دعا قبول کی جاتی ہے جب تک کہ جلدی نہ کرو اور جلدی یہ ہے کہ کہے میں دُعا کرتا ہوں قبول نہیں ہوتی۔''

۱۲۔ کسی گناہ اور قطع رحم کے لئے دُعاء نہ کیجئے کیونکہ ایسی دُعاء قبول نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحْمٍ.)) ❷

''بندے کی دُعا قبول کی جاتی ہے' جب تک کہ کسی گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے۔''

۱۳۔ دُعاء میں شرط نہ استعمال کی جائے یعنی یہ نہ کہے کہ اللہ اگر تو چاہے تو یہ کام کر دے۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ اس قسم کے کلمات کے استعمال سے منع فرماتے ہیں:

((اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ وَارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ وَارْزُقْنِيْ اِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْئَلَتَهٗ اِنَّهٗ لَيَفْعَلُ مَا يَشَآءُ وَلَا مُكْرِهَ لَهٗ.)) ❸

''جب دعا کرو تو یہ نہ کہو اے اللہ تو چاہے تو بخش دے اور اگر تو چاہے تو روزی دے' بلکہ نہایت عزم وپختگی سے سوال کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے کوئی اس کو مجبور نہیں کرسکتا۔''

۱۴۔ اگر امام ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے لئے اور تمام مقتدیوں کیلئے دعا کرے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((لَا يَؤُمُّ الرَّجُلُ فَيَخُصُّ نَفْسَهٗ بِالدُّعَاءِ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ.)) ❹

''مقتدیوں کو چھوڑ کر صرف اپنے لئے دعا نہ کرے اگر ایسا کرے گا تو خیانت کرے گا۔''

۱۵۔ اور ہر دُعاء کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے لئے دعاء کرے تو مخصوص نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک گنوار کو یہ دُعاء پڑھتے سُنا:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَّلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا.)) ❺

---

❶ بخاری کتاب الدعوات' باب یستجاب للعبد مالم یعجل (۶۳۴۰)

❷ مسلم کتاب الذکر و الدعاء' باب بیان انه یستجاب للداعی مالم یعجل

❸ بخاری کتاب التوحید' باب فی المشیئة والارادة (۷۴۷۷)

❹ ترمذی کتاب الصلوٰة' باب کراهیة ان یخص الامام نفسه بالدعاء ۱/ ۲۸۵

❺ بخاری کتاب الوضوء' باب صب الماء علی البول فی المسجد (۲۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''یعنی اے اللہ مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم کر اور ہمارے کسی ساتھی پر رحم نہ کر۔''

تو فرمایا: ((لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا.)) (صحیح بخاری)

''یعنی تو نے خدا کی کشادہ رحمت کو محدود کر دیا۔''

۱۶۔ تمام حاجتوں کو اللہ ہی سے مانگئے۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یَسْئَلُ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى یَسْئَلَ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ.)) ❶

''اپنے رب سے ہر چیز مانگو حتی کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگو۔''

۱۷۔ امر محال کو نہ مانگئے کیونکہ یہ تعدی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ ﴾ (البقرة: ١٩٠)

(یعنی اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔)

اور حدیث شریف میں فرمایا:

((سَیَكُوْنُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ یَعْتَدُوْنَ فِی الطُّهُوْرِ وَالدُّعَآءِ.)) ❷

''میری اُمت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو پاکی اور دعا میں حد سے تجاوز کر جایا کریں گے۔''

۱۸۔ دُعاء میں بے جا تکلفات سے بچنا چاہئے اور حاصل شدہ کام کے لئے دُعا کرنا بے سُود ہے ہاں استقامت اور استمرار کے طور پر جائز ہے۔

۱۹۔ دُعاء کو ''آمین'' اور حمد دُرود پر ختم کرنا چاہئے۔

دُعاء کی قبولیت کا وقت اور مقامات کا مفصل بیان، اور کِن کِن لوگوں کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور کس کس کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں ہیں۔ اِن سب کی پوری تفصیل قرآن وحدیث کی تقریباً ۶۰۰ دُعاؤں کے ساتھ مدلل طریقے سے ہم نے اپنی کتاب ''اسلامی وظائف'' میں بیان کر دی ہے۔ ان کے پڑھنے سے آپ کو بہت فائدہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی مصیبتیں دُور فرمائے۔ آمین۔ اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

((بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِیْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔))

☆☆☆

❶ ترمذی كتاب الدعوات، باب فی فضل النبی ﷺ ٤/ ٢٩٢

❷ ابوداؤد كتاب الصلوٰة، باب الدعاء (١٤٧٦)، ١/ ٥٥١

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گناہوں کے نقصانات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿ اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (آل عمران: ١٦٥)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(کیا جب کوئی تکلیف پہنچے حالانکہ تم اس سے دوگنا مصیبت پہنچا چکے ہو‘ تو کہتے ہو کہ یہ کہاں سے آ گئی۔ کہہ دیجئے کہ یہ خود تمہاری طرف سے ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

یہاں پر جس مصیبت کا بیان ہو رہا ہے یہ اُحد کی مصیبت ہے جس میں ستّر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے اور اس سے دوگنی مصیبت مسلمانوں نے کافروں کو پہنچائی تھی۔ یعنی بدر والے دن ستّر کافر قتل کیے گئے تھے اور ستّر قید کیے گئے تھے تو مسلمان کہنے لگے کہ یہ مصیبت کیسے آ گئی‘ خدا فرماتا ہے یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بدر کے دن مسلمانوں نے فدیہ لے کر جن کفّار کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کی سزا میں اگلے سال ان میں سے ستّر مسلمان شہید ہو گئے تھے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھگدڑ مچ گئی۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے چار دانت اگلے ٹوٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خود تھا وہ بھی ٹوٹا اور چہرۂ مبارک لہولہان ہو گیا۔ اسی کا بیان اس آیۂ مبارکہ میں ہے۔ ❶

آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی‘ اس کے باعث تمہیں یہ نقصان پہنچا۔ تیر اندازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں لیکن وُہ ہٹ گئے۔ چنانچہ اسی سورت میں اس آیتِ کریمہ کی چند آیتوں سے پہلے جنگ احد کی شکست کے بارے میں یہ فرمایا ہے:

---

❶ مسند احمد: ١/ ٣٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰٮكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ. ﴾

(آلِ عمران: ۱۵۲)

(اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ تم اس کے حکم سے انہیں اپنے ہاتھوں سے کاٹنے لگے۔ یہاں تک کہ تم بزدل ہو گئے' اور کام میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کرنے لگے۔ اس کے بعد کہ اس نے تمہاری چاہت کی چیز تمہیں دکھا دی تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے اور بعض کا ارادہ آخرت کا تھا پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمالے اور یقیناً اس نے تمہاری لغزشوں سے درگزر فرمائی' ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔)

ان دونوں آیتوں سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوئی کہ بظاہر مصیبتوں کا سبب معصیّتِ الٰہی اور خدا کی نافرمانی ہے۔ یعنی جب انسان قانون شکنی کرتا ہے اور خدائی حکم کی حکم عدولی کرتا ہے تو سزاؤں کا مستحق ہو جاتا ہے۔ آپ غور کیجئے کہ شیطان نافرمانی سے پہلے خدا کا بہت بڑا مقرب تھا' اور تمام فرشتوں کا قائدِ اعظم تھا لیکن خدائی حکم نہ بجالانے کی وجہ سے مردُودِ بارگاہِ الٰہی ہوا۔ اور جنت کے عیش و آرام سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا۔

اِسی طرح سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے طوفان آیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد مشہور اور بڑے نبیوں میں سے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ آپ کو ایک ہزار برس کے قریب عمر ملی تھی۔ اُن کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی قوم کے لئے رسول بنایا تھا۔ یہ ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم کو نصیحت کرتے رہے مگر جس قدر وُہ اللہ کی طرف بلاتے اتنے ہی وُہ لوگ دُور بھاگتے' اپنے کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیتے تاکہ نوح علیہ السلام کی بات بلکہ آواز بھی کان میں نہ پڑے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے طوفان کے ذریعے تمام نافرمان قوم کو غرق کر دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا. ﴾

(نوح: ۲۵)

(یہ لوگ بہ سبب اپنے گناہوں کے ڈبو دیئے گئے ہیں' اور اللہ کے سوا اپنا کوئی مددگار انہوں نے نہ پایا۔)

یہ غرق آبی محض عصیان اور طغیان کی وجہ سے ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

معلوم ہوا کہ اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے مصیبت آتی ہے۔ جس سے بچنا ضروری ہے۔ قوم ہود یعنی عاد پر بھی عذاب الٰہی بوجہ ان کی نافرمانی کے آیا یہ قوم بڑی طاقت ور اور شہ زور تھی۔ ہود علیہ السلام نے بہتیرا سمجھایا مگر وہ نافرمانی سے باز نہیں آئے' اور یہ کہنے لگے:

﴿ فَائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا ﴾

(جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اُسے لے آؤ۔)

چنانچہ اُن پر خدا کی طرف سے اچانک بجلی کی ایک خوفناک گرج پیدا ہوئی۔ اور ہوا نے اس قدر زور کیا کہ پہلے ان کے مکانات ومحلّات کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور وہ بستی سب برباد ہوگئی۔ اس کے بعد ہوا نے اُن کے پاؤں کے نیچے آکر سر کے بل زمین پر پٹخ دیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴾ (حٰم السّجدہ: ١٦)

(پھر بھیجی ان پر ہم نے ہوا بڑے زور کی۔ کئی دن جو مصیبت کے تھے تاکہ ہم چکھائیں ان کو رسوائی کا عذاب دُنیا کی زندگانی میں اور آخرت کے عذاب میں تو پوری رسوائی ہے اور ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ٥ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴾ (الذّٰریات: ٤٢)

(اور قوم عاد کے ہلاک ہونے میں بھی قدرتِ الٰہی کی بہتیری نشانیاں ہیں۔ جب ہم نے اُن پر ایک منحوس آندھی چلائی جس چیز سے ہو کر وہ گذرتی اس کو بوسیدہ ہڈی کی طرح (چورا) کئے بغیر نہ چھوڑتی۔)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ٥ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ٥ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ٥ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴾ (القمر: ٢١)

(جھٹلایا عاد نے پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ ہم نے بھیجی اُن پر ہوا تُند ایک نحوست کے دن جو ٹلنے والی نہ تھی اکھاڑ پھینکا لوگوں کو گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی' پھر کیسا رہا میرا عذاب اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میرا اڑرانا۔)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمَانِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ﴾ (الحاقة: ٨)

(اور وہ عاد جو تھے سو برباد ہوئے ٹھنڈی سنّاٹے کی ہوا سے کہ جو حد سے زیادہ تند تھی مقرر کر دیا اس کو ان پر سات رات اور آٹھ دن لگاتار۔ پھر تو دیکھے گا کہ وہ لوگ اس میں گرے پڑے ہیں گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی' پھر تُو دیکھتا ہے کہ کیا کوئی ان میں سے بچا؟)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴾

(الفجر: ١١)

(تو نے دیکھا کیسا کیا تیرے ربّ نے عادارم کے ساتھ جو تھے بڑے ستونوں والے کہ ان جیسے سارے شہروں میں نہیں پیدا کیے گئے۔)

ان آیات میں جس عذاب کے بارے میں کہا گیا ہے وہ ترجمے سے واضح ہو گیا ہے۔ زیادہ بیان تفسیر میں ہے۔ حاصل یہ کہ قوم عاد اپنی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے برباد ہو گئی۔

قوم ثمود جو عاد ثانیہ کہلاتے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے نبی صالح علیہ السلام کی تکذیب اور خدا کی نافرمانی کی' باوجود وعظ و نصیحت اور تہدید کے۔ جو کسی صورت میں حرکات ناشائستہ سے باز نہیں آئے تو اُن پر بھی عذابِ الٰہی آیا۔

بیضاوی وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے کافروں سے کہا کہ اب تین روز کی مہلت ہے۔ تین روز تک اپنے گھروں میں رہو' کل تمہارے چہرے زرد پرسوں سُرخ اور چوتھے روز سیاہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد پانچویں روز عذاب آ جائے" دُوسرے روز علامتِ عذاب ظاہر ہوئی تو لوگوں کو فکر پیدا ہوئی اور حضرت صالح علیہ السلام سے دفعیّہ کی صورت دریافت کرنے لگے۔ اونٹنی کے بچّے کو ڈھونڈا گیا مگر وُہ نہ ملا۔ بیضاوی کا قول ہے کہ علاماتِ عذاب دیکھ کر کچھ لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو شہید کر ڈالنا چاہا۔ مگر آپ ارضِ فلسطین کی طرف چلے گئے تھے۔

ابن کثیر نے بروایت ابنِ جریج بیان کیا ہے کہ جن لوگوں نے دھوکہ سے رات کو اونٹنی کے قتل کرنے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ارادہ کیا تھا اُن پر یومِ عذاب سے پہلے ہی آسمان سے پتھر برسے اور وُہ برباد ہو گئے۔

غرض یہ کہ روزِ مقرّر آنے سے پہلے ہی لوگوں کو عذاب کا یقین ہو چکا تھا۔ جب یومِ موعود کا آفتاب طلوع ہُوا ادھر فوراً زمین میں زلزلہ آیا اور آسمان سے ایک ہیبت ناک چیخ سُنائی دی جس سے سب مَر گئے۔ کفّار میں سے کوئی نہ بچا۔ البتہ ابو رغال نامی ایک جوان جو اس زمانہ میں مکہ کو گیا تھا بچ گیا۔ مگر جب وہ سرزمینِ حرم سے باہر آیا تو اس پر بھی آسمان سے ایک پتھر گرا اور وُہ بھی مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کے بارے میں اِن آیتوں کو نازل فرمایا تا کہ دوسرے لوگ بھی عبرت پکڑیں۔

﴿ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ﴾ (اعراف: ۷۳ تا ۷۹)

(اور ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ صالح نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے' بے شک تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل آچکی ہے' یہ خدا داد اونٹنی تمہارے لئے نشانِ قدرت ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی پیتی رہنے دو' کوئی دُکھ نہ پہنچاؤ' ورنہ تم کو دردناک عذاب پکڑے گا۔ اور یاد کرو جب عاد کے بعد اللہ نے تم کو جانشین بنایا اور زمین میں تم کو ٹھکانا دیا کہ نرم زمینوں میں محلّات بناتے رہو۔ اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے رہو۔ پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو' اور ملک میں تباہی نہ پھیلاتے پھرو۔ ہود کی قوم کے اُن لوگوں نے جو بڑے بن گئے تھے ان کمزور لوگوں سے کہا جو ایمان لے آئے تھے' کیا تم کو یقین ہے کہ صالح اپنے رب کے پیغمبر ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو اس حکم کا یقین رکھتے ہیں جو صالح علیہ السلام کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ سرکش لوگ کہنے لگے جس پر تم ایمان لائے ہو ہم یقیناً

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کے منکر ہیں۔ غرض انہوں نے اُونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی اور کہنے لگے اگر تُو واقعی پیغمبر ہے تو جس چیز کا ہم سے وعدہ کرتا ہے وہ ہم پر لے آ۔ بالآخر زلزلہ نے اُن کو آ لیا اور وہ اپنے گھروں میں زانوں کے بل اوندھے گرے رہ گئے۔ صالح علیہ السلام نے اُن سے کنارہ کشی کی اور کہا اے قوم میں نے تم کو اپنے ربّ کے پیغام پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کی مگر تم خیر خواہوں کو دوست نہیں رکھتے۔)

اسی واقعہ کو سورۂ ہُود میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اور قرآن مجید کی بعض آیتوں میں کسی جگہ ہلاکت خیز آفریں آواز کو لفظ ''صَاعِقَة'' کڑک دار بجلی اور کسی مقام پر لفظ ''رَجْفَة'' زلزلہ ڈالنے والی آواز' اور کسی جگہ ''طَاغِيَة'' دہشت ناک اور بعض جگہ ''صَيْحَة'' چیخ فرمایا۔ اسلئے کہ یہ تمام تعبیرات ایک ہی حقیقت کی مختلف اوصاف کے اعتبار سے کی گئی ہیں۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کے اس عذاب کی ہولناکیاں کیسی گوناگوں تھیں تم ایک ایسی کوندنے والی بجلی کا تصور کرو جو بار بار اضطراب کے ساتھ چمکتی کڑکتی اور گرجتی ہو اور اس طرح کوندرہی ہو کہ کبھی مشرق میں ہے تو کبھی مغرب میں۔ اور جب ان تمام صفات کے ساتھ چمکتی کوندتی لرزتی گرجتی ہوئی کسی مقام پر ایک ہولناک چیخ کے ساتھ گرے تو اس مقام اور اس کے نواح کا کیا حال ہو گا۔ یہ ایک معمولی اندازہ ہے۔ اس عذاب کا جو ثمود پر نازل ہُوا اور اُن کو اور ان کی بستیوں کو تباہ و برباد کر کے سرکشوں کی سرکشی اور مغروروں کے غرور کا انجام ظاہر کرنے کے لئے آنے والی نسلوں کے سامنے عبرت کے لئے پیش کرے گا۔

اہل مدین پر اس وقت عذاب نازل ہوا جب پُوری قوم خائن اور بد معاملہ اور بے ایمان ہو گئی۔ کم تولنا اور زیادہ لینا کوئی عیب نہ رہا۔ اور قوم کا اخلاقی احساس یہاں تک فنا ہو گیا کہ جب ان کو اس عیب پر ملامت کی جاتی تو شرم سے سر جھکا لینے کے بجائے وُہ اُلٹا اس ملامت کرنے والے کو ملامت کرتے' اور اُن کی سمجھ میں نہ آتا کہ اُن میں کوئی ایسا عیب بھی ہے جو ملامت کے قابل ہو وُہ اپنی بدکاریوں کو بُرا نہ سمجھتے۔ بلکہ جو ان حرکات کو بُرا کہتا انہیں کو بر سر غلط اور لائقِ سرزنش خیال کرتے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ بِہٖ وَ طَآئِفَۃٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ o قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْلَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِھِیْنَ o قَدِافْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰہُ مِنْھَا وَمَا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْھَآ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ o وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ o فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا ھُمُ الْخٰسِرِیْنَ فَتَوَلّٰی عَنْھُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ﴾ (الاعراف: ۸۵ تا ۹۳)

(اور ہم نے مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو' اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آ چکی ہے' تو تم ناپ تول پوری پوری کیا کرو' اور لوگوں کا ان چیزوں میں نقصان نہ کیا کرو۔ اور روئے زمین پر بعد اس کے کہ اس کی درستگی کر دی گئی۔ فساد مت پھلاؤ۔ یہ تمہارے لئے نافع ہے۔ اگر تم تصدیق کرو۔ اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو' اور اللہ کی راہ سے روکو۔ اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو۔ اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم کم تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو کہ کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا۔ اور اگر تم میں سے بعض اس حکم پر جس کو دے کر مجھ کو بھیجا گیا ہے' ایمان لے آئے ہیں اور بعض ایمان نہیں لائے ہیں۔ تو ذرا ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے اور اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنیوالوں سے بہتر ہیں۔ ان کی قوم کے متکبّر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں۔ ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں آ جاؤ۔ شعیب نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آ جائیں۔ گو ہم اس کو مکروہ ہی سمجھتے ہوں۔ ہم تو اللہ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہو جائیں گے۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں آ جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہم کو اس سے نجات دی اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں پھر آ جائیں۔ لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے مقدّر کیا ہو' ہمارے ربّ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے درمیان فیصلہ کر دیجئے حق کے موافق۔ اور آپ سب کا اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔ اور اُن کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیب کی راہ پر چلنے لگو گے تو بیشک بڑا نقصان اٹھاؤ گے۔ پس اُن کو زلزلے نے آ پکڑا' سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ اس وقت شعیب ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! مَیں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچادیئے تھے۔ اور میں نے تمہاری خیرخواہی کی۔ پھر ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں۔)

اور اسی طرح کا بیان سورۂ حجر اور سورۂ شعراء میں بھی آیا ہے۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ نافرمانی اور سرکشی کی پاداش میں قوم شعیب کو دو قسم کے عذاب نے آ گھیرا۔ ایک زلزلہ کا عذاب' دوسرا آگ کی بارش کا عذاب' یعنی وہ اپنے گھروں میں آرام کر رہے تھے تو یک بیک ایک ہولناک زلزلہ آیا۔ اور ابھی یہ ہولنا کی ختم نہ ہوئی تھی کہ اوپر سے آگ برسنے لگی۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ صبح دیکھنے والوں نے دیکھا کہ کُل کے کُل سرکش اور مغرور آج گھٹنوں کے بل اوندھے جھلسے ہوئے پڑے ہیں۔

﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴾ (العنکبوت: ۳۷)

(پھر آ پکڑا اُن کو زلزلے نے پس صبح کو رہ گئے اپنے اپنے گھروں کے اندر اوندھے پڑے۔)

﴿ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴾ (الشعراء: ۱۸۹)

(پھر انھوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا' پس آ پکڑا اُن کو بادل والے عذاب نے (جس میں آگ تھی) بیشک وہ بڑے ہولناک دن کا عذاب تھا۔)

بہر حال اس قوم پر اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب آیا' جس سے معلوم ہوا کہ معصیت اور گناہ عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ اسی طرح سے اصحابُ الرس اور اصحاب القریہ پر بھی رسولوں کی تکذیب اور خدا کی نافرمانی کی وجہ سے مصیبتیں آئیں۔

حضرت یونس علیہ السلام باوجود نبی صادق ہونے کے معمولی لغزش کی وجہ سے سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کے جیل خانے میں گرفتار ہوئے۔ اگر وہ ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ﴾ (الانبیاء: ۸۷) کا ذکر نہ کرتے تو کبھی بھی نجات نہ پاتے۔

فرعون بڑا سرکش تھا۔ باوجود ربوبیّت کے دعویٰ کے بنی اسرائیل کے بچّوں کو ذبح کراتا تھا۔ اور بنی اسرائیل پر حد سے زیادہ ظلم کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے سمجھانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ لیکن اس نے ایمان لانے سے انکار کر دیا اور باقاعدہ اُس نے مقابلہ کیا۔ مناظرہ کرایا۔ اُس نے معجزات طلب کئے۔ اتمامِ حجت کے لئے فرعون اور اس کی قوم کو ید بیضا اور عصا کے علاوہ اور بھی نشانیاں دکھائی گئیں اور وہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نشانیاں تھیں (۱) قحط سالیاں (۲) پیداوار میں کمی (۳) سیلاب (۴) ٹڈی (۵) جوئیں (۶) مینڈک (۷) خون۔

تفسیر معالم التنزیل اور تاریخ ابن الاثیر میں ہے کہ جب قوم فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت سے انکار کیا اور سارے معجزات کو جادو بتایا' قِسم قِسم کے ظلم وستم بنی اسرائیل پر کرنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی قوم کے لئے جناب باری میں دُعا کی حق تعالیٰ نے قومِ فرعون پر پانی کا عذاب نازل کیا۔ کالا ابر آیا اور سات دن تک برابر مینہ برستا رہا۔ قبطیوں کے گھروں میں پانی جمع ہُوا' قومِ فرعون کے گھر پانی کے چشمے بنے۔ ہر مرد عورت کے گلے گلے تک گھروں میں پانی کھڑا ہوگیا۔ جو شخص ذرا جھکا فوراً ڈوب گیا جو سیدھا کھڑا رہا' وہ زندہ رہا' سارے کھیت اور باغ غرق ہوگئے۔ ایک ہفتہ تک برابر یہی عذاب ہوتا رہا۔ قبطیوں کے عذر و معذرت کرنے کے بعد یہ عذاب دفع ہوگیا۔ مگر فرعونی پھر سرکشی کرنے لگے۔

ایک مہینے کے بعد دُوسرا عذاب ٹڈیوں کا نازل ہُوا۔ ٹڈیوں نے قبطیوں کے باغات کھیت ہر قسم کی ہری چیز چاٹ لی۔

سات دن اور رات تک یہ عذاب رہا۔ جب قبطی بہت روئے' اقرار کیا کہ اب ہم ضرور مسلمان ہوجائیں گے۔ اے موسیٰ! دعا کرو کہ خدا تعالیٰ اس عذاب کو دفع کردے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ وہ ٹڈیاں فوراً غائب ہوگئیں۔

مگر پھر انہوں نے وہی کُفر و سرکشی شروع کردی۔ اب پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددُعا کی تو چیچڑیاں نازل ہوئیں' جو تمام قبطیوں کے خون کو چوس گئیں۔

اس کے بعد مینڈک نازل ہُوئے جو قبطیوں کے گھروں میں گھس گئے۔ ہر طرح کی کھانے پینے کی چیزوں میں گر جاتے اور خراب کردیتے۔

پھر اس کے بعد قبطیوں میں خون کا عذاب نازل ہُوا۔

آخر تنگ آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دُعا کیجئے اگر یہ عذاب ہٹ گیا تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ عذاب دُور ہوگیا اور خوشحالی پیدا ہوگئی مگر وہ ایمان نہیں لائے اور کفر پر جمے رہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے قحط سالی مسلط کردی اور پیداوار میں کمی ہوگئی اور غلوں میں گھن لگنے لگے۔

غرض یہ کہ ہر طرح سے اُن کو متنبہ کیا گیا مگر وہ اپنی شرارت سے باز نہیں آئے' اور انہیں مختلف قسم کے عذابوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر خدائے قادر پر ایمان لانا نصیب نہ ہُوا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حال بیان فرمایا ہے:

﴿ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴾ (سورۃ الاعراف: ١٣٤- ١٣٥)

(اور جب اُن پر کوئی عذاب واقع ہوتا تو یوں کہتے' اے موسیٰ! ہمارے لئے اپنے ربّ سے اس بات کی دُعا کر دیجئے جس کا اُس نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے۔ اگر آپ اس عذاب کو ہم سے ہٹا دیں تو ہم ضرور ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر دیں گے۔ اور آپ کے ہمراہ بھیج دیں گے۔ پھر جب ان سے اس عذاب کو ایک خاص وقت تک ہٹا دیا گیا تو فورًا ہی عہد شکنی کرنے لگتے۔)

جب معاملہ اس حد تک پہنچ گیا تو خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اب وقت آ گیا ہے تم بنی اسرائیل کو نکال کے فلسطین کی سرزمین کی طرف لے جاؤ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر تشریف لے چلے۔ جب دریا کے کنارے پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی لاٹھی سے پانی پر مار دو۔ پانی پھٹ کر بیچ میں راستہ نکل آئے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ ادھر فرعون نے مع لشکر کے ان کا تعاقب کیا۔ جب سمندر کے کنارے پہنچا۔ تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام مع بنی اسرائیل کے اس پار نکل چکے تھے۔ فرعون مع لشکر کے دریائی راستے میں بنی اسرائیل کو پکڑنے کے لئے چل پڑا۔ جب پورا لشکر اور فرعون دریا کے درمیان پہنچ گئے۔ کوئی فرعونی باہر نہیں رہا۔ تب اللہ تعالیٰ نے دریا کے پانی کو بدستورِ سابق بہنے کا حکم دیا۔ سارے فرعونی دریا میں ڈوبنے لگے۔ جب فرعون غرق ہونے لگا اور عذاب کے فرشتے سامنے نظر آنے لگے تو کہا میں اُسی ایک وحدہ، لاشریک لہ، ہستی پر ایمان لاتا ہوں' جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں' اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں مگر یہ ایمان چونکہ حقیقی ایمان نہ تھا بلکہ گذشتہ فریب کاریوں کی طرح عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہ بھی ایک مضطربانہ بات تھی اسلئے خدا کی طرف سے جواب ملا:

﴿ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ (یونس: ٩١)

(اب یہ کہہ رہا ہے حالانکہ اس سے پہلے جو اقرار کا وقت تھا اُس میں انکار اور خلاف ہی کرتا رہا۔ اور درحقیقت تو مفسدوں میں سے تھا۔)

فرعونیوں کی یہ تباہی محض اللہ کی نافرمانی سے ہوئی۔ تو جو بھی قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی کرے گا۔ اُس پر دنیاوی مصیبتیں بھی اور اخروی سزائیں بھی ہوں گی۔ فرعون کی طرح قارُون بھی خدائی عذاب میں گرفتار ہُوا'

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور اُسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ دُنیا و آخرت دونوں تباہ ہوگئیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱرْجُوا۟ ٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ وَلَا تَعْثَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ مُفْسِدِينَ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ ٱلرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا۟ فِى دَارِهِمْ جَٰثِمِينَ وَعَادًا وَثَمُودَا۟ وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَٰكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ ٱلسَّبِيلِ وَكَانُوا۟ مُسْتَبْصِرِينَ وَقَٰرُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَٰمَٰنَ وَلَقَدْ جَآءَهُم مُّوسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَٱسْتَكْبَرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَمَا كَانُوا۟ سَٰبِقِينَ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنۢبِهِۦ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ ٱلصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ ٱلْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴾ (عنکبوت: ٣٦ تا ٤٠)

(مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو۔ قیامت کے دن کی توقع رکھو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔ پھر بھی انہوں نے انہیں جھٹلایا۔ آخر انہیں زلزلے نے پکڑ لیا۔ اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے مردہ ہو کر رہ گئے۔ ہم نے عادیوں اور ثمودیوں کو بھی غارت کیا۔ جن کے بعض مکانات تمہارے سامنے ظاہر ہیں۔ شیطان نے انہیں اُن کی بداعمالیاں آراستہ کر دکھائی تھیں اور انہیں راہ سے روک دیا تھا۔ باوجودیکہ یہ آنکھوں والے اور ہوشیار تھے۔ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی۔ اُن کے پاس حضرت موسیٰ کھلے کھلے معجزات لے کر آئے تھے۔ پھر بھی انہوں نے زمین میں تکبّر کیا لیکن ہم سے آگے بڑھنے والے نہ ہو سکے پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کرلیا۔ ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور ان میں سے بعض کو زوردار سخت آواز نے دبوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا۔ اللہ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔)

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے دشمن سے نجات بخشی۔ اور فرعون وغیرہ دشمنوں کے ملک پر تمکنت اور سلطنت عطا فرمائی' تخت اور تاج کا مالک بنایا۔ دنیا کی زندگی اُن کے لئے جنت کی سی ہوگئی اور ان کو وَأَنِّى فَضَّلْتُكُمْ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ کے لقب سے ملقب فرمایا۔ جب تک خدا کے حکموں پر عمل کرتے اور گناہوں سے بچتے اور بچاتے رہے اور نیکیوں کا حکم کرتے اور کراتے رہے' تب تک اُن کی بڑی عزّت اور وقعت رہی۔ اور سارے جہان سے افضل ترین رہے۔ لیکن جب بنی اسرائیل نے خدائی حکم کو ٹھکرا دیا۔ ظلم اور حرام خوری اور رشوت خوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کو اپنا پیشہ ہی بنا لیا تب اللہ تعالیٰ نے ان کو مسکنت و ذلّت اور لعنت و غضب الٰہی میں مبتلا کر دیا۔ اور بجائے فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ کے كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ کے نام سے یاد کیے گئے۔ جب انہوں نے صحیح اعتقاد اور صحیح عمل سے رُوگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی صورت مسخ کر دی۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴾ (مائدة: ٦٢- ٦٣)

(تو اُن میں سے اکثر کو دیکھتا ہے کہ گناہ اور حدودِ الٰہی سے تجاوز اور حرام خوری کی طرف لپکتے ہیں۔ یہ کیسی بُری حرکتیں تھیں جو وُہ کرتے تھے۔ کیوں نہ اُن کے مشائخ اور علماء نے اُن کو بُری باتیں کہنے اور حرام کے مال کھانے سے منع کیا یہ بہت بُرا تھا جو وہ کرتے تھے۔)

﴿ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ٥ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ﴾ (مائدہ: ٧٨)

(بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا اُن پر داوٗد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کرائی گئی اسلئے کہ انہوں نے سرکشی کی اور وہ حد سے گزر جاتے تھے۔ وہ ایک دُوسرے کو بُرے افعال سے نہ روکتے تھے۔)

مچھلی والوں اور اصحاب السبّت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِى السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا نِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ٥ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔﴾

(سورۃ اعراف: ١٦٣- ١٦٦)

(اور آپ ان لوگوں سے اس بستی والوں کا جو دریا کے قریب آباد تھے' اس وقت کا حال پوچھیے جب کہ وُہ ہفتہ کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے جب کہ اُن کے ہفتہ کے روز تو اُن کی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر اُن کے سامنے آتی تھیں۔ اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو اُن کے سامنے نہ آتی تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہم اُن کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے۔ اس سبب سے کہ وہ بے حکمی کیا کرتے تھے۔ اور جب کہ اُن میں سے ایک جماعت نے یُوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو نصیحت کیوں کیے جاتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنیوالے ہیں یا اُن کو سخت سزا دینے والے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ تمھارے ربّ کے رُوبرو عذر کرنے کے لئے اور اسلیئے کہ شاید یہ ڈر جائیں سو جب وُہ اس امر کے تارک ہی رہے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بُری بات سے منع کیا کرتے تھے۔ اور ان لوگوں کو جو کہ زیادتی کیا کرتے تھے' ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ بوجہ اس کے کہ وُہ بے حکمی کیا کرتے تھے۔ یعنی جب وہ جس کام سے منع کیا گیا تھا۔ اس میں حد سے نکل گئے تو ہم نے اُن کو کہہ دیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ۔)

یہ عذاب اللہ کی نافرمانی سے ہُوا' اور جو بھی ایسی حرکت کرے گا' قادرِ مطلق جبّار و قہّار خدا اسی قسم کی سزا دیتا رہے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ﴾ (انفال: ٢٥)

(بچو اس فتنہ سے جو صرف انہیں لوگوں کو مبتلائے مصیبت نہ کرے گا' جنھوں نے تم میں سے ظلم کیا ہے۔)

بلکہ بعض دفعہ ظالم اور غیر ظالم عاصی اور طاغی مطیع اور فرمانبردار بھی اس عذاب کے لپیٹ میں آ جاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب السّفینہ کے بارے میں فرمایا تھا:

((مَثَلُ الْقَآئِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَآءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِيْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ عَلٰى مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ يَّتْرُكُوْهُمْ مَّا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا وَّاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا.)) ❶

''جو شخص اللہ کی باندھی ہوئی حدوں پر قائم رہا۔ اور جو ان میں گھس گیا گناہ میں پڑ گیا۔ دونوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنھوں نے جہاز میں قرعہ ڈال کر جگہ بانٹ لی۔ کسی نے اوپر کا درجہ لیا۔ کسی نے نیچے کا۔ اب جو لوگ نیچے کے درجے میں رہے۔ وہ پانی کے لئے اوپر کے درجے والوں پر سے گزرے۔ پھر کہنے لگے اگر ہم نیچے ہی اپنے درجے میں سوراخ کر لیں تو بار بار آنے سے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں گے۔ اگر اوپر والے اُن کو چھوڑ دیں ایسا کرنے دیں تو سب ڈوب کر

❶ بخاري' كتاب الشهادات' باب القرعة في المشكلات (٢٦٨٦)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تباہ ہوں گے۔ اور اگر اُن کو روکیں تو آپ بھی بچیں گے اور دُوسرے بھی بچ جائیں گے۔''

حدیث کا مطلب بالکل صاف ہے کہ اگر نافرمانوں کو نافرمانی سے روکا جائے تو سب ڈوبنے سے اور آفتوں سے بچ جائیں گے۔ ورنہ سب پر آفت آئے گی۔ پہلے زمانے میں بہت سے لوگوں کو صرف اس وجہ سے ملعون قرار دیا گیا کہ وہ نہ برائیوں سے روکتے تھے اور نہ بھلائیوں کا حکم دیتے تھے۔ ہم نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے خطبے میں نہایت تفصیل سے اس کو بیان کیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ معصیت الٰہی متعدی امراض اور وبائی بیماری کی سی ہے کہ شروع شروع میں کمزور افراد پر اس کا حملہ ہوتا ہے۔ اگر احتیاطی تدبیریں بوقت ضرورت اختیار کر لی جائیں تو عوام پر اس کا حملہ نہیں ہوگا نہیں تو سبھی پر حملہ ہو جائے گا اور سب لپیٹ میں آجائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ خَاصَّةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى أَنْ يُّنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْهُ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْخَاصَّةَ وَالْعَامَّةَ.)) ❶

''اللہ خاص لوگوں کے عمل پر عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا مگر جب وُہ اپنے سامنے بدی کو دیکھیں اور اس کو روکنے پر قدرت رکھنے کے باوجود اس کو نہ روکیں تو اللہ خاص اور عام سب کو مبتلائے عذاب کر دیتا ہے۔''

بہرحال معصیت الٰہی میں دین و دُنیا دونوں کا نقصان ہے۔ جو قومیں برسرِ اقتدار ہو جاتی ہیں خدا کی نافرمانی کی وجہ سے بہت جلد کچل دی جاتی ہیں۔ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے صحیح اعمال اور اعتقاد ہونے کی وجہ سے ہر جگہ غلبہ اور تسلط حاصل کرتے جاتے تھے۔ بڑی بڑی جابر اور ظالم سلطنتیں ان سے لرزہ براندام ہوتی تھیں۔ قیصر و کسریٰ کی سلطنت کے تختے اُلٹ دیئے۔ جہاں جہاں جاتے فتح اور نصرت ان کی قدم بوسی کرتی تھی۔ گویا اصلاح و عمل کا یہ سیلاب کہیں تھمتا نہیں تھا۔ علامہ اقبال مرحوم نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے ۔۔۔ آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا!
دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خُدا کا! ۔۔۔ ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا
تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جوان ہوئے ہیں ۔۔۔ خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری ۔۔۔ تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم ۔۔۔ سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

❶ مسند احمد: ٤/ ١٩٢، طبرانی کبیر ١٧/ ١٣٨ (٣٤٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لیکن جب سے مسلمانوں نے صحیح عمل اور صحیح اعتقاد اور صحیح جوش اور صحیح اہمیت اور صحیح اسلامی غیرت باقی نہیں رہی، تب سے محکومیّت اور غلامیت ذلّت اور مسکنت کے زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے تقریباً دنیا کے مسلمانوں کا عموماً، اور ہندوستانی مسلمانوں کا خصوصاً یہی حال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب شہر قبرص فتح ہُوا اور اسلامی فوج شہر میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوگئی۔ اور اسلامی جھنڈا ان کے قلعوں پر لہرانے لگا۔ اور ہر مسلمان سپاہی فتح اور نصرت کی خبر میں مخمور نظر آرہا تھا تو اس خوشی و مسرّت کی حالت میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ تنہائی میں بیٹھے ہوئے روتا ہوا دیکھ کر کسی نے دریافت کیا کہ اس خوشی کے وقت آپ کیوں ماتم اور آہ و بکا کررہے ہیں۔ تو ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا کہ آج جس قوم پر ہم فتح یاب ہُوئے ہیں۔ کل ہی یہ قوم برسرِ اقتدار تھی۔ اور دُنیاوی جاہ و حشمت کی مالک تھی۔ لیکن آج اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے کیسی ذلیل وخوار ہوگئی۔ ان کا ملک چھن گیا۔ دولت لُٹ گئی بجائے آقا کے غلام بن گئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ہم مسلمانوں میں بھی یہی کیفیت پیدا ہوگئی تو آئندہ چل کر ہمارہ بھی حشر ہوسکتا ہے۔ حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے والد محترم نے بیان کیا:

((لَمَّا فُتِحَتْ قُبْرُصُ فُرِّقَ بَيْنَ اَهْلِهَا فَبَكٰى بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَرَأَيْتُ اَبَا الدَّرْدَآءِ جَالِسًا وَحْدَهٗ يَبْكِيْ فَقُلْتُ يَا اَبَا الدَّرْدَآءِ مَايُبْكِيْكَ فِيْ يَوْمٍ أَعَزَّ اللّٰهُ فِيْهِ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ فَقَالَ وَيْحَكَ يَاجُبَيْرُ مَا اَهْوَنُ الْخَلْقِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِذَا اَضَاعُوْا اَمْرَهٗ بَيْنَمَا هِيَ اُمَّةٌ قَاهِرَةٌ ظَاهِرَةٌ لَّهُمُ الْمُلْكُ تَرَكُوْا اَمْرَ اللّٰهِ فَصَارُوْا اِلٰى مَا تَرٰى)) (الدّاء والدّواء المعروف عن الجواب الكافي لمن سئال عن دواء الشّافي لابن قيّم.)

"جب قبرص فتح ہوا اور وہاں کے باشندوں میں جدائی کر دی گئی۔ سب لوگ تتّر بتّر ہو گئے۔ شکست کی وجہ سے رونے دھونے لگے۔ مَیں نے (یعنی جبیر بن نفیر) ابوالدرداء صحابی کو اکیلے بیٹھے روتے ہوئے دیکھا تو میں نے عرض کیا اے ابوالدرداء ایسے خوشی کے دن میں جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو عزّت بخشی ہے۔ آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ تم پر افسوس ہے کہ تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ہو کہ یہ لوگ اللہ کے حکم کو ضائع کرنے کی وجہ سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل ہو گئے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ قوم برسرِ اقتدار تھی اور زبردست غالب تھی۔ ان کے لئے اُن کا ملک تھا۔ اللہ کے حکم کو چھوڑ دیا۔ ان کی ذلت اور رُسوائی کی جو حالت ہے اس کو تم دیکھ رہے ہو۔"

سچ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ. ﴾ (سورۃ رعد: ١١)
(واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا' جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو بدل نہیں دیتے۔)

مولانا حالی مرحوم نے اس آیتِ کریمہ کا کیا ہی اچھا ترجمہ کیا ہے:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا!

گناہ ایک ایسی بری بلا ہے جس کی وجہ سے آدمی رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ.)) ❶

''آدمی گناہ کرنے کی وجہ سے روزی سے محروم ہو جاتا ہے۔''

زکوٰۃ نہ دینے اور ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے قحط سالی مسلط کر دی جاتی ہے۔ اور لوگ بھوکے مرنے لگتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَمْ يَنْقُصْ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَ الْمِيزَانَ اِلَّا اُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَ شِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطٰنِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَمْنَعُوْ زَكٰوةَ اَمْوَالِهِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَ لَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا.)) ❷

''جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اس کو قحط سالیوں کی سخت مصیبتوں اور بادشاہوں کے ظلم میں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر جانور نہ ہوتے تو بارش ہی نہ ہوتی۔''

معلوم ہوا کہ یہ گناہ اور خدا کی نافرمانی باعثِ عذاب ہے۔ اسی طرح سے ضرورت کے وقت میں غلّہ روکے رکھنا اور حاجت مندوں کے ہاتھ نہ فروخت کرنا بھی عذابِ الٰہی کا ذریعہ بنتا ہے۔

آج کل ہر جگہ میں فساد اور جنگ وجدال ہی ہو رہا ہے۔ اس کا سبب بھی معصیت الٰہی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ:

﴿ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ ﴾ (الروم: ٤١)
(لوگوں کے اعمال بد کی وجہ سے خشکی اور تری جنگل و بستی میں بگاڑ ہی بگاڑ ظاہر ہو گیا ہے۔)

---

❶ مسند احمد: ٥/ ٢٧٧' ٢٨٠' ٢٨٢

❷ ابن ماجه' كتاب الفتن باب العقوبات (٤٠١٩)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیکی کرنے میں سدھار ہے اور گناہ کرنے میں بگاڑ ہے۔ اس سے دنیا بھی بگڑتی ہے اور آخرت بھی۔ اس سے ایمانی اور علمی روشنی ختم ہو جاتی ہے۔ گویا گناہ تہ بتہ تاریکی ہے۔ جو اس کے ساتھ متصف ہوا۔ وہ تاریکیوں میں پھنس گیا اور جو اس سے نکل گیا وہ نور اور روشنی میں آ گیا۔ گناہ کی وجہ سے علم کا نور نکل جاتا ہے اور قوت حافظہ بھی خراب ہو جاتا ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیّت و نصیحت کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا:

((اِنِّیْ اَرَی اللّٰہَ قَدْ اَلْقٰی عَلٰی قَلْبِكَ نُوْرًا فَلَا تُطْفِئْهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِیَةِ))

''میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں روشنی ڈال دی ہے' تم گناہ کی تاریکی سے اُسے بجھا نہ دینا۔''

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے۔ اگر وہ باز آ گیا توبہ کر لی اور رُک گیا تو نقطہ ہٹ جاتا ہے۔ اور اس کا دِل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ گناہ میں بڑھ گیا تو وہ سیاہی بھی پھیلتی جاتی ہے یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتی ہے۔ اور یہی وُہ ران ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴾ (المطففین: ١٤)

(یعنی یقیناً ان کے دل پر ران یعنی زنگ ہے ان کی بداعمالی کی وجہ سے۔) ❶

تو معلوم ہُوا کہ گناہوں کی زیادتی دلوں پر غلاف ڈال دیتی ہے اور اس کے بعد مہر خداوندی ہو جاتی ہے جسے ختم اور طبع کہا جاتا ہے۔ اب اس دل میں ایمان کے جانے اور کفر کے نکلنے کی کوئی راہ باقی نہیں رہتی۔ اسی مہر کا ذکر اس آیت خَتَمَ اللّٰهُ الخ میں ہے۔ یہ نظیر ہے ہماری آنکھوں دیکھی چیزوں کی کہ کسی چیز کا منہ بند کر کے اس پر مُہر لگا دیں تو جب تک وہ مہر نہ ٹوٹے گی۔ نہ اس میں کچھ جا سکتا ہے نہ اس میں سے کوئی چیز نکل سکتی ہے۔ اسی طرح جن کفار کے دلوں اور کانوں پر مُہر خداوندی لگ چکی ہے ان میں بھی بغیر اس کے ہٹے اور ٹوٹے نہ ہدایت آئے نہ کفر جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

علامہ ابن قیّم الدّاء والدّواء معروف به الجواب الكافی لمن سأل عن دوآء الشافی میں گناہوں کے نقصانات کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

وَمِنْهَا ظُلْمَةٌ یَّجِدُهَا فِیْ قَلْبِهٖ حَقِیْقَةً یَّحُسُّ بِهَا كَمَا یَحُسُّ بِظُلْمَةِ اللَّیْلِ الْبَهِیْمِ

---

❶ ترمذی' کتاب تفسیر القرآن' باب من سورة ویل للمطففین ٤/ ٢١٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فَتَصِيرُ ظُلْمَةُ الْمَعْصِيَةِ لِقَلْبِهِ كَالظُّلْمَةِ الْحِسِّيَّةِ لِبَصَرِهِ فَإِنَّ الطَّاعَةَ نُورٌ وَّالْمَعْصِيَةَ ظُلْمَةٌ وَّ كُلَّمَا قَوِيَتِ الظُّلْمَةُ ازْدَادَتْ حَيْرَتُهُ حَتّٰى يَقَعَ فِي الْبِدَعِ وَالضَّلَالَاتِ وَالْأُمُوْرِ الْمُهْلِكَةِ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ كَأَعْمٰى خَرَجَ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ يَمْشِي وَحْدَهُ وَتَقْوٰى هٰذِهِ الظُّلْمَةُ حَتّٰى تَظْهَرَ فِي الْعَيْنِ ثُمَّ تَقْوٰى حَتّٰى تَعْلُوا الْوَجْهَ وَتَصِيرُ سَوَادًا فِيهِ يَرَاهُ كُلُّ اَحَدٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ وَاِنَّ لِلْحَسَنَةِ ضِيَاءً فِي الْوَجْهِ وَنُورًا فِي الْقَلْبِ وَسَعَةً فِي الرِّزْقِ وَ قُوَّةً فِي الْبَدَنِ وَمَحَبَّةً فِي قُلُوْبِ الْخَلْقِ وَاِنَّ لِلسَّيِّئَةِ سَوَادًا فِي الْوَجْهِ وَظُلْمَةً فِي الْقَلْبِ وَوَهْنًا فِي الْبَدَنِ وَنَقْصًا فِي الرِّزْقِ وَبُغْضَةً فِي قُلُوْبِ الْخَلْقِ.

''یعنی گناہ کے نقصانات بہت ہیں' ان میں سے ایک نقصان یہ ہے کہ دل میں تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کو اس طرح محسوس کرتا ہے جس طرح اندھیری رات میں تاریکی کو۔ تو دل کے لئے گناہ کی تاریکی ایسی ہے کہ جیسے آنکھ کے لئے حسّی اور ظاہری تاریکی' کیونکہ نیکی نور اور روشنی ہے۔ اور گناہ ظلمت اور تاریکی ہے۔ جتنی زیادہ تاریکی قوی ہوگی اتنی ہی زیادہ حیرت اور پریشانی قوی ہوگی۔ یہانتک کہ بدعتوں میں اور گمراہیوں میں اور مہلک کاموں میں پھنس جائے گا۔ اس کی مثال اس اندھے کی طرح ہے جو اندھیری رات میں تنہا چلے۔ اور یہ گناہوں کی تاریکی اس قدر زبردست اور طاقتور ہوتی ہے کہ اس کا اثر آنکھوں میں ظاہر ہوتا ہے پھر جب گناہ کی تاریکی پہلے سے زیادہ قوی ہو جاتی ہے تو چہرے پر وہ تاریکی مسلّط ہو جاتی ہے جس سے چہرہ کالا ہو جاتا ہے جس کو ہر دیکھنے والا دیکھتا ہے یعنی گناہ کی وجہ سے دل پر بُری اثر ہوتا ہے اور چہرے پر بھی بے رونقی پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نیکی کے اثر سے چہرہ منوّر اور بارونق ہو جاتا ہے اور دل میں نور اور روشنی جگمگا اٹھتی ہے اور روزی میں کشادگی ہوتی ہے اور بدن میں قوت پیدا ہو جاتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور گناہ کرنے سے چہرہ سیاہ اور بے رونق ہو جاتا ہے اور دل میں تاریکی آ جاتی ہے۔ بدن میں کمزوری اور روزی میں کمی اور لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔''

تو گناہ کا اثر جس طرح باطنی اعضاء پر پڑتا ہے اسی طرح سے ظاہری اعضاء پر بھی ظاہر ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ.﴾ (بقرة: ٢٥٧)

(اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا' نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف۔ اور جو لوگ کافر ہوئے اُن کے رفیق ہیں شیطان۔ نکالتے ہیں اُن کو روشنی سے اندھیروں کی طرف۔ یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے۔ وُہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔)

تو اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری نور ہی نور ہے۔ اور گناہ کی جتنی باتیں ہیں وہ سب کے سب شیطانی باتیں ہیں وہ ظلمات اور تاریکی ہی تاریکی ہیں۔ جو فرق تاریکی اور روشنی میں ہے۔ وُہی فرق نیکی اور گناہ میں ہے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا نقصان دہ بات ہوسکتی ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی ہمیشہ تاریکیوں میں پھنس کر ٹامک ٹوئیاں کھاتا رہے۔ اور اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرتا رہے۔ اگر گنہگار نافرمان کوئی اپنے خیال کے مطابق اچھا کام بھی کر لیتا ہے۔ تو صحیح ایمان اور صحیح اعتقاد نہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی تاریکیوں میں چھپ جاتا ہے اور دب جاتا ہے جس سے اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴾

(سورة النور: ٣٩- ٤٠)

(اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت' کہ اس کا پیاسا اس کو پانی خیال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اس کو کچھ بھی نہ پایا۔ اور وہاں قضا الٰہی کو پایا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس کا حساب اس کو برابر چکا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ دم بھر میں حساب کر دیتا ہے۔ یا وہ ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کہ اس کو ایک بڑی لہر نے ڈھانک لیا ہو۔ اس کے اوپر دوسری لہر اس کے اوپر بادل اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہیں کہ اگر اپنا ہاتھ نکالے تو دیکھنے کا احتمال بھی نہیں' اور جس کو اللہ ہی نور نہ دے اس کو نور نہیں۔)

بخاری شریف میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر صبح کی نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے یہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی نے خواب دیکھا ہے اگر کوئی دیکھے ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے کہتا آپ ﷺ اس کی تعبیر فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے خواب کے بارے میں فرمایا کہ آج میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ دو شخص (فرشتے) میرے پاس آئے۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر بیت المقدس کی طرف لے گئے۔ وہاں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تو بیٹھا ہے اور دُوسرا شخص ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا لئے کھڑا ہے۔ وہ بیٹھے ہوئے شخص کے ایک رخسار میں یہ آنکڑا گھسیڑتا ہے کہ اس کی گدی تک جا پہنچتا ہے۔ پھر دوسرے رخسار میں بھی اسی طرح گھسیڑتا ہے۔ اتنے میں پہلا رخسار جڑ جاتا ہے۔ پھر دوبارہ اس میں گھسیڑتا ہے۔ میں نے اپنے ساتھ والوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا آگے چلئے پھر ہم ایک شخص کے پاس پہنچے جو چت پڑا ہوا ہے۔ ایک دوسرا شخص اس کے سر پر پتھر لئے کھڑا ہے اور اس سے اس کا سر پھوڑ رہا ہے۔ پتھر مارتے ہی سر توڑ کر پتھر لڑھک جاتا ہے۔ مارنے والا اس کے لینے کو جاتا ہے۔ ابھی لے کر واپس نہیں لوٹتا کہ اس کا سر پہلے جیسا صحیح سالم ہو جاتا ہے پھر وہ لوٹ کر مارتا ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ ہے کون؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ پھر ہم تنور کی طرح ایک گڑھے پر پہنچے۔ اوپر سے اس کا منہ تنگ اور نیچے سے کشادہ تھا۔ اس کے تلے آگ سلگ رہی تھی۔ جب آگ کی لپٹ اوپر تنور کے کنارے تک آتی تو اس کے اندر جو لوگ تھے وُہ بھی اوپر اُٹھ آتے اور نکلنے کے قریب ہو جاتے' پھر جب دھیمی ہو جاتی تو لوگ بھی اندر لوٹ جاتے ان لوگوں میں کئی عورتیں اور ننگے مرد شامل تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا آگے چلئے۔ پھر ہم ایک خون کی ندی پر پہنچے۔ اس ندی میں ایک شخص کھڑا ہے اور ندی کے کنارے ایک عمدہ مُقام پر ایک دُوسرا شخص ہے جس کے سامنے پتھر رکھے ہیں۔ وہ شخص جو ندی کے اندر تھا بڑھ آیا اور نکلنے لگا۔ اس وقت دوسرے شخص نے ایک پتھر اس کے مُنہ پر مارا' اور جہاں پر تھا وہیں پر اس کو لوٹا دیا۔ پھر ایسا ہی کیا جب اس نے نکلنا چاہا اس کے مُنہ پر ایک پتھر مار دیا' وہ لوٹ کر اپنی جگہ جا رہا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا آگے چلئے۔ پھر ہم چلتے چلتے ایک ہرے بھرے باغیچہ پر پہنچے۔ وہاں ایک بڑا درخت تھا اس کی جڑ میں ایک بوڑھا بیٹھا تھا۔ اور کئی بچّے' اور اس درخت کے پاس ایک اور شخص تھا جو اپنے سامنے آگ سُلگا رہا تھا۔ میرے دونوں ساتھی مجھ کو لے کر اس درخت پر چڑھے اور مجھے ایک ایسے گھر میں لے گئے کہ میں نے اس سے اچھا اور عمدہ مکان دیکھا ہی نہیں تھا اس میں بوڑھے جوان اور عوتیں اور بچے سب طرح کے لوگ تھے پھر وہاں سے نکال کر درخت پر چڑھا لے گئے۔ اور ایک دوسرے گھر میں لے گئے۔ وہ پہلے گھر سے بھی اچھا اور عمدہ گھر تھا۔ وہاں بوڑھے جوان دو طرح کے لوگ تھے۔ مَیں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم نے تو مجھ کو آج رات خوب گھمایا۔ اب جو میں نے دیکھا اس کی کیفیت تو بتلاؤ۔ انہوں نے کہا اچھا جس کو آپ نے دیکھا کے اس کی باچھیں چیری جا رہی تھیں وُہ دنیا کا ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بڑا جھوٹا شخص ہے جو جھوٹی بات بیان کرتا ہے۔ اور لوگ اُس سے سُن کر سب طرف مشہور کر دیتے ہیں' قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی' اور جس کا سر آپ ﷺ نے دیکھا پھوڑا جا رہا تھا وہ شخص ہے جس کو دُنیا میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا۔ لیکن رات کو تو وہ سوتا رہا اور دن کو اس پر عمل نہیں کیا۔ قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی۔ اور تنور میں جن لوگوں کو آپ ﷺ نے دیکھا وہ زانی بدکار لوگ ہیں۔ اور نہر میں جن لوگوں کو دیکھا وہ سُود خور ہیں۔ اور درخت کی جڑ میں جو بوڑھا دیکھا وہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر ہیں۔ اُن کے گرد جو بچّے دیکھے وہ لوگوں کے بچّے ہیں' اور جو شخص آگ سلگا رہا تھا مالک فرشتہ ہے دوزخ کا داروغہ' اور پہلے جس گھر میں آپ ﷺ گئے تھے وہ عام مسلمانوں کے رہنے کا گھر ہے۔ اور یہ دوسرا شہیدوں کے رہنے کا گھر ہے۔ اور میں جبریل ہوں اور یہ میرا ساتھی میکائیل' اب آپ اپنا سر اٹھائیں' میں نے سر اُٹھایا' دیکھا تو ابر کی طرح ایک چیز میرے اُوپر ہے۔ انہوں نے کہا یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے کہا مجھ کو چھوڑو مَیں اپنے مقام میں جاؤں۔ انہوں نے کہا ابھی دُنیا میں رہنے کی آپ ﷺ کی کچھ عمر باقی ہے۔ جس کو آپ ﷺ نے طے نہیں کیا۔ اگر طے کر چکے ہوتے تو آپ ﷺ اپنے مقام میں آجاتے۔ ❶

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز کے بعد فرمایا کہ جہنم مجھ سے اتنی قریب ہوگئی کہ مَیں کہنے لگا اے میرے ربّ! میں دوزخ والوں میں کہاں آگیا۔ اتنے میں ایک عورت کو دیکھا تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قَالَ مَاشَأْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ ﷺ جُوْعًا. ❷

کہ ایک بلی اس کو نوچ رہی تھی۔ میں نے دریافت کیا یہ کیا ماجرا ہے؟ کہا گیا اس عورت نے اس بلی کو باندھ رکھا تھا نہ کھانا ہی کھلایا نہ پانی ہی پلایا۔ نہ اس کو چھوڑا کہ کیڑے مکوڑے کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی بلکہ بھوکی پیاسی یہ بلی مر گئی۔ جس کی وجہ سے اس عورت کو اس کی سزا میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ یہ بلی عذاب الٰہی ہے جو اس شکل میں آپ کو دکھائی جا رہی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس قسم کا گناہ آدمی کرے گا اسی قسم کی سزا اس کو دی جائے گی۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ آیا ہے یہ تمہارے کاموں کا بدلہ ہے۔ یہ سزا اور عذاب عالم برزخ کا بتایا گیا ہے' لیکن عالم آخرت میں جب قبروں سے نکل کر خدا کے سامنے حاضر ہوں گے تو وہی گناہوں کا انبار اور بوجھ لادے ہوئے پہنچیں گے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

❶ بخاری' كتاب التعبير' باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح (٧٠٤٧)

❷ بخاری كتاب الاذان' باب ٩٠' حديث ٧٤٥

كتاب المساقاة باب فضل سقي الماء (٢٣٦٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ. ﴾

(الانعام: ۳۱)

(بیشک خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے ملنے کی تکذیب کی۔ یہاں تک کہ جب وہ معین وقت اُن پر دفعۃً آپہنچے گا تو کہنے لگیں گے ہائے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس کے بارے میں ہوئی اور حالت اُن کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بوجھ اپنے کمر پر لادے ہوں گے۔ خوب سن لو کہ بُری چیز ہوگی جس کو وہ لادیں گے۔)

یعنی جب اچانک قیامت آپہنچے گی تو اپنے بُرے اعمال پر انہیں بڑی ندامت ہوگی۔ تو پھر افسوس ظاہر کریں گے۔ اواپنی پیٹھ پر اپنے گناہوں کے بوجھ لادے ہوں گے اور وُہ بہت ہی بُرا بوجھ ہوگا۔ ابومرزوق بیان کرتے ہیں کہ جب کافر فاجر قبر سے اٹھیں گے تو نہایت بدشکل مجسمہ اُن کا استقبال کرے گا۔ اس سے سخت بدبو آئے گی۔ وہ کافر نافرمان کہے گا تو کون ہے؟ وُہ شکل کہے گی کہ تم مجھے نہیں پہچانتے' میں تمہارے اعمالِ خبیثہ کا مجسمہ ہوں جو تو دنیا میں کیا کرتا تھا۔ دُنیا میں بہت دنوں تک تو مجھ پر سوار تھا' اَب مَیں تجھ پر سوار ہوں گا۔ یہی مطلب هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ کا ہے

اس آیتِ کریمہ سے بھی اعمال سیۂ کا مجسم ہونا بنص قرآنی ثابت ہو رہا ہے۔ اور غلول والی آیت سے بھی یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾

(آل عمران: ۱۶۱)

(جو شخص خیانت کرے گا وُہ خیانت کردہ چیز قیامت کے دن لے کر آئے گا۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ ذرا برابر حق تلفی نہ کی جائے گی۔)

اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ نے ایک وعظ میں غلول وخیانت کا ذکر خصوصیت سے فرمایا اور اس کا گناہ اور اس کی بہت بڑی اہمیت بیان فرمائی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ میں تم کو قیامت کے دن اس حال میں ہرگز پاؤں کہ تم میں سے کوئی اپنی گردن میں اُونٹ لادے ہوئے آرہا ہو اور وہ بلبلاتا ہو' یعنی غنیمت وغیرہ کے مال میں سے اُونٹ کی خیانت کی ہوگی' اور چرالیا ہوگا' تو اس اُونٹ کو میرے سامنے لادے ہوئے سفارش کے لئے آئے گا اور کہے گا یارسول اللہ! میری امداد فرمائیے گا۔ تو اس وقت اس کو صاف جواب دے دوں گا کہ میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں گا نہ تیری امداد کرسکتا ہوں۔ دُنیا میں یہ بات میں نے پہنچا دی تھی کہ جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چوری کرے گا وہ اس چیز کو لے کر خدا کے سامنے حاضر ہو گا میں اس کی حمایت نہیں کروں گا۔ اور ہرگز نہ پاؤں تم میں سے کسی کو کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر گھوڑا لادے ہوئے آرہا ہو اور گھوڑا ہنہنا کر آواز کرتا ہو تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ چوری کا گھوڑا ہے' وہ میرے پاس آکر کہے گا یارسول اللہ میری امداد کیجئے تو میں اس سے کہوں گا کہ میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ میں دنیا میں تجھ کو یہ حکم پہنچا چکا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو ہرگز نہ پاؤں کہ قیامت کے دن اپنی گردن پر بکری لادے ہوئے آرہا ہو۔ اس بکری کے لئے آواز ہوگی' وہ میرے پاس آئے گا یارسول اللہ ﷺ! آپ میری امداد فرمائیں۔ میں کہوں گا کہ تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں یہ حکم تجھ کو پہنچا چکا تھا۔

پھر فرمایا ہرگز تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن کسی انسان غلام وغیرہ کو لادے ہُوئے ہو گا وہ چیختا ہوا میرے پاس آکر کہے گا یارسول اللہ ﷺ میری امداد کیجئے۔ میں کہوں گا تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں یہ حکم دنیا میں پہنچا چکا تھا۔ پھر فرمایا کہ ہرگز نہ پاؤں تم کو اس حالت میں کہ قیامت کے دن اپنی گردن پر کپڑا لادے ہوئے آئے گا۔ یعنی دنیا میں اس نے غنیمت کے مال میں سے کپڑے کی خیانت کر لی تھی یا کسی کا کپڑا چرالیا تھا۔ یا بغیر حق کے غیروں کے کپڑے پہنتا ہو گا تو وہ کپڑے ہلتے یا حرکت کرتے ہوں گے۔ وہ کہے گا یارسول اللہ ﷺ میری امداد کیجئے! تو میں کہوں گا کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں یہ حکم دنیا میں پہنچا چکا تھا۔ پھر فرمایا میں تم کو قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اپنی گردن پر بے زبان چیزیں مثلاً سونا چاندی وغیرہ لادے ہوئے آئے گا وہ کہے گا یارسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے تو میں کہوں گا کہ تیری کچھ امداد نہیں کر سکتا۔ میں نے یہ حکم تجھ کو پہنچا دیا تھا۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب جہاد میں غنیمت کا مال حاصل ہوتا تھا تو آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے لشکر میں اعلان کر دو کہ جس کے پاس غنیمت کے مال میں کچھ بھی ہے وہ لا کر جمع کر دے۔ چنانچہ سب لا کر جمع کر دیتے۔ آپ پانچواں حصّہ نکال کر باقی کو سب میں تقسیم فرما دیتے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے تقسیم کرنے کے بعد ایک صاحب بال کی لگام لئے ہوئے حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ غنیمت میں سے لے لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَسَمِعْتَ بِلَالًا نَادٰی ثَلَاثًا الخ.))

''کیا تم نے بلال رضی اللہ عنہ کی تین دفعہ منادی سنی تھی؟''

---

❶ بخاری کتاب الجهاد و السير باب الغلول (۳۰۷۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اُس نے عرض کیا یارسول اللہ سنی تھی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس وقت لانے سے کس نے منع کیا تھا؟ اس نے معذرت بیان کی جو قابل قبول نہیں تھی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((کُنْ اَنْتَ تَجِیْئُ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَمْ اَقْبَلْہُ عَنْکَ.)) ❶

''یعنی تم اس کو اپنے پاس رکھو قیامت کے دن اس کو لاؤ گے' آج میں اسے قبول نہیں کرتا۔''

کیونکہ سب مال تقسیم ہو چکا' اب یہ کس کس کو دیا جائے گا۔

اسی طرح سے ایک مرتبہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خادم نے غنیمت سے ایک چادر چرالی تھی۔ جہاد میں تیر لگنے سے شہید ہو گیا۔ لوگوں نے اس کی شہادت پر مبارکباد دی کہ جنت مبارک ہو یعنی شہید ہو گیا' جنت میں جائے گا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((کَلَّا وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِیْ اَخَذَھَا یَوْمَ خَیْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْھَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَیْہِ نَارًا.)) ❷

''ہرگز نہیں خدا کی قسم جس چادر کو خیبر کی جنگ میں اس نے چرایا تھا اور وہ تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ وہ چادر اس غلام پر دوزخ کی آگ بھڑکا رہی ہے۔''

یعنی ایک چادر کی خیانت کی وجہ سے وہ دوزخ میں گیا۔ جب لوگوں نے اس کو سُنا تو ایک صاحب اٹھے چمڑے کا ایک یا دو تسمے لا کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے پیش کئے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا یہ ایک یا دو آگ کے تسمے ہیں۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّہٗ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ.)) ❸

''جس نے کسی کی ایک بالشت زمین ناحق دبائی ہے قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طورق (گلے کا ہار) ڈالے ہوئے ہوگا۔''

اور فرمایا:

((مَنْ اَخَذَ اَرْضًا بِغَیْرِ حَقِّھَا کُلِّفَ اَنْ یَّحْمِلَ تُرَابَھَا اِلَی الْحَشْرِ.)) ❹

---

❶ ابو داؤد' کتاب الجہاد' باب فی الغلول (۲۷۰۳)

❷ بخاری' کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر (۴۲۳۴)

❸ بخاری' کتاب بدء الخلق' باب ماجاء فی سبع ارضین (۳۱۹۸)

❹ مسند احمد: ۴/ ۱۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''جس نے ظلماً کسی کی زمین چھین لی ہے تو اُسے اس بات کی تکلیف دی جائے گی کہ اس کی مٹی کھود کر میدانِ حشر میں لائے۔''

اور فرمایا:

((اَیُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَّحْفِرَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰخِرَ سَبْعِ اَرْضِيْنَ ثُمَّ يُطَوِّقُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ.)) ❶

''جس نے ظلماً کسی کی ایک بالشت زمین لے لی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بات کی تکلیف دے گا کہ ساتوں زمینوں تک کھودے۔ پھر اُن کا ہار بنا کر قیامت کے دن اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔''

اسی طرح جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالی ہے تو وہ مال سانپ کی شکل بن کر اس کے گلے کا ہار ہوگا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ (آل عمران: ۱۸۰)

(اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات اُن کے لئے کچھ اچھی ہوگی' بلکہ یہ بات اُن کے لئے بہت ہی بُری ہے' وہ لوگ قیامت کے دن طوق پہنا دیئے جائیں گے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا۔)

اسی طرح اگر کوئی اپنے جانور کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دِن وہ جانور بہت موٹے تازے ہو کر بڑے بڑے تیز سینگوں سے اُسے ماریں گے اور روندتے اور کچلتے رہیں گے۔ پچاس ہزار برس تک یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ ❷

اور فرمایا وہی مال گنجا سانپ بن کر مالک کا پیچھا کرے گا۔ اور یہ مالک اس سے بھاگے گا۔ یہاں تک کہ وہ سانپ اس کو پکڑ کر اس کا ہاتھ چبا جائے گا۔ اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ اور اُس کی باچھیں چیرتا ہُوا کہے گا' اَنَا كَنْزُكَ میں تیرا مال وخزانہ ہوں جس کو تو جمع کرتا تھا۔ ❸

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

❶ مسند احمد: ٤/ ١٧٣

❷ بخاري' كتاب الزكاة' باب اثم مانع الزكاة (١٤٠٢)

❸ بخاري' كتاب الزكاة' باب اثم مانع الزكاة (١٤٠٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ (التوبة: ٣٤- ٣٥)

(اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہیں خرچ کرتے۔ انہیں درد ناک عذاب کی خبر دے دیجئے۔ جس دن اس کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے ان کی پیشانیوں اور پیٹھوں اور پہلوؤں کو داغ دیئے جائیں گے۔ اور اُن سے یہ کہا جائے گا کہ یہ وہی خزانہ ہے جس کو تم نے جمع کیا تھا۔ اب تم اس خزانہ کے عذاب چکھو۔)

مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهُ فِيْ يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِيْ بَطْنِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ كَانَ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَآ اَبَدًا.)) ❶

”جس نے اپنے آپ کو کسی لوہے کے ہتھیار سے مار ڈالا وہ ہتھیار قیامت کے دن اس کے ہاتھ میں ہوگا' اور اسی ہتھیار سے جہنّم کی آگ میں ہمیشہ بھونکتا رہے گا۔ اور جس نے زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیا ہے۔ وہ قیامت کے دن جہنم میں وہی زہر پیتا رہے گا۔ اور جس نے پہاڑ سے گر کر اپنے آپ کو مار ڈالا ہے تو قیامت کے دن اسی قسم کے پہاڑ سے آگ میں گرتا رہے گا جلتا رہے گا۔ سچ ہے کَمَا تُدِيْنُ تُدَانُ جیسا کرو گے ویسا ہی پاؤ گے۔“ ❷

غدر اور عہد شکنی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا۔ قیامت کے دن اس کی غدّاری کا جھنڈا دم کی طرح اس کی پیٹھ پر ہوگا جس سے پہچانا جائے گا کہ یہ دُنیا میں غدّار تھا۔ بہر حال ہر گناہ کی صورت نوعیّہ جداگانہ ہے۔ اور اس کا بدلہ بھی اسی کے مناسب ہے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ﴾

☆☆☆

---

❶ مسلم' كتاب الايمان باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه

❷ بخارى' كتاب الجزية و الموادعة باب اثم الغادر للبر و الفاجر حديث (٣١٨٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایجاد بدعت کا دوسرا نام ''شریعت سازی''

از قاری نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا.﴾ (المائدۃ: ۳)

(آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔)

ایک دور تھا جب انسان ستر پوشی کے لئے درختوں کے پتوں کا محتاج تھا' مگر اب اس قدر مختلف انواع و اقسام اور گونا گوں رنگوں اور ڈیزائنوں کے کپڑے اور ملبوسات معرض وجود میں آ چکے ہیں' کہ انہیں حیطۂ شمار میں لانا مشکل ہے۔ پہلے انسان ضروریات شکم کے لئے قدرتی پیداوار پر اکتفا کرتا تھا' مگر اب قدرتی پیداوار میں اس قدر دخل انداز ہو چکا ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ بہت سی اشیاء اپنی مرضی کے مطابق اگاتا ہے بلکہ ان میں ایسے ایسے فنکارانہ تصرفات بھی کرتا ہے کہ ان کی اصل حقیقت پہچاننی مشکل ہی نہیں بلکہ بعض اوقات ناممکن سی ہو جاتی ہے۔ پہلے وقتوں میں انسان پیدل سفر کیا کرتا تھا' پھر اس نے گدھوں' گھوڑوں' اونٹوں اور دیگر حیوانات کو اس مقصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا اور اب ایسی ایسی سواریاں ایجاد کر چکا ہے کہ جن پر مہینوں کا سفر گھنٹوں میں' ہفتوں کا سفر منٹوں میں اور دنوں کا سفر سیکنڈوں میں طے کر لیا جاتا ہے۔

ایک وقت تھا جب سورج کے غروب ہوتے ہی زمین' ایک ظلمت خانے میں تبدیل ہو جاتی تھی' پھر انسان دیا' لالٹین' شمع وغیرہ بنا کر رات کی تاریکی کا مقابلہ کرتا رہا مگر اب اس نے بجلی' برقی رو کو دریافت کر کے گویا سورج کی شعاعوں کو گرفتار کر لیا ہے اور پھر انہیں ایسے ایسے بلبوں' ٹیوبوں اور دیگر بڑے بڑے طاقتور قسم کے قمقموں میں بند کر رکھا ہے۔ جنہیں رات کے وقت کسی مقام پر نصب کر دیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دن طلوع ہو گیا ہو۔ کبھی وقت تھا جب انسان کی آواز اسی حد تک دور جا سکتی تھی جس حد تک اس کے گلے اور حلق میں قوت ہوتی تھی مگر آج لاؤڈ اسپیکر' ریڈیو' ٹی۔ وی اور دیگر ایجادات کے ذریعے اس کی آواز ایک شہر سے دوسرے شہر تک یا ایک ملک سے دوسرے ملک تک ہی نہیں بلکہ پورے کرۂ ارض پر گونج رہی ہے۔

یہاں ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ سائنسی ایجادات واکتشافات کی طویل فہرست پیش کی جائے' بلکہ ہمارا مقصود صرف یہ بیان کرنا ہے کہ آج خرابۂ زمین میں جو آبادی اور ویرانہ کائنات میں جو شادابی نظر آ رہی ہے یہ سراسر اس چھوٹی سے مشینری کی مرہون منت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے دونوں کندھوں کے درمیان' گردن کے اوپر نصب کر رکھی ہے' اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن فکری' عملی' تخلیقی اور دیگر صلاحیتوں سے نوازا ہے وہ شاید کسی اور مخلوق کو عطا نہیں کی گئیں۔ اور پھر اس بات میں بھی کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی وجود میں جو قوتیں اور صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہیں وہ اسے اس وقت بھی معلوم تھیں جب آدم کتمان عدم سے ابھی معرض وجود میں نہیں آیا تھا اور اس وقت بھی معلوم تھیں جب آدم کو وجود سے نوازا گیا اور اس وقت بھی معلوم تھیں جب اسے خود شکن اور خود نگر' کائنات شکن اور کائنات ساز بنا کر اس ویرانہ کائنات میں اتارا گیا۔ اور اسے پوری نوع انسانی کا نمائندہ قرار دے کر اس سے فرمایا گیا:

﴿ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴾ (طٰہٰ: ۱۲۳)

(یعنی تمہارے پاس میری طرف سے یقیناً ہدایت آئے گی' سو جس نے میری ہدایت کا اتباع کیا وہ نہ ضلالت وگمراہی کا شکار ہوگا اور نہ شقاوت میں مبتلا ہوگا۔)

انسانی قوتوں اور صلاحیتوں کو اور مذکورہ بالا آیت کریمہ کو پیش نظر رکھ کر غور کیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ آدم کو زمین پر بھیجتے ہوئے اور اسے خلافت ارضی عطا کرتے ہوئے فرما رہا ہے کہ تم میری دی ہوئی صلاحیتوں اور قوتوں کو استعمال کر کے علم اور سائنس کے ذریعے نت نئی ایجادات کر سکتے ہو' زمین سے اپنی مرضی کے مطابق پیداوار حاصل کر سکتے ہو' ایک سے ایک بڑھ کر خطرناک ترین ہتھیار تیار کر سکتے ہو' غرض تم بہت کچھ کر سکتے ہو' کائنات شکنی کر سکتے ہو' کائنات سازی کر سکتے ہو...... مگر...... دین سازی اور شریعت سازی...... یہ تمہارے بس کا کام نہیں' تمہارے لئے جائز نہیں بلکہ تمہارے لئے مناسب ہی نہیں۔ اگر تم ایسا کرو گے بھی تو اس میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ نہ تمہاری دنیا اس سے سدھر سکے گی اور نہ آخرت سنور سکے گی۔ نہ دنیا کی مشکلات حل کر پاؤ گے اور نہ آخرت کے مصائب سے نجات حاصل کر سکو گے۔

((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.)) ❶

---

❶ سنن النسائي- كتاب صلوة العيدين باب كيف الخطبة رقم الحديث ١٥٧٩

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

”یعنی ہر دین سازی‘ گمراہی ہے اور ہر گمراہی (انجام کار) آگ میں (لے جانے والی) ہے۔“

یہی وجہ ہے کہ دین و ہدایت کی ذمہ داری اللہ نے یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى ۔ فرما کر خود اپنے اوپر ڈال لی اور انسانوں میں سلسلہ نبوت اور رسالت جاری فرما کر اپنی اس ذمہ داری کو پورا کر دیا۔

اور پھر جس طرح اس کائنات کی اکثر و بیشتر اشیاء بچپن‘ جوانی اور بڑھاپے کے مراحل سے گزرتی ہیں اسی طرح جب انسانیت ان مراحل سے گزرتے ہوئے عقل و شعور کے لحاظ سے بلوغت اور جوانی کی منزل تک پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ انبیاء و رسل کی آخری کڑی یعنی دانائے سبل‘ ختم الرسل‘ خاتم النبیین‘ رحمۃ للعالمین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما کر سلسلہ نبوت و رسالت کو بھی ختم مکمل کر دیا اور ان پر دین و ہدایت کی بھی تکمیل فرما دی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کتاب و سنت کی شکل میں دین و ہدایت کا جو سرمایہ ہمیں عنایت کر دیا گیا ہے وہ اس قدر جامع‘ اس قدر کامل اور اس قدر واضح و سہل ہے کہ اب ہمیں نہ کسی نئی نبوت و رسالت کی ضرورت ہے اور نہ کسی نئے دین و ہدایت کی۔

بدعات نوازی عقیدۂ ختم نبوت سے متصادم ہے

اس تفصیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے غور کیجئے کہ اگر ایک مسلمان سلسلہ نبوت و رسالت کے ختم ہو جانے کو بھی مانتا ہے اور دین کے مکمل ہو جانے کو بھی برحق جانتا ہے اور پھر ساتھ ساتھ رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے اس دنیا سے رحلت فرما جانے کے طویل عرصہ بعد ظہور پذیر ہونے والے چند امور کو بہت بڑی دینی حیثیت بھی دیتا ہے بلکہ انہیں ایمان و کفر اور دینداری و بے دینی کا معیار قرار دیتا ہے تو ایسا شخص جہاں لاعلمی میں اللہ و رسول ﷺ کی تکذیب کرتا ہے وہاں غیر شعوری طور پر ان کی توہین و بے ادبی کا مرتکب بھی ہوتا ہے‘ کیونکہ وہ اپنے عمل سے گویا یہ ثابت کرتا ہے کہ ختم نبوت اور تکمیل دین کی جو خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے وہ درست نہیں اور دین اسلام اپنی تکمیل میں میری دینی اختراعات اور شریعت سازی کی کدوکاوش کا محتاج ہے جب تک میرے تجویز کردہ اضافے اس میں شامل نہیں کئے جائیں گے اس وقت تک دین اسلام اس قابل نہیں ہوگا کہ اسے دین کامل کہا جا سکے۔

دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس کی تعلیمات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہیں۔ حیات انسانی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے‘ جس کے متعلق اسلام کوئی نہ کوئی ہدایت اور رہنمائی نہ دیتا ہو۔ چنانچہ جب کوئی شخص اپنی زندگی میں خودساختہ دین کے بعض احکام داخل کر لیتا ہے تو جس حد تک وہ احکام اس نے اپنی زندگی میں داخل کئے ہوتے ہیں‘ اسی حد تک اس کی زندگی سے‘ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کے احکام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خارج ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ خود ساختہ احکام دینی اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام دینی باہم مختلف اور متضاد ہوتے ہیں اور دو باہم متضاد اشیاء کا بیک وقت ایک مقام پر مجتمع ہونا بلا شک وشبہ خلاف دین ودانش اور خلاف عقل ومنطق ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص یا گروہ خود ساختہ دین کے احکام کو یکے بعد دیگرے اپنانا شروع کر دیتا ہے تو وہ دین آہستہ آہستہ اس کی زندگی کی تمام وسعتوں پر چھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ حقیقی واصلی دین اپنی جگہ پر سمٹنا شروع ہو جاتا ہے' حتیٰ کہ ایک وقت آتا ہے جب وہ سمٹتے سمٹتے اپنا بوریا بستر ہی سمیٹ لیتا اور اس کی زندگی سے بالکل ہی رخصت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آج کئی ایسے فرقے اور گروہ دنیا میں موجود ہیں جو کہلاتے تو اسلامی فرقے ہیں مگر ان کے افکار ونظریات اور اعمال وکردار کو دیکھا اور پرکھا جائے تو وہاں اصل اسلام کا شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ کیونکہ وہ لوگ اپنی تمام تر زندگی خود ساختہ دین کے حوالے کرنے کے بعد حقیقی واصلی دین کو اپنی زندگی سے دیس نکالا دے چکے ہیں۔

دین سازی کا کام کرنے والے حضرات خود تو جانتے ہوتے ہیں کہ انہوں نے کہاں کہاں دین سازی کے ''جوہر'' دکھائے ہیں' کس کس مقام پر اپنی ''تخلیقی'' صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے اور کس کس مسئلے کو دین کا لبادہ پہنا کر اسے دینی اور شرعی حیثیت دے چکے ہیں۔ مگر بعد میں آنے والی نسلیں دین سازی کی تاریخ سے ناواقفیت کی بنا پر ان لوگوں کے ''خود ساختہ دینی مسائل'' ہی کو حقیقی واصلی دین سمجھ لیتی ہیں' انہیں کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کرتی ہیں' انہی کی تعلیم دیتی ہیں اور انہی پر مر مٹنے کے لیے تیار رہتی ہیں۔

مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر شیعہ مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے بعض ان فرقوں اور ان کی شاخوں کو دیکھا جا سکتا ہے جو اپنے مخصوص اور خود ساختہ عقائد ونظریات کی بنا پر کسی درخت کی شاخ بریدہ کی طرح دین حقیقی کے اصول وارکان اور بنیادوں سے اس قدر دور جا چکے ہیں کہ اب ان کا دین حقیقی کے اس اصلی درخت کے ساتھ کوئی تعلق ہی معلوم نہیں ہوتا جس کی وہ شاخیں ہیں۔ زنجیر زنی' سینہ کوبی' گریباں چاک کرنا' سیاہ رنگ کا لباس زیب تن کر لینا' صدیوں پہلے شہادت کے مقام بلند پر فائز ہونے والوں پر یوں ماتم کا مظاہرہ کرنا جیسے یہ ابھی کل ہی کا واقعہ ہو' حج وعمرہ کی بہ نسبت ایران وعراق کے ''مقامات مقدسہ'' کی زیارت کو زیادہ اہمیت دینا' اسلاف امت کے ممنون احسان ہونے کے بجائے ان پر لعن طعن کرنا' ان کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعاؤں کے بجائے انہیں گالیوں کے تحفے ارسال کرنا اور اسی طرح کے مزید چند ایک امور کی پابندی کرنا۔

یہ ہیں وہ چند ''خود ساختہ مسائل'' جنہیں بعض لوگ منزل من اللہ دین سمجھ کر اپنائے ہوئے ہیں اور جنہیں دنیا جہان کے تمام کاموں سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان کا رب ان سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

راضی ہو جائے گا۔ ظاہر بات ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں ان چیزوں کا نشان تک نہیں ملتا بلکہ ان میں سے اکثر و بیشتر امور کے متعلق صریح ممانعت کے احکام ملتے ہیں۔

اسی طرح اہل سنت کی طرف نسبت رکھنے والے بعض حضرات ہیں جنہوں نے شادی و مرگ کی چند رسوم ہی کو اصلی دین اور حقیقی شریعت سمجھ رکھا ہے۔ ان کو ایمان اور اسلام کے اصول و ارکان سے بھی زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ان کی پابندی نہ کرنے والوں کو کافر' گستاخ' بے دین اور نہ جانے کیا کیا کچھ کہہ دیا جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ ان رسوم کو معرض وجود میں آئے ابھی چند سال کا عرصہ ہی ہوا ہے۔

اسی طرح تقلید شخصی کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ بھی اس دنیا سے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت سے کئی سو سال بعد معرض وجود میں آیا۔ صحابہؓ تابعینؒ تبع تابعینؒ کے دور میں اس کا نشان تک نہیں ملتا۔ مگر متاخرین میں سے بعض حضرات نے اس کو اتنی اہمیت دی کہ اسے کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل قرار دے دیا' اب ظاہر بات ہے کہ یہ بھی دین سازی اور دین میں اختراع پسندی ہی کی ایک شکل ہے۔

یہاں ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ خود ساختہ دینی مسائل کی کوئی لمبی چوڑی فہرست پیش کی جائے بلکہ ہمارے پیش نظر صرف اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ اگر دین سازی کا دروازہ کھولنے کی اجازت دے دی جائے اور ایسا کام کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کرنے کے بجائے حوصلہ افزائی کی جائے تو دین حقیقی کی عمارت کی تمام اینٹیں ایک ایک کر کے گرتی چلی جائیں گی حتیٰ کہ ایک وقت آ سکتا ہے جب عمارت کا نام و نشان باقی رہ جائے گا۔ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی خطرات کو پیش نظر رکھ کر درج ذیل فرمودات اپنی زبان وحی ترجمان سے ارشاد فرمائے تھے:

((عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ.)) ❶

''جس شخص نے کسی شریعت سازی کرنے والے' دین میں اضافہ کرنے والے کی عزت و توقیر کی اس نے بلاشک اسلام (کی عمارت) کو ڈھا دینے میں (اس کی) اعانت کی۔''

((عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ.)) ❷

---

❶ بیہقی – شعب الایمان باب فی مباعدۃ الکفار و المفسدین – فصل فی مجانبة الفسقة و المبتدعة – رقم الحدیث ٩٤٦٤ ❷ مسند احمد ٤/١٠٥

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

’’کوئی قوم نئی شریعت (بدعت) ایجاد نہیں کرتی مگر اس کے برابر اصلی شریعت (سنت) ان کے اندر سے اٹھالی جاتی ہے۔ تو پرانی اور اصلی شریعت کو مضبوطی سے تھام لینا نئی شریعت ایجاد کرنے سے (بہرحال) بہتر ہے۔

((عَنْ حَسَّانَ قَالَ مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِيْنِهِمْ اِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيْدُهَا اِلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ.)) ❶

’’حسان نے کہا کوئی قوم اپنے دین میں نئی شریعت (بدعت) ایجاد نہیں کرتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے برابر ان کی اصلی اور پرانی شریعت (سنت) کا حصہ ان سے سلب کر لیتا ہے۔ پھر قیامت تک اسے ان کی طرف واپس نہیں لوٹاتا۔‘‘

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔)) ❷

’’رسول کریم ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے ہمارے اس امر (یعنی دین اسلام) میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ چیز مردود ہے۔ (قابل قبول نہیں ہے)‘‘

آخری حدیث میں فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا کے الفاظ کو پیش نظر رکھا جائے تو اس مسئلہ کے متعلق پیدا ہونے والے اشکالات اور پیدا کئے جانے والے مغالطے از خود ختم ہو جاتے ہیں۔ فی امرنا ہذا۔ کا مفہوم یہ ہے کہ ’’دین‘‘ کے اندر کسی چیز کو ایجاد کرنا قابل مذمت ہے۔ ’’دنیا‘‘ کے اندر کسی نئی چیز کا پیدا کرنا قابل مذمت نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا کے اندر نئی نئی چیزیں معرض وجود میں آتی ہی رہتی ہیں اور آتی ہی رہیں گی، سائنس دان نئی نئی چیزیں دریافت اور ایجاد کرتے ہی رہتے ہیں اور کرتے ہی رہیں گے۔ ان پر کوئی قدغن، کوئی پابندی نہیں۔ البتہ دین کے اندر نئی چیزوں کا اضافہ ناپسندیدہ اور قابل مذمت فعل ہے۔

دوسرے لفظوں میں اسے اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ اسلام ہماری زندگی کو دو شعبوں میں تقسیم کرتا ہے۔

(ا) عبادات

اس شعبے کے متعلق اسلام کا بتایا ہوا اصول اور قاعدہ یہ ہے کہ عبادات صرف وہی جائز اور درست ہیں

❶ سنن الدارمي – المقدمة باب اتباع السنة ۱/٤٥

❷ صحيح بخاري – كتاب الصلح۔ باب اذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود – رقم الحديث ۲٦۹۷ صحيح مسلم كتاب الاقضية – باب نقض الاحكام الباطلة و رد محدثات الامور رقم الحديث ۱۷۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جنہیں قرآن وحدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اپنی طرف سے کوئی عبادت وضع کی جائے گی تو وہ ''شریعت سازی'' (بدعت) شمار ہوگی۔ مختصر یہ کہ قرآن وحدیث میں بیان کردہ عبادات کے علاوہ باقی تمام عبادات ناجائز اور حرام ہیں۔

(۲) معاملات

اس شعبے کے متعلق اسلام کا اصول اور قانون یہ ہے کہ معاملات صرف وہی ناجائز اور حرام ہیں جن کے متعلق قرآن وحدیث میں ممانعت کر دی گئی ہو۔ باقی تمام معاملات درست اور جائز ہیں۔ گویا جس طرح کسی عبادت کے جائز ہونے کے لئے قرآن وحدیث کی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، منع ہونے کے لئے نہیں، اسی طرح کسی معاملے کے ناجائز ہونے کے لئے قرآن وحدیث کی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جائز ہونے کے لئے نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

(اقبالؒ)

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خُطباتِ جُمُعہ

انتخاب اسلامی خطبات

مولانا عبدالسلام بستویؒ

خطبات جمعہ کے بہت سے مجموعے عربی اور اردو زبان میں ملتے ہیں، ان میں سے ایک معروف مجموعہ "اسلامی خطبات" کے نام سے دستیاب ہے، جسے معروف عالم دین اور خطیب مولانا عبدالسلام بستویؒ نے تحریر کیا اور یہ ہمارے علمائے کرام میں بہت پسندیدگی اور قبولیت کے ساتھ مشہور ہے۔

"اسلامی خطبات" کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس کے متن کو مزید مستند اور معتبر بنانے کے لیے از سر نو ترتیب دیا گیا ہے اور اس سے موضوعاتی تکرار کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں اس کے حوالوں کی تخریج کا مفید کام مولانا محمد داؤد ارشد حفظہ اللہ نے انجام دیا، جب کہ ان کی تصحیح و توضیح کا نازک کام مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ تعالیٰ نے بہت ذمہ داری سے پورا کیا۔ مذکورہ خطبات کے ذخیرے میں دو مفید موضوعات پر مشتمل تحریروں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ دعوت و اصلاح دین کے موضوع پر یہ خطبات قاری نعیم الحق نعیمؒ کی نگارشات سے ماخوذ ہیں۔ خطبات کی یہ تدوین نو اب "خطبات جمعہ" کے نام سے منصۂ شہود پر آرہی ہے۔ اپنے اسلوب اور استناد کے حوالے سے علمائے دین اور خطیب حضرات ان خطبات کو جمعۃ المبارک کے علاوہ بھی دعوت و ارشاد کے موضوع پر مفید پائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

المکتبۃ السلفیۃ
4 شیش محل روڈ، لاہور 54000
Ph.:042-37237184,37230271
Fax: 042-37227981 P.O.BOX 1452
E-mail:alsalafiyyah@yahoo.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ